



معاشرہ اول

مؤلف

حضرت علامہ الحاج محمد منظور احمد مدنی

ضمیمہ قرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی پاکستان

مقام رسول ﷺ

مؤلف
حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور رحمدلی
مہتمم جامعہ فضیلتیہ رضویہ فیض الاسلام لاہور شرقیہ

ضیاء المشران پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مقام رسول ﷺ	نام کتاب
حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی	مصنف
اپریل 2007ء	تاریخ اشاعت
ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	ناشر
ایک ہزار	تعداد
1Z 444	کمپیوٹر کوڈ
375/- روپے	قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:- 042-7238010

9۔ انکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7247350-7225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:- 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

نَدَانِ عَقِيدَتِ

بِسَاكِهِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ زَيْبِ مَقَامِ دُنِي فَتَدْتِي

حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدٍ مُصْطَفَى عَلَيْهِ السَّلَامِ وَالسَّلَامُ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي كُلِّ حِينٍ بَعْدَ مَخْلُوتِ

النِّدَاةِ بِالْأَمِيرِ شَاعِرِ رَوْجِ

كَرْتَبُولِ افْتِدَاةِ زَيْبِ عَزْوَ شَرَفِ

فَقِيرِ فِضْلِ عَزَلِ

وَأَحْسَنَ مِثْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَأَجْمَلَ بِكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ
خَلَقْتَ مُبَرَّزًا تِنَ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ فُلِقْتَ كَمَا تَأْتِ
خزینہ حنفی

مَا إِنْ مَدَحْتَ مُحَمَّدَ بَعَاتِي كَلِمًا مَدَحْتَ تَعَاتِي مُحَمَّدَ
خزینہ حنفی

بَعَثَ إِلَيْنَا سَجَالَهُ، كَفَى الدُّلُجَةَ نَجَالَهُ خَشِنَتْ جَمِيعُ خِيصَالِهِ، صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ استغوی عبدالمصطفیٰ

عرش است کیں پایہ زالیان محمد جبریل امین خادم دربان محمد
شیخ سہی

خوبی و مشکل و دشمنی حرکات و سکنات آتچہ خوباں ہمہ دارند تو تنها ولی
کس نیست در جہاں کہ رخصت عجب نماند لے در کمال حسن عجب تر زہر عجب
کے بہ حسن و ملامت بہ یلہ ما زرد ترا دیرن سخن انکار کار ما زرد
ہزار نقش برآید گلک منع دلے کے بخوبی نقش محمد ما زرد
بیتہ المصطفیٰ بدیم منورہ

سفید م کہ دیدار تو دید ند بے و لیکن چہاں کہ توی آسناں نمید کے
 مہم تو محمود نامت محمد ﷺ بدلیاں ستاے دانے کے دارد
 شہباز عروج توڑ افلاک گزشت بتایکہ رسیدی زند بیج نبی
 ہر کس جہد غزنی ملکے رسیدہ ات آسناں کہ جائے نیت تو آسناں سیدہ
 ہر حسن گوید ستائے خدارا خدا خود مجید ستائے محمد ﷺ
 مصطفیٰ نور جناب امرکن آفاپ بزرگ علم میں لادن
 احسنیت

معدن اسرار علام الغیوب بزرگ بحسبین امکان و وجوب
 وصف اواز قدرت اتان و راست عاشائیدہ میں ہمہ تفسیم راست
 نور حق از شرق بے مشی تافت عالی از تابش او کام یافت
 دفعتا برخاست اندر مدح او از زباں ہاشور لا مِسْفَل لہ
 نہ عزت و اعتراف محمد ﷺ کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا بنی سب سے بالا و والا ہمارا بنی

عرش حق ہے مندرِ رفت رسول اللہ کی دکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

تیرے تو وصف عیب تنہا ہی سے ہیں بری حیراں ہوں مجھے شاہ میں کیا کہا کہوں تجھے
اعلمت

بُئِحَانُ اللّٰہِ مَا اَبْهَمَكَ مَا اَبْهَمَكَ مَا اَبْهَمَكَ کہتے مہر علی کہتے تیری شہادت تمہیں کہتے جا بجا
غلب کلام

ہم چٹاں آراز دانِ جُبنو کل گرد پالیش سُررہ چشمِ رسل

گفت با اُمتِ زُنیاءِ شَمَا دوستدارم طاعت و طیب و لنا

گر تَرَا ذَوِقِ معانی راہنما است نیتِ پوشیدہ در حرفِ شَمَا است
اقبال

یعنی آں شمعِ شبتانِ وجود بُود در دُنیا وَاز دُنیا بُوَد

جلوہ اُوقد سِیال را بید نہن بُود اندر آب و گلِ آدم ہنوز

من مدغم مرز ولوم اُدکباست

ایں قدر دانم کہ ما آشناست

اقبال

فہرست کتاب

	باب دوم	9	پیش لفظ
	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض	10	کچھ کتاب کے بارے میں
208	خصائص و فضائل	12	تعارف مصنف
210	اولیت سید عالم		باب اول
229	نورانیت		حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و
257	آپ کا سایہ نہ تھا		کمالات بے شمار اور غیر محدود ہیں حضور
264	احادیث لولہ لاک		کی تعریف و تعظیم میں جتنا مبالغہ اور غلو
281	متصرف، مختار کل، ہر شے کی کنجی پہ قبضہ	41	کریں وہ درحقیقت کم ہے
355	مختار فی الشریع		فصل اول
387	حاضر و ناظر		آیات قرآنیہ سے اس کا ثبوت
472	عصمت	47	ادب و تعظیم رسول اللہ ﷺ
497	حیات انبیاء		فصل دوم
505	علم غیب		احادیث و آثار شریفہ سے اس کا ثبوت
535	فضلات شریفہ کی طہارت		اور صحابہ، سلف صالحین اور حقہ میں
549	شیخ محقق کا مسکہ	68	آداب نبی کی ایک جھلک
	باب سوم		فصل سوم
	توہین نبی و کفر و ارتداد ہے موہن مستحق	93	اقوال آئمہ دین و علمائے عظام دین
567	قتل ہے		لا تطرونی پہ تحقیقی گفتگو
	فصل اول	197	شبہات اور ان کا قلع قمع
567	آیات سے ثبوت	206	لہیفہ

		فصل دوم
		احادیث سے ثبوت
	باب چہارم	فصل سوم
	حضور کی محبت کے لزوم اور فوائد کلیان،	اجماع امت اور اقوال آئمہ سے ثبوت
592	592	
	صرف قرآن شریف اور احادیث	
622	شریف سے	
655	655	
	ماخذ کتاب ہذا	

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین
 مقام رسول ﷺ کو کما حقہ بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ ہمارا ہی دعویٰ نہیں بلکہ محدثین،
 مفسرین کا بھی یہی قول ہے نیز مصلح اہل سنت والدین شیخ سہری شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا
 عنہم کذا تمس عن گویت تو بالا ترین زانچہ من گویت
 نیز اہل حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت ماحی شرک بدعت حامی دین وسنت مجدد دین ملت الشاہ
 الامام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو عقل عالم سے ماوراء ہو
 کنز مکتوم ازل میں در کنون خدا ہو
 سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم وراہ ہو

میرے ابائی قبلہ بیہوشی وقت شیخ الحدیث والفسیر مناظر اعظم استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی
 محمد منظور احمد فیضی صاحب دامت برکاتہم نے زیر نظر کتاب لکھ کر ایوان نجد میں تہلکہ مچا دیا۔ حضور نبی
 کریم ﷺ کے مقام کو واضح کرنے کیلئے یہ کتاب چودہ سو سالہ احادیث و تفاسیر و اقوال ائمہ کا مجموعہ
 ہے۔ مگر میں مقام رسول ﷺ نے اس کتاب کو بند کرانے کی بڑی کوشش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ
 کی شان واضح کیوں ہے؟ اور یشن کورٹ پھر ہائی کورٹ میں مناظرے ہوئے الحمد للہ ”مقام رسول“
 ﷺ نے ہر جگہ مناظرہ جیتا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

ودفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر ہے اونچا تیرا بول بالا تیرا

کتاب ”مقام رسول“ ﷺ کے متعدد ایڈیشن کافی عرصے سے منظر عام پر آرہے ہیں لیکن اس
 مرتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے کچھ دنگ نئی جدت سے لا رہا ہے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے
 حبیب لیب مدتے اس ادارہ کو مزید ترقی سے نوازے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ
 اکرام الحسن الفیضی المدنی

۱۶ ستمبر ۲۰۰۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَا يُمَكِّنُ اِخْصَاءَ نِعْمَاتِهِ وَعَدُوَّ مَوَاهِبِهِ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا يُمَكِّنُ حَضْرَ فَصَائِلِهِ وَعَدُوَّ مُحَاسِنِهِ وَعَلٰی اِلٰهِ
وَاَصْحَابِهِ وَاٰئِمَّةِ مِلَّتِهِ الَّذِيْنَ خَاصُّوا فِيْ بَحَارِ فَصَائِلِهِ فَلَمْ يَنْدِرْ كُرًا
فَعَرَّ مَخَامِدِهِ فَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ وَلَا يُمَكِّنُ لِاَحَدٍ اَنْ يُّعَلَّمَ حَقِيْقَةَ حَمْدِهِ
تَعَالٰی وَنَعْتَ حَبِيْبِهِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی لِاَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَحَدٌ كَمَا عَرَفَهُ رَبُّهُ كَمَا لَمْ يَعْرِفْهُ تَعَالٰی اَحَدٌ مِّثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درود اور سلام کے بعد قارئین کی خدمت میں
عرض ہے کہ مقام رسول ﷺ کی عظمت بتانے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ بے خبر لوگوں کو پتہ
چلے کہ مقام رسول ﷺ کتنا بلند و بالا ہے۔ پھر اس کے بعد ان ناشائستہ کلمات سے پرہیز کریں جو
گمراہ و بے ادب علماء کی صحبت و تلقین سے حضور ﷺ کے حق میں کہہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کو چار
بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا باب۔ حضور ﷺ کے فضائل بے شمار ہیں۔ جتنا مالغہ سے تعظیم و تعریف کرو کم ہے۔

دوسرا باب۔ بعض خصائص و فضائل سید عالم ﷺ

تیسرا باب۔ حضور ﷺ کی توہین کرنے والے پہ شرعی حکم

چوتھا باب۔ حب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت اور اس کے فوائد

پہلے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ تعظیم و تعریف رسول اللہ ﷺ بڑھ چڑھ کر کرنی چاہئے۔
یہی اہم فریضہ ہے مومن اپنے نبی کی جتنی تعریف کرے توہی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے فضائل اور
کمالات کی کوئی حد نہیں اور دوسرے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ توہین رسول اللہ ﷺ کتنی بری
چیز ہے اور اس توہین سے دارین کی خواری قبر و حشر کی ندامت ہوگی۔ عذاب الیم و عذاب مہین کے
جوتے پڑیں گے کفر و ارتداد کے شرعی فتوے نافذ ہوں گے اور قتل جیسی ضرب کاری کا شرعی حکم جاری ہوگا
اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا نصیب ہوگا۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ کتاب آیات قرآنی اور احادیث و اقوال آئمہ علماء اہل اصرار سے حریں ہے۔ مولیٰ کریم اس کتاب کو عاتقوں کے لئے سب تذکیر و عاشقان رسول ﷺ کے لئے سب تسکین قلوب کرے اور اسی کے محبوب مولیٰ کریم اس فقیر کو ہمیشہ ہمیشہ حضور کی حاضری میں رکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (آمین)

از قلم
فقیر ابو الحسن منکورا احمد فیضی غفرلہ

تعارف مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی مدظلہ العالی
از قلم: صاحبزادہ علامہ مفتی محمد محسن فیضی صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین
تخلیق کائنات کے ساتھ ہی جب سے خلاق کائنات نے ابن آدم کو وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ سے
عزت و مقام عطا فرمایا تو اسے پردہ عدم سے عرصہ شہود میں لاکر زمین پر آباؤ فرمایا۔ بقول شاعر۔

عدم سے وجود میں لائی ہے جتوئے رسول ﷺ

کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جتوئے رسول ﷺ

ہر دور اور ہر عہد میں دینی امور و رشد و ہدایت اور دنیوی ضروریات، فلاح و بہبود کے فیضان کے
لئے حضرات انبیاء کرام علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کو
ان کا وارث بنا کر مبعوث کیا اور اپنے اسی مشن کو جاری و ساری رکھا۔ جن کی ذات والا صفات ہر فرد
بشر کے لئے سنگ میل ثابت ہو اور ان کی حیات طیبہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہو۔

دور حاضر اور ماضی میں ترقی کے نام پر اخلاقی اقدار اور اسلام کے نام پر بانی اسلام کے مخالفوں
سے جو خطرات لاحق ہوئے ان کے سدباب کے لئے علمائے حق اور صوفیائے کرام نے قرون اولیٰ کے
اکابرین کی طرح میدان عمل میں اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہ کر علماء سوء کا ڈٹ کر
مقابلہ کیا اور دندان شکن جواب دے کر انہیں لاجواب کیا۔

سرزمین احمد پور شرقیہ (جو کبھی علمائے سوء کا مرکز رہی) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی کا
انتخاب کیا جو علمی و عملی کردار و اخلاق میں اپنی مثال آپ ہے۔ جن کو اپنے بیگانے تسلیم کرتے ہیں۔ امام
المفسرین، استاذ الحدیث، مناظر اہلسنت، نابذ عصر، شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ الاساتذہ، جامع
المعقول و المقبول، حاوی الفروع والاصول، صاحب تصانیف کثیرہ، زائر رسول اللہ ﷺ (مرزا)،
عاشق مصطفیٰ، پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر العلماء و الصلحاء، آقائے نعمت، مربی جسم و روح، سیدی و
سندی و دستچی و ذخیرتی و بلجائی و ماوی، حضرت الحاج محبوب حبیب علامہ محمد منظور احمد فیضی شرفاء خفی مذہب،
مدنی محسب، بلوچ نسبتاً، اوچی مولدا، احمد پوری وطن اداہم اللہ کل علقۃ علینا بالصیۃ والسلامۃ والرضاء

والدعاء ابداً، والخصور دائماً، یہ شخصیت یہ ذات والاصفات محتاج تعارف نہیں۔
 مشک انت کہ خود بیوید نہ انت کہ عطار بگوید

آفتاب آمد دلیل آفتاب

آپ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کو اپنی عالمانہ صلاحیت اور ضیاء پاروں سے منور کرتے ہیں اور
 عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کو چمکتے جامِ ہلا کر سکون و قرار دیتے ہیں اور گم گشتگانِ بادیہ ضلالت اور موزیان
 رسول کو اپنی علمی و روحانی اور نورانی شعاعوں سے راہ ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جن کی ہر
 تقریر و تحریر کے علمی و روحانی فیضان سے نجدیت و وہابیت کے قصر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور طاغوتی
 قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

آپ کی پیدائش

آپ کی پیدائش، بہستی فیض آباد علاقہ مدینہ الاولیاء اوج شریف ضلع بہاولپور، پاکستان کے ایک
 عظیم علمی و روحانی گھرانے میں ہوئی۔ آپ، پیر طریقت، عارف باللہ، عاشقِ رسول اللہ، پروانہ مدینہ
 منورہ، فنانی اشیح، استاذ العلماء و العرفاء، حضرت علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی قدس سرہ کے
 دولت کدہ میں 2 رمضان المبارک 1358 ہجری بمطابق 16 اکتوبر 1939ء شب پیر بوقت صبح
 صادق جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب

علامہ محمد شریف الشمیر علامہ محمد منظور احمد صاحب فیضی ابن علامہ محمد ظریف فیضی ابن علامہ الہی بخش
 قادری ابن حاجی پیر بخش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ۔
 قیل..... آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ایک کثیر کے واسطے سے جا
 ملتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

آپ کے والد گرامی قدس سرہ السامی وقت کے ثانی شیخ سعدی و جامی تھے آپ نے اپنی زندگی
 درس و تدریس اور عشقِ خیر الوریٰ علیہ التحیۃ و الثناء میں بسر کی۔ آپ کی خواہش یہی تھی کہ.....

مدینہ جاؤں پھر آؤں پھر جاؤں

میری زندگی یونہی تمام ہو جائے

آپ 20 سے 25 مرتبہ حاضری حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے آپ کے وصال

(شوال 1315 ہجری بمطابق 1995ء) کے بعد چودھری محمد اشرف صاحب حال متیم بہاولپور نے آپ کو جیتے جاگتے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منی، عرفات، مزدلفہ ہر جگہ ہر مقام پر دیکھا۔ اور یہ بات حلفاً بیان کی۔

آپ کے دادا حضرت مولانا الہی بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ فارسی اور فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نہایت متقی، پابند شریعت اور شب زندہ دار بزرگ تھے اور سلسلہ قادریہ میں حضرت قبلہ صالح محمد صاحب قادری، سوئی شریف، سندھ سے نسبت رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت کی بشارت

آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ، حضور قبلہ غوث زماں، صاحب ذوق بلالی، استاذ العلماء والعرفاء حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی علیہ الرحمہ الباری کے شاگرد و مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شاہ جمالی کریم کو مولانا عبدالکریم صاحب فیضی اعوان علیہ الرحمۃ الرضوان نے مدینہ منورہ سے واپسی کے موقع پر بچہ کھجوریں پیش کیں۔ قبلہ شاہ جمالی کریم نے پہلے ایک دانہ علامہ پیر محمد ظریف کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے بیٹے کا حصہ ہے جو کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا ہے جب کہ ابھی علامہ فیضی صاحب مدظلہ پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ والدہ کے بطن میں تھے۔ آپ کے والد محترم نے دریافت کیا حضور میرا بچہ؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہاں! تیرا بچہ..... آپ نے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا اس کا نام محمد شریف رکھنا (بعد میں آپ نے اس نام کو تبدیل فرما کر منظور احمد منتخب فرمایا اور سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں بھی محمد منظور احمد درج ہے) اور یہ کھجور پہلے دن اس کو گھنٹی میں کھلانا آپ نے وہ کھجور ایک سال تک محفوظ رکھی۔ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حسب فرمان مرشد شاہ جمالی کریم آپ کو ایسا عظیم علمی و روحانی صفات کا پیکر بنا عطا فرمایا جو نہ صرف منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ ہوا۔ بلکہ منظور عالم بن گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمدا کثیرا۔

رقم بیائے خود کہ بکویت رسیدہ ام

نازم ہاں زماں کہ بلطفم خریدہ

پھر اسی کھجور بچہ مبارک سے آپ کو پہلے دن گھنٹی دی گئی (درج الآئی صفحہ 84-83) آپ کی والدہ محترمہ ایک صالحہ، حاجہ و متقیہ خاتون تھیں۔ بغیر وضو کے آپ کو دودھ نہ پلاتی تھیں۔ سبحان اللہ العظیم۔

بچپن میں ذکر اللہ کرنا

آپ کی عمر مبارک تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید اودام الحجید

تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید اہام العجید فی لقاء الحمید کے سالانہ عرس 7 ربیع الثانی 1359 ہجری سے واپسی کے موقع پر آپ کے گھر بستی فیض آباد شریف لائے۔ آپ نے ادوی صاحب آپ کو حضرت شاہ جمالی کریم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کی حضور! اس کے لئے دعا فرمائیں۔ پھر آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور! منظور احمد کو بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا ابھی بچہ ہے۔ آپ کے والد نے عرض کیا حضور کیا خواجہ اللہ بخش تو نسوی نے آخری وقت بچوں کو بیعت نہیں کیا تھا؟ پھر آپ نے بیعت فرمایا اور کہا ”بچہ آکھ اللہ“ یعنی بچے کو اللہ، دو تین بار بھی فرمایا، جب تیسری بار فرمایا تو آپ نے اسی وقت صغریٰ میں اپنی دادی کے ہاتھوں میں کودتے ہوئے..... اللہ، اللہ..... کہا شروع کر دیا۔

ایں طاقت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علم عظیم کی بشارت

ذکر اللہ کے بعد آپ نے علامہ فیض مدظلہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ”باپ سے بڑا عالم ہوگا۔“

ولایت کی بشارت

آپ کے والد محترم اپنی کتاب ”درج الآلی، صفحہ 85“ پر رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ فقیرات کو اپنے گھر بستی فیض آباد میں سویا ہوا تھا کہ حضرت شاہ جمالی کریم کی مجھے زیارت ہوئی۔ آپ نے ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور فرمایا..... تو پڑھائے گا..... پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ..... ”تیرا بیٹا ولی اللہ ہے۔“ میں نے عرض کی حضور نے فرمایا تھا کہ ”بڑا عالم ہوگا“ آپ نے فرمایا ”بڑا عالم بھی ہے اور ولی اللہ بھی ہے“ بفضل تعالیٰ دونوں چیزیں مکمل ہو گئیں۔

گفتند او گفتند اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

محبوبیت کے درجہ پر فائز ہونا

غوثِ زمان، قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (جو کہ دوران تدریس آنکھیں بند کر کے ادق مسئلہ و مقام سرکارِ دو عالم ﷺ سے دریافت فرما لیتے تھے) اپنے شاگرد و مرید و محبوب علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے ”اللہ انہاں محبوب ڈتے“۔ یعنی اللہ نے اپنا محبوب

دے دیا ہے، اب کسی اور محبوب کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

قلندروقت، غوث زماں، سلطان العارفین، حضرت قبلہ خواجہ پیر غلام یاسین فیضی شاہ جمالی بھی کئی بار اپنے مریدوں و غلاموں کے سامنے فرمایا کرتے تھے کہ: ”علامہ محمد منگور احمد فیضی صاحب بڑے عالم ہیں“ مزید فرمایا کرتے تھے کہ ”توں محبوب نیس، یعنی تم محبوب ہو“۔

بسم اللہ، آغاز تعلیم

جب آپ کی عمر مبارک کو چار سال چار ماہ چار دن ہوئے یعنی 6 محرم الحرام 1362 ہجری بروز پیر جامع مسجد سندیلہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں (جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے) قبلہ شاہ جمالی کریم نے دو بارہ بیعت فرمایا اور قرآن مجید شروع کرایا اور سورۃ فاتحہ شریف پڑھائی پھر آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن پاک، فارسی، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، مشکوٰۃ شریف، جلالین تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔

ابھی آپ کا فیہ نحو کی مشہور درسی کتاب پڑھتے تھے کہ غزالی زمان، ضیغ اسلام، محدث پاکستان علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ سے ”عدل“ کے متعلق سوال فرمایا۔ آپ نے تسلی بخش جواب دیا آپ خوش ہوئے اور فرمایا مولانا صاحب! اپنا بیٹا مجھے دو۔

آپ کے والد ماجد نے جواباً عرض کیا حضور ابھی بچہ ہے آپ کی بات سمجھنے کے لائق ہو جائے تو پھر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو مشکوٰۃ جلالین کی تکمیل کے بعد جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل اور علم حدیث کے حصول کے لئے آپ نے غزالی زماں، رازی دوراں قبلہ کاظمی کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے تقریباً بیس سال کی عمر مبارک میں 17 شوال المکرم، 1378 ہجری بمطابق 26 اپریل 1959ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل فرمائی۔

پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا اور بعدہ آپ نے اپنے والد ماجد سے علم تصوف میں تحفہ مراسلہ، لواح جامی شریف، توفیقہ شریف اور مشوٰی شریف وغیرہ پڑھ کر حدیث شریف اور جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی سند فراغت حاصل فرمائی۔ جس سال آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل کی اسی سال مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر اور ضوئکن تھے۔ الحمد للہ حمد اکثیرا۔ کرم بالائے کرم۔

سند الحدیث من الشیخ المحقق

شیخ المحققین برکت رسول اللہ فی الہند محقق علی الاطلاق سند الحدیث من شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہزرات حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا..... زہے نصیب..... نے فراغت والے سال علامہ فیضی صاحب کو عالم رویا میں سند حدیث خود عطا فرمائی۔

آپ اپنے اعلیٰ علمی و روحانی مرتبہ و مقام کی وجہ سے بزرگانِ تونسہ شریف، گولڑہ شریف، سیال شریف اور قبلہ مفتی اعظم ہند، امام ضیاء الدین مدنی، شیخ علاء الدین بکری مدنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔

اکتساب فیض و خلافت

آپ اپنے والد ماجد محقق سند الدین حضرت علامہ میر محمد ظریف صاحب فیضی اور حضور قبلہ غوثِ زماں خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور غزالی زماں، امام اہلسنت حضور قبلہ سید احمد سعید شاہ کاشمی کے علاوہ قلندرِ وقت سلطان العارفین حضرت قبلہ خواجہ غلام یاسین فیضی شاہ جمالی (نے خود گھر آ کر خلافت عطا فرمائی اور بار بار حکم دیا کہ مرید کیا کرو) حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری بریلی شریف اور حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اکتساب فیض کیا۔ کسی کو محنت کر کے اور مطالعہ کے بعد فرقہ خلافت عطا ہوا مگر آپ کو بن مانگے اور بلا کر دیا بلکہ خود گھر آ کر عطا کیا۔ بقول شاعر۔

بن مانگے دیا اور اتنا یاد امن میں ہمارے سہا نہیں

مدرسہ مدینۃ العلوم کا سنگ بنیاد

آپ نے فراغتِ علوم عقلیہ و نقلیہ کے بعد 11 مزدالجبہ 1979 ہجری کو اپنے آبائی گاؤں بستی فیض آباد علاقہ اوج شریف مدینۃ الاولیاء، ضلع بہاولپور میں ایک بڑے ادارے مدرسہ مدینۃ العلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ اپنی مثال آپ تھا۔ ایک گاؤں میں علم و عرفان کے سمندر جاری ہو گئے۔ مختصر عرصہ میں یہ ادارہ پورے پاکستان بلکہ برصغیر میں اچھی شہرت حاصل کر گیا اور پاکستان کے اطراف و اکناف افغانستان، غزنی، بنگلہ دیش سے تشنگانِ علوم و معارف اپنی علمی و روحانی پیاس بجھانے کے لئے جوق در جوق گاؤں میں آن پہنچے۔

ادارہ ہذا 12 رجمادی الثانی 1388 ہجری تک علم و حکمت کے دریا بہاتا رہا اور تشنگانِ علوم و معارف کی پیاس بجھاتا رہا۔ مختلف علاقہ جات و ممالک افغانستان، بھارت اور اندرون ملک سندھ، پنجاب اور کشمیر سے علم کے شیدائی و حشاہی آتے رہے اور اکتسابِ علم کر کے پوری دنیا کو فیض یاب کرتے رہے اور آج تک کر رہے ہیں آج بھی اسی ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کرام آپ کے تلامذہ

نامور اساتذہ، محدث، مفسر، مناظر اور محقق کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور ہندرون ملک اور بیرون ملک دنیا کے مختلف خطہ جات میں تبلیغ دین اسلام اور مذہب حقہ اہلسنت کا تحفظ کر کے اپنے فرائض باحسن انجام دے رہے ہیں۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء

مدرسہ مدنیۃ العلوم کے چند قابل ترین علماء کرام

(فارغ التحصیل طلباء آپ کے تلامذہ)

- 1- مناظر اسلام علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی
 - 2- علامہ صوفی محمد حفیظ الدین حیدر
 - 3- علامہ سید غیاث الدین شاہ صاحب
 - 4- علامہ صاحبزادہ نظام الدین صاحب
 - 5- علامہ عبد الرزاق صاحب
 - 6- علامہ قبول احمد صاحب فیضی
 - 7- علامہ غلام رسول صاحب سعیدی
 - 8- علامہ غلام محمد صاحب سعیدی
 - 9- علامہ غلام قادر صاحب
 - 10- علامہ کریم بخش صاحب سعیدی
 - 11- علامہ حافظ محمد عارف صاحب سعیدی
- نائب شیخ الحدیث، انوار العلوم ملتان
(چٹاگانگ، بھارت) حال
پرنسپل جامعہ ظریف العلوم مزنیق، ساؤتھ افریقہ
غزنی، افغانستان
پوتامولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
گرھی اختیار خان پور
راولپنڈی
ترنڈ، محمد پناہ، رحیم یار خان
خطیب آرمی پاکستان
ترنڈ محمد پناہ، رحیم یار خان
سرسہ، بہاولپور
خطیب لیاقت پور، رحیم یار خان
خطیب و امام کھتری مسجد میٹھا درو مدرس المدنیہ
دعوت اسلامی کھارادر براہچ، کراچی۔

مدرسہ فیضیہ رضویہ احمد پور شرقیہ کا قیام

12 جمادی الاولیٰ 1388 ہجری کو آپ نے یہ ادارہ ہستی فیض آباد اوج شریف سے احمد پور شرقیہ منتقل فرمایا اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے نام سے اپنے ذاتی مکان محلہ سعید آباد امیر عالم کالونی کچھری روڈ میں اس کی نشاۃ ثانیہ فرمایا کہ آج تک جاری و ساری ہے۔

جامعہ فیضیہ کے چند نامور قارئین التحصیل علماء جن کو آپ نے شرف تلمذ حاصل ہوا

1- حضرت مولانا سراج احمد صاحب سعیدی صدر مدرس عزیز العلوم اوج شریف
(صاحب تصنیف)

2- مناظر اسلام علامہ عبدالرشید صاحب یاسینی مدرس مدرسہ چوک بمبھٹ احمد پور

3- علامہ مفتی عبدالخالق اعظمی مہتمم انوار الاسلام حسین گوٹھ، ضلع بہاولپور

4- مولانا غلام محمد صاحب یاسینی خطیب DNB 9 ضلع بہاولپور

5- مولانا قاضی تاج محمد صاحب خطیب نور اکوٹ بہاولپور

6- مولانا حق نواز صاحب قر ایڈووکیٹ ہائی کورٹ بہاولپور

7- مولانا عبدالعزیز صاحب محمد علی لاری اوڈہ احمد پور شرقیہ

8- مولانا حق نواز صاحب صابری خطیب مدرس شعبہ درس نظامی کراچی

9- علامہ محمد شفیع صاحب گولڑی خطیب ملتان

10- مولانا فدا حسین صاحب سعیدی خطیب کراچی

11- صاحبزادہ مولانا ارشاد احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان

12- صاحبزادہ مولانا خورشید احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان۔ حال لاہور

13- مولانا قاری غلام یاسین صاحب خطیب سیالکوٹ

14- مولانا حافظ منظور احمد صاحب خطیب آرمی پاکستان

15- مولانا قاضی جلیل احمد صاحب یاسینی خطیب آرمی پاکستان

16- مولانا غلام حیدر صاحب ہزارہ

مدرسہ فیض الاسلام کا قیام

21 مارچ 1995ء کو آپ نے اپنے ذاتی پلاٹ 5 کنال میں اس مدرسہ کی بنیاد اس وقت رکھی

جب آپ کے والد محترم اس دارقانی سے رحلت فرما کر عالم برزخ جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک

اسی مدرسہ فیض الاسلام میں مرجع خلائق ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ ادارہ آنے والے وقت کا عظیم ترین اور

مثالی ادارہ ہوگا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک مدرسہ فیض الاسلام دربار فیضیہ چشتیہ نذر ملیوے لائن محلہ

قریش آباد احمد پور شرقیہ، 20-21 مارچ دھوم دھام اور احتشام سے ہوتا ہے۔

آپ بطور محدث و مفسر

آپ کے اعلیٰ علمی مقام کا اندازہ آپ کے قابل ترین تلامذہ موجودہ دور کے قابل ترین اساتذہ، مدرسین اور مناظر علماء حضرات سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ جس نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا بہت کچھ آپ سے حاصل کیا۔ آپ کا طریقہ تدریس مثالی اور اچھوتا ہے۔ جس نے بھی آپ سے جو سبق پڑھا آج تک علمی نقاط اس کے دل و دماغ میں محفوظ ہیں اور وہ بار بار آپ سے اکتساب علم و فیض کی کوشش کرتا۔ موجودہ دور کے کئی علماء مدرسین اپنے آپ کو علامہ فیضی مدظلہ کے تلامذہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور کئی شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے جناب ہیں اور تڑپتے ہیں۔ تلامذہ ذہین و کند ذہین ہر قسم کے ہوتے ہیں مگر آپ سے سب یکساں مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ فیضی مدظلہ دیگر اساتذہ کے ساتھ خود بھی تدریس کی فرمائش انجام دیتے ہیں بالخصوص تفسیر و حدیث کی تدریس میں مہارت تامہ کے مالک ہیں۔ اسی لئے آپ تقریباً ہر سال ماہ رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن تمام علوم و فنون کے ساتھ خود پڑھاتے ہیں۔ جس میں دور دراز سے علمائے کرام اور طلباء شامل ہو کر علمی و روحانی فیض پاتے ہیں۔ آپ کو فن حدیث سے خاص شغف ہے۔ اس کا اندازہ آپ کی بے مثال و نایاب لائبریری سے کیا جاسکتا ہے کہ جتنا احادیث کا ذخیرہ آپ کے پاس ہے شاید آپ کو کسی لائبریری میں ملے۔ کیونکہ آپ جب بھی حاضری حرمین شریفین پر تشریف لے جاتے ہیں تو کتب احادیث کے انبار لاتے ہیں۔ جو دیکھنے والے کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ باقی سامان الیکٹرونک وغیرہ کچھ بھی نہیں صرف کتب کا ذخیرہ ہے۔ آپ دورہ حدیث شریف کی تدریس کے فرمائش بھی انجام دیتے ہیں۔ نیز آپ دو مرتبہ مدرسہ ہدایت القرآن ملتان اور ایک مرتبہ مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد میں دورہ تفسیر القرآن پڑھا چکے ہیں۔

آپ بطور مناظر اسلام

ماضی میں مقام مصطفیٰ ﷺ صحابہ و اہلبیت اور ولایت اولیاء اللہ پر نجدیت خارجیت اور رافضیت کے پے در پے حملے ہوئے۔ ایسے میں اللہ و رسول اللہ ﷺ کے شراٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ہم مسلک علمائے اہلسنت اور مشائخ عظام کے شانہ بشانہ وہ کام کیا اور ان کو وہ دندان شکن اور مسکت جواب دیئے کہ نجدیت و رافضیت کے محل لرز اٹھے۔ جن وادیوں میں تاحدنگاہ اندھیرے چھائے ہوئے تھے وہ وادیاں آج علم و عرفان اور فقہ حنفی کے نور سے بھگکا اٹھیں۔ مردوخ و مناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کی بدولت پاکستان کے باشندوں کے دل و دماغ میں زندگی کی نئی تڑپ

وجود میں آئی اور لوگ جوق در جوق وہابیت و نجدیت کے گھٹا نوپ اندھیروں سے نکل کر نور و عرفان کی وادی میں آگئے۔ کئی لوگ آپ کے اعلیٰ علمی مرتبہ و روحانی مقام و فن مناظرہ کو دیکھ کر توبہ تاب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی کریمیں پھوٹ پڑیں۔ قریہ، قریہ، شہر شہر روحانیت و وحدانیت اور سنییت کا پرچم سر بلند ہوا۔ آپ نے علماء سوادہ سے کئی مناظرے مباحثے کئے بفضلہ تعالیٰ و حبیب ﷺ آپ نے سنییت اور مذہب صوفیائے کرام کو روانہ ہونے دیا۔ علمی و روحانی لحاظ سے آپ کی شخصیت آج بھی مسلم ہے۔ آج بھی سنی بریلوی اساتذہ، تلامذہ، سب اس مناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے حق کو چمکانے اور اجاگر کرنے کے لئے باطل سے کئی مناظرے کئے ہیں جن کا احصاء ممکن نہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1- آپ نے موضع گوپور علاقہ روہلا نوانی، ضلع مظفر گڑھ میں مولوی سعید احمد چتر وڑی گستاخ رسول ﷺ غیر مقلد نجدی سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی اور اسے ذلت آمیز شکست فاش دی۔ پھر آج تک مولوی سعید احمد چتر وڑی گرمی سامنے آنے سے عاجز ہے۔ بلکہ آپ کے نام سے لرز جاتا ہے اور وہ مقام چھوڑنے پر مجبور و بے بس ہو جاتا ہے۔ آج تک یہی شواہد موجود ہے۔

2- اسی غیر مقلد مولوی سعید احمد چتر وڑی گرمی سے لاٹ کے نزد (ضلع ملتان) مناظرہ طے پایا مگر مقررہ تاریخ پر علامہ فیضی صاحب کتب حوالہ جات و تلامذہ (جس میں راقم الحروف بھی ساتھ تھا) مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ مگر جب اس مولوی سعید کو معلوم ہوا کہ قبلہ علامہ فیضی صاحب جلوہ گر ہیں تو اس نے بھاگ نکلنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ ہزاروں افراد اس بات کے یقینی گواہ ہیں پھر اسی مقام پر اسی روز جشن فتح کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ جس میں آپ علامہ فیضی صاحب نے مہمان خصوصی کے طور پر آخر میں خطاب لا جواب سے لوگوں کو محظوظ و مسرور کیا۔

3- آپ نے شیعہ مولوی قاضی سعید الرحمن سے علاقہ چند و پیر لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مناظرہ کیا جو کہ رات گئے تک ہوتا رہا۔ جس میں قاضی سعید الرحمن شیعہ کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ کی طرح کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ اس میں ہمارے شہر احمد پور شریہ کے چند شیعہ حضرات بھی موجود تھے جو کہ آج تک علامہ فیضی صاحب کی حقانیت و علمی مقام کے معترف ہیں اور اپنی شکست اور اپنے مولوی کی ہار کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب قاضی سعید الرحمن بہوت ہوا تو کہنے لگا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آپ نے اس سے یہی تحریر لے لی اور اس نے بھی

اپنے قلم و ہاتھ سے لکھ دیا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آج تک وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔

۴۔ غیر مقلدوں کے امام مولوی عبداللہ روپڑی سے حویلی لکھا علاقہ پاکپتن سے مناظرہ طے ہوا۔ آپ بمع کتب و علامہ مولانا عبدالرشید صاحب یا سنی وغیرہ کے مقررہ تاریخ و مقام پر پہنچ گئے۔ دو دن تک اس کا انتظار کرتے رہے مگر اسے سامنے آنے کی تاب نہ ہوئی۔

5۔ 24 دسمبر 1997ء کو آپ نے ایک غیر مقلد وہابی قاری مولوی عبدالرحمن مکنہ دارہ دین پناہ، ضلع مظفر گڑھ سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لیب ﷺ کے طفیل آپ کو فتح نصیب فرمائی اور اسے ذلت و رسوائی کا سامنا ہوا۔ علامہ فیضی صاحب مدظلہ نے اس وہابی مولوی سے یہ تحریر لکھوائی جو کہ نجدیت کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے مترادف ہے۔ شفاعت پیغمبر ﷺ برحق ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ جو نبی ﷺ کی شفاعت کے متعلق لکھتا ہے کہ شفاعت مصطفیٰ ﷺ برحق ہے۔ اس کو ابو جہل جیسا مشرک کہنے والا (جیسا کہ مولوی اسماعیل قنیل نے اپنی کتاب تقویت الایمان کے صفحہ 330 پر لکھا ہے) ہمارے نزدیک کافر ہے۔ دستخط عبید الرحمن۔

اس سے بڑھ کر حقانیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہابی شاعر، اپنے کافر اپنے بڑی مولوی اسماعیل کو کافر لکھ دیا۔ فلولہ الحمد۔

آپ کی طرف سے چھپے ہوئے کافی تعداد میں مختلف اشتہارات اور پمفلٹ کی صورت میں موجود ہیں۔ مگر آج تک کسی بد مذہب وہابی، نجدی، دیوبندی کو جرأت و ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی ان سوالات کے جوابات دے سکے۔ بلکہ آج بھی ان کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی میں علم و جرأت ہے تو ان کے تحریری جوابات سے اپنے بڑوں کا منہ دھو کر اپنے قرض اتارے۔ تاکہ اہل علم پر حق و باطل کا امتیاز ہو سکے۔

مولانا درخوآستی جو رخصت ہو چکے ہیں مذہب باطلہ مولانا سرفراز گکھرووی مولوی عبدالستار تونسوی مولوی عبداللہ روپڑی وغیرہم پوری ذریت سے وہ سوالات تشنہ جواب ہیں۔ کچھ چلے گئے مگر قرض نہ اتارا۔ ان کے بس میں ہی نہ تھا جواب کیسے لکھتے

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

- 6- آپ کی اسی کتاب لاجواب و مستجاب مقام رسول پر مخالفین دیوبندیوں، نجدیوں نے ای، اے، سی احمد پور شرقیہ کی عدالت میں 1984ء میں درخواست دی۔ اسی کتاب پر عدالت میں وکلاء و دانشوروں کے سامنے مناظرہ طے ہوا۔ وہاں بھی ان کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ علامہ فیضی صاحب کی طرف سے وکلاء قاہرہ کے انبار اور ادھر لغویات تھیں۔ بالآخر ای، اے، سی، نے پولیس کو کمرہ عدالت میں طلب کر کے ان کی پٹائی کرائی۔ قتلہ الحمد
- 7- پھر انہیں نجدیوں نے 1992ء میں اسی کتاب کو بند کرانے کے لئے سیشن کورٹ میں رٹ دائر کی۔ محمد اللہ تعالیٰ وہ رٹ سیشن جج نے خارج کر دی۔ جس کی نقل اور فیصلہ بدست سیشن جج اسی کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ اہل علم و منصف مزاج پڑھ کر خود فیصلہ فرما سکتے ہیں حق اور باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

آپ بطور شیریں بیاں خطیب

جہاں آپ ایک قابل ترین مدرس و مفسر و محدث ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن خطابت میں بے پناہ صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ آپ کی زبان مبارک میں وہ شیرینی ہے کہ سننے والا یکسوئی کے ساتھ محو ہو کر آپ کے خطاب لاجواب سے مستفید ہوتا ہے۔ آپ جماعت اہلسنت کے مایہ ناز خطیب ہیں۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی ڈائری کئی کئی ماہ تک پُر ہوتی ہے۔ پروگرام لینے کے لئے کئی ماہ پہلے رابطہ کیا جاتا ہے آپ کراچی سے لے کر حویلیاں ہزارہ پنڈی تک ادھر بلوچستان کوئٹہ اوستا محمد تک تبلیغی تقریری دوروں پر تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر دل پذیر میں وہ اثر ہے وہ جادو ہے کہ کئی عشاقان مصطفیٰ ﷺ آپ کی تقریر میں جان کا نذرانہ دے چکے ہیں اور شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں۔ آپ کے لئے تین چار گھنٹے بیان فرمانا غیر معمولی بات ہے۔ فقط ایک موضوع پر چار چار گھنٹے بیان فرمانے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ جس سے علماء و دگ رہ جاتے ہیں اور حوالہ جات کے انبار ہوتے ہیں۔ بلا دلیل آپ کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ جو بھی ایک بار آپ کے خطاب لاجواب سے مستفیض ہوتا ہے وہ بار بار آپ کے بیان عالی شان کے سننے کی سعی و دگ کرتا ہے۔ کوئی خطیب فقط اردو زبان میں خطاب فرماتے ہیں اور کوئی سرائیکی میں فقط مگر یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کہ سرائیکی، اردو، فارسی، عربی سب پر عبور رکھتے ہیں۔ فی الہدیہ جو بھی زبان ہو آپ

تقریر شروع فرمادیتے ہیں اور صاحب زبان عربیوں سے اس انداز میں داد حاصل کرتے ہیں کہ ملتے نئی الملتے فی الرد علی الوہاب یہ آپ کی نورانی تقریر سو فیصد وہابیوں کا ردِ بلیغ ہے۔ مزید یہ کہ ہر شخص آپ کے خطاب لا جواب سے یکساں مفید ہوتا ہے۔ خواہ وہ عالم و طالب علم ہو خوندہ یا ناخواندہ۔ جب علما نے کرام آپ کے علمی جواہر پارے سنتے ہیں تو بغیر داد دیے رہ نہیں سکتے اور آپ کی تقریر میں جدت ہوتی ہے نیا موضوع ہوتا ہے نیا رنگ ہوتا ہے۔ یہ فقط آپ کا خاصہ ہے نیز آپ کی یہ کرامت ہے کہ بغیر مجمع و اجتماع کے تقریر شروع فرمادیتے ہیں۔ 10-15 منٹ تک پنڈال کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ جب کہ عام علماء حضرات اس سے گریز کرتے ہیں کہ ہاؤس فل ہو پھر خطبات کا میدان سنبھالیں۔ علمی سوالات و جوابات آپ کا خاص مشغلہ ہے۔ دورانِ خطبات بہت سے سوالات کئے جاتے ہیں اور آپ فوراً دلائل قارہ سے باحوالہ جوابات سے نوازتے جاتے ہیں اور اپنے موقف کو دلائل قارہ سے روز روشن کی طرح واضح فرمادیتے ہیں اور مذہب باطلہ کے عالی محلات کو پاش پاش کر کے اپنے مذہب حقہ البتسنت کی حقانیت کو دوبالا کردیتے ہیں کراچی، ملتان، لاہور وغیرہ کئی مقامات سے آپ کو جمعہ کی خطبات کی پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے اپنے پسماندہ شہر احمد پور شرقیہ کو بلا کسی معاوضہ کے ترجیح دی اور باقی سب کو کثیر مالی اعانت و پیش کش کے باوجود ٹھکرادیا۔ آج کل آپ مدرسہ فیضیہ رضویہ کی نورانی جامع مسجد میں خطبات کے فرائض بلا معاوضہ انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ آپ اپنی ذاتی آمدنی سے مدرسہ فیضیہ و فیض الاسلام کے اخراجات برداشت کرتے ہیں ایک بزرگ عالم دین عاشق رسول ﷺ حافظ مولانا محمد عارف صاحب احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا علامہ فیضی صاحب مدظلہ اور ان کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی موجودگی میں بتایا اے علامہ فیضی صاحب! حضرت خضر علیہ السلام پہلے بھی آپ کو شرف بخشے کے لئے آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرمائے ہیں اور آئندہ جمعہ بھی آپ کے پیچھے اسی نورانی جامع مسجد میں ادا فرمائیں گے۔ انسانی لباس و شکل و صورت میں ہوں گے۔ نورانی شفاف چہرہ ہوگا سفید چمکدار ریش مبارک ہوگی اور سفید لباس میں ملبوس ہوں گے اور ان کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوں گے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی ہڈی نہیں ہوگی بالکل نرم و نازک انگوٹھا ہوگا۔ اسی جمعہ کئی حضرات نے حضرت خضر علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ (کما صلی النبی ﷺ خلف ابی بکر الصدیق و عبدالرحمن بتاعون و جبرائیل علیہم السلام)

تشریفاً لہم)
اس سے قبل آپ ان مقامات پر خطبات کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

- 1- جامع مسجد دار حضرت سید جلال الدین بخاری اوج شریف۔
- 2- جامع مسجد دار حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت اوج شریف۔
- 3- جامع مسجد کرل عبداللطیف محلہ سردشاہ احمد پور شرقیہ۔
- 4- جامع مسجد داروغہ اللہ ڈیوایا محلہ شکاری احمد پور شرقیہ۔

تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ اندرون و بیرون ملک دورے کر چکے ہیں۔ حج بیت اللہ کے موقع پر آپ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران میلاد شریف کی محافل میں حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب (بریلی شریف)، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور مفتی محمد حسین نعیمی صاحب سکھر مدظلہ العالی کی صدارت میں اردو، عربی میں علماء مصر و شام کی موجودگی میں تقاریر فرما کر علماء عرب و بزرگان اسلام کے دل موہ لئے۔ آپ کی تقاریر کی آڈیو کیسٹ عربی، اردو اور سرائیکی میں مختلف موضوعات پر موجود ہیں۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار

تحریک پاکستان کے وقت آپ اگرچہ جوان سال تھے مگر جذبہ اسلام و آزادی سے اس وقت بھی سرشار تھے اور اپنے نمائندین و قائدین کی طرح اس تحریک میں سرگرم عمل رہے اور اپنے والد محترم علامہ پیر محمد حریف صاحب فیضی کے زیر سایہ مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنے دل پذیر خطاب لاجواب سے عوام الناس کو ان تحریکوں کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ اسلام اور سوشل ازم کے موضوع پر مستقل کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ہر طرح سے ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر تحریر و تقریر کے ذریعے ان کی اہمیت کو اجاگر کیا مزید برآں خود عملی طور پر جلسوں کی قیادت فرماتے رہے اور جب احمد پور شرقیہ میں تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران گولی چلی اور خون کی ندیاں بہیں تو اس میں آپ کے چچا زاد بھائی مولانا تقیول احمد صاحب آپ کے رضاعی بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے طالب علم حاجی محمد حنیف صاحب اور سید گل حسن شاہ صاحب زخمی ہو کر خون میں لپ پت ہو گئے اور آپ کے ایک عقیدت مند نے جام شہادت نوش کیا۔ سیاسی طور پر آپ ابتداء ہی سے جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ رہے اور اس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ 1978ء تا 1989ء میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے جب احمد پور شرقیہ کا دورہ فرمایا تو آپ کو کھٹلی سطح پر جمعیت کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ مئی 1978ء میں آپ

کو جماعت اہلسنت پاکستان ضلع بہاولپور کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے دور صدارت میں جماعت کے لئے دن رات تک دو دو اور سخت محنت فرمائی۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان اور میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائے ونڈ میں شرکت کے لئے بڑے پیمانہ پر کوشش کی۔ کئی کاروں اور بسوں کا قافلہ آپ کی نگرانی میں ملتان اور رائے ونڈ پہنچا اور آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کارکن بھی منتخب کیا گیا۔

حرمین شریفین کی حاضری اور مقامات مقدسہ کی زیارت

ویسے تو آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی حاضری میں رہتے ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر آپ پہلی مرتبہ 1970ء میں حرمین شریفین کی حاضری پر تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ کی حاضری پر آپ نے مواہبہ شریف کے سامنے سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں یہ نعت پیش کی۔ جس کا مطلع و مقطع یہ ہے۔

حبیب خدا سائیں ایسو کے کیناں -- کئی کوں ولا سائیں سڈیو کے کیناں

ہے عصیاں دامایارے فیضی دی حاضر -- نگاہ تلطف بھلیسو کے کیناں

دوسری حاضری 1971ء میں ہوئی۔ اس حاضری میں آپ کے والد محترم علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔ آپ سفید الجباج بحری جہاز سے پہلے روانہ ہوئے تو آپ کے والد محترم الوداعی وقت میں مغموم ہو گئے کہ منظور احمد مجھے چھوڑ کے اکیلا روانہ ہو گیا۔ آپ جب قدم بوس ہوئے تو اپنے والد محترم سے کہنے لگے اے آقائے نعت! انشاء اللہ العزیز آپ مجھ سے پہلے پہنچیں گے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ کے والد محترم پہلے سے موجود تھے اور بوتل نوش فرما رہے تھے۔ اپنے والد محترم کے قدم بوس ہو کر مخاطب ہوئے اے آقائے نعت! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگرچہ میں پہلے جا رہا ہوں۔ مگر آپ مجھ سے پہلے حاضری دیں گے۔

آپ کے والد محترم کا پیار اور آپ کی نیاز و ادب

اگر کوئی والد اپنی اولاد پر مہربان اور دعاؤں کا مرکز ہوگا تو علامہ فیضی صاحب کے والد محترم اس کی مثال تھے۔ جتنا پیار و محبت و شفقت اور اپنی نیک دعاؤں میں اپنے اکلوتے لڑکے کے علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ اتنا شاید کسی کے والد نے اپنی اولاد کو نیک دعاؤں میں یاد کیا ہوگا اور اگر

کوئی والدین کا باادب لڑکا دیکھتا ہو تو علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو دیکھ لو۔ پورے علاقہ میں والد اور ولد کا پیار و ادب مشہور و معروف تھا اور اسے بطور نمونہ و مثال پیش کیا جاتا تھا۔ پیار و محبت اور نیک دعاؤں جس مالامال اور سرشار دیکھتا ہو تو آپ کے والد محترم کو دیکھ لو اور باادب و باحترام و تابع فرمان لڑکا دیکھتا ہو تو علامہ فیضی صاحب کو دیکھو۔ وبالوالدین احسانا۔ پر اگر کسی نے عمل کیا ہے تو بلا مبالغہ علامہ فیضی صاحب مدظلہ اس کی جیتی جاگتی تفسیر و تصویر ہیں۔ آپ اس کی تشریح یوں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبالوالدین احسانا کہ والدین سے احسان کرو یہ نہیں فرمایا کہ صرف ان کی زندگی میں احسان کرو بلکہ بعد از وصال بھی احسان کرو۔ قرآن، نقل، کلمہ، درود شریف، صدقات، دعا وغیرہ سے احسان کرو۔ زندگی میں بھی اور ان کے وصال کے بعد جتنا آپ نے اس آیت پر عمل کیا ہے شاید ہی آج کل کوئی حافظ یا عالم اس پر عمل کرتا ہو رب ارحمہما کما ربیبانی صغیرا کی تلاوت کر کے آپ آگے اس طرح مجھے تشریح و تفسیر سے فرماتے ہیں کہ رب ارحمہما کما ربیبانی صغیرا و کبیرا و کھولا۔ یعنی اے میرے پروردگار میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن، جوانی و بڑھاپے میں میری پرورش فرمائی۔ آپ کے والد محترم بھی آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے، جگر کوسکین اپنے محبوب، علامہ، مناظر، تقویٰ کے پیکر لڑکے کو دیکھ کر دیتے تھے۔ نیز انت و مالک لابیلت (اللہ عیث) کا مصداق آپ ہیں۔ والد محترم نے جتنی رقم کا مطالبہ کیا آپ نے بلا چوں و چرا اور بغیر کسی توقف کے حسب فرمان رسول اللہ ﷺ پیش کر دیا اب تک نہ فرمائی۔ آپ کے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً 20 سے 25 مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری ہوئی۔ سب اخراجات آپ نے برداشت کئے۔

منت منہ کی خدمت سلطان ہی کسی۔۔۔ منت شناس کہ در خدمت تا گذاشت

تیسری حاضری آپ کی 1976ء میں ہوئی۔ جس میں آپ اپنے ساتھ چھ افراد کا قافلہ لے گئے۔ جس میں آپ کے والد محترم، آپ کی زوجہ محترمہ اور آپ کا بیٹا، راقم الحروف محمد حسن فیضی ایک آپ کی بیٹی اور آپ کا ایک طالب علم حاجی مولوی محمد حنیف شمسی ساتھ تھے۔ یہ حاضری رمضان شریف میں عمرہ کی ادائیگی کی تھی عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازم مدینہ الرسول ﷺ ہوئے۔ رمضان شریف میں اعکاف حرم نبوی میں نصیب ہوا پھر شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے کچھ ایام (یعنی تین ماہ) مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ جو کہ حسب البقاء الی اللہ ہے اور دن رات محافل میلاد النبی ﷺ میں تقاریر فرماتے رہے۔ آپ بابا العوالی بیرون جنت البقیع ایک ملتان بستی حاجی نذر محمد صاحب مدنی ملتان اور صوفی اللہ دتہ مدنی ملتان کی مسجد میں آپ روزانہ علی الصبح بعد نماز فجر درس حدیث دیا کرتے تھے اور اسی

مسجد میں آپ تین ماہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اور حاجی محمد حنیف مؤذن تھے۔ ملتان مدنی حضرات نے آپ کو ہمیشہ یہیں رہنے کا کہا کہ آپ کے سب اخراجات ہم برداشت کریں گے۔ مگر آپ نے فرمایا پیچھے درس و تدریس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا آپ دعا کریں کہ ہر سال مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوتی رہے۔ ایک دن آپ جب احد شریف تشریف لے گئے اور ایک پتھر اٹھا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار! کاش مجھے مدینہ منورہ کے جبل احد کا ایک پتھر بنا دیتا وہ پہاڑ جس کو حضور ﷺ سے محبت ہے اور آپ کو بھی جبل احد سے محبت ہے۔ نیز یہ کہ حساب و کتاب سے بھی محفوظ رہتا۔ حاجی محمد حنیف نے عرض کی، حضور آپ کا علمی و روحانی فیض کیسے دینا کو نصیب ہوتا؟ دنیا آپ سے کیسے اکتساب فیض علم و عرفان پاتی؟ اسی مقصد کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش فرما کر اہلسنت پر احسان فرمایا۔

چوتھی حاضری 1982ء میں آپ کو نصیب ہوئی اس بار بھی آپ کے والد محترم اور ایک آپ کی عزیزہ آپ کے ساتھ تھیں۔ اس مرتبہ بھی آپ رمضان المبارک میں تشریف لے گئے اور بعد اذانگی حج واپس ہوئی۔ اس مرتبہ آپ جب تشریف لے گئے تو چند شریکین نے تعصب و حسد کی بنیاد پر یہ افواہ اڑادی کہ آپ کراچی میں بیٹھے ہیں کبھی یہ کہتے کہ آپ سعودی عرب میں گرفتار ہیں۔ کبھی یہ افتراء باندھتے کہ آپ کے سعودی عرب جانے پر پابندی ہے۔ مگر بحمدہ تعالیٰ آپ نے اس مرتبہ بھی حسب سابق و دستور بھر پور محافل میلاد میں شرکت فرمائی۔ اس سال علامہ مولانا خورشید احمد صاحب فیضی ظاہر پیر والے بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ عربی میں مہارت نامہ وید پٹوئی کے مالک ہیں۔ اس لئے عرب شریف میں آپ اردو عربی اور سرائیکی میں تقاریر فرماتے ہیں اور صاحب عرب زبان سے خوب داد پاتے ہیں۔

پانچویں حاضری غالباً یہ حاضری آپ کی 1985ء یا 86ء میں ہوئی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔ چھٹی حاضری 1988ء میں ہوئی۔ اس حاضری میں بھی آپ کے والد محترم اور آپ کے دوسرے لڑکے حافظ محمد حسن فیضی ساتھ تھے۔ اس میں آپ کے والد محترم اور آپ کے لڑکے کے لڑکے کے لڑکے تشریف لے گئے تھے اور آپ حج کے ایام ماہ ذوالحجہ میں تشریف لے گئے۔ غلام مصطفیٰ شاہ صاحب اور ملک حاجی محمد عبداللہ صاحب رشید والے بھی ساتھ تھے۔ آپ حج دینا کے ذریعہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا ارادہ تو اپنے بزرگوار والد کے ساتھ جانے کا تھا۔ مگر رمضان شریف میں نہ جاسکے۔ آپ کے والد محترم نے وہیں سے بشارت دی کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی ہے اب آ جاؤ پھر آپ عین حج کے دنوں میں پہنچ گئے بعد حج واپس تشریف فرما ہو گئے۔

ساتویں حاضری بھی رمضان المبارک 1991ء میں نصیب ہوئی۔ اس وفد آپ کے والد محترم اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی ساتھ تھے اور اپنے تیسرے اور چھوٹے صاحبزادے حاجی محمد حسین فیضی کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ کے والد محترم رمضان المبارک کے بعد عمرہ کی ادائیگی اور اعکاف حرم نبوی کے بعد واپس تشریف لائے۔ مگر آپ بیچ الہیہ و بیٹے کے حج مبرور (حج اکبر) کی ادائیگی کے بعد تشریف لائے۔

آٹھویں حاضری اکتوبر 1997ء میں ہوئی مدینہ منورہ میں ایک ماہ کا قیام صرف محافل میلان النبی ﷺ کے لئے تھا۔ کیونکہ درمیان میں چھ سات سال کا وفد تھا اس لئے عشاقِ جناب تھے تشنگانِ علم و عرفان آپ کے دیدار کے شائق تھے۔ سب تک و دو اہل مدینہ منورہ نے کی۔ پندرہ دن کا حسب معمول ویزہ تھا بعدہ اہل مدینہ منورہ نے مزید پندرہ دن کے قیام کی اجازت دلائی جب بھی واپسی پر دو گرام بننا تو پھر کوئی رکاوٹ ہو جاتی۔ ایک اہل مدینہ بزرگ نے فرمایا اگر علامہ منظور احمد صاحب فیضی کو حضور ﷺ اجازت مرحمت نہ فرمائیں تو وہ کیسے پاکستان جا سکتے ہیں۔ لہذا جتنے دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے چاہا اپنے قربِ خاص میں رکھا۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

آمدنِ بارادت۔ درفتنِ باجارت

نویں حاضری 1998ء میں ہوئی۔ اس بار آپ بیچ اہل خانہ آپ کی زوجہ محترمہ، دو صاحبزادیاں ایک عزیزہ اور ایک آپ کے والد محترم کا مرید نور احمد رمضان المبارک میں تشریف لے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازمِ طیبہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں رات کو پہنچے اور اسی رات محفل میلاد، و عرس حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ میں آپ نے شرکت کی، راقم الحروف بھی اس بابرکت محفل میں شامل تھا۔ نعت خوانی کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے خطاب مولانا عبدالنواب صدیقی اچھروی لاہوری صاحب نے کیا بعدہ آپ کا خطاب لا جواب جب شروع ہوا تو عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھری لگی گئی کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم دیدہ نہ ہو بعد اختتام محفل حاضرین نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا آپ کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے اور پوچھنے لگے یہ کونسی ہستی ہے جو کہ عشقِ سرکار ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ نورانی و روحانی چہرہ کسی خاص بزرگ کا ہے کہ دیدار کرتے ہی خدا یاد آ جاتا ہے اذارؤ واذکر اللہ کا مصداق آپ کی ذاتِ بلا صفات ہے۔ بلاریب و بلا ماخذ یہ ایک حقیقت ہے۔ پھر بعد اعکاف مکہ مکرمہ میں حج تک قیام فرمایا اور تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ تقریباً دس کتابیں تحریر فرمائیں جن میں اکثر عربی اور کچھ اردو میں ہیں۔ آپ اپنے گرامی فردِ دو والدِ محترم کے ساتھ

دہلی، اجمیر شریف کی زیارات بھی فرما چکے ہیں آپ حضور خواجه خواجگان حضرت خواجه معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر تشریف لے گئے اور آپ کو وہاں سے بہت روحانی فیض ملا۔ آپ دسمبر 94 و جنوری 1995ء میں ایران، عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارات پر بھی قافلہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ اس زیارتی قافلہ میں آپ کی زود مجتہد آپ کا بیٹا حافظ محمد حسن اور دوسرے سنی سادات کرام آپ کی معیت میں تھے۔

آپ نے کربلا معلیٰ میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک و مزار شریف کی حاضری دی تو آپ کو مزار مبارک کے اندر سے کوئی خاص تحفہ بھی عطا ہوا۔ فللہ الحمد نیز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی حاضری پر بھی آپ کو اکتساب فیض کا موقع ملا اور آپ نے کربلا معلیٰ روضہ کے اندر اپنی علیحدہ جماعت کا بھی اہتمام فرمایا آپ کے ساتھ جو سنی سادات کرام سید فدا حسین شاہ صاحب بخاری وغیرہ تھے آپ کی معیت سے بہت لطف اندوز ہوئے اور بار بار وہ سفر زیارات یاد کرتے اور کہتے ہیں کہ حضرت علامہ فیض صاحب کی معیت میں جو قلبی سکون و اطمینان اور فیض حاصل ہوا کاش، وہ دوبارہ آپ کی معیت میں نصیب ہو۔

آپ کی تصانیف (مطبوعہ)۔

آپ جیسے فن خطابت کے شہسوار فن مناظرہ کے امام اور فن تدریس کے مایہ نام معلم ہیں ویسے آپ فن تصنیف و تحقیق میں یدِ طولیٰ کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا ہے۔ آپ کی ہر تصنیف و تالیف علمی و تحقیقی شاہکار ہے۔

1۔ مقام رسول ﷺ آپ کی یہ تصنیف لطیف، کتاب لا جواب مستطاب عرب و عجم میں یکساں مقبول، عالم اور متعلم کے درمیان، محبوب ہے۔ جس نے بھی اس کا ایک بار مطالعہ کیا پھر بار بار پڑھنے کی کوشش کی۔ جس کے ہاتھ یہ کتاب لگی پھر واپس بڑی مشکل سے ہوئی اور کیوں نہ ہو کہ والی دو جہاں حامی بیکساں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات محبوب خدا قادر مطلق و حسن مطلق کے حسن و جمال کا آئینہ و مظہر اتم قدرت کا شاہکار احمد مختار علیہ صلوة اللہ و سلام الغفار کی بارگاہ بیکس پناہ میں بھی شرف قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کو جب حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو یہی کتاب مستطاب مقام رسول ﷺ آپ کے ید الہی ہاتھوں میں تھی اور آپ خوشی و مسرت کا اظہار فرما رہے تھے کہ میری شان اور مقام پر بہترین تو نے تالیف کی ہے بعدہ سرکارِ دو عالم ﷺ فخر آدم و ابن آدم ﷺ نے مہر تصدیق اس کتاب پر ثبت فرمائی کہ اس میں جو بھی

ہے حق ہی حق ہے اس میں ایک ایسا حدیث نبوی موجود ہے کہ جس کی تصدیق خود حضور ﷺ نے فرمائی کہ ان الله قدر فع لى الدنيا وانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة كاتما انظر كفى هذه واقى به ميرى حديث ہے، سبحان الله العظيم وبحمده اس کتاب میں کسی مسلمان کو شک و شبہ کا شائبہ و گنجائش تک باقی نہ رہے۔ تو کیوں نہ اسے عشاق بار بار پڑھیں اور اپنے ایمان کی آبیاری کریں۔

مقام رسول ﷺ کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اس ایڈیشن کو جدید طرز پر ضیاء القرآن سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

۲۔ تعارف ابن تیمیہ، بہت سے نامور شخصیات، پردہ نشینوں کا اصل چہرہ و دلائل قاہرہ سے بے نقاب کر کے پیش کیا گیا ہے۔ بیش بہا علمی خزانہ، معلومات کا وافر ذخیرہ۔ بد مذہب کے بڑے بڑے محلات و قعر فطرت کی دیوار ثابت ہوئے اور ان میں ایسی دراڑیں پڑ گئیں کہ دھڑام سے پوری نجدیت کا خول گر کر پاش پاش ہو گیا اور شیشہ کی طرح چمکنا چور ہو گیا۔

۳۔ اسلام اور داڑھی آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے اس کتاب میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمان کے لئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعدادہ ہے۔ اس کتاب پر 32 جید علماء کرام اور بزرگان دین کی تصدیقات و تقریظات موجود ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب ہے بالخصوص خش خش داڑھی والے اماہوں اور ان کے منتقدوں کے لئے انمول تحفہ ہے۔

۴۔ مختصر انوار القرآن تفسیر فیضی آپ نے اپنی اس تصنیف میں صرف آیات قرآنیہ سے عقائد و مسائل اہلسنت کو روز روشن کی طرح واضح کر کے ثابت کیا ہے جس میں تمام مسائل، توحید و رسالت، علم، غیب، حاضر و ناظر، محارک، نورانیت حیات النبی، شان اہل بیت و صحابہ، ازواج مطہرات، ماتم مع، شان اولیاء، صدقہ و طفیل عصمت انبیاء وغیرہ سب کو صرف آیات قرآنیہ سے بیان کیا ہے۔

۵۔ فیضی نامہ فارسی قوانین کی بہترین جامع کتاب سلیس اردو زبان میں ہے۔ اس سے قبل شاید ایسی فارسی گرامر کی کتاب تحریر کی گئی ہو۔ فارسی کے شائقین حضرات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ خصوصاً عربی مدارس کے ابتدائی طلبہ کے لئے بے حد مفید ہے۔

۶۔ حاشیہ کریم شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی فارسی کی ابتدائی کتاب مستطاب کریم کا بہترین اور مستند حاشیہ ہے۔

- ۷۔ کلمات طیبات درود شریف دعاؤں اور وظائف کا بہترین مختصر مجموعہ الفاظ مختصر مگر ثواب زیادہ۔
- ۸۔ چہل حدیث عقائد و اعمال پر چالیس احادیث کا بہترین انتخاب پڑھنے کے لائق ہے۔
- ۹۔ علماء یوہندی کی عبارات سے وہابی کی تاریخ و بیچان نام سے ظاہر ہے۔
- ۱۰۔ عقائد و مسائل اہلسنت جیسی سائز مختصر ترین مگر مدلل رسالہ۔
- ۱۱۔ پانچ احادیث جیسی سائز کا مختصر رسالہ فضائل کلمات لکھ درود شریف وغیرہ۔
- ۱۲۔ دس صفحہ درود و سلام مع فضائل و خواص نام سے ظاہر ہے جیسی سائز جامع۔
- ۱۳۔ پانچ احادیث عقائد اہلسنت کے تحفظ کے لئے ان احادیث کا پڑھنا بے حد ضروری ہے۔
- ۱۴۔ کتب وہابیہ سے وہابیوں کے عقائد ان کی کتب اور تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ کے ساتھ۔
- ۱۵۔ گستاخان مصطفیٰ کی جاہ تلاش اس کتاب میں دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ خارجیوں، نجدیوں کی ۱۰۳ گستاخانہ عبارات درج ہیں۔ اصل حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ ہر مسلمان پڑھے اور ان کے عقائد و شر سے بچے۔
- ۱۶۔ حلت سماع کی احادیث قولی کے ثبوت کے لئے بہترین رسالہ صرف احادیث سے۔
- ۱۷۔ مختار کل تین آیات بانیس احادیث اور اقوال ائمہ سے اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کے قبضہ میں ہیں۔
- ۱۸۔ نظریات صحابہ اس کتاب میں صحابہ کرام کے عقائد و نظریات کا بہترین اور مدلل بیان ہے۔ قائل مطالعہ کتاب ہے۔ صحابہ کے نام شیدائیوں کے لئے لوجہ فکریہ۔ کیوں؟ اور صحابہ کے عقائد کی ان کو دعوت دی گئی ہے کہ شخصیات سے پیار ہے اور عقائد سے نفرت۔
- ۱۹۔ مسائل احناف کا مدلل ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے جس میں فاتحہ خلف الامام رفع یدین آئین بالجبر وغیرہ سب کا جواب موجود ہے۔ مختصر مگر جامع۔
- ۲۰۔ سوانح حیات عارف باللہ عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ کی مکمل سوانح حیات کا ذکر موجود ہے آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے بہترین تحفہ ہے۔
- ۲۱۔ معترضین مقام رسول سے سوال شریکیند یوہندی مولویوں سے علمی سوال جس کا جواب آج تک نہ دے سکے۔
- ۲۲۔ مسائل عید قربانی نام سے ظاہر ہے سلیم اردو میں تمام مسائل موجود ہیں۔

۲۳۔ سلسلہ چشتیہ جمالیہ نام سے ظاہر ہے۔

۲۴۔ اذکار و تہکار و درود و وظائف کا مختصر ترین رسالہ نیز مختصر سوانح حیات حضرت علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۵۔ دیوبندیوں کی عبارات فتح مبین المعروف کذب مبین کا جواب ہماری طرف سے ان کے سوالات کے جوابات چھپے ہوئے موجود ہیں مگر ہمارے کسی ایک سوال کا جواب آج تک کسی بد مذہب دیوبندی وہابی نے نہیں دیا اور نہ ہی دے سکتا ہے۔

کَلک رِضا ہِے نَجْجَرِ خُونْخَوَارِ بِرَقِ بَارِ
اَعْدَاءِ ہِے کَہہ دُو کَہہ خَیْرِ مَنَامِیْنِ نَہِ شَرِّ کَرِیْمِ
رِضَا کَہِ سَانِے کِی تَابِ کَسِ مِیْنِ
فَلْکِ دَارِ اِسِ پَہِ تِیْرَا هَلِّ ہِے یَا غُوْثِ

۲۶۔ سوشلزم یا اسلام قرآن مجید سے اسلام کا پرچم بلند کیا گیا ہے اور باطل نظریہ سوشلزم کی نفی کی گئی ہے۔

۲۷۔ کتاب الدعوات والاذکار من کلام اللہ تعالیٰ وحیب سید الابرار وسائر الاخیار قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے اور ادو وظائف اور دعاؤں کی لاجواب کتاب مستطاب مفید شیخ وشباب

۲۸۔ شجرہ پیران چشت اہل بہشت بمع مدفن وتاریخ وصال

۲۹۔ القول السدید فی محاسن الشہید و ذمائم یزید

اس میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قرآن و حدیث سے بیان کی گئی ہے اور یزید پلید کی مذمت و پجائی کی گئی ہے یزیدیت و خارجیت پر ایک اور علمی دھماکہ پڑھیں اور اہل بیت کی محبت کے جام نوش کریں۔

۳۰۔ مرج البحرین فی ذکر القوثین

اس میں غوث زماں شیخ المشائخ استاذ العلماء والعرفاء حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور قلندر وقت حضور قبلہ سلطان العارفین خواجہ غلام یاسین رحمہما اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات کا ذکر خیر ہے۔

۳۱۔ مقام صحابہ شان صحابہ قرآن و احادیث سے مختصر مگر جامع۔

۳۲۔ مقام اہل بیت شان اہل بیت قرآن و احادیث سے مختصر مگر جامع

۳۳۔ روحانی زیور مسلم طلبہ و خواتین کے لئے جامع ترین لاجواب کتاب مستطاب فی زمانہ اس کا ہر گھر

میں ہونا ضروری ہے سب حقوق زوجین، والدین وغیرہ اس میں جمع ہیں۔

غیر مطبوعہ تصانیف

۳۴۔ افہام الاغنیاء بحیاء الانبیاء والاولیاء

۳۵۔ الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للضعف والولی

۳۶۔ فتاویٰ فیضیہ ۵ جلدوں میں

۳۷۔ اعلام العصر بحکم سنت الفجر

۳۸۔ بستان العارفین

۳۹۔ الکلام المفید فی حکم التقليد، غیر مقلدین کا مدلل رد اور تقلید کی اہمیت

۴۰۔ تطہیر الجنان واللسان بمدح الامام ابی حنیفہ نعمان امام اعظم ابوحنیفہ کی شان

۴۱۔ کتاب العلم (عربی)

۴۲۔ القول السدید فی حکم ضبط التولید، برتھ کنٹرول کے متعلق لاجواب تحقیق

۴۳۔ الحق فی الحش، السلقب بہ الفاز فی الجاز

۴۴۔ دلائل الشرعیہ

۴۵۔ ازالہ الرین عن مسد رفح الیدین کی ممانعت دلائل قاہرہ سے

۴۶۔ نور علی نور فی کلام سید یوم المنشور چالیس موضوعات پر ۱۶۰۰ سے زائد احادیث کا بہترین مجموعہ

۴۷۔ ما کان آیہ (عربی) عقائد پر بہترین جامع کتاب

۴۸۔ اربعون حدیثاً (عربی) فضائل سید المرسلین ﷺ پر لاجواب احادیث صحیحہ از بخاری و مسلم کا

انتخاب

۴۹۔ فضائل حبیب الرحمن ﷺ من صحیح ابن حبان (عربی) ۱۱۵ احادیث صحیح سے فضائل سید

عالم ﷺ

۵۰۔ اربعون حدیثاً فی احکام الدین (عربی) احکام دین پر جامع احادیث کا بہترین انتخاب۔ بہت

جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

۵۱۔ اربعون حدیثاً شرح الصدور فی الصلوٰۃ والسلام علی سید یوم المنشور علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام الخفور (عربی)

۵۲۔ اربعون حدیثاً تنویر القلوب فی الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب المحبوب (عربی)

۵۳۔ اربعون حدیثاً سرور القلب المحزون فی عالم ما کان وما یكون (عربی)

۵۳۔ مقام ولی۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں ولایت کا مرتبہ و مقام
۵۵۔ فضائل صلوٰۃ و سلام ۱۸۰ احادیث سے صلوٰۃ و سلام کی فضیلت و برکت

۵۶۔ ترجمہ تفسیر خازن

۵۷۔ ترجمہ اربعین الربیعین سلیمس اردو زبان میں

(۵۳۲۳۶) تک کی کتب آپ نے حرم مکہ میں اسی سال ۱۹۹۸ء کی حاضری میں تالیف فرمائیں)

آپ کی زیارت و دعا پر نجات

ایک پاک باز متشرع آدمی نے مسجد میں بیان کیا کہ عالم رویا میں اکتوبر ۱۹۹۷ء میں نے علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کو مدینہ منورہ حرم نبوی قدسین شریفین میں دیکھا کہ آپ دلائل الخیرات پڑھ رہے ہیں اور سرکار مدینہ ﷺ مواجہہ شریف سے آرہے ہیں اور علامہ فیضی صاحب کی طرف سرکار نے اشارہ کر کے فرمایا کہ جس نے اس کی زیارت کی اس کی بخشش ہوگی۔ اور جس نے اس کے حق میں دعا کی اس کی بھی بخشش ہوگی۔ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ! آپ واقعی منظور احمد ﷺ ہیں بارہا آپ کو اور آپ کے طفیل آپ کے غلاموں کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔ زیارات و حاضری و عمر مبارک میں برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

آپ کا حلقہ ارادت

آپ جہاں اعلیٰ علمی مقام پر فائز ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانیت و عرفان کا مظہر بھی بنایا ہے۔ آپ کا نورانی قابل زیارت چہرہ منورہ اور سیدمی سادی بلندرتبہ طبع و مزاج اس بات کی روشن اور واضح دلیل ہے کہ آپ واقعی بلا مبالغہ ایک اہم روحانی شخصیت اور ولی کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولیاء کاملین کے متعلق ارشاد فرمایا الذین وکلنا یتقون (اولیاء اللہ وہ ہیں) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ادا رذا ذکر اللہ (حدیث شریف) کہ ولی کامل ولی اللہ کی نشانی یہ ہے کہ جب انہیں دیکھو اللہ یاد آجائے۔ بلا مبالغہ آپ قرآن و حدیث کی مکمل تفسیر و تشریح ہیں ایمان و تقویٰ کا پیکر بھی ہیں اور آپ کے دیدار سے پروردگار کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اپنے تو اپنے رہے ایک بیگانہ حافظ دیوبندی جو نہ آپ کا شاگرد ہے اور نہ کسی طرح سے اس کا آپ کی ذات سے تعلق و نسبت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جب علامہ فیضی صاحب کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ قبلہ

فیضی صاحب کی بیعت میں اپنے آپ کو شامل کر کے قلمی سکون حاصل کروں۔ آپ کے مریدین و ارادت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے جو کہ ہزاروں میں ہے لیکن مختصراً یہ کہ اندرون ملک پاکستان، کراچی، حیدرآباد، ضلع رحیم یار خان، ضلع لودھراں، ضلع بہاولپور، ضلع ملتان، ضلع مظفر گڑھ و ضلع ڈیرہ غازی خان، لاہور و بیرون ملک، سعودی عرب و دہلی تک پھیلا ہوا ہے جس میں ہر طبقہ کے افراد و دانشور، علمائے کرام، حفاظ حضرات وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے۔ ریاء و تکبر نام کی کوئی چیز آپ میں نہیں آپ بالکل سادہ طبع و مزاج کے مالک ہیں۔ درویش منش انسان ہیں ہر وقت ذکر و فکر میں مگن یا کتب و احادیث کے مطالعہ میں مصروف، یا اللہ رسول ﷺ کے ذکر و یاد میں مستغرق ہوں گے تو کیوں نہ خلق خدا آپ کے قدموں میں جھکے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو۔ اللہ تعالیٰ بصدق اپنے حبیب ﷺ کے علمی و روحانی فیض کو قیامت تک جاری و ساری رکھے تاکہ خلق خدا آپ کے فیض سے فیض یاب ہوتی رہے آمین ثم آمین۔

آپ کے دست حق پرست پر غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا

آپ کی تحریر و تقریر اور آپ کے اعلیٰ علمی و روحانیت سے متاثر ہو کر کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور غیر مذہب سے توبہ تائب ہوئے۔ جن میں شہر احمد پور شرقیہ اور ملتان وغیرہ کے کئی افراد صحابیت سے توبہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

بزرگان دین اور علماء ربانیین کے آپ کے بارے میں تاثرات و دعائیہ کلمات

۱۔ غوث زماں حضرت قبلہ علامہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی قدس سرہ العالی نے آپ کے والد ماجد علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی کو چند خطوط لکھے ان خطوط میں آپ نے علامہ فیضی صاحب کو ان الفاظ و کلمات دعائیہ سے یاد فرمایا فرزند ارجمند، السلام علیکم۔ برخوردار محمد شریف (منظور احمد) رادعا و پیار۔ کبھی پیر بھائیاں السلام علیکم خصوصاً حنیف و برخوردار محمد شریف رادعا۔ و جناب والد ماجد خود السلام علیکم رسانند و برخوردار محمد شریف رادعا و ناصیہ۔ و جناب والد ماجد آنحضرت رادعا و السلام علیکم و جمع خاندان آنحضرت رادعا، برخوردار اطال اللہ عمرہ رادعا۔ مزید آپ نے سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں علامہ فیضی صاحب کو ان دعاؤں میں یاد فرمایا الہی بخدمت محبوباں عاقبت خاک راہ دردمندان فقیر فیض محمد و برخوردار منظور احمد را بعل صاحب عمر طویل فرما۔

۲۔ آپ کے والد محترم آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔ ونعم ما قال ولدی محمد شریف السروف منظور احمد فیضی ادام اللہ فیضہ علی سائر المسلمین و المستحقین المریدین الی

یوم الدین (مکتوبات شاہ جمال) مزید آپ کے والد محترم اپنے دیوان فیضی میں آپ کی تقریر دلپذیر کے متعلق تلمذ فرماتے ہیں۔

رباعی ۔

تقریر فیضی ایں جنیں تاثیر داد
در نہاد نجدیاں لرزہ قناد
چوں بیانش محکم و مثبت بود
دیوبندی بند در حیرت شود

۳۔ سرست بادہ توحید و رسالت قلندر وقت سلطان العارفين حضرت خواجہ غلام یاسین علیہ الرحمۃ رب العالمین اپنے مرید و متعلقین و حاضرین کو بار بار آپ کی تقریر دلپذیر کا حکم دیتے تھے اور فرماتے کہ یہ ہمارا شیر ہے خود بھی آپ کی تقریر بالمشافہ اور کیشوں کے ذریعے سنتے اور عشق محبوب و حبیب اللہ ﷺ میں سخت گریہ فرماتے اور جھوم جاتے اور آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے کہ توں محبوب ہیں۔

۴۔ تہی وقت، غزالی زماں، امام اہلسنت، محدث اعظم علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک تصنیف لطیف اسلام اور دازمی کے متعلق تقریظ و تصدیق ان الفاظ میں ضبط تحریر فرمائی۔ اجز مؤلف ہذہ الرسالہ النافعہ العزیز القاہم البارع الذی المولوی منظور احمد دام بالحد القوی علی مال الف و حور و حق باحسن الکلام الخ۔

آپ کے رسالہ مجتہد کل کے متعلق آپ رقمطراز ہیں

عزیز القدر مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اختصار کے ساتھ پیش نظر رسالہ مسلم المناجیح فی بیان ان مالک المفاتیح المعروف مختار کل لکھ کر عوام الناس کے اعتقاد کو متزلزل ہونے سے بچانے کی سعی جمیل کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین
سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

نیز جب آپ مدرسہ فیضیہ کے سالانہ جلسہ میں آخری بار تشریف لائے تو تقریباً آدھ گھنٹہ علامہ فیضی صاحب کی تعریف و توصیف میں گزارا کہ آپ بہت قابل عالم باعمل مدرس ہیں آپ نے ان کا ساتھ نہ دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ عوام اہلسنت سے پوچھے گا کہ علامہ فیضی صاحب کا تم نے ساتھ کیوں نہ دیا۔

تو اتر سے یہ بات علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضور کا ظہور کریم فخر یہ طوبیہ بیان فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مجھ سے دریافت فرمایا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو میں فخر اعلامہ فیضی صاحب کو پیش کر دوں گا۔

۵۔ استاذ الحدیث شیخ المشائخ علامہ السید محمد ظلیل احمد کاظمی امر وی رحمہ اللہ تعالیٰ استاد شیخ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔ محترم مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلامت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کتاب تعارف ابن تیمیہ و مسلم المناجیح فقیر کو موصول ہوئی۔ جس کے مطالعہ سے بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ بصدق اپنے حبیب پاک ﷺ کے آپ کو اجر عظیم سے مشرف فرمائے۔ آمین فقیر چونکہ تقریباً لکھنے کا عادی نہیں اس لئے معذور ہے چند کلمات فقیر کی جانب سے زیب نظر فرمادیتے۔ اس فقیر حقیقہ نے دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا حق یہ ہے آپ کی سعی بلیغ اور تحقیق امتیق کی داد دینے سے زبان و قلم دونوں قاصر ہیں۔ باری تعالیٰ اس حیات میں آپ کے جہاد فیضی بنیاد سے ظلمت و ہایت کو دور فرما کر سنت راشدہ کے جلوے سے صراط مستقیم کو عوام و خواص پر اس طرح روشن فرمائے کہ ہر ایک منصف مزاج کی زبان پر بے اختیار لاریب فیہ جاری ہو جائے اور تہہ دل سے عقائد حقہ کو مان لینے پر مجبور ہو جائے اور اس حیات میں ہادیان صراط مستقیم کی وصیت عطا کر کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔
والسلام فقیر

محمد ظلیل احمد کاظمی امر وی غنی عنہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء

۶۔ حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ رحمۃ الباری کے دعائیہ کلمات الحمد للہ رسالہ مبارکہ کیا ہے سچے موتیوں کی لڑیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے سننے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ میرے محترم عزیز فاضل لبیب مولانا منظور احمد صاحب نے قرآن و حدیث و عبارات فقہاء کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ایک مشت داڑھی مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے الخ

۷۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان فاضل محترم مولانا منظور احمد اداہم اللہ فیوضہم نے داڑھی کے مسئلہ پر جس تخصیص سے علمی بحث فرمائی اور جو ذخیرہ معلومات اس صنف پر جمع فرمایا بلاشبہ قابل مبارک باد ہے۔

۸۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حزب الاحناف

لاہور) رسالہ نافعہ مجالہ و صنفہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا و بافضل اولاد مخلصی و محبی علامہ منظور احمد صاحب فیضی..... فقیر دعا کرتا ہے کہ مولانا بجا نہ مولف کی عمر میں علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

۹۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد صاحب اویسی (جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

مولانا اکرم علامہ فیضی صاحب زید رشدہ کے وسعت مطالعہ سے بہت جی خوش ہوا۔ مولانا عزوجل اپنے پیارے حبیب اکرم رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اور اولیائے کرام کے صدقے مولانا المکرم کو علمی و عملی دوستوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

آپ کی اولاد

آپ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ مفتی محمد محسن فیضی راقم الحروف غفرلہ فارغ التحصیل درس نظامی، شہادۃ عالیہ (تعلیم المدارس اہلسنت پاکستان) بی۔ اے، فاضل عربی، حافظ مولانا محمد حسن فیضی۔ فارغ التحصیل درس نظامی۔ مولانا حاجی محمد حسین فیضی فارغ التحصیل درس نظامی۔

اللہ رب العزت آپ کے علمی و روحانی فیض کو تا قیام قیامت جاری و ساری رکھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی تمام جسمانی و روحانی اولاد کو آپ کے نقش پر چلائے اور آپ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو راقم الحروف الفقیر

محمد محسن فیضی غفرلہ و غنی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

بابِ اَوَّل

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کما حقہ تعریف نہیں ہو سکتی۔ جتنے مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں بھی قیض کم ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی و عملی، خلقی و خلقی، صورتی و دیرتی حسن و جمال، فضائل و کمال، محامد و محاسن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فصلِ اَوَّل - چند آیاتِ قرآنیہ سے اس کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّا اَعْظَمْنٰكَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾ (الکوثر)

”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔“

اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرتِ اُمت بھی، اعداءِ دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔
(تفسیر خزائن العرفان)

اِنَّا اَعْظَمْنٰكَ الْکَوْثَرَ ﴿۱﴾ (الکوثر)

”ساری کثرت پاتے یہ ہیں۔“ (اعلیٰ حضرت)

(اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے نہایت فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے) کوثر کثیر سے مبالغہ کا میضہ ہے۔ کوثر کے معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ ائمہ تفسیر سے خیر کثیر منقول ہیں۔ (بخاری، درمنثور، خازن و مدارک (1) وغیرہ) یعنی بہت بھلائی۔ کثیر کی ضد قلیل ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کَمْ فِیْنِ قَلِیْلًا قَلِیْلًا لَّوْ عَلِمْتَ ذٰلَکَ کَثِیْرًا ﴿۲۴۹﴾ (بقرہ: 249)

”بہت ہی قلیل۔ جماعتیں کثیر، جماعتوں پہ غالب آئیں۔“

فقہ تفسیر کے امام حضرت ابن عباس کے شاگرد امام مجاہد نے کوثر کا ترجمہ فرمایا ہے العجیر کلمہ۔ تفسیر ابن جریر 3 جلد میں

جب کثیر قلیل کا مقابل ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ رب کے نزدیک قلیل کی کتنی مقدار ہے۔ کیا رب کا بیان کردہ قلیل ہم شمار کر سکتے ہیں؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ صَوَّأْتُ الدُّنْيَا قَلِيلًا (النساء: 77)

”تم فرما دو، دنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔“

اب یہ دیکھیں دنیا کا سامان کونسا ہے اور کتنا ہے۔ اناج، گندم، جوار، باجرہ، چاول وغیرہ، پھل، آم، بھجور، سیب، انگور، تربوز وغیرہ اشیاء خوردنی۔ پانی، دودھ، لسی، چائے وغیرہ پینے کی چیزیں، گھوڑا، گدھا، اونٹ، خچر، ہاتھی، سائیکل، موٹر سائیکل، سکوتر، کاریں، بھیسیں، رکشے، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ سواری کی چیزیں۔ غرض حیوانات، نباتات، جمادات، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں در اربوں چیزیں ہیں جو دنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں۔ رب نے فرمایا یہ سب قلیل ہیں۔ کثیر نہیں اور جو فضائل و کمالات اور نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ وہ قلیل نہیں۔ کثیر نہیں، بلکہ کوثر کثیر در کثیر ہیں۔ جب رب اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں ہے پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر کوثر! اس کا شمار کون کر سکتا ہے؟ اس کا کون حصر کر سکتا ہے؟ کس کی طاقت کہ اس کا احصاء اور احاطہ کرے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضور کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ لفظ کوثر کی وسعت پر اتمام حجت کے لئے فریق آخر کا حوالہ ملاحظہ ہو:

”کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے۔“
'البحر المحيط' میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔“
(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۸)

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک علمی دوسرے عملی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دونوں کمالوں کو عظیم فرمایا۔ (مثلثی المواہب زرقانی جلد ۴ ص ۲۳۵)
ملاحظہ ہو کمال علمی سید عالم علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ

اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (النسا)

”اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری، اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“

جس ذات بابرکات پر اللہ کا بڑا فضل ہو ان کی فضیلت کون شمار کر سکتا ہے؟ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ اس آیت میں حضور کے کمالاتِ علمیہ کو عظیم فرمایا گیا۔ اس پر فریق آخر کا حوالہ دیکھو:

”اس میں..... بیان ہے..... اس کا کہ آپ کمالِ علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اوّل ہے۔ سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے۔ جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۲۴)

کمالاتِ علمی

وَإِنَّكَ لَعَلَّ خَلْقَ عَظِيمٍ ۝ (القلم) (۱)

”اور بے شک تمہاری خو (خصلت) بڑی شان کی ہے۔“

اس آیت میں حضور کے اخلاق، سیرت، کردار کو عظیم فرمایا گیا یعنی حضور کے کمالاتِ عملیہ بھی عظیم ہیں۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

(اعلیٰ حضرت)

جب حضور کے کمالاتِ علمیہ اور عملیہ دونوں کا عظیم ہونا اللہ عظیم و اعظم نے بیان فرمایا اب کون ہے جو رب عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کر سکے۔ نیز اُم المؤمنین سے خلق عظیم کی تفسیر میں منقول ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے (مسند امام اعظم ص ۱۷۸) تو قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں اسی طرح حضور کے فضائل بھی غیر محدود ہوئے۔ لہذا کما حدہ حضور کے فضائل و کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جتنا مبالغہ کر دوں ہے۔ (ان دونوں آیتوں کی مزید تفسیر اسی کتاب کے باب اوّل، فصل سوم اقوال علماء میں

۱۔ وَإِنَّكَ لَعَلَّ خَلْقَ عَظِيمٍ ۝ (القلم)

الخلق ملکتہ یصدر عنها الافعال بسہولۃ والخلق العظیم لہ علی ما قالت۔

نمبر ۱ ہوا القرآن

نمبر ۲ ہوا الجود بالکونین والتوجہ الی خالقہما

نمبر ۳ ہوا ما اشار الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بقولہ۔ صل من قطعک واعف عن ظلمک واحسن الی من اساء الیک (نور الانوار ص ۱)

بحوالہ شفاء مدارج و معارف و مواہب و زرقانی و جمع الوسائل و فیض القدر (ملاحظہ ہو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ﴿١٦﴾ (القلم ۱۶)

”اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔“

ثواب بھی تو ایک شرف اور فضیلت ہے اور وہ ہے بے انتہا۔ اب کس کو حضرت کی فضیلت کی انتہاء مل سکتی ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ فضائل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار اور بے حدود ہیں لہذا کما کہہ سید عالم کی تعریف نہیں ہو سکتی جتنا کرو کم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا (النحل: ۲)

اور اللہ کی (وہ نعمتیں گنو) جو حضور پہ (ہیں) تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

وَقَالَ سِهْلٌ (۲) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا قَالَ

نِعْمَتُهُ بِمُحَمَّدٍ ﷺ (شفا شریف، جلد ۱ ص ۱۸)

”علم دورع میں بے نظیر) امام سہل بن عبد اللہ تہری (متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۸۳ھ) نے

اللہ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ نعمت اللہ سے اللہ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو حضور پر ہیں۔“

(نسیم الریاض جلد ۱، ص ۱۳۰ شرح شفا العلی القاری جلد ۱، ص ۱۳۰، مواہب لدنیہ جلد ۱، ص ۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱۸۶)

اس آیت سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا ہے۔

پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے کمالات کا ذکر چھوڑ دو۔ نہ نہ، بلکہ بحکم خداوندی مبالغہ سے ان کی تعظیم

- ۱۔ ضروری جمعیہ مختلف ذوات پر لفظ واحد کا اطلاق وحدت مفہوم کا متقاضی نہیں بلکہ ایک ہی لفظ کا مفہوم بوجہ اختلاف صدق و مخاطب مختلف ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی نیکیوں مثالیں۔ لہذا ظہرین میاروں سے ہوشیار رہیں۔ ۱۴۔ فیضی
- ۲۔ الصالح المشہور الذی لم یسبح الذہر بشئہ علما وورعاً ولہ کرامت مشہورۃ۔ نسیم الریاض جلد ۱ ص ۱۱۰، امام سہل بن عبد اللہ تہری ایسے مشہور صالح ہو گزرے ہیں کہ زمانے ان جیسا علم وورع میں پھر نہ نکشا۔ پھر اس کی فیاض نیکی۔ ان کی کرامات مشہور ہیں۔ فاتحہ کان صاحب الکرامات العالیہ ولم یکن فی وقتہ لہ نظیر فی المعللات ولم یزل یشغل فی الریاضۃ العالیۃ الی ان کان یفطر فی کل یوم علی اوقیۃ من حیز الشعیر بلا ادام فکان ینکفہ لقوتہ درہم واحد فی عام وھو مع ذلك یقوم اللیل کئفہ ولا ینام و اسلم عند وفاتہ یعود ینف علی التسعین لماراً و الناس انکیوا علی جنازتہ و شاہدوا اقواماً ینزلون من السماء فیتسحون بجنازتہ و یصعدون ینزل غیرہم فوجا بعد فوج۔ (شرح شفا القاری جلد ۱ ص ۱۱۰۔ ۱۲ فیضی)

وتعريف وذكر فضائل كئے جاؤ، اسی میں صلاح داریں ہے۔

ذکر سید عالم ﷺ باعثِ اطمینانِ قلب ہے اور ان کا ذکر پاک عبادت ہے، اللہ عزوجل کا

ارشاد ہے:

أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ تَتَكَلَّمُونَ بِالْقُلُوبِ ۗ (الرعد)

”خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔“

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۳ھ فرماتے ہیں:-

عَنْ مُجَاهِدٍ (۱) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ تَتَكَلَّمُونَ بِالْقُلُوبِ قَالَ

بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ (شفا شریف، جلد ۱، ص ۱۸)

”صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس کے شاگرد خاص تابعی کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد

(متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲-۱۰۳ھ جو تفسیر اذرعلم میں امام ثقہ تھے، تقریب جلد ۲، ص ۲۲۹)

نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور

کے صحابہ مراد ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکر پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔“

زرقانی شرح مواہب جلد ۳، ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری جلد ۱، ص ۱۳۲، قال الخفاجی قال

السيوطي رواه عنه ابن جرير في تفسيره ابن جرير، جلد ۱۳، ص ۹۸ وابن ابی حاتم۔ نسیم

الرياض جلد ۱، ص ۱۳۲ رواه عنه ابن ابی شيبه وابن جرير وابن المنذر وابن ابی حاتم و

ابو الشیخ درمنثور سیوطی جلد ۳، ص ۵۸ (ملاحظی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں)

بِمُحَمَّدٍ ذِكْرُهُ وَذِكْرُ أَصْحَابِهِ فَإِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِيلُ

الرَّحْمَةِ وَعِنْدَ نَزْوِلِ الرَّحْمَةِ يَحْضُلُ لِلْقُلُوبِ الْإِطْمِينَانُ

وَالسَّكِينَةُ. (شرح شفا للقاری ج ۱، ص ۱۳۲)

”محض ذکر حضور اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذکر پاک

کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقت نزول رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل

ہوتی ہے۔“

1- روی عن ابی ہریرۃ وابن عباس وعنه قتادة وابن عون كان اماما في القراءة والتفسير حجة في

الحديث قال كان ابن عمر ياتخذ لي بوكبي ويسوي عليّ ثيابي اذا ركبت ... اخرج له السنن - (شرح شفا

لقاری ج ۱، ص ۱۳۲) ومجاهد من كبار التابعين المفسر الزاهد العابد وثقه الحدیثون كما ذكره الذهبي -

متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲، ۱۰۳ھ توفی وهو ساجد ملخصاً نسیم الیاض ج ۱، ص ۱۳۲، فیضی مغرلہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لَا أُذْكَرُ فِي مَكَانٍ إِلَّا ذُكِرَتْ مَعِيَ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرْتَنِي وَلَمْ
يَذْكَرْكَ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَصِيبٌ. (درمنثور، ج ۶ ص ۳۰۱)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ) جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر (بھی) میرے
ساتھ ہوگا جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔“

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو واللہ ذکر حق نہیں کتنی ستر کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

ہمارے آقا و مولیٰ کریم رؤف درحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

ذُكِرُوا الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذُكِرُوا الصَّالِحِينَ كَفَّارَةً (درعیلمیں نوری السمرقندی)

”انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا، ان کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت
ہے نیکوں کا (اللہ کے دلیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا اُن کی تعریف
کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے۔“

• یعنی دلیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

ذُكِرُوا الْأَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلِينَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَ ذُكِرُوا الصَّالِحِينَ كَفَّارَةً

(قال الشيخ حديث حسن لغيره۔ السراج المنير جلد ۲ ص ۲۹۹ للعلوی)

جب انبیاء کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر
کتنی بڑی عبادت ہوگی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت نے لکھا ہے:

”حضور کی مدح خود طاعت ہے۔“ (نشر الطیب، ص ۸)

فلہذا فقیر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور قرآن پاک و احادیث سے حضور کے ادب
اور تعظیم کا بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما دے اور بارگاہ نبوت کی سچی تعظیم کرنے کی توفیق عطا
فرما دے۔ (آمین)

ادب و تعظیم رسول ﷺ (۱)

مسلمان بھائیوں سے فاجرانہ دست بستہ عرض ہے۔ پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیأت کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت، دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ہمارا مولیٰ کریم اللہ عزوجل فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَيُؤَدُّوا
ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَن يَسْخَرُوا مِنكُم مَّا كَانُوا فِيهَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ (الفتح)

”اے نبی ﷺ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔“

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجے قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی ہمارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے۔ اول یہ کہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائیں، دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تین جلیل باتوں کی حسین و جمیل ترتیب تو دیکھو سب سے پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں۔ بہت سے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کا فرانہ ایم میں تصنیفیں کر چکے، بکچر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الہی میں گزارے سب بے کار و مردود ہے۔ بہت سے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر سیکھتے اور ضریں لگاتے ہیں۔ مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہ الہی نہیں،

۱- والاكثر والاظهار ان هذا في حق ﷺ - من البخاري ابراهيم جلد ۱ - صفحہ ۱۳ ودارج المجلد ۱ صفحہ ۲۸۹ - ۱۲

ف- نبی ﷺ کی تعظیم ہمارا ایمان ہمارا قبول اعمال ہے۔

اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:-

وَقَدْ مَنَّآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبًا مَّسْمُوْمًا ﴿۱۰﴾ (فرقان)

”جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے ہیں۔“

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَاوِدَةً تَّآوِبَةً ﴿۱﴾ تَصَلٰى نَارًا حَآوِيَةً ﴿۲﴾ (عاشرہ)

”عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔“

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان و مدار نجات و مدار قبول

اعمال ہوئی یا نہیں۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ (از فیوضات اعلیٰ حضرت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں نیز

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری شرح شفا میں فرماتے ہیں:-

(قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ) مَعْنَى (تُعَزِّرُوهُ تُجَلِّوهُ) اَلْاَجْلَالُ اِفْعَالٌ مِنْ

الْجَلَالِ وَ هُوَ التَّنَاهِي فِي عِظَمِ الْقَدْرِ لِذَا خُصَّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَقِيْلَ

ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ كَمَا قَالَهُ الرَّاعِبُ (وَقَالَ الْمُبْرَدُ) سَيِّخُ

التَّفْسِيْرِ وَالْعَرَبِيَّةِ (تُعَزِّرُوهُ تَبَالِغُوا فِي تَعْظِيْمِهِ) عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ. وَهُوَ مُوَافِقٌ لِمَا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

وَلَيْسَ اَخْصَ مِنْهُ كَمَا تَوَهَّمُ.

(شفا شریف) (جلد ۲، ص ۲۹) نیم الریاض جلد ۳، ص ۸۳، ۸۴، اثرہ القاری فی شرحہ للشفا صفحہ مذکورہ)

حضور کے صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس نے تُعَزِّرُوهُ کا معنی تجلوه کیا (حضور کی تعظیم کرو)

تجلوه اجلال باب افعال سے ہے جس کا مجرد جلال ہے، جلال کے معنی بلند مرتبہ ہونے میں امتیاز کو

پہنچنا، اسی لئے یہ رب سے خاص ہے پس کہا جاتا ہے ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور یہاں کہ یہ بات امام راغب

نے کی۔ امام میر نے کہا جو تفسیر اور عربیہ کا شیخ ہے، کہ تُعَزِّرُوهُ کا معنی یہ ہے کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ

۱۔ اور چونکہ کتاب الشکال امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور کتاب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں جامع تر اور ضابطہ تر

تھی۔ اس لئے میں نے انہی دو کتابوں سے ایسے مضامین منتخب کئے جو طاب راغب کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیں۔ اور

جن سے مجبور مشتاق دل کو تسلی ہو سکے۔

نظر لطیب للتحا نوئی، ص ۱۰۳-۱۰۴، یہ حوالہ اتنا الملاحظہ نقل ہوا۔ ۱۲

ف: قرآن شریف کا حکم کہ حضور ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

کریں۔ یعنی حضور کی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔“

علامہ عارف باللہ تعالیٰ الشیخ احمد صاوی مالکی حاشیہ جلالین میں ارقام فرماتے ہیں:-

وَيُؤْخَذُ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ مَنْ اِقْتَصَرَ عَلَى تَعْظِيمِ اللَّهِ وَخَذَهُ أَوْ عَلَنِي
تَعْظِيمِ الرَّسُولِ وَخَذَهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ بَلِ الْمُؤْمِنُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ تَعْظِيمِ
اللَّهِ تَعَالَى وَتَعْظِيمِ رَسُولِهِ وَلَكِنَّ التَّعْظِيمَ فِي كُلِّ بِحَسَبِهِ فَتَعْظِيمُ اللَّهِ
تَنْزِيهُهُ عَنْ صِفَاتِ الْحَوَادِثِ وَوَصْفُهُ بِالْكَمَالَاتِ وَتَعْظِيمُ رَسُولِهِ
إِعْتِقَادُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا وَصِدْقًا لِكَافَةِ الْخَلْقِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا إِلَى
غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَوْصَافِهِ السَّبِيَّةِ وَشَمَائِلِهِ الْمُرْضِيَّةِ

(صاوی علی الجلالین، ج ۳، ص ۸۲)

”اس آیت تَعَزُّرُؤُذُ وَتَوْقِرُؤُذُ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں، بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کرے، لیکن ہر ایک کی تعظیم اُس کی شان کے مطابق ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفاتِ حوادث سے منزہ ماننا اور وصف کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیم رسول یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تمام مخلوق کے لیے خوشخبری دینے والے اور ڈرسانے والے ہیں علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو۔“

أَوْجِبْ عَلَيْنَا تَعْظِيمَهُ وَتَوْقِيرَهُ وَنُصْرَتَهُ وَمَحَبَّتَهُ وَالْأَذْبَ مَعَهُ فَقَالَ
تَعَالَى إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (الآية)

(جوہر البحار، ج ۳، ص ۲۵۱ عن الامام السبکی)

”امام سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا اذْمُتِّبِرًا اذْنَوِيَّةً سے ہم پر حضور کی تعظیم، توقیر، حضور کی مدد اور محبت اور حضور کا ادب لازم و ضروری قرار دیا ہے۔“

الامام العلامة قدوة الامم علم الامم ناصر الشريعة محي السنة علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم البغدادي المعروف بالخازن ارقام فرماتے ہیں:-

الْكُنَايَاتُ فِي قَوْلِهِ وَيُعَزِّرُوهُ وَيُوقِرُوهُ رَاجِعَةٌ إِلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهَا تَمَّ الْكَلَامُ فَالْوَقْفُ عَلَى وَيُوقِرُوهُ وَقَفَتْ تَامٌ

(تفسیر خازن جلد ۳ ص ۱۳۶ مطبوعہ مصر)

”ضمیریں (مفعول کی) اللہ تعالیٰ کے اس قول **وَتَعَزَّزُوا وَتُؤَقِّرُونَ** میں حضور ﷺ کی طرف لوٹی ہیں اور یوقر وہ پکلام تمام ہوئی اس پر وقف تام ہے۔“
قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے:-

فَالْبَغْوَى ضَمِيرٌ وَتَعَزَّزُوا وَتُؤَقِّرُونَ رَاجِعَانِ إِلَى رَسُولِهِ وَضَمِيرٌ
نَسَبُهُ إِلَى اللَّهِ وَاسْتَبْعَدَهُ الزَّمْحَشَرِيُّ (الْمُعْتَزِلِيُّ) لِكُونِهِ
مُسْتَلْزَمًا لِانْتِشَارِ الضَّمَائِرِ فَلَمَّا لَا بَأْسَ بِهِ عِنْدَ قِيَامِ الْقَرِينَةِ وَ عِلْمِ
اللَّبْسِ. (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۵۶-۶۷) تفسیر بغوی جلد ۶ صفحہ ۱۵۹

”امام بغوی نے فرمایا **وَتَعَزَّزُوا وَتُؤَقِّرُونَ** کی ضمیریں حضور ﷺ کی طرف لوٹی ہیں اور نسحوہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹی ہے۔ زخمشری معتزلی نے اس کو بعید سمجھا، کیونکہ انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ نے کہا ہم جواب دیں گے کہ انتشار ضمائر میں کوئی حرج نہیں جب کہ قرینہ موجود ہو اور التباس نہ ہوتا ہو۔“

علامہ عارف! سعلیل حقنی آیت **وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ** کے تحت لکھتے ہیں:
وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْأُمَّةِ أَنْ يُعَظَّمُوهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
وَيُؤَقِّرُوهُ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ فِي حَالِ حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ فَإِنَّهُ يَقْدِرُ
إِزْدِيَادِ تَعْظِيمِهِ وَتَوْقِيرِهِ فِي الْقُلُوبِ يَزْدَادُ نُورَ الْإِيمَانِ

(تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۷۳)

”اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور کی حیات دنیاوی کی حالت میں اور بعد پردہ پوشی غرض ہر حالت میں حضور کی تعظیم و توقیر امت پر لازم اور ضروری ہے کیونکہ دلوں میں جتنی حضور کی تعظیم بڑھے گی اتنی ہی نور ایمان بڑھے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ابن تیمیہ اس آیت **وَتَعَزَّزُوا** سے استناذ لکھتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَ بِتَعْزِيرِهِ وَتَوْقِيرِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ وَ
تَعَزَّزُوا وَتُؤَقِّرُونَ

(الصارم المسلول ص ۳۰۰، جواہر البحار ج ۳ ص ۲۳۷)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر کا حکم فرمایا چنانچہ فرمایا: وَ
تَعَزَّزُوا وَتُؤَقِّرُونَ (قرآن) حضور کی بڑائی بیان کرو اور حضور کی تعظیم کرو۔“

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

إِنَّا نَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنُبَدِّلُ الْأَمْوَالَ فِي تَعْزِيرِ الرُّسُولِ وَتَوْقِيرِهِ
وَرَفْعِ ذِكْرِهِ وَإِظْهَارِ شَرَفِهِ وَعُلُوِّ قَدْرِهِ. (الصارم المفسر ص ۲۰۷)

”ہم (مسلمان) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑائی بیان کرنے، حضور کی تعظیم، آپ کے ذکر کو بلند کرنے، آپ کے شرف کو ظاہر کرنے، علو قدر و منزلت میں اپنے خون بہاتے ہیں اور اپنے تمام اموال خرچ کرتے ہیں۔“

نیز اسی ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَيْنَا تَعْزِيرَ رَسُولِهِ وَتَوْقِيرَهُ وَتَعْزِيرُوهُ نَصْرُهُ
وَمَنْعُهُ وَتَوْقِيرُهُ إِجْلَالُهُ وَتَعْظِيمُهُ وَذَلِكَ يُوجِبُ صَوْنَ عِرْضِهِ بِكُلِّ
طَرِيقٍ. (الصارم ص ۲۰۹)

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر حضور کی تعزیر اور توقیر فرض کی، حضور کی تعزیر حضور کی نصرت و امداد کرنا ہے اور آپ سے مخ کرنا ہے (ہر ایذا کو) اور حضور کی توقیر حضور کی تکریم اور تعظیم کرنا ہے اور یہ واجب کرتی ہے اس کو کہ ہر طریق سے حضور کی عزت کی حفاظت کی جائے۔“

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:-

أَمَّا انْتِهَاكُ عِرْضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مَنَافٍ
لِدِينِ اللَّهِ بِالْكُلِّيَّةِ فَإِنَّ الْعِرْضَ مَتَى أَنْهَكَ سَقَطَ الْإِحْتِرَامُ
وَالْتَعْظِيمُ فَسَقَطَ مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الرَّسَالَةِ فَبَطَلَ الدِّينُ فَقِيَامُ الْمَذْحِجَةِ
وَالنَّشَاءُ عَلَيْهِ وَالتَّعْظِيمُ وَالتَّوْقِيرُ لَهُ قِيَامُ الدِّينِ كُنْهٌ سَقُوطُ ذَلِكَ
سَقُوطُ الدِّينِ كُنْهٌ. (الصارم ص ۲۱۱)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے عزتی (بے ادبی) بالکل دین اللہ کے منافی ہے کیونکہ جب بے عزتی ہوئی تو احترام اور تعظیم کا سقوط ہوا تو جو کچھ حضور پیغام لائے وہ گر گیا تو کل دین باطل ہو گیا۔ پس حضور کی مدح، ثناء اور تعظیم اور توقیر کے قیام سے کل دین کا قیام ہے اور ان چیزوں کے ساقط ہونے سے کل دین کا سقوط ہے۔“

ابو محمد عبد الحق حنفی اسی آیت کے تحت لکھتا ہے:-

”اور اللہ اور اس کے رسول کی عزت و توقیر کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و

ادب فرض ہے ذرا بھی کوئی تو جین کرے گا فیض رسالت سے ابد الابد محروم رہے گا۔“

(ملخصاً تفسیر حقانی، ج ۶، ص ۲۸۸)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی حاشیہ القرآن میں لکھتا ہے:-

”وَلَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ اور ”تَوْقَاتُ“ کی ضمیریں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے۔ اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں.....“

نمبر ۲: مسلمانو! ہمارا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ يَقْدَمْ إِلَيْهِمْ إِنْ لَمْ يَأْمُرْ بِهِمْ لِيُكَلِّمُوا سَوِيًّا ۖ عَلَيْهِمْ ۝ (الحجرات)

”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔“

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول اللہ ﷺ کے آداب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں۔

(خزائن العرفان)

اس سے چند سکتے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ انہوں نے حضور پر پیش قدمی کی، تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ بات کرنے، راستہ چلنے، کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے۔ کیونکہ یہاں لا تقدموا مطلق ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ ملا علی قاری اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: واللفظ للقراری وللخفاجی مثله الا ماشاء اللہ

(وَنَهَى) عَنِ التَّقْدِمِ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْقَوْلِ وَسُوءِ الْأَدَبِ بِسَبْقِهِ بِالْكَلَامِ
عَلَى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَهُوَ اخْتِيَارُ
تَغْلِبُ

اور اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) قولاً فعلیاً حضور کے سامنے پہل کرنے سے منع فرمایا۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس وغیرہ کے قول پہ ہے اور یہی شیخ المنذہ والعربیۃ علامہ محدث امام تغلب متولد ۲۰۰ھ کے نزدیک مختار ہے۔“

(قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ) التَّسْتَرِي (لَا تَقُولُوا قَبْلَ أَنْ يَقُولَ) أَيْ

لَا تَبْدُوا بِالْكَلامِ عِنْدَهُ (وَإِذَا) قَالَ فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا) أُنْكُتُوا
وَالْمَعْنَى أَنَّهُ يَجِبُ السَّمَاعُ عِنْدَ كَلَامِهِ الَّذِي هُوَ الْوَحْيُ الْخَفِيُّ
كَمَا يَجِبُ سَمَاعُ الْقُرْآنِ الَّذِي هُوَ الْوَحْيُ الْجَلِيُّ وَفِيهِ إِيْمَاءٌ إِلَى
رِعَايَةِ هَذَا الْأَدَبِ عِنْدَ سَمَاعِ الْحَدِيثِ الْمَرْوِيِّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُصَنِّفُ (وَنُهِوا) أَصْحَابَهُ وَأَخْرَابَهُ (عَنِ
التَّقْدِيمِ) أَيِ الْمُبَادَرَةِ (وَالْتَعْجَلِ بِقَضَاءِ أَمْرِ) أَيِ بِحُكْمِ شَيْءٍ (قَبْلَ
قَضَائِهِ فِيهِ وَأَنْ يَفْتَاتُوا) اِفْتِعَالَ مِنَ الْقَوْتِ أَيِ يَسْبِقُوهُ (بِشَيْءٍ) أَيِ
مُنْفَرِدِينَ بِرَأْيِهِمْ فِي تَصَرُّفِهِمْ (فِي ذَلِكَ مِنْ قِتَالٍ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ أَمْرِ
دِينِهِمْ إِلَّا بِأَمْرِهِ وَلَا يَسْبِقُوهُ بِهِ) أَيِ وَلَوْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ وَالْمَعْنَى أَنْ
يَكُونُوا تَابِعِينَ لَهُ فِي جَمِيعِ قَضَائِهِمْ مِنْ أُمُورِ دُنْيَاهُمْ (وَالِي هَذَا)
أَيِ الْمَعْنَى الْمَذْكُورِ (يَرْجِعُ قَوْلُ الْحَسَنِ) أَيِ الْبَصْرِيِّ (وَمُجَاهِدِ
وَالضَّحَّاكِ وَالسُّدِّيِّ وَالتَّوْرِيِّ) أَيِ يُوَافِقُ قَوْلَ هَؤُلَاءِ ذَلِكَ
الْمَقَالَ فِي الْمَالِ ثُمَّ وَعَظَّهُمْ أَيِ نَصَحَهُمُ اللَّهُ وَحَدَّرَهُمْ مُخَالَفَةَ
ذَلِكَ فَقَالَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ) بِأَقْوَالِكُمْ (عَلَيْكُمْ) بِأَحْوَالِكُمْ
(قَالَ الْمَازِرْدِيُّ اتَّقُواهُ يَعْنِي فِي التَّقْدِيمِ أَيِ بِشَيْءٍ مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ
بَيْنَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُعْرَفَ مِنْهُ مِثْلُ إِلَيْهِ. وَقَالَ السُّلَمِيُّ اتَّقُوا اللَّهَ فِي
إِهْمَالِ حَقِّهِ وَتَضْيِيعِ حُرْمَتِهِ إِنَّهُ) وَفِي نُسْخَةٍ صَحِيحَةٍ (إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ
بِقَوْلِكُمْ عَلَيْنِمْ بِفِعْلِكُمْ).

(انتهی الشرح ملخصاً شرح شفا لعلی القاری علیٰ هامش نسیم الریاض، جلد ۳ صفحہ
۳۸۵-۳۸۶ و شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۳۰)

”امام سہل بن عبد اللہ تستری نے (اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے فرمانے سے پہلے نہ بولا
کرو۔ یعنی حضور کے ہاں کلام کی ابتداء نہ کرو۔ جرأت نہ دکھاؤ اور جب آپ فرمائیں تو خوب توجہ سے
سنو اور خاموش رہو معنی یہ ہے کہ بوقت کلام پاک (حدیث شریف) صاحب لولاک جو وحی خفی ہے اس
کا سننا واجب ہے جیسا کہ قرآن شریف کا سننا واجب ہے جو کہ وحی جلی ہے اور اسی میں اشارہ ہے اس
بات کی طرف کہ حضور کی حدیث کے سماع کے وقت بھی اسی ادب کی رعایت ہو۔

مصنف (امام قاضی عیاض) نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب اور گروہ کو اس بات سے منع کیا گیا کہ کسی شے کے حکم میں حضور کے فیصلہ دینے سے پہلے خود نہ فیصلہ کر بیٹھیں اور یہ نہ ہو کہ بغیر حضور کے صرف اپنی رائے کے سبب کسی چیز میں حضور سے سبقت کریں فیصلہ کرنے میں قتال ہو یا غیر قتال ہو اپنے دین کے معاملہ میں، مگر یہ سب کام حضور کے امر سے طے پائیں۔ ان میں سے کسی کام میں حضور سے سبقت نہ کریں۔ اگرچہ دنیا کا معاملہ ہو، معنی یہ ہے کہ اپنے تمام فیصلوں، اپنے دنیاوی اور اخروی امور میں حضور کے تابع ہوں۔ اس معنی مذکور کی طرف امام حسن بصری اور امام مجاہد اور سدی و ثوری کا قول رجوع کرتا ہے۔ انجام میں ان لوگوں کا قول قول مذکور کے موافق ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت کی اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرایا۔ چنانچہ فرمایا کہ ”بے شک اللہ سے ڈرو“ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے تمہارے حالات کو جاننے والا۔ امام ماوردی نے فرمایا (کہ معنی یہ ہے) اللہ سے ڈرو یعنی اس بات میں کہ حضور کے میلان کے بغیر کسی شے کی طرف تم قولاً فعلاً پہل نہ کر بیٹھو۔ سلمیٰ نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے حق میں کوتاہی کرنے سے اور حضور کی عزت و عظمت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہاری بات کو سننے والا ہے۔ تمہارے کام کو جاننے والا ہے۔“

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا مَوَابِتِنَ يَدِي اللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَجَه تَضْمِينَهَا الْأَذْبَ أَنَّ النَّهْيَ عَنِ الشَّيْءِ أَمْرٌ بِضِدِّهِ وَهُوَ طَلَبُ
التَّأَخُّرِ وَهُوَ أَذْبٌ (فَمَنْ الْأَذْبُ أَنْ لَا يَتَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ أَى عِنْدَهُ
سَوَاءً كَانَ بِجَاهِهِ أَوْ عَنِ يَمِينِهِ أَوْ يَسَارِهِ أَوْ خَلْفِهِ بِأَمْرٍ وَلَا نَهْيٍ وَلَا
إِذْنٍ وَلَا تَضْرِبُ) وَيَدَاوِمُ عَلَى ذَلِكَ (حَتَّى يَأْمُرَ هُوَ وَيَنْهَى وَيَأْذِنُ
كَمَا أَمَرَ اللَّهُ بِذَلِكَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ) وَفِي ابْنِ عَطِيَّةَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ
مَعْنَى لَا تَقْدِمُوا لِأَنَّمَشُوا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ بَيْنَ يَدَيْ الْعُلَمَاءِ فَإِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ هَذَا ظَاهِرٌ
فِي أَنْ مَعْنَاهُ التَّقَدُّمُ الْجِسِّيُّ (وَهَذَا) النَّهْيُ عَنِ التَّقَدُّمِ (بِاقٍ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ لَمْ يَنْسَخْ) سَوَاءً كَانَ التَّقَدُّمُ حَقِيقَةً أَوْ حُكْمًا فَلَا يَرُدُّ أَنَّ
يَنْهَى بِوَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَالَ مُجَاهِدٌ) عِنْدَ الْبُخَارِيِّ فِي

تَفْسِيرٍ لَا تَقْدِمُوا (لَا تَفْتَأُوا) أَيْ لَا تَسْبِقُوا بِشَيْءٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَهْلُوا وَامْتَبِعُوا عَنِ الْعَمَلِ فِيهِ بِشَيْءٍ (حَتَّى يُقْضِيَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِهِ) فَاعْمَلُوا بِهِ (قَالَ الضَّحَّاكُ لَا تَقْضُوا أَمْرًا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُهُ لَا تَأْمُرُوا حَتَّى يَأْمُرَ وَلَا تَنْهَوْا حَتَّى يَنْهَى وَانظُرْ أَذْبَ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَعَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَقْدَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَيْفَ تَأَخَّرَ رَوَى مَالِكٌ وَالشُّيْخَانُ مِنْ طَرِيقِهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَدِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأَقِيمُ قَالَ نَعَمْ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التُّصْفِيقِ انْتَضَتْ أَبُو بَكْرٍ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ وَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأخَرَ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعَ إِذْ أَمَرْتُكَ (فَقَالَ) أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ) وَعَبَّرَ بِذَلِكَ دُونَ أَنْ يَقُولَ مَا كَانَ لِي أَوْ لِأَبِي بَكْرٍ تَحْقِيقًا لِنَفْسِهِ (أَنْ يَتَقَدَّمَ) وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ يُصَلِّيَ (بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ) وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ يُؤَمَّ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَفُهِمَ أَنَّ مُرَادَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُؤَمَّ النَّاسُ وَأَنَّ أَمْرَهُ آيَةٌ بِالِاسْتِمْرَارِ فِي الْإِمَامَةِ مِنْ بَابِ الْأَكْرَامِ وَالتَّوْبِيهِ بِقُدْرِهِ فَسَلِكَ هُوَ طَرِيقَ الْأَذْبِ وَلِذَا لَمْ يَرُدَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِعْتِزَارَهُ. اِنْتَهَى الْمَنْعُ بِعَيْنِهِ مُلْخَصًا

(زرقاتی علی المواہب، جلد ۶ صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو“۔ اس آیت کے

حضورِ ادب رسول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک شے سے منع کرنا اُس شے کے خلاف کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور سے پیچھے رہنے کو طلب کیا ہے اور یہ ادب ہے تو یہ بات ادب سے ہے کہ حضور کے ہاں پہل نہ ہو، حضور کے سامنے دائیں بائیں پیچھے کسی صورت میں پہل نہ ہو، نہ امر میں نہی میں نہ اجازت میں اور نہ تصرف میں، اس پر پھٹکی کی جائے حتیٰ کہ خود حضور حکم فرمائیں اور روکیں اور اجازت دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی کا حکم دیا ہے اور ابن عطیہ میں ہے کہ ابن زبید نے کہا کہ ”لَا تَقْدِمُوا“ کا یہ معنی ہے کہ حضور کے آگے نہ چلو اور اسی طرح علماء کے آگے بھی نہ چلو۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم حسی ہے اور یہ نبی سے پہل کی نفی قیامت تک باقی ہے منسوخ نہیں عام اس سے کہ تقدم حقیقی ہو یا حکمی۔ تو حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی سنت سے پہل کرنا ایسا ہے جیسا کہ حضور کی حیات دنیاوی میں حضور کے سامنے پہل کی جائے ان دونوں تقدموں میں صاحب عقل سلیم کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یقیناً یہ بات معلوم ہو چکی کہ تقدم عام ہے چاہے حقیقی ہو یا حکمی پس یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ نبی حضور کی پردہ پوشی پر ختم ہوگئی۔ بخاری میں ہے کہ امام مجاہد نے لَا تَقْدِمُوا کی تفسیر میں فرمایا کہ کسی چیز میں حضور سے سبقت نہ کرو بلکہ اسے چھوڑے رہو اور اس میں ہر طرح عمل کرنے سے باز رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضور کی زبان پہ اس کا فیصلہ کرے پھر اس پہ عمل کرو۔ حضرت ضحاک نے فرمایا کہ حضور کے امر کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہ کرو اور ان کے غیر نے فرمایا کہ تم ہمارے نہ کرو جب تک حضور امر نہ کریں تم نہ روکو جب تک حضور نہ روکیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کا ادب حضور کے ساتھ دیکھو کہ نماز میں باوجود مقدم ہونے کے کیسے پیچھے ہٹ آئے۔ امام مالک اور بخاری و مسلم ابی حازم کے طریق سے سہل بن سعد سے راوی ہیں کہ حضور نبی عمرو بن عوف کی طرف گئے اور نماز کا وقت قریب ہو گیا۔ مؤذن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ عرض کی کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں تکبیر کہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے۔ حضور اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ نماز میں تھے تو حضور وہاں سے منتقل ہوئے۔ یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہوئے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں دوسری طرف توجہ نہ کرتے تھے جب لوگوں نے اکثر تالیاں بجائیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے تو حضور کو دیکھا۔ حضور ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ہو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حضور کے امر پر اللہ کی حمد بجالائے پھر پیچھے ہٹنے کی اجازت مانگی حتیٰ کہ صف کے برابر ہوئے۔ اور حضور آگے بڑھے

اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو اپنی جگہ (امامت) پر ثابت رہتا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا تو حضرت ابوبکر! (رضی اللہ عنک) نے جو باعرض کیا۔ ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے (یعنی مجھے) یہ لائق نہ تھا (کہ حضور کے آگے ہو) اور تو اضعافاً بن ابی قحافہ کہا۔ یہ نہ کہا کہ مجھے لائق نہ تھا اور یہ نہ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لائق نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آگے نماز پڑھائے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور کی امامت کرائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مراد یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور بے شک حضور کا امر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، کہ امامت کرتا رہے۔ عزت دینے اور مرتبہ بلند کرنے کی غرض سے تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طریق ادب اختیار کیا۔ اسی لئے حضور نے ان کا عذر رد نہ فرمایا۔

قدوة الامامة وعلم الائمة ناصر الشريعة حجة السنة العلامة الخازن فرماتے ہیں :-

قَوْلُهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنَ التَّقْدِيمِ أَمْ لِيَنْبَغِي لَكُمْ أَنْ يَضِلَّ مِنْكُمْ تَقْدِيمٌ أَضَلًّا وَقِيلَ لَا تَقَدِّمُوا فِعْلًا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْمَعْنَى لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ أَمْرِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا نَهَيْهِمَا وَقِيلَ لَا تَجْعَلُوا لِأَنْفُسِكُمْ تَقْدِيمًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى اخْتِرَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِقْيَادِ لِأَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ (وَاتَّقُوا اللَّهَ) أَيْ فِي تَضْيِيعِ حَقِّهِ (إِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ) أَيْ لَا قَوْلَ لَكُمْ (عَلَيْكُمْ) أَيْ بِأَفْعَالِكُمْ
إِنْتَهَى مُلَخَّصًا

(تفسیر کتاب التاویل المعروف تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

”اللہ تعالیٰ کے اس قول ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ“ کا مطلب یہ ہے کہ اے مومنو! تمہیں یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول کے سامنے کسی فعل کی تقدیم نہ کرو معنی یہ ہوا کہ اللہ ورسول کے امر و نہی سے قبل کوئی فعل مقدم نہ کرو اور بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی بارگاہ میں اپنے نفوس کے لئے تقدیم نہ مقرر کرو اور اس میں اشارہ ہے حضور کے احترام کی طرف اور حضور کے اوامر و نہی کی فرمانبرداری کی طرف۔ حضور کے حق کو ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے۔ تمہارے کاموں کو جاننے والا ہے۔“

امام محمد الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا بَيَّنَّ مَحَلَّ النَّبِيِّ وَعَلَوْا دَرَجَتَهُ بِكُونِهِ رَسُولَهُ الَّذِي يُظْهِرُ دِينَهُ وَذَكَرَهُ بِأَنَّهُ رَجِيمٌ بِالْمُؤْمِنِينَ بِقَوْلِهِ رَجِيمًا قَالَ لَاتَسْرُكُوا مِنْ إِحْتِرَامِهِ شَيْئًا لَا بِالْفِعْلِ وَلَا بِالْقَوْلِ وَلَا تَعْتَرُوا بِرَأْفِهِ وَأَنْظَرُوا إِلَى رِفْعَةِ دَرَجَتِهِ..... حَتَّى قَالَ بَعْدَ ذِكْرِ أَقْوَالٍ فِي سَبَبِ النُّزُولِ..... وَالْأَصْحَحُ (1) أَنَّهُ إِرْشَادٌ عَامٌّ يَشْمَلُ الْكُلَّ وَفُتِحَ مُطْلَقٌ يَدْخُلُ فِيهِ كُلُّ إِثْبَاتٍ وَتَقْدِيمٍ وَاسْتِبْدَادٍ بِالْأَمْرِ وَأَقْدَامٍ عَلَى فِعْلِ غَيْرِ ضَرُورِيٍّ مِنْ غَيْرِ مُشَاوَرَةٍ..... حَتَّى قَالَ..... كَأَنَّهُ تَعَالَى يَقُولُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَدَّرَ مِنْكُمْ تَقْدِيمٌ أَصْلًا..... حَتَّى قَالَ..... فَتَقْدِيرُهُ لَا تَقْدِمُوا أَنْفُسَكُمْ فِي خُضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ لَا تَخْعَلُوا لِأَنْفُسِكُمْ تَقْلَمًا وَرَأْيًا عِنْدَهُ..... حَتَّى قَالَ..... ذَكَرُ اللَّهُ إِشَارَةً إِلَى وَجُوبِ إِحْتِرَامِ الرَّسُولِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالْإِتْقِيَادِ لِأَمْرِهِ وَذَلِكَ لِأَنَّ إِحْتِرَامَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ يُتْرَكُ عَلَى بَعْدِ الْمُرْسِلِ وَعِنْدَ إِطْلَاعِهِ عَلَى مَا يَفْعَلُ بِرَسُولِهِ فَقَالَ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ تَعَالَى أَيْ أَنْتُمْ بِخُضْرَةِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ نَاطِقٌ إِلَيْكُمْ وَفِي مِثْلِ هَذِهِ الْحَالَةِ يَجِبُ إِحْتِرَامُ رَسُولِهِ.

(تفسیر مفاتیح الغیب المشتهر بالتفسیر الكبير جلد ۷، صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محل و مقام بیان کیا اور حضور کے درجہ کی بلندی بیان کی اس طرح کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ ان کا دین غالب ہوگا اور اپنے قول رحیما سے یہ ذکر کیا کہ حضور مومنوں کے لئے رحیم ہیں۔ فرمایا حضور کے احترام میں تو لانا و فعلاً کسی چیز کو ترک نہ کرو اور حضور کی مہربانی سے مغرور بھی نہ ہونا اور حضور کے بلند مرتبہ کی طرف نظر کرنا۔ اصح بات یہ ہے کہ یہ ارشاد عام ہے سب کو شامل ہے اور مع مطلق ہے، اس میں ہر اثبات اور تقدیم اور امر میں اپنے آپ کو ترجیح دینا اور بغیر مشورہ کے غیر ضروری فعل میں اقدام کرنا یہ سب کچھ داخل ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو تو تقدیر عبارت یوں ہوگی: لا تقدموا انفسكم في

1- نقل هذه العبارة العلامة الجمل الى من غير مشاورة وفيه لفظ افيات بدل اثبات ۱۲- تفسیر جمل، جلد ۳ صفحہ ۱۷۳-۱۷۴

اسْمِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَذُلَّ عَلَى قُوَّةِ اخْتِصَابِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَبِّ
الْعِزَّةِ وَقُرْبِ مَنْزِلَتِهِ مِنْ حَضْرَتِهِ تَعَالَى.

(وقال) وَمِنْ شَرْطِ الْمُؤْمِنِ أَنْ لَا يَرَى رَأْيَهُ وَعَقْلَهُ وَاخْتِيَارَهُ فَوْقَ
رَأْيِ النَّبِيِّ وَالشَّيْخِ وَيَكُونُ مُسْتَسْلِمًا لِمَا يَرَى فِيهِ مَصْلِحَةً وَيَحْفَظُ
الْأَدَبَ فِي حِلْمَتِهِ وَصُخْبِيهِ وَمِنْ أَدَبِ الْمُرِيدِ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ بَيْنَ
يَدَيِ الشَّيْخِ فَإِنَّهُ سَبَبٌ مَقْطُوعٌ مِنَ أَعْيُنِ الْأَكَابِرِ.

قَالَ سَهْلٌ لَا تَقُولُوا قَبْلَ أَنْ يَقُولَ فَإِذَا قَالَ فَأَقْبَلُوا مِنْهُ مُنْصِتِينَ لَهُ
مُسْتَجِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي إِهْمَالِ حَقِّهِ وَتَضْيِيعِ حُرْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ
سَمِيعٌ لِمَا تَقُولُونَ عَلَيْنِمْ بِمَا تَعْمَلُونَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَطْلُبُوا وَرَاءَ
مَنْزِلَتِهِ مَنْزِلَةً فَإِنَّهُ لَا يُؤَاوِزُهُ أَحَدٌ بَلْ لَا يُدَانِيهِ.

(تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۲۶۶-۲۶۷)

”اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کرنا ایمان کے معنی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت عام ہے ہر قول اور فعل کو شامل ہے اسی (عموم) کیلئے لا تقدہوا کے مفعول کو حذف کیا۔ تاکہ سامع کا ذہن ہر طرف جائے قول یا فعل (وغیرہ) جس جس چیز میں تقدیم ممکن ہے مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی مسئلہ جاری ہو جواب دینے میں سبقت نہ کرو اور جب طعام حاضر ہو تو کھانے میں حضور سے پہلے نہ کرو، جب کسی طرف چلو تو حضور کے آگے نہ چلو ہاں مگر کسی مصلحت کا تقاضا ہو۔ اور اسی طرح اور چیزیں ہوئیں جن میں تقدیم ممکن ہے کہا گیا ہے کہ چھوٹے بڑوں سے آگے نہ بڑھیں سوائے تین جگہ کے (۱) جب رات کو سیر کریں (۲) یا جب لشکر کو دیکھیں۔ (۳) یا جب سیلاب میں داخل ہوں۔ پہلے زمانہ میں تو یہ تھا کہ جب نوجوان کسی شیخ بزرگ کے آگے چلنا اللہ تعالیٰ اُس کو زمین میں دھنسا دیتا۔ علماء کے آگے چلنا بھی اسی آیت کی نہی سے منع ہے کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابوالدرداء سے کی گئی ہے فرمایا کہ مجھے حضور نے دیکھا کہ میں حضرت ابوبکر کے آگے چل رہا تھا حضور نے فرمایا تو اُس کے آگے چلنا ہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے انبیاء اور رسل کے بعد کسی ایسے شخص پر نہ سورج طلوع ہوا نہ غروب، جو ابوبکر سے بہتر اور افضل ہے۔ (کشف الاسرار) اور اکثر روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہاں مراد صرف حضور کی ذات پر تقدیم ہے اور ذکر خدا تو حضور کی تنظیم کے لئے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور کی قدر و منزلت بتانے کے لئے

وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا نام حضور کے اسم کے لئے بطور توطیہ اور بطور تمہید ذکر کیا گیا تاکہ دلالت کرے حضور کی اپنے رب سے قوی خصوصیت اور اس کی جناب میں قرب منزلت پر اور مومن کے لئے شرط ہے کہ اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے اختیار کو حضور اور شیخ کی رائے کے اوپر نہ سمجھے اور بصورت مصلحت سرفرم کرے اور ان کی خدمت اور صحبت میں ادب کو ملحوظ رکھے اور مرید کے ادب سے ہے کہ شیخ کے آگے بات نہ کرے کیونکہ یہ چیز اکابر کی آنکھوں میں گر جانے کا سبب ہے۔

اہم پہل تشریح فرمایا: حضور کے ارشاد سے قبل نہ بولو۔ جب آپ فرمادیں۔ خاموشی سے کان لگا کر اسے سنو اور اسے قبول کر لو۔ حضور کے حق کو ترک کرنے میں اور عزت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سنتا ہے جو کہتے ہو۔ جانتا ہے جو کرتے ہو۔ بعض نے اس کی تفسیر میں کہا کہ حضور کے مقام سے اوپر کوئی مقام طلب نہ کرو اس لئے کہ حضور کا موازی کوئی نہیں بلکہ درجہ اور منزلت میں قریب بھی کوئی نہیں۔“

علامہ سلیمان جمل ارقام فرماتے ہیں:-

الْمُرَادُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ وَذِكْرَ لَفْظِ اللَّهِ تَعْظِيمًا لِلرَّسُولِ وَ
إِشْعَارًا بِأَنَّهُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ يُوجِبُ إِجْلَالَهُ وَعَلَى هَذَا فَلَا اسْتِعَارَةَ
وَالْيَهُ يَجْمَلُ كَلَامُ الشَّيْخِ الْمُصَنِّفِ. ۱۷ كَرْتِي تَفْسِيرِ جَمَلِ جُلْد ۳ صَفْحِ
۱۷۳-۱۷۴، وَذَكَرَ الصَّوَابِي إِلَى قَوْلِهِ فَلَا اسْتِعَارَةَ. (تفسیر صاوی جلد
۳ صفحہ ۹۰)

”مرادیدی اللہ ورسولہ سے صرف یدی رسول اللہ ﷺ ہے۔ لفظ ”اللہ“ تو تعظیم رسول کے لئے ذکر ہوا اور اس بات کا اشعار کرنے کے لئے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے مقام پہ ہیں کہ ان کی توقیر و تعظیم کرنا واجب ہے اس صورت پر پھر کوئی استعارہ نہیں۔ شیخ مصنف کی کلام اسی طرف مائل ہے۔“

نمبر ۳، ۳ مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝
إِنَّ الَّذِينَ يُعْضُونَ آصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ
قُلُوبَهُمْ لِيَتَّقُوا لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (الحجرات)

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب جانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے میکیاں برباد ہوتی ہیں۔

جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہوتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حضور چلا کر نہ بولو انہیں عام القاب سے نہ پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اے چچا۔ بابا۔ بھائی۔ بشر۔ اے محمد نہ کہو، رسول اللہ، شیخ المذنبین کہو۔ اس آیت میں حضور کا جلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں۔ بلکہ جو عرض کرنا ہو کلمات ادب و تعظیم و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

اصْحَحَنَّ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ کے جملہ سے معلوم ہوا کہ دل کا تقویٰ حضور کے ادب سے حاصل ہوتا ہے۔ (اللہ نصیب کرے)

خاتم الحفاظ امام اجل شیخ المشائخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَى لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ أَلْيَاتٍ فِيهَا مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمُهُ رَفْعَ الصَّوْتِ عَلَيْهِ وَالْجَهْرَ لَهُ بِالْقَوْلِ وَفَسْرُهُ مُجَاهِدٌ بِنْدَائِهِ بِاسْمِ أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي خَاتِمٍ وَيَذَائِهِ مِنْ وُزَاءِ الْخُبْرَاتِ وَاسْتَدْلُ بِهِ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِخَضْرَاءِ قَبْرِهِ وَعِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيثِهِ لِأَنَّ حُرْمَتَهُ مَبْتَأٌ كَحُرْمَتِهِ خَبَأً.

(الاكلیل صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ مصر)

”اللہ تعالیٰ کا قول لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ ان آیات میں حضور کے بعض خصائص کا ذکر ہے کہ حضور

یہ آواز بلند کرنا حرام ہے امام مجاہد نے اس کی تفسیر یوں کی۔ کہ حضور کو نام لے کر پکارنا (جیسے یا محمد یا احمد) منع ہے (ابن ابی حاتم) اور باہر سے پکارنا بھی منع ہے۔ علماء کرام نے اس سے یہ استدلال کیا کہ حضور

کے مزار کے قریب منع ہے اور قراءۃ حدیث شریف کے وقت بھی منع ہے اس لئے کہ حضور کی عزت و عظمت بعد پردہ پوشی کے ایسے لازم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھی۔“

امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:-

(رَوَى أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ) ثَلَاثِي الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ
 (نَاطَرَ مَالِكًا) الْإِمَامَ فِي مَسْئَلَةٍ فَرَفَعَ صَوْتَهُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَالِكٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَرْفَعْ
 صَوْتَكَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ أَذَبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا
 تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الْآيَةَ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ
 يَعْظُونَ أَصْوَاتَهُمْ الْآيَةَ وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ إِنَّ الَّذِينَ يُبَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ
 الْحُجُورِ الْآيَةَ وَإِنَّ حُرْمَتَهُ مِثْنَا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا إِذْ هُوَ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ
 فَيَجِبُ أَنْ يُرَاعَى بَعْدَ مَمَاتِهِ مَا كَانَ لَهُ فِي حَيَاتِهِ (فَأَسْتَكَانَ) خَضَعَ
 وَذَلَّ (لَهَا) أَي لِهَذِهِ الْمَقَالَةِ وَالْمَوْعِظَةِ (أَبُو جَعْفَرٍ)

(زرقانی شرح مواہب جلد ۶ صفحہ ۲۳۹-۲۵۰)

وَذَكَرَ هَذِهِ الْبَقِصَةَ نَحْوَهُ (الامام القاضي عياض في الشفا جلد ۲

صفحہ ۳۵)

”روایت کی گئی ہے کہ خلفاء بنی عباس سے دوسرے خلیفہ ابو جعفر نے کسی مسئلہ میں امام مالک سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا اور اپنی آواز کو اونچا کیا۔ تو امام مالک نے اس سے فرمایا کہ اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ فرمایا کہ ایک قوم کو یہ ادب سکھایا ہے کہ اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو اور ایک قوم کی مدح کی ہے چنانچہ فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو حضور کے ہاں اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا، ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (قرآن) اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کی مذمت کی چنانچہ فرمایا بیشک وہ لوگ جو آپ کو مجروہوں کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر لاعقل ہیں اور حضور کی عزت بعد از پردہ پوشی ایسے لازم ہے جیسے حالت حیات میں تھی۔ اس لئے کہ آپ قبر میں زندہ موجود ہیں۔ لہذا بعد از پردہ پوشی ان حقوق کی رعایت لازم ہے جن کی رعایت دنیاوی زندگی میں کی جاتی تھی (ابو جعفر امام مالک کے اس ارشاد پاک کے سامنے جھک گیا۔)“

علامہ اسحاق بن عقیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهُ
حَيٌّ فِي قَبْرِهِ (وَقَالَ) وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي مَجَالِسِ
الْفُقَهَاءِ تَشْرِيفًا لَهُمْ إِذْ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
صَحِبَكَ إِنْسَانٌ عِنْدَ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ فَغَضِبَ حَمَادٌ وَقَالَ إِنِّي أَرَى رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ حَدِيثِ
رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ مَيِّتٌ كَرَفِعِ الصَّوْتِ عِنْدَهُ وَهُوَ حَيٌّ وَقَامَ وَامْتَنَعَ
مِنَ الْحَدِيثِ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَخَاصِلُهُ أَنَّ فِيهِ كَرَاهَةَ الرُّفْعِ عِنْدَ
الْحَدِيثِ وَعِنْدَ الْمُحَدِّثِ. انتهى كلامه.

(تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۷۰)

”حضور کے حزار پاک کے قریب آواز بلند کرنے کو علماء کرام نے مکروہ بتایا اس لیے کہ حضور مزار میں زندہ ہیں اور بعض علماء نے مجلس فقہاء میں رفع صوت کو مکروہ بتایا ان کی عزت کے لئے کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ سلیمان بن حرب نے فرمایا کہ کوئی شخص حضرت حماد بن زید کے ہاں ہنساجب کہ وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے تو حضرت حماد غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی حدیث پر آواز بلند کرنا ایسا ہے کہ حضور کے قرب میں بحالت حیات دنیاوی رفع صوت کیا جائے تو وہ کھڑے ہو گئے اور اس دن بیان حدیث سے رک گئے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حدیث کی قراءت کے وقت اور محدث کے ہاں آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔“

ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ لکھتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ هَذَا أَذْبٌ ثَانٍ
أَذَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ لَا يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ صَوْتِهِ.

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں حضور کی آواز پر بلند نہ کرو“ یہ دوسرا ادب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس ادب کی تعلیم دی ہے کہ حضور کی مجلس میں اپنی آوازیں حضور کی آواز سے بلند نہ کریں۔“

(قال تعالى) وَإِذْ كُنْتُمْ لَهَا كَاهِلًا لَمَكُم مِّنْ أَيْ ذِكْرِهِمْ وَلَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم بتعظیم وتوقیر (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۶۳ عن الامام الجزائری)
 ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان کو یاد کرو جیسا کہ اللہ نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ یعنی حضور کا
 ذکر تعظیم اور توقیر سے کرو۔“

(شعر لابن الفارض)

وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اِشَارَةً لِكَفِّ يَدِ صَدْتِ لَه اِذَا تَصَدَّتْ
 وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اِلَّا بِالْحَقِّ هِيَ اَحْسَنُ. هذه الآية اشارة منه
 تعالى لارواح الاولين من الانبياء والمرسلين وغيرهم من ورثتهم
 العارفين المقربين الى يوم الدين اذا مد احد منهم يده الروحانية
 ليل هذا المقام المحمدي الذي اختص به محمدا صلى الله
 عليه وسلم نبينا فانه لا ينال ذلك ولا يصل اليه.

(جواہر البلی جلد ۳، صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

”یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت وَلَا تَقْرُبُوا میں سب اولین انبیاء و مرسلین اور مقربین
 کی ارواح کے لئے اشارہ ہے کہ وہ مقام محمدی کو حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ جبکہ ان میں سے کسی نے اپنا
 ہاتھ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جو حضور سے مختص ہے۔ کیونکہ اس مقام کو نہ پایا جاسکتا ہے
 اور نہ ہی کوئی اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔“

علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں۔ جن میں بارگاہ نبوت کی تعظیم اور حضور کے ادب کی تعلیم دی گئی
 ہے۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ بعض آیات تعظیم و آداب بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کرنے کے بعد
 فرماتے ہیں:

ولا سبیل الی ان یتوسعب ہئنا الایات الدلالة علی ذلک وما
 فیہا من التصریح والاشارة الی علو قدر النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم ومرتبہ ووجوب المبالغة فی حفظ الادب معہ صلی اللہ
 علیہ وسلم (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۲)

”اس بات کی طرف کوئی راستہ نہیں کہ ان سب آیات کو گھیر لیا جائے جو تعظیم و ادب نبی پر دلالت کرنے
 والی ہیں اور نہ ان آیات کو گھیرا جاسکتا ہے جن میں صراحت اور اشارت حضور کے علو قدر اور مرتبہ اور حضور

کے ساتھ حفاظت ادب میں مبالغہ کے واجب ہونے کا بیان ہے۔
امام مکی فرماتے ہیں:

ومن تامل القرآن كله وجدته طامحا بتعظيم عظيم لقدر النبي صلى الله عليه
وسلم (جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۵۱)
”جس نے کل قرآن میں تامل کیا تو وہ سارے قرآن کو حضور کے مرتبہ کی تعظیم عظیم سے مملو پائے
گا۔“ (۱)

1۔ ان آیات سے بعض کی کچھ تفصیل فقیر کی کتاب ”انوار القرآن“ میں لکھی ہوئی ہے۔ ”انوار القرآن“ کا تیسرا اور چوتھا باب اسی
مضمون میں آیات قرآنیہ میں مزین دہرے۔ ۱۲ الفصحی غفرلہ

فصل دوم

اب اسکی بارے میں چند حدیثیں داتا صحابہ درج کرتا ہوں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

فَصُلُّ فِي عَادَةِ الصَّحَابَةِ فِي تَعْظِيمِهِ ﷺ وَتَوْقِيرِهِ وَاجْلَالِهِ

فصل حضور کی تعظیم و توقیر و اجلال میں صحابہ کی عادات

پھر ابن شامہ المہری سے روایت کرتے ہیں کہ:-

قَالَ حَضَرْنَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا فِيهِ عَنْ عَمْرُو
قَالَ وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا أَجَلُ فِي غَيْبِي مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ غَيْبِي مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ
وَلَوْ سَلْتُ (1) أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَفْتُ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ غَيْبِي مِنْهُ
وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ (2) عَنْ أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ
فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَا يَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَيْهِ بَصْرَهُ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا وَيَتَّبِعَانِ إِلَيْهِ
وَيَتَّبِعُهُمَا وَيَرْوِي أُسَامَةُ بْنُ شَرِيكٍ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَيَّ رَأْيٌ وَسِيهِمُ الطَّيْرِ (3)
وَفِي حَدِيثٍ صَفِيهِ إِذَا تَكَلَّمَ إِذَا طَرِقَ جُلُوسًا وَكَأَنَّمَا عَلَيَّ رَأْيٌ وَسِيهِمُ

1. (ولو سئلت) وفي نسخة ولو شئت (ان اصفه) ای اذکر نعمت ظاہر خلقہ (ما اطقت) ای ما قدرت لعدم احاطتی باوصافہ۔ شرح شفا علی القاری المصنف علی ہاشم نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۱۔ (ولو شئت ان اصفه) یعنی بحلیہ (ما اطقت) وقد قدرت لعدم احاطة علمی به ای لا اقدر ان اصفه۔ ملخصاً نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۱۔

2. ترمذی شریف جلد ۳ صفحہ ۲۰۷۔ مناقب ابی بکر ۱۲۔

3. هذا الحديث رواه الاربعة (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ) وصححه الترمذی نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۳۹۲ قد روی عنه (ای عن اسامة بن شریک) اصحاب السنن الاربعة وصححه الترمذی، شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔

الطير(1) وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ جِئْتُ وَجَهْتَهُ قُرَيْشٌ عَامَ الْقَيْصِيَّةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى مِنْ تَعْظِيمِ أَصْحَابِهِ لَهُ مَا رَأَى (2) وَأَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا ابْتَدَرُوا وَضُوءَهُ وَكَادُوا أَنْ يَقْتَبِلُوا (3) عَلَيْهِ (لِحَرْصِهِمْ عَلَى التَّبْرُكِ بِمَا مَسَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِيَدِهِ (نسيم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳) وَلَا يَتَضَقُّ بَصَاقًا وَلَا يَتَنَحَّمُ نَخَامَةً إِلَّا تَلَفَّوْهَا بِأَكْفِهِمْ فَذَلِكُوا بِهَا وَجُوهَهُمْ وَأَجْسَادَهُمْ(4) وَلَا تَمْسُقُ مِنْهُ شَعْرَةٌ إِلَّا ابْتَدَرُواهَا وَإِذَا أَمَرَهُمْ بِأَمْرٍ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَكَلَّمُ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُجِدُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي جِئْتُ بِكُمُورِي فِي مُلْكِيهِ وَقِيَصْرِي فِي مُلْكِيهِ وَالتَّجَابِي فِي مُلْكِيهِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ مَلِكًا فِي قَوْمٍ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِي أَصْحَابِهِ وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا يُعْظِمُهَا أَصْحَابَهُ مَا يُعْظِمُ مُحَمَّدًا أَصْحَابَهُ وَقَدْ رَأَيْتُ قَوْمًا(5) لَا يَسْلَمُونَ لَهُ(6) أَبَدًا(7).

(۱) یعنی انہوں نے فرمایا کہ ہم صحابی رسول حضرت عمرو بن عامس کے پاس حاضر ہوئے تو

1. اخرجه الترمذی فی الشمائل شرح شفا للقاری جلد ۳، صفحہ ۳۹۲، شکل ترمذی صفحہ ۲۵ باب ماجاء فی خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ نعم مارقم القاری والمناوی فی تفسیره جمع الوسائل جلد ۲، صفحہ ۱۶۳۔ ۱۴۱ھ

2. فیہ من المبالغة ای رای من اکرامهم لهُ صلى الله عليه عليه وسلم وتعظيمهم لهُ شيئاً عظيماً. لا يمكن التصير منه لقواته الحصر لذا ابهمه وان ذكر بعضا منه نسيم الرياض ملخصاً جلد ۳، صفحہ ۳۹۲ (مازای) آی مما لا يكاد يستقصى شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲.

3. ای لفرط حرصهم على التبرك بما لديه او بما اصابه من يديه و (من) لم يصب منه شيئاً يكون من نصيبه اخذ من بلبل صاحبه۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۹۲

4. تبرکاً بهما۔ نسيم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔ ۱۲

5. یعنی الصحابة ۱۲ نسيم

6. هذا بعض من حديث طويل رواه البخارى . نسيم جلد ۳، صفحہ ۳۹۳۔ رواه البخارى على فارى شرحه للشفا جلد ۳ صفحہ ۳۹۳۔ (بخارى شريف جلد اول) جز ۱۱، صفحہ ۳۷۹ بتغير يسير ومضمون واحد) باب الشروط فى الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط مع الناس بالقول كتاب الشروط۔ ۱۲ من

7. (لا يخذلونه ۱۲ قارى)

انہوں نے ایک لمبی حدیث ذکر کی۔ اسی میں حضرت عمرو سے روایت ہے۔ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر مجھے کوئی زیادہ محبوب نہ تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر میری آنکھوں میں کوئی جلیل القدر نہ تھا اور حضور کے اجلال (دبدبہ) کی وجہ سے میں اپنی آنکھیں حضور کے حسن و جمال سے پر نہ کر سکتا تھا اور اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ حضور کا وصف بیان کریاں اگر میں چاہوں کہ حضور وصف یعنی حلیہ پاک ظاہر خلقت کی نعت و تعریف بیان کروں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں یعنی مجھ میں یہ قدرت نہیں، کیونکہ میرا علم حضور کے اوصاف کو محیط نہیں۔ حضور کے اوصاف میرے احاطہ میں نہیں (خفاجی قاری) اس لئے کہ میری آنکھیں حضور کے حسن سے نہیں بھریں (رج کے ندیکھا)۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب مہاجرین و انصار کے ہاں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ان میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان سب صحابہ میں سے کوئی حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا سوائے ابو بکر اور عمر کے، صرف یہ دو حضور کی طرف دیکھتے اور حضور ان کی طرف دیکھتے۔ یہ حضور کو دیکھ کر تبسم کرتے حضور ان سے مسکراتے۔

(۳) حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے پاس آیا۔ حضور کے ارد گرد صحابہ تھے ایسے ادب سے بیٹھے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (بالکل نہ ہنتے تھے)

(۴) اور حضور کی صفت والی حدیث میں ہے جب آپ کلام فرماتے۔ حاضرین مجلس اپنے سر جھکا لیتے۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

(۵) عمرو بن مسعود نے کہا جب کہ کفار قریش نے اسے معاہدے والے سال حضور کی طرف بھیجا اور اس نے صحابہ کو حضور کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم کرتے دیکھا (جس کا کمال بیان نہیں ہو سکتا چند کا ذکر ہوتا ہے) کہ جب بھی حضور وضو فرماتے تو صحابہ کرام اس مستعمل پانی کو بغرض تہرک حاصل کرنے کے لئے جلدی کرتے اور اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے کٹ مرنے پر تیار ہو جاتے اور حضور جب بھی تھوک مبارک ڈالتے یا ناک پاک سے ریش مبارک ڈالتے تو صحابہ اپنے ہاتھوں پر لے کر اسے اپنے چہروں پر ملتے اور تہکا اپنے جسموں پر ملتے اور جب بھی حضور کا کوئی بال مبارک گرتا اس کو حاصل کرنے میں جلدی کرتے اور جب آپ کسی بات کا حکم فرماتے فوراً انجام دیتے۔ اور جب آپ کلام فرماتے تو وہ اپنی آوازیں پست کر دیتے۔ اور تعظیماً حضور کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے۔ یعنی گھور گھور کے نہ دیکھتے۔ جب عمرو یہ منظر دیکھ کر قریش کے پاس واپس لوٹا تو کہنے لگا۔ اے گروہ قریش میں نے

کسری، قیصر، نجاشی ہر ایک کو اپنی اپنی سلطنت و دبدبہ شاعی میں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ کی قوم میں نہیں دیکھا جیسا حضور کو آپ کے صحابہ میں دیکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے ہرگز ایسا بادشاہ نہ دیکھا جس کے اصحاب اتنی تعظیم کرتے ہوں۔ جتنا کہ حضور کے اصحاب حضور کی تعظیم کرتے ہیں تحقیق میں نے ایسی قوم (صحابہ) کو دیکھا کہ کبھی بھی حضور کی امداد کو ترک نہ کریں گے۔

وَعَنْ أَنَسٍ لَقَدْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخَلْقَ يَخْلِفُهُ وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ (1) وَمِنْ هَذَا (2) لَمَّا أَذِنَتْ فُرَيْشُ لِعُثْمَانَ فِي الطَّرَافِ بِالْيَسِيبِ جِئْنَا وَجْهَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فِي الْقَضِيَةِ أَبِي وَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتَّى يُطَوَّفَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ (3) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثٍ طَلْحَةَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ سَلَّمْ عَلَيْهِ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ (4) وَكَانُوا يَهَابُونَهُ وَيُوقِرُونَهُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ فَغَرَضَ عَنْهُ إِذَا طَلَعَ طَلْحَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ (5)

وَفِي حَدِيثٍ قَلِيلًا (6) فَلَمَّا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا الْفَرَفِصَاءَ (7) أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ (8) وَذَلِكَ هَيْبَةٌ لَهُ وَتَعْظِيمًا. وَفِي حَدِيثٍ الْمَغِيرَةَ (9) كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَعُونَ بَابَهُ بِالْأَطَافِيرِ.

وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ لَقَدْ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَمْرِ فَأَوْخَرَ سِتِينَ مِنْ هَيْبَتِهِ

(رواه ابو يعلى و صححه ۱۴-۱۳، شفا شریف جلد ۲- صفحہ ۳۲-۳۳-۳۴)

- 1- حرصا على الترك بآثاره صلى الله عليه وسلم (شم الریش، جلد ۳ صفحہ ۳۹۳)۔ ۱۲۔
- 2- ای من تعظیم الصحابة له عليه الصلوة والسلام ۱۲۔ شم
- 3- رواه الترمذی ۱۲ شم
- 4- ای وفي بغيره القتال واللبات حتى استشهد ۱۲ مه
- 5- رواه الترمذی و حسنه ۱۲ شم
- 6- رواه ابو داؤد و الترمذی ۱۲ شم
- 7- نوع من الحلوس محتيا بيديه ۱۲ شم
- 8- ای شدة الخوف ۱۲۔
- 9- رواه الحاكم والبيهقي ۱۲ شم

”(۶) حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حجام آپ کے بال مبارک مونڈ رہا تھا اور حضور ﷺ کے ارد گرد حضور کے صحابہ پھر رہے تھے۔ ہر بال مبارک کسی نہ کسی مرد کے ہاتھ ہی میں واقع ہوتا۔

(۷) اور اسی تعظیم صحابہ سے ہے وہ واقعہ کہ قریش نے حضرت عثمان کو بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی جب کہ معاہدہ کے موقع پر حضور نے حضرت عثمان کو ان کی طرف متوجہ کیا تو حضرت عثمان نے طواف بیت اللہ سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک حضور طواف نہ کریں گے میں طواف نہ کروں گا۔

(۸) حدیث طحہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک لاعلم اعرابی سے کہا کہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ کہ کسی نے اپنی منت پوری کی یعنی جنگ میں ثابت قدم رہ کر شہید ہوا اور صحابہ کرام حضور سے خوف کرتے (یعنی ان پر حضور کی ہیبت طاری رہتی تھی) اور حضور کی کمال تعظیم کرتے (لہذا خود حضور سے نہ پوچھا) بلکہ ایک بے خبر اعرابی سے سوال کر آیا چنانچہ صحابہ کے کہنے کے مطابق اس اعرابی نے حضور سے سوال کیا۔ تو حضور نے اس سے اعراض کیا۔ جب حضرت طلحہ ظاہر ہوئے تو فرمایا یہ ہے انہیں سے جنہوں نے اپنی منت پوری کی۔

(۹) حدیث قبیلہ (بت مخرمہ عنبر یہ صحابیہ) میں ہے کہ میں نے حضور کو اکڑوں بیٹھا دیکھا۔ (یعنی ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھے ہوئے) میں شدت خوف سے لرز گئی کانپ گئی۔ یہ حضور کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ہوا۔

(۱۰) حدیث مغیرہ میں ہے کہ حضور کے صحابہ کمال ادب و احترام کی وجہ سے حضور کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

(۱۱) حضرت براء نے فرمایا کہ میں ارداہ کرتا کہ حضور سے فلاں امر کے متعلق پوچھوں۔ لیکن حضور کی ہیبت کی وجہ سے کئی سال سوال کو مؤخر کرتا رہا۔“

امام اوحید و امجد علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف فاسی رحمۃ اللہ علیہ معتمد علماء احناف مطالع اُسرآت میں ارقام فرماتے ہیں:-

وَقَدْ نَبَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَاصِيَّتِهِ الَّتِي لَمْ يَفْلَمْهَا عَلَى
الْحَقِيقَةِ إِلَّا اللَّهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا أَبَاتُكُمْ وَالَّذِي

بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَمْ يَعْلَمْنِي (۱) حَقِيقَةً غَيْرُ رَبِّي فَأَعْرِفْ ذَلِكَ مِنْ
أَجَلِ هَلِيبِهِ الْفَضِيلَةَ كَمَا سَأَلَ أَوْلُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ كَاتِبِيهِمْ
وَمُؤَسَى الْحَقِّ جَلَّ وَعَلَا أَنْ يُجْعَلَهُمْ مِنْ أُمَّتِهِ هَلِيبَهُ. انتهى كلامه

(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹) و نقل عنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۷

”اور حضور نے اپنی اس خاصیت پر جس کو حقیقۃ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اپنے اس قول سے تشبیہ فرمائی: ”اے ابوبکر قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ مجھے حقیقۃ میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“ اس کو جان اور اس کی معرفت حاصل کر۔ اور اسی لئے اولوا العزم رسولوں نے جیسے ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اللہ ہمیں حضور کی امت سے بنائے۔ (اس کو پکارو خوب یاد رکھو)۔“

علامہ امام بدر الدین محمود یعنی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حدیث نمبر ۵ (جو بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۳۷۹ میں بھی معمولی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز

۱۔ وقال الامام عبدالقادر الجزائری۔ فانها (الحقیقۃ المحمدیۃ) بحر لا ساحل لہ ولہذا اورد فی الخبر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یعلم حقیقتی غیر ربی وقال العارف الکبیر (ای الشیخ عبدالسلام صاحب صلوة المشیئۃ فیہا) عجز الخلاق فلم یدر کہ منا سابق ولا لاحق یعنی العلم بحقیقۃ صلی اللہ علیہ وسلم. (جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۶۰)

بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی امت سے ہوتے سب سنابل شریف سنبل ازل صفحہ ۱۷ نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۲۳۳ تمنا موسیٰ، حضرت ابراہیم موسیٰ و جسی سلوٰت اللہ و سلامہ علیہم نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت سے کرنا کرۃ الاولیاء صفحہ ۱۰۵ شیخ عطار رحمہ اللہ عن ابی یزید بسطامی رحمہ الباری۔ علامہ طاعنی قاری نے لکھا ہے: ولذلیک تقدم فی قول مؤوسی علیہ السلام اللهم اجعلنی من امة احمد۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے قول میں گذرا کہ اے اللہ مجھے حضور کی امت سے بنا۔ (جمع الوسائل فی شرح المسائل لعنی القاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) (مدارج الشہوۃ للشیخ محمد عبدالحق محدث الدہلوی جلد ۱ صفحہ ۹۶، جواہر البحار شریف جلد ۱، صفحہ ۷۳، ۷۴، ۱۲۶، ۷۳، ۹۳، از نور الدین۔ دلائل الشہوۃ لابن قیم صفحہ ۳۱۔ بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی امت سے ہوتے۔ (سنابل۔ سنبل ازل صفحہ ۱۷ نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۲۳۳۔ حضرت ابراہیم موسیٰ و جسی علیہم السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ ہمیں حضور کی امت سے بنا۔ کرۃ الاولیاء لبطارن ابی یزید بسطامی۔ زاد المعاد رئیس المخر فین ابن القیم علی ہاشم زرقاتی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۶۹۔ جواہر البحار، مقامات اشع الاکبر جلد ۱، صفحہ ۱۲۶۔ بارہ نبیوں نے تمنا کی۔ تا قلمن الشیخ الاکبر جلد ۱ صفحہ ۱۲۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷۳ عن الرازی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ نقلاً عن المواہب۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ عن زوج الییمان۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۲۰ عن الجہت الثانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۷۔

چوں بتائش نگاہ مونسے کرد
شدن از آفتش تمنا کرد

(بدائع منظوم صفحہ ۱۔ ۲)

فِيهِ طَهَارَةُ النَّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالشَّاهِجِيَّةُ يَحْكُمُونَ بِنَجَاسَةِ
الشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَفِيهِمْ مَنْ بَالِغٌ كَأَذَى أَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
وَفِي شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَانِ نَعُوذُ بِاللَّهِ تَعَالَى مِنْ
هَذَا الضَّلَالِ وَفِيهِ التَّبْرُكُ بِأَثَارِ الصَّالِحِينَ مِنَ الْأَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ.

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۳، صفحہ ۱۹)

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش ناک اور بال جو بدن مبارک سے جدا ہو وہ پاک ہے اور شافعیہ بدن سے جدا بال پر نجاست کا حکم لگاتے ہیں اور ان میں سے بعض نے تو اتنا مبالغہ کیا کہ قریب ہے کہ وہ اسلام سے نکل جائے چنانچہ یہ کہا کہ حضور کے بال میں دو وہیمیں ہیں: (طہارت و نجاست) نعوذ باللہ تعالیٰ اللہ کی پناہ اس گمراہی سے اور اس حدیث میں صالحین کے آثار طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔“

حافظ الدین حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں:-

وَفِيهِ طَهَارَةُ النَّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالتَّبْرُكُ بِفَضْلِ الصَّالِحِينَ الطَّاهِرَةِ. (فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۵ صفحہ ۳۵۹)

”اس حدیث میں ریش اور جدا بال کی طہارت کا ثبوت ہے اور صالحین کے فضلات طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے۔“

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارقام فرماتے ہیں:-

فصل

وَاعْلَمُوا أَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَتَوْقِيرَهُ
وَتَعْظِيمَهُ لَا يَزِمُ كَمَا كَانَ خَالَ حَيَاتِهِ أَيْ لِأَنَّهُ الْآنَ حَتَّى يُرْزَقَ فِي
غُلُوِّ دَرَجَاتِهِ وَرَفَعَةِ خَلَالِهِ (شرح شفا علی القاری حنفی جلد ۳، صفحہ ۳۹۶)
وَذَلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَسُنْبَهُ
وَسَمَاعَ إِسْمِهِ وَسِيَرَتِهِ وَمُعَامَلَةَ إِلَيْهِ وَعِزَّتِهِ وَتَعْظِيمَ أَهْلِ بَيْتِهِ
وَصَحَابَتِهِ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ التُّجَيْبِيُّ وَاجِبٌ عَلَيَّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مَتَى
ذَكَرَهُ أَوْ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَنْ يَخْضَعُ وَيَخْشَعُ وَيَتَوَقَّرُ وَيَسْكُنُ مِنْ

حَرَكَتِهِ وَيَأْخُذُ بِهِ فِى هَيْبَتِهِ وَاجْلَالِهِ بِمَا كَانَ يَأْخُذُ بِهِ نَفْسَهُ الْخ
 (أى يُكَلِّفُهَا وَيُلْزِمُهَا) (نسيم) لَوْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَأَدَّبُ بِمَا أَدَّبَنَا
 اللَّهُ بِهِ. مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ آيَةً لَأَنْتُمْ كُنْتُمْ
 أَصْوَاتَكُمْ وَغَيْرِهِ (نسيم) وَقَالَ الْقَاضِي أَبُو الْفَضْلِ وَهَذِهِ كَانَتْ سِينَرَةً
 سَلَفَيْنَا الصَّالِحِ وَأَيْمُنِنَا الْمَاضِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ. ثُمَّ ذَكَرَ
 الْمُنَاطَرَةَ الْمَذْكُورَةَ أَى مُنَاطَرَةَ أَبِي جَعْفَرٍ بِمَالِكٍ. وَقَالَ (أَبُو
 جَعْفَرٍ الْخَلِيفَةُ الثَّانِي مِنَ الْعَبَّاسِيَّةِ لِلْإِمَامِ مَالِكٍ) يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
 اسْتَقْبِلُ الْقَبْلَةَ وَأَدْعُو أَمْ اسْتَقْبِلْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ وَلِمَ تَصْرَفَ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسَيْلَتُكَ وَوَسِيلَةُ أَيْبُكَ
 أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (1) إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ (2) اسْتَقْبِلْهُ (3)
 وَاسْتَشْفِعْ بِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِى الْإِجَابَةِ فَإِنَّهُ شَفِيعٌ فَلَا يُرَدُّ مَنْ
 تَوَسَّلَ بِهِ إِلَيْهِ. (نسيم جلد ۳ صفحہ ۳۹۸)

”جان کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر بعد پردہ پوشی کے بھی لازم ہے جیسا کہ
 حالت حیات دنیوی میں تھی۔ اس لئے کہ اب بھی حضور زندہ ہیں۔ بلند درجات اور رفیع حالات میں
 رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ تعظیم و توقیر حضور کے ذکر کے وقت اور ذکر حدیث اور سنت کے وقت اور
 نام پاک کے سننے کے وقت، حضور کی سیرت کے سننے وقت اور حضور کی آل اور عترت کے معاملہ کے
 وقت لازم ہے اور اہل بیت اور اصحاب کی تعظیم کرنا امام ابو ابراہیم نجیبی نے فرمایا ہر مومن پر واجب ہے
 کہ جب حضور کا ذکر کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر کیا جائے تو خضوع اور خشوع کرے اور باوقار
 ہو جائے اور حرکت سے سکون کرے اور حضور کی ہیبت اور جلال میں شروع ہو جیسا کہ اپنے نفس کو ان
 باتوں کا مکلف بناتا، اگر حضور اس کے علی الاعلان سامنے ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ادب کے مطابق
 متادب ہو جائے۔ (جیسے کہ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ اور لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ وغیرہ آیات میں حکم

1- وسائر الانام شرح شفا لعلی قاری جلد ۳ صفحہ ۲۹۸

2- اشارة الى ان الداعي اذا قال اللهم انى استشفع اليك بنبيك يا نبي الرحمة اشفع لى عند ربك
 استجب له (نسيم ارياش جلد ۳ صفحہ ۳۹۸-۱۲)

3- حنیفوں کے نزدیک بھی یہی سنت ہے کہ بوقت زیارت و بوقت دعا و درود شریف کی طرف منہ ہو اور قبلہ کو پشت ہو۔ جامع
 مسانید الامام الاعظم جلد اول صفحہ ۵۲۳۔ مطلاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۸-۳۳۹۔ فتح القدر جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔ مسند امام
 اعظم طبع نور محمد صفحہ ۱۲۶-۱۲۷۔ اللہ بھی غفرلہ

ادب ہے)۔ امام قاضی ابوالفضل عیاض صاحب کتاب الشفاعة فرمایا ہمارے سلف صالحین اور گذشتہ ائمہ کا یہی طریقہ تھا (کہ بوقت ذکر حضور کمال متادب ہو جاتے) پھر خلیفہ ابو جعفر اور امام کا گذشتہ مناظرہ ذکر کیا۔

خلیفہ ابو جعفر (منصور) عباسی نے امام مالک سے عرض کی کہ اے ابو عبد اللہ (یہ امام مالک کی کنیت ہے) کہ حضور کے روضہ پر دعا کے وقت قبلہ کی طرف نہ کروں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف امام مالک نے فرمایا کہ اپنا چہرہ ان سے کیوں پھیرتا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں اور تمام لوگوں کا بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو ان کی طرف رخ کر (قبلہ کی طرف پیٹھ کر) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجابت دعا کے لئے اُن کی سفارش طلب کر۔ کیونکہ حضور شفیع ہیں۔ جس نے حضور سے توسل کیا وہ رستہ ہوا۔“

وَقَالَ الْقَارِي أَيُّ أَطْلُبُ شَفَاعَتَهُ وَسَلُّ وَسِيلَتَهُ فِي قَضَاءِ مُرَادِيكَ
وَأَذَاءِ حَاجَاتِكَ (شرح علی الشفا جلد ۳، صفحہ ۳۹۸)
فَيَشْفَعُكَ اللَّهُ (أَيُّ يُقْبَلُ اللَّهُ بِهِ شَفَاعَتَكَ لِأَمْرِكَ وَتَغْيِيرِكَ
وَفِي نُسْخَةِ فَيَشْفَعُهُ أَيُّ فَيُقْبَلُ شَفَاعَتَهُ فِي حَقِّهِ وَيَغْفُو عَنْ ذَنْبِكَ
بِوَسِيلَتِهِ نَيْبِكَ). (علی قاری)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - وَكَوَلَّوْا نَفْسَهُمُ الْخ (الآیہ)

”ملا علی قاری نے اس کی شرح یوں کی کہ حضور کی شفاعت طلب کر اور اپنی مرادوں کے پورا ہونے اور ادائے حاجات میں حضور کو وسیلہ بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے سب سے تیرے معاملہ کی سفارش قبول فرمائے گا اور ایک نسخہ میں ہے ”فیشفعه“ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے حق میں ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور ان کے وسیلہ سے تیرے گناہ معاف کرے گا۔“ (شفا جلد ۲، صفحہ ۳۵)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَكَوَلَّوْا نَفْسَهُمُ الْخ (الآیہ) یعنی گنہگار بعد از گناہ تیرے پاس حاضر ہو کر گناہ کی معافی مانگیں اور حضور بھی ان کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ کو تو یہ منظور کرنے والا رحیم پائیں گے۔“ (قرآن)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری ارقام فرماتے ہیں:-

وَقِيلَ فِي قَوْلِهِ وَسِيلَتُهُ أَيُّكَ آدَمُ أَنْ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
لَمَّا أَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ ثُمَّ نَدِمَ قَالَ يَارَبِّ ائْتِنَاكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا غَفَرْتُ لِي فَقَالَ لَهُ اللَّهُ كَيْفَ عَرَفْتُ
 مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَنِّي رَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَرَفْتُ أَنَّكَ لَمْ تُصِفْ لِنَفْسِكَ
 إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ فَقَالَ صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيَّ
 وَلَوْلَاهُ مَا خَلَقْتُكَ وَهُوَ حَيْدِيثٌ صَحِيحٌ زَوَّاهُ الْحَاكِمُ

(المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض للخطابی جلد ۳ صفحہ ۳۹۸)

مدارج النبوة وفتح الحدیثین امام الحنفیین شیخ الحدیث الدہلوی جلد ۲، صفحہ ۳ تفسیر خزان العرفان
 لصدر الافاضل علی ہاشم القرآن صفحہ ۷، تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی جلد ۱ صفحہ
 ۱۸۳، ۱۸۵ تفسیر خزان العرفان تفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم، ابونعیم اور بیہقی کی روایت از سیدنا
 فاروق اعظم و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ واقعہ درج کیا نیز اسی تفسیر نعیمی و تفسیر خزان العرفان
 و تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ
 عَبْدکَ وَکَرَامَتِهِ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ خَطِیْئَتِيْ "تفسیر عزیزی جلد ۱، صفحہ ۱۸۳، ۱۸۵، تفسیر
 روح البیان ج ۱ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ استنبول طبع قدیم تحت آیت فَتَلَقَّیْ اَذْمُرُومِیْنَ بِرَبِّہِ تفسیر ازہری ضمیر پارہ
 اول صفحہ ۸ بروایت ابن عساکر و الحاکم و البیہقی عن علی مرفوعاً و بروایۃ ابن
 المنذر و بحوالہ البدایہ و النہایہ لابن کثیر صفحہ ۸۳ و بحوالہ طبری صفحہ ۱۸۸۔ اخرجه
 الطبرانی فی الصغیر ج ۲ صفحہ ۸۲، ۸۳ و فی طبع ص ۲۰۷ بقول الفيضی غفر له قال الحافظ
 نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی المتوفی ۸۰۷ھ فی کتابہ مجمع الزوائد ج ۸ ص
 ۲۵۳ رواہ الطبرانی فی الاوسط و الصغیر و الحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و
 ابونعیم فی الدلائل و البیہقی فی الدلائل و ابن عساکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 مرفوعاً الخ تفسیر درمنثور للسيوطی ج ۱ ص ۵۸ و ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷، روی البیہقی فی
 کتابہ دلائل النبوة الذی قال فیہ الحافظ الذہبی علیک بہ فانہ کلہ ہدی و نور.....
 و رواہ الحاکم و صححہ و روی الطبرانی، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۶۲، ۶۳۔
 جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲۰ عن روح البیان و ج ۳ ص ۳۳۱ عن ابن حجر و ج ۳ ص ۳۲ عن خلاصۃ
 الوفا للسمہودی ص ۷۳ و فی طبع ص ۱۰۷۔ و ج ۱ ص ۳۲ عن الشفاء و ج ۲ ص ۶۷، ۷۰ عن
 ابن حجر و جلد ۱ ص ۲۰۶، ۲۱۰ از شیخ دیرینی و ص ۲۵۲ از جبل۔ شفاء شریف ج ۱ ص

۳۷ اور شرحه للفقاری والحفاجی ج ۲ ص ۲۲۳۲۲۳ الجواهر المنظم لابن حجر
 ص ۶۱۔ اخرجہ الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابونعیم ابن عساکر عن
 عمر رضی اللہ عنہ۔ مرفوعاً خصائص کبریٰ شریف ج ۱ ص ۶۔ ورواہ ابوبکر
 الأجرى فی کتاب الشریعة ص ۳۲۷ تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۳۲۷ تحت آیت قَتَلْتَنِي
 اَدُمُ مِنْ رَأْيِهِ كَلِمَةً عِبَارَتَهُ وَقِيلَ رَأَى مَكْتُوبًا عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 فَتَشَفَّعَ بِهِ وَإِذَا أُطْلِقَتِ الْكَلِمَةُ عَلَى عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلْتَطْلُقَ الْكَلِمَاتُ عَلَى
 الرُّوحِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا عَيْسَى بَلْ وَمَا
 مُوسَى (وما.....وما.....) الا بعض من ظهور انوارہ وظہرہ من ریاض انوارہ۔ جمع
 الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد لامام محمد الفاسی ج ۲ ص ۳۱۱۔ قال
 السيد السهمودي المدني في وفاة الوفا ج ۳، ص ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲ رواه جماعة منهم
 الحاکم وصحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مرفوعاً..... و..... رواه
 الطبرانی وزاد وهو آخر الانبياء من ذريتک۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۸۳ حدیث ۳۷۸
 منتخب کنز العمال علی هامش مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ يقول الفيضی قال
 الحاکم هذا حديث صحيح الاسناد وقال الخفاجی فی نسیم الریاض هو حدیث
 صحيح كما مر اقر تصحيح الحاکم السهمودي فی وفاة الوفا وخلاصة الوفا
 وغيره من انمة اهل السنة من غيره فلا يلتفت الي من قال انه موضوع وغاية الجرح
 فيه ان فيه عبدالرحمن بن زيد وهو ضعيف عند الحافظ لا كذاب ولا وضاع واقول
 هذا ايضا جرح مبهم وهو غير مقبول كما تقرر في الاصول وان سلم الضعف في
 كل طريق فلا حرج لان الحديث الضيف يصير بتعدد الطرق حسناً كما سبق في
 الاصول وهذا الحديث رواه الحاکم في المستدرک بدعوى الصحة والطبرانی
 في الاوسط والصغير وابونعیم والبیہقی وابن عساکر وابن المنذر والأجرى تلقته
 الامة بالقبول فهو مقبول مقبول مقبول ولو سلم انه ضعيف فالضعيف ان كان بسند
 واحد فهو مقبول باتفاق الحافظ كما هو مقرر في مقامه۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفع آدم

نہ آدم یافتے تو یہ نہ نوح از غرق نجات

”امام کے قول ”وسيلة ايک آدم“ کی یہ تفسیر بھی بتائی گئی کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس درخت ممنوعہ سے کچھ کھایا۔ پھر تادم ہوئے۔ عرض کی اے نبی حضور کے صدقہ میری مغفرت فرما! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ عرض کی کہ میں نے عرش کے پایوں پہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ دیکھا تو یہ جان گیا کہ تو نے اپنے ساتھ نہیں ملایا مگر ایسے کو جو تمام مخلوق سے تجھے زیادہ محبوب ہے اللہ نے فرمایا اے آدم تو نے کج کہا۔ بے شک وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارا ہے اگر وہ نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث صحیح ہے اسے حاکم نے روایت کیا۔“

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سِئِلَ عَنْ أَيُّوبَ السُّخْتِيَانِي مَا حَدَّثْتَكُمْ عَنْ أَحَدٍ
إِلَّا وَأَيُّوبَ أَفْضَلَ مِنْهُ قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ أَرْمُقُهُ وَلَا أَسْمَعُ
مِنْهُ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى
أَرْحَمَهُ فَلَمَّا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا رَأَيْتُ وَإِجْلَالَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كُنْتُ عَنْهُ وَقَالَ مُضْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذَكَرَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَنْحِينِي حَتَّى يَضَعَبَ
ذَلِكَ عَلَى جُلْسَاتِهِ فَقِيلَ لَهُ يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتُمْ
مَا رَأَيْتُ لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى مُحَمَّدَ بْنَ
الْمُنْكَدِرِ وَكَانَ سَيِّدَ الْقُرَاءِ لَا نَكَادُ نَسْتَلُهُ عَنْ حَدِيثٍ أَبَدًا إِلَّا
يَبْكِي حَتَّى نَرْحَمَهُ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ كَثِيرَ
الدُّعَايَةِ وَالنَّبَسْمِ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِضْفَرٌ وَمَا رَأَيْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا
طَهَارَةً وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى لَوْنِهِ كَأَنَّهُ نَزَفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهُ فِي
فِيهِ هَيْبَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنْتُ ابْنَ عَامِرَ
بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعٍ إِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكَى حَتَّى لَا يَتَّقِي فِي عَيْنَيْهِ دُمُوعَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ وَكَانَ مِنْ

أَهْنَا النَّاسَ وَأَقْرَبَهُمْ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَانَتْ مَاعْرِفَكَ وَلَا عَرَفْتَهُ وَلَقَدْ كُنْتُ ابْنِي صَفْوَانَ بْنَ سَلِيمٍ وَكَانَ
مِنَ الْمُتَعَبِّدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ وَإِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكَى فَلَا يَزَالُ يَبْكِي حَتَّى يَقُومَ النَّاسُ عَنْهُ وَيَتْرُكُوهُ وَرَوَى عَنْ
قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْحَدِيثَ أَخَذَهُ الْعَرِيْلُ وَالزُّوَيْلُ (۱) وَلَمَّا
كَثُرَ عَلَيْهِ مَالِكُ النَّاسِ قِيلَ لَهُ لَوْ جَعَلْتَ مُسْتَمْلِيًا يُسْمِعُهُمْ فَقَالَ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَمْؤَالَكُمُ الرِّقَابُ وَأَمْؤَالُكُمُ الرِّقَابُ وَأَمْؤَالُكُمُ الرِّقَابُ
وَحُرْمَتُهُ حَيَاةً وَمَيِّتًا سِوَاءً. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷)

”امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (امام ابوبکر ایوب سختیانی بصری تابعی سید الغمہاء والحدیثین متوفی ۱۳۱ھ کے مرتبہ اور مقام کے متعلق سوال کیا گیا۔ امام مالک نے فرمایا میرے سب وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں ان سب سے افضل امام ایوب ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ انہوں نے دوج کئے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا تھا۔ ان کی کثرت سکوت حال و خاموشی کی وجہ سے ان سے میں کچھ نہ سنتا تھا سوائے اس کے کہ وہ جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے روتے میں کثرت بکاؤ کی وجہ سے ان پر رحم کرتا پس میں نے جب ان سے دیکھا جو کچھ دیکھا اور ان سے نبی پاک کی تعظیم کو دیکھا تو میں نے ان سے حدیث اور علم سیکھنا شروع کر دیا۔ مصعب بن عبد اللہ نے فرمایا کہ امام مالک جب حضور کا ذکر کرتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور آپ جھک جاتے حتیٰ کہ آپ کے جلساء و شاگردوں پر یہ بات سخت گزرتی۔ ایک دن ان سے اس بارے میں بات کی گئی فرمایا کہ اگر تم دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو جو کچھ مجھ سے دیکھتے ہو اس پر انکار نہ کرتے مگر محمد بن مسعود کو دیکھتا تھا آپ سید القراء تھے کہ جب بھی ان سے حدیث پوچھتے وہ (حجۃ اجلا لادابا) رونا شروع کر دیتے۔ یہاں تک ہم ان کی شدت بکاؤ کو دیکھ کر نرم دل ہو جاتے، ان پر مہربان ہو جاتے اور میں امام جعفر صادق کو دیکھا کرتا تھا باوجودیکہ آپ بہت خوش طبع تھے جب ان کے ہاں حضور کا ذکر ہوتا تو ہیبت اور اجلال نبی کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا وہ ہمیشہ طہارت پر حدیث بیان فرماتے تھے۔ یعنی کبھی بھی بے وضو حدیث نہ بیان کرتے۔ حضرت عبد الرحمن بن قاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے پھر ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ گویا کہ ان سے تمام خون بہہ گیا ہے خون کا قطرہ نہیں بچا

یعنی رنگ سفید پڑ جاتا اور زبان ان کے منہ میں خشک ہو جاتی یہ سب کچھ حضور کی ہیبت سے ہوتا تھا اور میں عامر بن عبداللہ کے ہاں آتا تو جب ان کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا، روتے رہتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو معاشرہ میں سب سے لطف اور محبت میں سب سے اقرب تھے تو جب ان کے سامنے حضور اقدس ﷺ کا ذکر ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ تجھے نہیں جانتے اور تو انہیں نہیں جانتا، کمالِ دہشت اور حیرت سے یہ کیفیت ہوتی اور میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوتا جو مجتہدین اور عابدین سے تھے جب وہاں ذکرِ نبی پاک ہوتا روتے ہی رہتے یہاں تک کہ لوگ ان سے اٹھ جاتے اور ان کو روتا ہوا چھوڑ جاتے۔ حضرت قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے چیخ و پکار، گریہ و زاری کرنے لگتے اور جب امام مالک کے ہاں طالبان حدیث کا ہجوم ہو گیا امام مالک سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک نشی مقرر کریں وہ آپ کے قریب بیٹھ کر حدیث سن کر لوگوں تک پہنچائے کتنا اچھا ہوتا، آسانی ہو جاتی فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اے ایمان والو اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو“ قبل از پردہ پوشی اور بعد از پردہ پوشی حضور کی عزت و عظمت اور آپ کا احترام برابر لازم ہے۔

عَنْ عُمَرُو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ اخْتَلَفْتُ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ سَنَةَ فَمَا سَمِعْتُهُ (۱) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَجَرَى عَلَيَّ لِسَانَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَلَاهُ كَرُبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْعَرَقَ يَنْحَدِرُ عَنْ جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَوْ فَوْقَ ذَا أَوْ مَا دُونَ ذَا أَوْ مَا هُوَ قَرِيبٌ مِنْ ذَا وَفِي رِوَايَةٍ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ تَفَرَّغَتْ عَيْنَاهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْ ذَا حُجَّةٍ

”عمر بن ميمون سے روایت ہے فرمایا کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک آتا جاتا رہا تو میں نے ان سے کبھی یہ فرماتے نہ سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مگر ایک دن انہوں نے حدیث بیان کی اور بے ساختہ ان کی زبان پر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا اور آپ پر کافی غم اور وزن طاری ہوا۔ میں نے دیکھا آپ کی پیشانی سے پسینہ بہ رہا تھا۔ پھر فرمایا لفظ ومعنی اس طرح حضور نے فرمایا جیسا میں نے روایت کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یا اس سے کچھ زائد یا اس کے

1- جزاء بارشونیم دین بھک و گلاب جنوز نام تو گھن کمال ہے ادبی ست

کچھ کم یا اس سے قریب فرمایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کا چہرہ تبدیل ہو گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبائیں اور آپ کی گردن کی رگیں پھول گئیں۔ (شفاء جلد ۲ صفحہ ۳۷۷-۳۷۸، نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۰۳، علی ہاشمہ شرح شفا علی قاری جلد ۳، صفحہ ۳۰۳) جوہر البحر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، اقلاد عن الامام ابی عبداللہ محمد بن ابی الفضل قاسم الرجاء السنونی ۸۹۳ھ و نحوہ سنن ابن ماجہ صفحہ ۴ باب التوقی فی الحدیث۔

وَقَالَ مُضْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَتَهَيَّأَ وَلَبَسَ ثِيَابَهُ فَيَحْدِثُ فُسَيْلٌ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُطَرِّفٌ كَانَ إِذَا أَتَى النَّاسَ مَالِكًا خَرَجَتْ إِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُولُ لَهُمْ يَقُولُ لَكُمْ الشَّيْخُ تُرِيدُونَ الْحَدِيثَ أَوِ الْمَسَائِلَ فَإِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ إِلَيْهِمْ وَإِنْ قَالُوا الْحَدِيثَ دَخَلَ مُغْتَسِلَهُ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبَسَ ثِيَابًا جَدِّدًا وَ لَبَسَ سَاجِدًا وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ رِدَائَهُ وَتَلَقَّى لَهُ مَنَصَّةً فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْحُشُوعُ وَلَا يَزَالُ يُبْخَرُ بِالْعُودِ حَتَّى يَقْرَعَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلَى تِلْكَ الْمَنَصَّةِ إِلَّا إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ فَقَبِلَ لِمَالِكٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَحِبُّ أَنْ أُعْظِمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَحَدِيثُ بِهِ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيقِ أَوْ هُوَ قَائِمٌ أَوْ مُسْتَعْجَلٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدَغْتُهُ عَفْرَتٌ بِيَتْ عَشْرَةَ مَرَّةٍ وَهُوَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَضْفَرُ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا صَبِرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هِشَامَ بْنَ الْغَزَّيِّ سَأَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيثِ

وَهُوَ وَاقِفٌ فَضْرَبَهُ عِشْرِينَ سَوْطًا ثُمَّ اشْفَقَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهُ عِشْرِينَ
 حَدِيثًا فَقَالَ هَشَامٌ وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِي بِنِيطًا وَيَزِيدُنِي حَدِيثًا. (شفا
 شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸-۳۹-۴۰)

”مصعب نے فرمایا کہ امام مالک کا یہ دستور تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے۔ کنگھا وغیرہ کر کے تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے۔ پھر حدیث بیان فرماتے ہیں۔ اس اہتمام کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ مطرف نے فرمایا جب لوگ امام مالک کے پاس حاضر ہوتے۔ لوٹتی ان کی طرف جاتی ان سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں حدیث پاک سننے کا ارادہ ہے یا مسائل فقہی پوچھنے ہیں اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھنے ہیں تو آپ فوراً ہاتھ تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک کے لیے آئے ہیں تو آپ غسل خانہ میں داخل ہوتے اور غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور جب پہنتے اور نماز باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور اس پر بیٹھے اس حالت میں کہ آپ پر خوشبو طاری ہوتا اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھوئی دیتے رہتے۔ مطرف کے غیر کی روایت ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث کے تشریف نہ رکھتے۔ ابن ابی اویس نے کہا کہ اس بارے میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حضور کی حدیث کی تعظیم کروں اور پاک صاف ہو کر تمکین و وقار کے ساتھ حدیث بیان کروں۔ ابن ابی اویس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا کھڑے ہو کر یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ میں امام مالک کے ہاں تھا۔ اور وہ ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ کو ۱۶ مرتبہ پچھونے کا آنا اور آپ کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اور زرد ہو گیا لیکن حدیث رسول اللہ ﷺ کو قطع نہ کیا۔ جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ آپ سے جدا ہو گئے میں نے کہا اے ابو عبداللہ میں نے آج آپ سے عجیب بات دیکھی فرمایا ہاں میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر مبر کر کے بیٹھا رہا۔ ہشام بن غازی نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے تو امام مالک نے اس کو جس کوزے لگائے پھر اس پر شفقت کی اور اس کو میں حدیثیں سنائیں تو ہشام نے کہا مجھے یہ بات پسندھی کہ مجھے کوزے زیادہ لگاتے اور حدیثیں زیادہ سناتے۔“

زُرُوبِي عَنْ ضَفِيَّةَ بِنْتِ نَجْدَةَ قَالَتْ سَمَّانَ يَلَابِنِي مَحْدُوْرَةً فَصَلَّ (1) فِي
 مَقْدَمِ رَأْسِهِ إِذَا قَعَدَ وَأَرْسَلَهَا أَصَابَتْ الْأَرْضَ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَخْلُقُهَا

فَقَالَ لَمْ أَكُنْ بِالْيَدَىِ أَحْلَقَهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ رَأَى ابْنُ عُمَرَ وَأَصْعَابُ عَلَى مَفْعِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى وَجْهِهِ وَلِهَذَا كَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا يَرْتَكِبُ بِالْمَدِينَةِ ذَابْتًا (2) وَكَانَ يَقُولُ اسْتَحْيَى مِنَ اللَّهِ أَنْ أَطَأَ تُرْبَةَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ ذَابْتَةٍ وَقَدْ حَكَى أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ فُضْلَوَيْهِ الرَّاهِدِيِّ وَكَانَ مِنَ الْغُرَازِ الرُّمَامَةِ أَنَّهُ قَالَ مَا مَسَسْتُ الْقَوْمَ بِيَدِي إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغْتَنِي أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْقَوْمَ بِيَدِهِ وَقَدْ أَقْبَى مَالِكٌ فِيمَنْ قَالَ تُرْبَةُ الْمَدِينَةِ رَدِيَّةٌ يُضْرَبُ ثَلَاثِينَ ذَرَّةً وَأَمَرَ بِحَبْسِهِ (شفا شريف جلد ۲، صفحہ ۳۸) وَحِكْمِي أَنْ جَهَّجَهَا بِالْفَخَّارِيِّ أَخَذَ قَضِيبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهُ لِيَكْسِرَهُ عَلَى رُكْنَيْهِ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَأَخَذْتُهُ الْآكِلَةَ فِي رُكْنَيْهِ فَقَطَّعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفا شريف جلد ۲، صفحہ ۳۹)

”صفیہ بنت نجدہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ابو محمد ذرہ کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا چھٹا تھا، جب بیٹھے اور اسے لٹکاتے تو زمین تک پہنچتا، اُن سے کہا گیا کہ اسے منڈواتے کیوں نہیں؟ فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈواتا جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے مس کیا۔ حضرت ابن عمر کو دیکھا گیا کہ منبر رسول کی نشست گاہ نبی پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر ملتے اور اسی لیے امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور آرام فرما ہیں۔ ابو عبد الرحمن سلمی نے احمد بن فضلویہ سے حکایت بیان کی (جو بہترین غازی اور بہترین تیر انداز تھے) انہوں نے فرمایا میں نے اس مخصوص کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نے اس کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ امام مالک نے اس شخص کے متعلق فتویٰ دیا جس نے مدینہ شریف کی مٹی کو رزی کہا کہ اسے تمس کوڑے لگائے جائیں اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ ججہا غفاری نے

1- ما قبل علی الجہتہ من شعر الراس - ۱۲

2- اس واقعہ کو شیخ الحدیث امام محققین گیارہویں صدی کے مجددین شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے ”احیاء المعانی“ کی جلد ۱ صفحہ ۱۳ پر ذکر کیا۔ ۱۴ منہ

حضرت عثمان سے حضور کا عصا لیا اور گھٹنے پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اسے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا۔ اس نے گھٹنے کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مر گیا۔

حضرات اب اہل سنت و علماء دین و ملت کے وہ اقوال ذکر کرتا ہوں جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ محمود غزنوی و مدوح خالق حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ (صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و آلہ و اصحابہ کل طرفہ عین بعدد معلومات اللہ) کی جس قدر تعریف و تعظیم کی جائے کم ہے۔ کما حقہ تعظیم و تعریف ممکن نہیں۔ مبالغہ سے تعریف کرو۔

۱۔ ناظرین آپ نے پیچھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا: **إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَيْكَ الْكَافِرِينَ**۔ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا**۔ یعنی اے محبوب اللہ کا فضل تم پر بے نہایت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** اور اے محبوب بے شک تم خلق عظیم کے مالک ہو یعنی غیر متناہی اخلاق حسنہ کے مالک ہو کما هو مستفاد من کلام أم المؤمنین اظہرہ صاحب العوارف و نقلہ الامام القسطلانی والشیخ المحدث الدہلوی وغیرہما کما سیاتی تفصیلاً۔ (فیضی)

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ اے محبوب ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

۵۔ **وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا** کی تفسیر بروایت حضرت سہیل سے گزری کہ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حضور کے فضائل اور نعم کا شمار نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوا جو کہ اے ایمان والو حضور کی تعظیم میں مبالغہ کرو پیچھے حضور کا (۱) یہ ارشاد گذرا کہ ”اے ابو بکر اللہ کی قسم مجھے ہرگز میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا“ اور پچھلے صفحات میں حضور کے پیارے صحابی (۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ پڑھا کہ انہوں نے فرمایا اگر مجھ سے تعریف مصطفیٰ کے متعلق پوچھا جائے یا اگر میں حضور کی تعریف بیان کروں تو مجھ میں طاقت نہیں کہ حضور کی پوری تعریف کر سکوں میں کما حقہ حضور کی تعریف بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور کے اوصاف میرے علم میں غیر محاط ہیں بقدر حسنہ و جمالہ و خصالہ و جودہ و نوالہ۔

۱۔ حضور کا فرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۔ اثر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، وصف حضور میں حضرت عمرو کا عقیدہ۔ ۱۲

سردست اور چند آثار و احادیث ملاحظہ ہوں تاکہ مسئلہ کی بنیاد قرآن و احادیث سے ذہن میں راسخ ہو جائے اور پھر اقوال ائمہ کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ مواہب میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

وَفِي الْآثَرِ أَنَّ خَالِدَ بْنَ وَلِيدٍ خَرَجَ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الشَّرَايَا فَنَزَلَ بِبَعْضِ الْأَخْيَاءِ فَقَالَ لَهُ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ صِفْ لَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا أَنِّي الْفَصْلُ فَلَا لِعِجْزِي عَنِ التَّفْصِيلِ لِأَنَّ صِفَاتِهِ لَا يُمَكِّنُ الْإِحَاطَةَ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ أَجْمِلْ أَيْ أَذْكَرْهَا مُجْمَلَةً (فَقَالَ الرَّسُولُ عَلَى قَدْرِ الْمُرْسِلِ) أَيْ حَالَةَ تَلْقَائِهِ بِهِ وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ لِتَبْلِيغِ أَحْكَامِهِ فَمَنْ لَزِمَهُ أَنَّهُ بَالِغُ الْعَايَةِ فَكُلُّ مَا تَصَوَّرَ فِيهِ مِنْ كَمَالٍ دُونَ مَا تَبَتَّ لَهُ فَإِنَّ الْمَلِكَ إِذَا بَعَثَ رَسُولًا لِقَضَاءِ مَا يُرِيدُ إِنَّمَا يُرْسِلُ مَنْ يَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ بِحَيْثُ يَكُونُ ذَا مَرَاتِبَةٍ شَرِيفَةٍ وَتَضَرُّفٍ تَامٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمُعْتَبِرِ نَاصِرُ الدِّينِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِالْجَدَامِيِّ الْأَسْكَندَرَانِيِّ الْعَلَّامَةُ الْمُتَّبِعُ فِي الْعُلُومِ صَاحِبُ التَّصَانِيفِ الْعَدِيدَةِ قَالَ الْعَزُّ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ دِيَارٌ مَضْرُوفَةٌ تَفْتَحُ بِرُجُلَيْنِ فِي طَرَفَيْهَا ابْنُ دَقِيقِ الْعَيْدِ بِفَوْضِ وَابْنُ الْمُعْتَبِرِ بِالْأَسْكَندَرِيَّةِ (فِي أَسْرَارِ الْإِسْرَاءِ) سَمَاءُ الْمُقْتَفَى كِتَابٌ نَفِيسٌ فِيهِ فَوَائِدٌ جَلِيلَةٌ وَاسْتَبَاطَاتٌ حَسَنَةٌ.

(مواہب و شرح للزرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۱)

”اثر میں ہے کہ (صحابی رسول) حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کے دستوں میں سے ایک دستہ میں جنگ کے لئے تشریف لے گئے اور بعض قبیلوں میں اترے تو اس قبیلہ (ہستی) کے سردار نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ہمیں (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف سنا تو حضرت خالد نے فرمایا کہ میں حضور کی تعریف مفصل طور سے بیان کروں ایسا تو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ میں تفصیل بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (حسن و جمال و کمالات) و صفات کا احاطہ نہیں ہو سکتا ممکن بھی نہیں تو اس قبیلہ کے سردار نے کہا چلو حضور کی تعریف مجمل طور پر بیان کر دو۔ حضرت خالد نے فرمایا رسول (قاصد) کی قدر و منزلت مرسل (بیچنے

والے) کی قدر و منزلت پر ہوتی ہے۔ اب کوئی حالت حضور کے لائق ہوگی جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جن کو بھیجنے والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا تو اس کے لوازمات سے ہے کہ حضور انتہائی مقام پر پہنچے تو ہر وہ کمال جو حضور میں متصور کریں وہ متصور کمال اس سے کم ہے جو حضور کے لئے ثابت ہے کیونکہ بادشاہ جب اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے کوئی قاصد بھیجتا ہے تو ایسے کو (قاصد بنا کر) بھیجتا ہے جو کام کرنے پہ قادر ہو، شریف مرتبہ والا اور تصرف والا ہو اس ارشاد صحابی کو صاحب تصانیف عدیدہ تمام علوم میں متبحر علامہ ناصر الدین ابن منیر احمد بن محمد جذامی اسکندری نے اپنی تفسیر کتاب "اسرار الاسراء" میں ذکر کیا ہے۔ جس کا نام متعنی رکھا اس میں جلیل فائدے ہیں اور حسین استنباط ہیں۔ ابن منیر ایسی بزرگ ہستی ہیں کہ امام عز بن عبد السلام فرماتے ہیں کہ زمین مصر اپنے میں دو ہستیوں پر فخر کرتی ہے ایک دقیق العید قوم والے اور دوسرے ابن منیر اسکندریہ والے۔"

ونقل اثر خالد عن ابن المنیر الامام المناوی۔ فیض القدر جلد ۵ صفحہ ۷۲۔ جو اہل البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ناقلا عن المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ نقلاً عن المناوی۔ اطیب البیان صفحہ ۱۳۱۔

اس اثر صحابی سے ظاہر ہوا کہ صحابی رسول کی نظر میں اوصاف سید دو عالم کا احاطہ و حصر ممکن نہیں، ہر کمال حضور کے لئے ثابت بلکہ ہر کمال متصور سے فزوں جب سیف اللہ جیسی شخصیت تو صیف سید دو عالم کا حقدہ کرنے سے عاجز ہے تو ماوشا کس شمار میں؟ خاک ایسے منہ میں جو کہتے ہیں کہ حضور کی تعریف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی اختصار (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وَقَدْ قَالَ عَلِيُّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ يَقُولُ نَاعَتُهُ لَمْ أَرَقَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۲) اِنِّي يَقُولُ ذَالِكُ
عِنْدَ الْعَجْزِ عَنْ وَصْفِهِ

"حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا اور تعریف بیان کرنے والا کھل وصف پاک بیان کرنے سے عاجز آتا تو کہتا کہ میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔"

زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۲ و جلد ۸ صفحہ ۸، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱ شرح شفا الخفاجی والقاری الحنفیین جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، قال الخفاجی فیہ قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ اے ناعنہ، یقول ذالک عند العجز عن وصفہ۔ مولانا علی قاری حنفی اس اثر علی رضی اللہ عنہ کے ماتحت فرماتے

ہیں (يَقُولُ نَاعْتُهُ) ائى وَاَصْفُهُ عِنْدَ الْعَجْزِ عَنْ وَصْفِهِ۔ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۸۳۔
نیز فرمایا:-

(يَقُولُ نَاعْتُهُ) ائى وَاَصْفُهُ اِجْمَالًا عَجْزًا عَنْ بَيَانِ حَمَالِهِ وَكَمَالِهِ
تَفْصِيلًا لَمْ اَزْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ عَلَيْهِ الصَّلُوةُ وَالسَّلَامُ اِذْ لَيْسَ
فِي النَّاسِ مِنْ يُمَاتِلُهُ فِي حَمَالٍ وَلَا فِي الْخَلْقِ مَنْ يُشَابِهُهُ عَلَى
وَجْهِ الْكَمَالِ۔

”حضور کی تعریف کرنے والا حضور کے جمال اور کمال کے تفصیلی بیان سے عاجز آ کر اجمالاً یوں
کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا نہ حضور سے قبل دیکھا نہ حضور کے بعد اس لئے کہ تمام لوگوں میں ایسا کوئی
نہیں جو جمال میں حضور کے مماثل ہو اور نہ مخلوق میں ایسا ہے جو علی وجہ الکمال حضور سے مشابہ ہو“ (جمع
الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۲۸-۲۹)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کی تعریف کرتے کرتے آخر میں اعتراف عجز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-
لَمْ اَزْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی) وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۷-۵۱۸ شمائل ترمذی
باب خلق صفحہ ۱)۔

”میں نے حضور سے نہ پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد“
ابن جریر، ق، فیر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ و ذکر نافع بن جبیر عنہ لَمْ اَزْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ
مِثْلَهُ۔ ابن جریر، ق، فیر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۰۔

فَهَذِهِ فَذَلِكَ مُشْتَمَلَةٌ عَلَى اِظْهَارِ الْعَجْزِ عَنْ غَايَةِ وَصْفِهِ وَبِهَآئِثِهِ
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۸۳)

”پس یہ (بے مشیت کا بیان) ایسا خلاصہ ہے جو حضور کی غایت وصف اور نہایت نعت سے
اظہار عجز پر مشتمل ہے۔“

قَالَ عَلِيُّ (بِمُطَابَقَةِ جَبْرِ مِنَ الْيَهُودِ فِي الْيَمَنِ) لَمْ اَزْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ
مِثْلَهُ (فَصَدَّقَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ بِمُطَابَقَتِهِ مِنَ الْكُتُبِ السَّالِفَةِ وَأَسْلَمَ۔

”حضرت علی نے فرمایا (جب کہ یمن میں آپ سے یہودی عالم نے مدح سید عالم سے استخار
کیا) میں نے حضور جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ تو اس یہودی عالم نے اس کی (یعنی حضور کی

بے مثلیت وغیرہ اوصاف) کی تصدیق کی کہ کتب گذشتہ سے یہ اوصاف مطابقت رکھتے ہیں اور پھر مسلمان ہو گیا۔“

ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ و ایضاً عن علی لم اقبله ولا بعده مثله۔ ابن جریر قیہ کر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ رواہ الدورقی ایضاً رواہ الترمذی و هشام بن عمار فی البعث و الکحجی قی فی الدلائل۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲۔ ایضاً، حم، ج ۱، ص ۹۶۔ والعدنی و ابن منیع۔ ت، ج ۲، ص ۲۰۳-۲۰۵۔ وقال حسن صحیح و ابن ابی عاصم و ابن جریر، حب، ک، ق، فی الدلائل، ص، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

يَأْبَىٰ وَأَمِيٍّ لَّمْ أَرْقِبْهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحَدًا مِثْلَهُ

(ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۱۳)

”میرے ماں باپ حضور پر قربان میں نے نہ حضور سے پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)۔“

نیز حضرت ابو ہریرہ کی سند میں یہ جملہ ہے:-

لَمْ أَرِ بَعْدَهُ مِثْلَهُ - (رواہ ابن عساکر، کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۰)

میں نے حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ جَابِرٍ - لَمْ يُرِ بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

(روایاتی۔ ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۵)

”حضرت قتادہ کی حضرت انس یا حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا گیا۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ جَابِرٍ - لَمْ أَرِ بَعْدَهُ مِثْلَهُ (ابن عساکر، کنز العمال، ج ۷ صفحہ ۱۰۷-۱۰۸)

”حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے نہ حضور سے قبل حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)۔“

علامہ قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

أَيُّ مُنَابِلًا وَمُسَاوِيًا لَهُ فِي جَمِيعِ مَرَاتِبِ الْكَمَالِ خَلْقًا وَخُلُقًا فِي كُلِّ الْأَحْوَالِ وَهَذَا فَذَلِكَ شَاهِدَةٌ يُعْجِزُهُ عَنْ مَرَاتِبِ وَضِيفِهِ

وَمَنَاقِبِ نَعِيهِ (مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۷۹) (۳)

”یعنی کوئی ایسا نہیں جو تمام مراتب کمال اور خلقا و خلقا تمام احوال میں حضور کے مماثل اور برابر ہو اور یہ ایسا خلاصہ ہے جو حضور کے مراتب وصف اور مناقب نعت سے عاجزی پر شاہد ہے (کہ ان کے بیان سے عاجزی ہے)۔“

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سَنَلْتُ خَالِيَّ هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَافًا (۱)۔ (شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۲)

”میں نے اپنے ماموں ہند (۲) بن ابی ہالہ سے حضور کا وصف پوچھا۔ آپ مباہلہ سے حضور کا وصف بیان کرتے تھے۔“

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں:-

فَقَالُوا حَدَّثَنَا أَحَادِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا

أُحَدِّثُكُمْ الْع (شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۱)

”ایک گروہ میرے والد حضرت زید بن ثابت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ ہمیں حضور کی

احادیث سناؤ“ آپ نے فرمایا کون کونسی احادیث سناؤں۔“

شمائل ترمذی باب خلقہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صفحہ ۲۵۔ اس کے حاشیہ پر ہے:-

أَيُّ شَيْءٍ أُحَدِّثُكُمْ كَأَنَّهُمْ طَلَبُوا مِنْهُ الْإِخَاطَةَ بِأَخْوَالِهِ فَتَعَجَّبَ

مِنْ ذَلِكَ۔ (ہاشم نمبر ۳)

”یعنی میں تم سے کون کونسی چیز بیان کروں؟ گویا کہ انہوں نے حضور کے احوال کا احاطہ طلب کیا تھا

تو اس سے تعجب کیا۔“

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

أَيُّ شَيْءٍ أُحَدِّثُكُمْ كَأَنَّهُمْ طَلَبُوا مِنْهُ الْإِخَاطَةَ بِأَخْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ

وَأَقْوَالِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَجَّبَ مِنْ ذَلِكَ وَاسْتَعْرَبَ

الْوُقُوفَ عَلَى مَا هُنَالِكَ لِمَا كَانَ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ أَنَّ مَا لَا

1- والوصاف صيغة مبالغة جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۳

2- حضرت ہند حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخیانی بھائی تھے اور حضور کے ریب تھے (قاری و ستادوی) مجمع الوسائل جلد ۱۔

مذکورہ آیات شریفہ اور فرامین سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کرام کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب ائمہ اہل سنت و علماء دین و ملت کے وہ زریں اقوال طیبہ اور کلمات شریفہ ملاحظہ ہوں۔ جن سے دلوں کو تسکین و اطمینان حاصل ہوتا ہے اور سینہ میں نور ایمان تاباں ہوتا ہے اور شمع عرفاں درخشاں ہوتی ہے اور جو میری اس تالیف کی اولین محرک ہیں۔

اقوال ائمہ کرام و علماء عظام

اس بارے میں کہ حضور کے فضائل و محاسن بے شمار اور غیر متناہی ہیں جتنا مال خدا اور غلو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرو، کم ہے۔

۱۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن حماد بوسری (متولد ۶۰۸ ھ متوفی ۹۵-۶۹۳ ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس ارشاد:-

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئًا بِالنِّسَمِ (1)
 مَنْزَةً عَنِ شَرِيكَ فِي مَحَاسِبِهِ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ
 ”حضور ایسی ذات ہیں کہ ان کا باطن کمالات میں مکمل ہے اور ان کا ظاہر برصفت میں مکمل ہے پھر خالق انسان نے ان کو اپنا محبوب بنا لیا حضور سید عالم اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سوان میں جو جو بر حسن ہے وہ تقسیم ہونے کا نہیں۔“

ذُعُ مَا ادَّعَنُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ وَاحْتَكَمُوا بِمَا شِئْتُ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكَمُوا (2)
 فَانْسَبُ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتُ مِنْ شَرَفٍ وَأَنْسَبُ إِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتُ مِنْ عِظَمٍ (3)
 فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ حَدًّا (40) فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِّ
 ”چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصارے مدعی۔ جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم۔ جو شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے۔ کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت اس کی کم۔ حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔ لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم۔“

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۲) قصیدہ بردہ شریف صفحہ ۱۰-۱۱ مطبوعہ تاج کینی۔

۲۔ ان اشعار پاک کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن عبد اللہ الازہری فرماتے ہیں:

اتْرُكْ مَا قَالَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ تَحْلِيهِمَا السَّلَامُ
 إِنَّهُ ابْنُ اللَّهِ كَمَا أَخْبَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنْهُمْ فَإِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ

1۔ قوله السَّمِ جمع نسمة وهي انسان۔ ۱۲۴

2۔ قوله واحتكم (أي راع الحكمة في مدحك له صلى الله عليه وسلم۔ علامہ باجوری) الاحتكام الاحتصام (شخ خالد)۔ ۱۲۴

3۔ العظم التعظيم ۱۲۴

4۔ حد۔ غایة فیعرب فیین۔ فیفصح، فیظہر ۱۲ ۴

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ حَيْثُ قَالَ لَا تَطْرُقُونِي كَمَا
 أَطْرَأَتِ النَّصَارَى عَيْسَى ابْنِي لَاتَصِفُوا لِي بِذَلِكَ وَأَحْكُمْ بَعْدَ
 ذَلِكَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شِئْتَ مِنْ أَوْصَافِ الْكَمَالِ
 اللَّابِقَةِ بِجَلَالِ قَدْرِهِ وَخَاصِمٍ فِي اثْبَاتِ فَضَائِلِهِ مَنْ شِئْتَ مِنْ
 الْخَصْمَاءِ وَأَعِزُّ إِلَى ذَاتِهِ الشَّرِيفَةِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفِ وَالِي عُلُوِّ
 قَدْرِهِ الْعَظِيمِ مَا رَزَدْتُ مِنَ التَّعْظِيمِ وَالرَّفْعَةِ فَقَدْ وَجَدْتَ لِلْقَوْلِ بَابًا
 وَاسِعًا فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهُ غَايَةٌ
 يُوقِفُ عِنْدَهَا فَيُبَيِّنُهَا نَاطِقٌ بِلِسَانٍ فِيهِ فَأَوْصَافُهُ لَا تُحْصَى وَفَضَائِلُهُ
 لَا تُسْتَقْصَى. (شرح بردہ الشیخ المذکور ص ۳۲ طبع مصر)

”وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیٰ امہا السلام کے حق میں ابن اللہ کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خبر دی ہے بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے روکا ہے اس طرح کہ فرمایا مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا مجھے ان چیزوں (ابن اللہ ثالث ثلثہ) سے موصوف نہ کرو اور اس کے بعد جو چاہے اوصاف کمال جو حضور کے جلال مرتبہ کے لائق ہوں۔ حضور کی طرف نسبت کرو اور حضور کے فضائل ثابت کرنے میں جس خصم سے چاہے جھگڑا کرو اور حضور کی ذات شریفہ کی طرف جس شرف کی چاہے نسبت کرو اور حضور کے علو قدر کی طرف جس تعظیم و رفعت کا ارادہ کرے منسوب کر کیونکہ ہر بلند سے بلند قول کے لئے باب واسع پائے گا کیونکہ حضور کے فضائل کی کوئی ایسی انتہا نہیں کہ جہاں رکس اور بولنے والا اسے اپنی زبان سے بیان کرے تو حضور کے اوصاف کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور آپ کے فضائل کی تہ تک نہیں پہنچا جاسکتا۔“

۳۔ شیخ الاسلام شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:-

أَحْكُمُ بِمَا شِئْتَ مِمَّا يَدُلُّ عَلَى شَرَفِهِ وَعُلُوِّ شَانِهِ وَعَظِيمِ جَاهِهِ مِنْ
 جِهَةِ الْمَذْحِ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهُ غَايَةٌ وَمُنْتَهَى لِأَنَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَتَرَفَّى فِي الْكَمَالِ كُلِّ لِحْظَةٍ قَالَ
 سَيْدِي عَلِيُّ وَفِي وَبَيِّنُ إِلَى هَذَا قَوْلُهُ تَعَالَى وَاللَّجْرَةَ حَيْثُ لَكَ مِنَ
 الْأَوَّلِ لِأَنَّ مَعْنَاهُ الْإِشَارِيُّ وَاللَّحْظَةُ الْمَتَابَعَةُ حَيْثُ لَكَ مِنَ الْمَحْظَةِ
 الْمُتَقَدِّمَةِ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَرَفَّى فِي الْمَتَابَعَةِ إِلَى

كَمَالَاتٍ زَائِدَةٍ عَمَّا تَرَفَّى إِلَيْهِ فِي الْمُتَقَدِّمَةِ.

(البا جوری علی البردہ طبع مصر صفحہ ۳۲ علی البردہ)

”اے مسلمان! عزم کر حضور کے حق میں جو چاہے ان کلمات اور اوصاف سے جو حضور کے شرف اور علو شان اور عظیم المرتبہ ہونے پر بہجت مدح وال ہوں کیونکہ حضور کی نہ غایت ہے نہ ملتی اس لئے کہ حضور ہر لحظہ کمال میں ترقی کر رہے ہیں، سیدی علی دینی نے فرمایا اسی بات کی طرف اللہ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔ وَاللَّخْزَةُ حَيْثُ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْأَوَّلَىٰ كَيْونکہ اس کا اشارتی معنی یہ ہے کہ تمہارا ہر بعد والا لحظہ پہلے لحظہ سے خیر ہے، بہتر ہے کیونکہ حضور پچھلے لحظہ میں کمالات زائدہ کی طرف ترقی کرتے ہیں یہ نسبت اس ترقی کے جو گذشتہ لحظہ میں تھی۔“

۴۔ نیز شیخ الاسلام باجوری کا ارشاد مقدس و عقیدہ مطہرہ:

إِعْلَمَنَّ أَنَّ مَدْحَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَعَاطَهُ فُحُولُ الشُّعْرَاءِ
الْمُتَقَدِّمِينَ لِأَنَّ كَمَالَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْصَى وَشَمَائِلُهُ
لَا تُسْتَقْصَى وَالْمَادِحُونَ لِجَنَابِهِ الْعَلِيِّ وَالْوَاصِفُونَ لِكَمَالِهِ الْجَلِيلِيِّ
مُقْصِرُونَ عَمَّا هُنَالِكَ قَاصِرُونَ عَنْ آدَاءِ ذَالِكَ وَقَدْ وَصَفَهُ اللَّهُ
فِي كُتُبِهِ بِمَا يَنْهَرُ الْعُقُولَ وَلَا يُسْتَطَاعُ إِلَيْهِ الْوُصُولُ فَلَوْ بَالِغِ
الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ فِي إِحْصَاءِ مَنَاقِبِهِ لَعَجَزُوا عَنْ ضَبْطِ مَا حَبَاهُ
مَوْلَاهُ مِنْ مَوَاقِبِهِ وَلَقَدْ أَحْسَنَ مَنْ قَالَ -

أَرَى كُلَّ مَدْحٍ فِي النَّبِيِّ مُقْصِرًا وَإِنْ بَالِغِ الْمُشْتَبِيِّ عَلَيْهِ وَأَكْثَرًا
إِذَا اللَّهُ أَتَى بِالْبَدِيِّ هُوَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ فَمَا مَقْدَارُ مَا تَمْدَحُ الْوَرَى
فَكُلُّ غُلُوٍّ فِي حَقِّهِ تَقْصِيرٌ وَلَا يَبْلُغُ الْبَلِغُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْ حَيْثُ

(حاشیہ الباجوری علی البردہ صفحہ ۳ مطبع مصر)

”یقین کر کہ حضور کی مدح کو بڑے بڑے محققین شعراء نہ پاسکے اس لئے کہ حضور کے کمالات احصاء اور شمار سے فرزون ہیں اور آپ کے شمائل کی تہہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب عالی کی مدح کرنے والے اور کمال جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدحت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کے اداسے قاصر ہیں، یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور کی ایسی تعریف کی ہے کہ محمول پہ غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں پس اگر سب اگلے اور سب پچھلے کر حضور کے

مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان فضائل و کمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

”میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور کثرت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ثناء کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں؟ لہذا ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے۔“

۵۔ حضرت علامہ نور بخش تو کلی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں:-

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے۔ علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز خواجہ جگان سید بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالین صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:-

اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ است بہ نبوت و نحن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی است قدس سرہ کہ آخر نہایت صدیقان اول احوال انبیاء است و از کلمات قدسہ ایشانست کہ نہایت مقام عامہ مومنان ہدایت مقام اولیاء ست و نہایت مقام اولیاء ہدایت مقام شہیدان است و نہایت مقام شہیدان ہدایت مقام صدیقان است و نہایت مقام صدیقان ہدایت مقام انبیاء ست و نہایت مقام انبیاء ہدایت مقام رسل است و نہایت مقام رسل ہدایت مقام اولوالعزم است و نہایت مقام اولوالعزم ہدایت مقام مصطفیٰ است صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را نہایت پیدا نیست جز حق جل و علا کے نہایت مقام وے را نماند و در روز اول مقام ارواح و بروز میثاق بہم بریں مراتب باشد۔

”صوفیہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے زیادہ نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ کا قول ہے کہ صدیقیوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے۔ اور ان کے کلمات قدسہ میں سے ہے کہ عامہ مومنین کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقیوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی غایت رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی غایت اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہے اور حضرت محمد ﷺ کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں۔ حق جل و علا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہا

نہیں جانتا اور روز ازل میں بیٹاق کے دن رحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہوئے۔ اور قیامت کے دن بھی انہیں مراتب پر ہوگا۔

سیرت رسول عربی مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۶۳۰-۶۳۱ فَكَانَتْ بَدَائِعُهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نَهَايَةَ الْعَارِفِينَ وَالسَّلَامُ جَوَابُ الْحَاجِرِ جُلْد ۳ صَفْحَة ۲۹۸، از عارف ثالثی و او از ابو یزید۔ ”عارفین کے مقام کی انتہا انبیاء کرام کے مقام کی ابتداء ہے۔“

حضرت بایزید بسطامی (متوفی ۲۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (طبقات کبریٰ میں) فرماتے ہیں:

نہایت حال اولیاء بدایت حال انبیاء است نہایت انبیاء و رعایا نیست

(تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ ۱۱۱)

”اولیاء کے حال کی انتہا انبیاء کے حال کی ابتداء ہے۔ انبیاء کرام کے نہایت کی غایت نہیں۔“

۸۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ (متوفی روز عاشور ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں:

سہ چیز را غایت ندانستم غایت درجات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ندانستم و غایت کید نفس ندانستم و غایت معرفت ندانستم (نجات الانس، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۱، ۶۳۲، تذکرہ الاولیاء صفحہ ۳۴۶ شیخ عطار) ”مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات۔ معرفت کی۔ معرفت کی۔“

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۱ھ) رقمطراز ہیں:-

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ
لَا يُمْكِنُ الشَّاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بَعْدَ أَنْ خُذَا بَرْزُوكَ تُوْنِي قِصَّةَ مُخْتَصِرِ (1)
”اے صاحب الجہاں اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے۔ آپ کی شاکماہٹ ممکن نہیں، قصہ مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔“

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۲ نور بخش صاحب توکل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

۱۔ بند و شاعر عیشیور پر شاد نور کنوی کا ایک شعر ہے۔

کون ہے شیخ معلوم کی جو کرے تردید

خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپ کی ہے

اس پر مسلم شاعر فانی نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔ مراد ہے حضرت شیخ سعدی طبرہ الرحمۃ کے اس شعر سے ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“۔ بند و شاعر کا نعتیہ کلام صفحہ ۹۵ فیضی ۱۲۔

پھر آپ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) نے ایک رباعی جو تباہ سرور کائنات کی شان میں تصنیف فرمائی تھی۔

پڑھی (رباعی) یا صاحب الجمال الخ ”مجموعہ کمالات عزیز ص ۲۰

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

شرح صدر مصطفویٰ را خود امکان نیست کہ بشرے کا شیخی تصور تو اندر دزیرا کہ مرتبہ کمال او خاتمیت است بیچ کس را حاصل نیست۔ ولنعم ما قبل

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرُ
لَا يُمَكِّنُ الشَّمْسُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بَعْدَ أَنْ خُذَا بَزْزُومًا تَوَى قِصْبَهُ مُخْتَصِرًا
”حضور کی شرح صدر خود ممکن ہی نہیں کہ کوئی بشر کا حقہ تصور کر سکے اس لئے کہ حضور کا مرتبہ کمال خاتمیت ہے جو کسی کو حاصل نہیں۔ کیا خوب کہا گیا ہے۔

نیز شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں:-

اما خصوصیات ایشان کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار و تجلیات کہ روز بروز ترقی و تضاعف و احوال و مقامات امتیای ایشان را بطفیل اتباع ایشان تا قیامت حاصل شدہ و مے شود۔ و علوم و معارفی کہ بر ایشان فیضان مے نماید پس حکم غیر متناہی دارد۔ و دریں آیت وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى بہمہ آن چیز ہا اشارہ است و لہذا عطا را خاص نہ فرمودہ اند کہ چہ چیز خواہند داد

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۔ صفحہ ۲۱۹-۲۲۰)

”بہر حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ خصوصیات کہ باعتبار مراتب باطنی کے تھیں۔ انوار اور تجلیات جو دن بدن ترقی اور دو چند ہونے ہی تھے۔ اور وہ احوال اور مقامات جو آپ کے امتوں کو آپ کی اتباع کے طفیل قیامت تک حاصل ہو چکے ہیں یا حاصل ہوں گے۔ تو یہ غیر متناہی کا حکم رکھتی ہیں اور اس آیت وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى میں ان سب چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے عطا کو خاص نہ فرمایا کہ کوئی چیز دیں گے۔“

۱۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاه عنا و اقامنا اللہ تعالیٰ فی جوارہ (متونی ۵۵۴ھ) رقمطراز ہیں:-

وَهُنَا مَهَامِهِ فَيُح تَحَارُ فِيهَا الْقَطَا (۱) وَ تَقْصُرُ بِهَا الْخَطَا وَمَجَاهُلُ

1۔ قال القاری بفتح القاف مقصورا طیر یضرب بہ المثل فی کمال الہدایۃ فیقال ہو اهدی من القطا: ملا علی قاری نے فرمایا کہ تلفظ قطا ح قاف سے ہے اور مقصور ہے ایک ایسا پرندہ ہے کہ کمال ہدایت میں اس کی ضرب المثل بیان یوں کی جاتی ہے کہ فلاں شخص قطا پرندہ سے بھی زیادہ سیدھے راستے کا ماہر ہے اور قطا پرندہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر رات اور دن سے زائد کی مسافت پر پانی طلب کرنے جاتا ہے۔ (بیترا گلے سطر پر)

تَجَلُّلٌ فِيهَا الْأَخْلَامُ إِنْ لَمْ تَهْتَدِ بِعِلْمٍ وَعَلِمَ وَنَظَرَ سَدِيدٌ وَ مَدَاحِضٌ
تَوَلَّى بِهَا الْأَقْدَامُ إِنْ لَمْ تَعْتَمِدْ عَلَى تَوْفِيقِي مِنَ اللَّهِ وَتَأَيَّدِهِ

(شفا شریف صفحہ ۳۔ طبع لاہور)

”اور یہاں (حقوق مصطفیٰ قدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے میں) ایسے وسیع جنگلات ہیں کہ بحث تیر بھی ان میں حیران ہو جائے اور قدم کوتاہ کر دے اور ایسے بے نشان مکانات و جنگلات ہیں کہ ان میں عقلمن کو راہ نہ ملے اگر علم کا جھنڈا اور صواب والی نظر ساتھ نہ ہو تو ایسے بھٹکنے کے مقامات ہیں کہ ان میں قدم پھسل جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید کا سہارا نہ ہو۔“

۲۔ نیز وہی فخر محمد شین امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

لَا خِفَا عَلَى مَنْ مَارَسَ شَيْئًا مِنَ الْعِلْمِ أَوْ خُصَّ بِأَذْنَى لَمْحَةٍ مِنْ فَهْمٍ
بِعَظِيمِ قَدْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُصُوصِهِ إِيَّاهُ بِفَضَائِلِ
وَمَحَابِسٍ وَمَنَاقِبٍ لَا تَنْضَبُ لِزَمَامٍ وَتَنْوِيهِهِ مِنْ عَظِيمِ قَدْرِهِ بِمَا
تَكْبَلُ عَنْهُ الْأَلْسِنَةُ وَالْأَقْلَامُ. (شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۸۔ ۹۔ طبع مصر)

”یہ بات اس شخص پہ بالکل مخفی نہیں جس کو ذرہ بھر علم سے لگاؤ ہے یا فہم کے ادنیٰ لمحہ سے مخصوص ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور شرف کو معظم کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنے فضائل و محاسن اور مناقب سے مخصوص فرمایا کہ ضبط کی جدوجہد کرنے والا حصر نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدر عظیم کو اتنا بلند کیا کہ اس کے بیان کرنے سے زبانیں اور قلمیں عاجز ہیں۔“

۳۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَمَا ظَنُّكَ بِعَظِيمِ قَدْرِ مَنْ اجْتَمَعَتْ فِيهِ كُلُّ هَذِهِ الْجِصَالِ إِلَى مَا لَا
يَأْخُذُهُ عَدُوٌّ وَلَا يُعْبَرُ عَنْهُ مَقَالٌ وَلَا يَنَالُ بِكُنْهٍ وَلَا جِيلَةٌ إِلَّا
بِتَخْصِيصِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ. (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸)

”پس تیرا کیا گمان ہے اس ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ عظیم ہونے کے بارے میں جس میں یہ سب خصائل محمودہ مذکورہ اور اتنے خصائل ہوں جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ تو لا ان کا حصر ہو سکتا ہے اور وہ کمالات بغیر فضل خداوندی کے کب اور جیلہ سے نہیں حاصل کئے جا سکتے۔“

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس دن کا ستر کر کے پانی پر بھیج کر پھر وہاں دس دن کا ستر کر کے اپنے آشیانہ میں صرف طلوع فجر سے طلوع شمس تک کے خصوصیت میں بھیجنا ہے۔ آنے جانے میں نہ اسے بھولا ہے نہ بھٹکا ہے۔ ۱۴۔ فیضی۔

۳۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا حَارَتْ الْعُقُولُ فِي تَقْدِيرِ فَضْلِهِ عَلَيْهِ
وَخَرَسَتْ الْأَلْسُنُ دُونَ وَصْفِ يُحِيطُ بِذَلِكَ أَوْ يَنْتَهِي إِلَيْهِ.

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۷۹)

”اے حبیب! اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ اللہ کا جو فضل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اس کا اندازہ کرنے سے عقلیں حیران ہیں، زبانیں ٹنگ ہیں۔ اس وصف سے پہلے جو ان کا احاطہ کرے یا ان تک پہنچے۔“

۵۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَهِيَ فِي كَثْرَتِهَا لَا يُحِيطُ بِهَا ضَبْطٌ

(شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۲۱۲، ہیم الریاض شرح شفا القاری جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اتنی کثرت میں ہیں کہ ضبط ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔“

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا احصاء و شمار نہیں ہو سکتا تو حضور کے جمع مناقب و فضائل اور باقی افعال و صفات کا کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ معجزات تو معجزات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر رحمہ و جمالہ و جودہ و نوالہ کی صرف ایک صفت کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا اور اس کی گہرائی تک کسی کو رسائی نہیں ہے۔

۶۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذَالِكَ مَا أَطَّلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوبِ وَمَا يَكُونُ وَالْآخِذِيثُ فِي
هَذَا الْبَابِ بَخْرٌ لَا يُذْرِكُ قَعْرَهُ وَلَا يُنْزِفُ غَمْرَهُ

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۲۔ شرح شفا الخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

”اور حضور ﷺ کے خصائص و کرامات و فضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور زمانہ مستقبل کے واقعات اور غیوب پہ مطلع کئے گئے۔ اس بارے میں حدیثوں کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور جس کا اوپر در وافر پانی فنا نہیں ہو سکتا۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

لَا يُحَاطُ غَايَتُهُ (۱) وَلَا تُفْنَى نَهَائَتُهُ

”حضور کے علم غیب والے سمندر کی غایت کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور اس کے نہایت کو فنا نہیں۔“
(شرح شفا القاری ج ۳ ص ۱۵۰)

۷۔ نیز امام قاضی عیاض حضور کے فضائل و مناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

إِلَى مَا لَا يَخُوهُ مُخْتَلٍ وَلَا يُحِيطُ بِهِ إِلَّا مَا نَبَهُ ذَلِكَ
وَمُفْضَلُهُ بِهِ لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِلَى مَا أَعَدَّ لَهُ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ مِنْ مَنَازِلِ
الْكَرَامَةِ وَدَرَجَاتِ الْقُدْسِ وَمَرَاتِبِ السَّعَادَةِ وَالْحُسْنَى وَالزِّيَادَةِ
الَّتِي تَبْقَى دُونَهُ الْعُقُولُ وَيُخَارُونَ أَذَانِهَا (أَيِ أَوَانِلِهَا فَضْلًا عَنْ
اقصاها) الْوَهْمُ (1) (شرح شفا للخفاجي والقاري جلد ۱- صفحہ ۲۲۳-۲۲۳)

”آپ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہتمام کرنے والا آپ کے فضائل جمع نہیں کر سکتا اور نہ ان کے فضائل کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو عطا کرنے والا ہے اور جو فضیلت دینے والا ہے بس وہی محیط ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے دار آخرت میں منازل کرامت اور درجات قدس اور مراتب سعادت اور حسنیٰ اور زیادتی مراتب سے تیار کر رکھے ہیں کہ عقلیں ان کے احاطہ سے پہلے رک جاتی ہیں اور خواص و عوام ان فضائل کے اوائل میں حیران ہو جاتے ہیں ان کا احاطہ محال ہے۔“

۸۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

تَضَمَّنَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ (2) مِنْ فَضْلِهِ وَشَرَفِهِ الْعِدَّةُ (3) مَا يَبْقَى دُونَهُ الْعِدَّةُ

(شفا شریف جلد ۱- صفحہ ۳۰ و شرحہ للخفاجي والقاري جلد ۱ صفحہ ۲۱۵)

”سورہ نجم کی ابتدائی آیات حضور ﷺ کے اتنے فضل اور شرف کثیر پر تضمن ہیں کہ شمار (گنتی) ان فضائل کے اہتمام سے پہلے رک جاتی ہے۔“

۹۔ امام قاضی عیاض ادخلہ اللہ فی ریاض فرماتے ہیں:-

إِذْ مَجْمُوعُهَا مَا لَا يَأْخُذُهُ حَضْرٌ وَلَا يُحِيطُ بِهِ جَفَظَ جَامِعٌ

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۷۹-۷۹ نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۷۔ و شرح شفا للقاری)

”حضور ﷺ کے مجموعہ فضائل اتنے ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہو سکتا اور حفظ جامع ان فضائل کا احاطہ نہیں

1- ای وہم الخواص والعوام۔ قاری ۱۲۔

2- ای من قوله تعالى إِذَا هَوَىٰ السَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ الی قوله لَقَدْ تَرَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ۔ شرح شفا لعلی القاری جلد ۱- صفحہ

3- العلم الشی الکبر ۱۲۔

۲۱۵۔

۱۰۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ کا مقدس ارشاد:-

وَالْأَمْرُ أَوْسَعُ فَمَجَالُ هَذَا الْبَابِ فِي حَقِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُتَمَدَّدٌ يَنْقَطِعُ دُونَ نَفَادِهِ الْإِدْلَاءُ وَبَحْرُ عِلْمِ خَصَائِصِهِ ذَاخِرٌ لَا
تُكْدِرُهُ الدَّلَائِلُ وَاقْتَصَرْنَا فِي ذَلِكَ بِقَلْبٍ مِنْ كُلِّ وَغِيصٍ مِنْ فَيْصٍ۔

(شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۱۱۹) نسیم الریاض جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۳ و شرح شفا القاری)

”حضور ﷺ کے اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ کمالات عدیدہ کا معاملہ بہت وسیع ہے، حضور کے حق میں اس باب کی جولان گاہ لمبی ہے، ان کے ختم ہونے سے پہلے دلیلیں ختم ہو جاتی ہیں، اور حضور ﷺ کے خصائص کے علم کا ایسا بڑھا ہوا مویں مارنا سمندر ہے کہ اس کو ڈول میاں نہیں کر سکتے (یعنی کسی کے) فہم و ادراک کا ڈول اس کی تہ تک زمین تک نہیں پہنچتا اس لئے نہ مٹی اٹھتی ہے نہ صاف پانی میلا ہوتا خلاصہ یہ کہ کسی کو گہرائی معلوم نہیں ہو سکتی سب کے فہموں کے ڈول اوپر ہی اوپر ہیں اور جو کچھ بیان کیا یہ کل سے قلیل ہے اور زائد سے ناقص ہے۔“

۱۱۔ نیز وہی قائد فن امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:-

وَلَمَّا كَانَ مَا كَشَفَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ الْجَبْرُوتِ
وَشَاهِدَهُ مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَكُوتِ لَا تُحِيطُ بِهِ الْعِبَارَاتُ وَلَا تَسْقِلُ
بِحَمَلِ سَمَاعِ آذَانِهِ الْعُقُولُ رَمَزَ عَنْهُ تَعَالَى بِالْإِنْعَاءِ وَبِكُنَائِهِ الدَّالَّةِ
عَلَى التَّعْظِيمِ فَقَالَ تَعَالَى لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى أَنْحَسَرَتْ
الْأَفْهَامُ عَنْ تَفْصِيلِ مَا أَوْحَى وَتَاهَتْ الْأَحْلَامُ فِي تَغْيِينِ بَلَكِ
الْآيَاتِ الْكُبْرَى۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۱ شرح ج ۱ صفحہ ۲۲۰-۲۲۱)

”جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جبروت سے مطالعہ فرمایا اور عجایب ملکوت سے مشاہدہ فرمایا جب وہ اس قدر تھا کہ عبارات اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور عقول اس کے ادنیٰ سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتیں تو اللہ تعالیٰ نے تعظیم پہ دلالت کرنے والے کنایہ سے اشارہ فرمایا چنانچہ فرمایا فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ پھر جو کچھ ہم نے اپنے مقدس بندہ کی طرف وحی بھیجی سو بھیجی اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (شب معراج) اپنے رب کی بڑی بڑی آیات کو دیکھا۔ مَا أَوْحَىٰ کی تفصیل سے فہم عاجز آگئے اور آیات کبریٰ کے تعین میں عقل حیران و پریشان ہو کے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔“

۱۲۔ حامل لواء مدح وثناء امام اہل شہود امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ أَعْلَمَهُ بِمَا لَهُ عِنْدَهُ مِنْ نِعِيمٍ ذَائِمٍ وَتَوَابٍ غَيْرِ مُتَقَطِعٍ لِأَنَّا خُدَّةُ
عَدُوٍّ وَلَا يُمْتَنُّ بِهِ عَلَيْهِ فَقَالَ فَإِنَّ لَكَ لَا حُجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ۔

(شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲ شرح للسخافی والقاری جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ - ۲۲۶)

”پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بتایا کہ میرے ہاں آپ کے لئے دائمی نعمتیں ہیں اور غیر متناہی و ختم نہ ہونے والا ثواب ہے جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان پر ان چیزوں کی کوئی منت نہیں کہ بتلایا یا شمار نہیں کرتا بلکہ بے شمار دیتا ہے یا مخلوق سے کوئی ان کا شمار نہیں کر سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنَّ لَكَ لَا حُجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ بے شک تمہارے لئے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے۔“

۱۳۔ غیظ اہل السیر فی مدح سید البشر امام حافظ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

تَضَمَّنَتْ هَذِهِ الْآيَاتُ مِنْ فَضْلِهِ وَالنَّشَاءِ عَلَيْهِ وَكَرِيمٍ مَنْزَلَتْ بِهِ عِنْدَ اللَّهِ
تَعَالَى وَنِعْمَتِهِ لَذِيهِ مَا يَقْصُرُ الْوَصْفُ عَنِ الْإِنْتِهَاءِ إِلَيْهِ۔

(شفاء شریف جلد صفحہ ۳۰)

”سورۃ فتح والی آیات حضور ﷺ پر جو اللہ کے فضل وثناء پر مشتمل ہیں اور اللہ کے ہاں حضور ﷺ کے علوم تہ اور حضور کی نعمتوں پر مضمون ہیں۔ جن کی انتہا سے وصف قاصر ہے۔“

۱۴۔ سید محمد شین قائد اکتھن برکت رسول اللہ فی البندگیارہویں صدی کے مجدد برحق حضرت شیخ اجل شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی ارشادات عالیہ (متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ) اور الممعات، جلد ۱ صفحہ ۴۰ میں ہے:

(۱) وجمیل اعتقاد در حق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آن است کہ ہر چیز جز مرتبہ الوہیت و صفات اوست ذات اور اثابت است دوے ہر فضائل و کمالات بشری را شامل و در ہر راسخ و کامل

”سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جمیل اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو مرتبہ ہے حضور ﷺ کی ذات کے لئے ثابت ہے اور حضور ﷺ تمام فضائل اور کمالات بشری کو شامل سب میں راسخ ہیں۔“

۱۵۔ نیز شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ اسباب محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۲)۔ و بدان کہ نشای محبت و باعث موذت حسن است یا احسان و ایں ہر دو صفت از مخلوقات کمال و تمام منحصر است در ذات سید کائنات کہ اجمیل و اکمل خلق است صلی اللہ علیہ وسلم و در حقیقت منحصر و مقصود

است در ذات کامل الصفات و اہب العطیات جل جلالہ و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرأت جمال و کمال اوست پس اصحیت را خواہ نسبت بحضرت عزت کنند یا بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دارند ہر دو صحیح است و بحقیقت ہر دو یکے است۔ رباعی

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جو دو کرم بحد عایت داری
ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان محبوب توئی ہر کہ دو آیت داری

(۱۱۵۰ الممعات جلد ۱ صفحہ ۳۷-۳۸)

”اور جانا چاہئے کہ محبت کا نشا اور آفت کا باعث حسن ہے یا احسان اور یہ دونوں صفتیں مخلوقات سے بکمال اور تمام حضور سید اکائیات کی ذات میں منحصر ہیں جو تمام مخلوق سے اجمل و اکمل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقت میں ذات کامل الصفات عطیات کے ہبہ کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) میں منحصر اور بند ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں پس اصحیت کی نسبت چاہے اللہ تعالیٰ کی طرف کریں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کریں۔ دونوں صحیح ہیں اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

رباعی: (یا رسول اللہ) آپ حسن و جمال بے انتہا رکھتے ہیں اور جو دو کرم بھی بے حد رکھتے ہیں حسن اور احسان دونوں آپ کے لئے مسلم ہیں آپ محبوب ہیں کیونکہ محبت کے دونوں باعث رکھتے ہیں۔“
۱۶۔ نیز شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد:

(۳) و جمع کردہ فضائل اذلین و آخرین در سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ (۱۱۵۰ الممعات، ج ۲، ص ۲۱۹-۲۲۰)

”اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کے فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ اصحابہ و اتباعہ اجمعین میں جمع کر دیئے ہیں۔“

۱۷۔ نیز شیخ محقق و محدث دہلوی کا فرمان:

(۴) مجال نیست بیچ کیے را کہ بدانند حقیقت قلب مصطفوی را و احوالے کہ عارض می گردد براں۔

(۱۱۵۰ الممعات جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

”کسی کو طاقت نہیں کہ حضور کے قلب کی حقیقت کو جانے اور نہ ان احوال کو جو آپ کے دل القدس پر وارد ہوتے ہیں“

برکت رسول اللہ فی الہند شیخ الحدیث سید المحققین شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی کا مقدس ارشاد اور لا

تَطَرُّوْنِي كِي وضاحت:

(۵) اطرا اور مبالغہ مدح آل حضرت راہ نداد و ہر وصف و کمال کہ اثبات کنند و بہر کمالے کہ مدح گویند از رتبہ اوقاص راست الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نیاید

بیت

خوال او را خدا از بہرا مر شرع و حفظ دین
و گر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

و کھلیت ہیج کیے جز خدا حقیقت اور اندامد۔ و ثنائے او نتواند گفت۔ زیرا کہ اورا چنانچہ اوست ہیج کس جز خدا شناسد چنانچہ خدا را چوں او کس شناخت صلی اللہ علیہ وسلم (ایضاً الملمعات جلد ۴۔ صفحہ ۹۳۔ ۹۴) ”اطرا اور مبالغہ کو تو حضور کی تعریف میں راہ نہیں ہر وصف کمال جو حضور کے لئے ثابت کریں۔ اور جس کمال سے حضور کی مدح کریں حضور کے رتبہ سے قاصر ہے ہاں صرف صفت الوہیت کا اثبات درست نہیں۔ (بیت) حضور کو خدا نہ کہنا شریعت کے امر اور حفظ دین کی وجہ سے ہے علاوہ ازیں جس وصف کو چاہے حضور کی مدح میں انشا کر اور حقیقت میں کوئی اللہ کے سوا حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور حضور کی تعریف نہیں کر سکتا اس لئے کہ حضور جیسے ہیں ویسے اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور کی طرح کسی نے نہیں پہچانتا۔“

۱۸۔ حضرت شیخ محقق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-
(۶) اعضائے شریف و مزاج لطیف در غایت حسن و جمال و نہایت اعتدال بود کہ فوق آل متصور نیست و ہیج کس بادے صلی اللہ علیہ وسلم در حسن و جمال شریک و ہمتانہ بود چنانکہ مے گوید

بیت

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفے

(ایضاً الملمعات جلد ۴۔ صفحہ ۸۶۔ ۸۷)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضا، شریف اور مزاج لطیف نہایت ہی حسن و جمال اور نہایت ہی اعتدال میں تھا جو اس سے بڑھ کر حضور نہیں اور کوئی بھی آپ کے ساتھ حسن و جمال میں شریک و ہمسر نہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے جتنے بھی اسباب حسن و جمال ہیں آپ کے رخ انور کے لئے تمام ہر وجہ کمال ثابت نہیں ہیں جیسا کہ مخفی نہیں۔“

۱۹۔ شیخ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقدس ارشاد:-

(۷) فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم از حد عد و حصر خارج است و احاطہ نئے کند بدان علوم اولین و آخرین دنی و داند آں را بکنہ و حقیقت مگر پروردگار عزوجل و اتفاق دارند کہ آن حضرت سید اولاد آدم و فاضل ترین پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین و بعد از دے ابراہیم ظلیل اللہ پس از دے موسیٰ کلیم اللہ است و یافتہ نغذہ است تصریح از علماء بعد از موسیٰ و اللہ اعلم (اشع الملتعات جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

”حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل حد اور شمار اور حصر سے خارج ہیں اولین اور آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اور حقیقت حضور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تمام کا اتفاق ہے کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں اور تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور آپ کے بعد ابراہیم ظلیل اللہ پھر ان کے بعد موسیٰ کلیم اللہ افضل ہیں پھر علماء سے اس بات کی تصریح نہیں ملی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے“

(۸) و تحقیق فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بدان مخصوص و ممتاز است۔۔ بسیار است خارج از حد حصر و احصاء (اشع الملتعات جلد ۳ صفحہ ۲۶۹)

اور حقیقت میں حضور کے وہ فضائل جو حضور سے خاص ہیں اور جن کے سبب حضور ممتاز ہیں وہ فضائل بہت ہیں وہ بے حد ہیں حصر اور شمار سے خارج ہیں۔“

(۹) شیخ الحدیث حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان شریف:-

و عصمت خاصہ انبیاء است صلوة اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و اعلیٰ و اشرف و اتم و اکمل و احسن و اجمل و ابہر و اتوبی و اجمع مرتماہ اخلاق و خصال و صفات جمال و جلال خارج از حد و عد و بیرون از حیطہ ضبط و حصر حضرت ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہر چہ در خزانہ قدرت و مرتبہ امکان از کمالات متصور است ہمہ اور احاصل است و تملک انبیاء و رسل اقطار آفتاب کمال و مظاہر انوار جمال او بندو للہ در البوصیری فیما قال

شعر

وکل ای الی الرسل الکرام بہا فانما اتصلت من نورہ بہم
فانہ شمس فضل ہم کو اکبہا یظہرون انوارہا للناس فی الظلم
وکلہم من رسول اللہ ملتسم عرفا من البحر او رشفا من الدیم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ وسلم
(مدارج النہوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲)

”عصمت خاصہ انبیاء کا ہے صلوة اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور اعلیٰ اور اشرف اور اتم اور اکمل اور احسن اور اجمل اعلیٰ، افضل اور اقویٰ اور بہت جامع تمام اخلاق اور خصائل اور صفات جمال اور جلال کے جو حد شمار سے خارج ہیں اور جو احاطہ ضبط اور حصر سے باہر ہیں ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید الکائنات ﷺ کیلئے ثابت ہیں جو کچھ خزانہ قدرت اور مرتبہ امکان میں کمالات متصور ہیں وہ تمام کے تمام کمالات حضور کے لئے حاصل ہیں اور تمام انبیاء اور رسل حضور کے آفتاب کمال کے چاند اور وہ جمال سید عالم کے مظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے امام بصری کو کیا خوب کہا:۔

ہر مجروح جو رسولوں نے دکھایا اور جو آیت وہ لائے وہ تو حضور کے نور سے ان تک پہنچیں۔ بے شک حضور فضیلت کا سورج ہیں اور انبیاء ستارے ہیں وہ اپنے انوار ظاہر کرتے ہیں لوگوں کیلئے اندھیرے میں اور سب کے سب حضور سے شمس ہیں جیسا کہ چلولیس مسند سے یا نبی نخت بارش سے۔“

(۱۰) نیز محدثوں کے سہارے، آسمان تحقیق کے چمکتے ستارے، نبی کے پیارے، گیارہویں صدی کے مجدد و شیخ ہمارے شاہ محمد عبدالحق محدث و محقق دہلوی کا فرمان مقدس (ہر آن میں معلومات خداوندی کے برابر ان یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں مولیٰ کریم بظلیل حسن وجمال وخصائص وفضائل نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم کو انہیں کے عقائد پر موت دے اور قبر و حشر میں انہیں کے ساتھ رکھے آمین یا رب العلمین)۔

و حقیقت آن است کہ بیچ فہم و بیچ قیاس بحقیقت مقام آنحضرت ﷺ چنانچہ ہست نہ رسد و بیچ کس اور اچٹاں کہ او ہست جز خدا شنا سہ چنانچہ خدا را چوں وے بیچ کس شناخت و ہر کہ در درک حقیقت آن تکلم کرد گو یا دعویٰ علم قضاہات کرد و ما یتلکم تا و نزلہ اِلَّا اللّٰہ

بیت

جز خدا شناخت کس قدر تو زان کہ کس خدا را ہم چو تو شناخت
و چوں مقام دے از ہمہ بالا تراست در یافت آن فوق انہام باشد

بیت

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند بقدر دانش خود ہر کے کند ادراک
در تحقیق معنی عظیم (اِنَّكَ لَلسَّالِطُ عَلٰی عٰلَمِیْنِ) گفتہ اند کہ عظیم آں است کہ از حیظہ ادراک بیرون بود۔ اگر

محسوس است از حیث ادراک باصرہ بیرون بود چنان کہ جبل بزرگ کہ احساس باصرہ آں را احاطہ نتواند کرد و اگر معقول است ادراک عقل بدار محیط نہ تواند شد چنانکہ ذات وصفات الہی تعالیٰ و تقدس پس چوں دے تعالیٰ خلق آں حضرت را عظیم خواندہ و فضلے کہ اور داد عظیم گفتہ احاطہ عقل از ادراک کنہ آں قاصر باشد (کچھ آگے فرماتے ہیں)

ع اور تر از ان است کہ آید بخيال (1)

(مدارج النہت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲-۳۳)

”حقیقت یہ ہے کہ کوئی فہم اور کوئی قیاس حضور کے مقام کی حقیقت اور حضور کے حال کی کنہ کو، جیسا کہ ہے، نہیں پہنچ سکتا اور جیسا کہ آپ ہیں سوا خدا کے کوئی نہیں پہچان سکتا جیسا کہ خدا کو ان کی طرح کسی نے نہ پہچانا جو حضور کی حقیقت کے پالینے میں بات کرے گا گویا کہ اس نے تشابہات کے علم کا دعویٰ کیا حالانکہ اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ کے سوا آپ کی قدر کو کسی نے نہ پہچانا کہ خدا کو آپ کی طرح کسی نے نہ پہچانا اور جب حضور کا مقام تمام سے بالاتر ہے۔ اس کا دریافت کرنا بھی فہموں سے اوپر ہوگا۔

آپ جیسا کہ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک اپنی دانش کے مطابق ادراک کرتا ہے۔

(إِنَّكَ لَعَلَّ خَلْقٍ عَظِيمٍ) والے عظیم کے معنی کی تحقیق میں علماء کرام نے فرمایا کہ عظیم وہ ہے کہ ادراک کے احاطہ سے باہر ہو اگر محسوس ہے تو آکھ کے ادراک سے باہر ہو جیسا کہ بڑا پہاڑ کہ آکھ کا احساس اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور اگر معقول ہے تو عقل کا ادراک اسے محیط نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پس جب اللہ تعالیٰ نے حضور کے خلق کو عظیم فرمایا اور جو فضیلت حضور کو عطا کی اس کو عظیم کہا عقل کا احاطہ اس کے کنہ کے ادراک سے قاصر ہے۔ آپ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آئیں۔“

(۱۱) نیز حضرت مولانا شاہ شیخ اجل محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی و ایمانی بیان :-

و نیز گفت صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ (۲) کہ دور نیست کہ قول عائشہ کان خلقہ القرآن دران

1- بی مصرع مدارج النہت شریف جلد ۱ صفحہ ۸۳ پر بھی موجود ہے۔ ۱۲ فیض

2- ایضاً نقلہ الامام ابن حجر المکی فی شرح الہمزیۃ جوارہ البخار جلد ۲ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷۔ نقلہ عن الماویٰ ۱۲۔ فیض و ایضاً نقل قولہ الامام القسطلانی فی المواہب۔ زرکانی جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۔ و ایضاً نقلہ الفقاری جمع الاسئال جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰ و بعد نقلہ بقول الامام المناوی و بذالک عرف ان کمالات خلقہ لامتناہی کما ان معانی القرآن لا تناسی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ و ان الصرض لحصر جزئیاتہا غیر مقلود للبشر آگے فرماتے ہیں: انما کان فی اصل خلقہ۔ فیض القدر جلد ۵ صفحہ ۱۷۰۔ ۱۲ فیض

رحمے غامض و ایمائے مخفی بسوئے اخلاق ربانیہ باشد و لیکن احتشام کرد یعنی سے خواست عاشرہ رضی اللہ عنہا کہ گوید کہ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق الہی بود و لیکن احتشام کرد عاشرہ حضرت الہیہ را کہ گوید تخلق باخلاق اللہ پس تعبیر کرد ازین معنی بقول خود "کان خلقه القرآن" از جهت احتیاء، سبحات جلال و ستر حال بلطف مقال و ایں از نور عقل و کمال ادب اوست رضی اللہ عنہا و ایں معنی اذلل است بہ بیان عظمت اخلاق و عدم تنہائی آں و بعضی (۱) گفتند کہ چنانچہ معنی قرآن غیر متناہی ست ہم چہیں آمار و انوار اوصاف جمیلہ و اخلاق آں حضرت غیر متناہی اند و در ہر حال از احوال متجددے شود از مکارم اخلاق و محاسن شیم و آں چہ افاضہ سے کند (۲)۔ اللہ تعالیٰ بروئے از معارف و علوم کنھی داند آں را جز دے تعالیٰ پس تعرض بخصر جزئیات اوصاف حمیدہ و سے تعرض است مرچزے را کہ نہ مقدر و انسان نہ از ممکنات عادیہ است و ممکن (۳) است کہ گفتہ شود۔ مقصود تشبیہ خلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرآن در آں کہ مشتمل بر آیات تشابہات کہ ممکن نیست درک و تاویل آں ہم چہیں ممکن نیست درک حقیقت احوال شریف۔ چنانچہ بیان یافت واللہ اعلم۔

(مدارج النبوت شریف، جلد ۱، صفحہ ۳۲-۳۳)

"صاحب عوارف (شیخ شہاب الدین سہروردی) نے فرمایا کہ یہ بات دور نہیں حضرت عائشہ کا قول کہ كَانْ خُلُقُهُ الْقُرْآنْ اس میں ایک گہرا اور مخفی اشارہ ہے اخلاق خداوندی کی طرف لیکن ام المومنین نے شرم کی یعنی ام المومنین عائشہ نے یہ کہنا چاہا کہ حضور کے اخلاق اخلاق الہی تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے شرم کی کہ یوں کہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے موصوف تھے پس اس معنی اور مطلب کو آپ نے ان لفظوں سے تعبیر کیا کہ كان خلقه القرآن (کہ آپ کا خلق قرآن ہے) یہ بسبب جلال اللہ کے انوار سے شرم کرنے اور حال کو لطف مقال میں چھپایا۔ یہ آپ کے عقل وافر اور کمال ادب کی دلیل ہے رضی اللہ عنہا اور اس معنی کو عظمت اخلاق اور ان کے غیر متناہی بیان کرنے میں بہت دخل ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی

1. قال القسطلانی فی المواہب فکما ان معانی القرآن لاتستاهی فکذا لک اوصافہ الجمیلۃ الدالۃ علی خلقہ العظیم لاتستاهی اذ فی کل حائثہ من احوالہ یتجدد لہ من مکارم الاخلاق ومحاسن الشیم وما بیضہ اللہ تعالیٰ علیہ من معارفہ وعلومہ ما لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ فاذا ان تعرض لخصر جزئیات اخلاقہ الحمیدہ تعرض لما لیس من مقدر الانسان ولا من ممکنات عادانہ. (زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۴۴)
2. ذکر القاری نحوہ وزاد فی الاحر۔ وھذہ غایۃ فی الاتساع ونہایۃ فی الابتداع. لایبتدی لانہا ہا بل کل ما یوہم انہ انتہا ہا فہو من ابتدائہا. جمع الوسائل جلد ۴. صفحہ ۱۵۰-۱۴۰ منہ
3. القسطلانی نے اس کو قال بعض العارفین سے بیان کیا ہے۔ زرقاتی۔ شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۳۶۶-۱۲۳

طرح حضور کے اخلاق اور آثار اور انوار و اوصاف جلیلہ بھی غیر متناہی ہیں اور حضور ہر حالت میں مکارم الاخلاق اور اچھی عادات میں بڑھ رہے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ ان پر معارف اور علوم کا فیضان کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو حضور کے اوصاف حمیدہ کے جزئیات کا حصر و شمار کرنا ایسی چیز سے تعرض کرنا ہے کہ جو نہ مقدور انسان ہے اور نہ ممکنات عادیہ سے ہے (اور بعض عارفین نے فرمایا) کہ مقصود یہ ہے کہ حضور کے خلق کو قرآن کی آیات تشابہات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح تشابہات کی تاویل اور درک ممکن نہیں اسی طرح حضور کے احوال شریفہ کا درک اور پانا بھی ممکن نہیں جیسا کہ بیان ہوا۔“

(۱۲) شیخ اجل محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی ادا اللہ تعالیٰ فی حرم الجیب الا واحد فرماتے ہیں:-
وضابطہ در باب نگاہ داشت آداب آنجناب آنست کہ ہر چہ درائے مرتبہ الوہیت وصفات قدس حق است عز و علا از ہر کمال منقبت کہ باشد اور اثابت ست و محبت ہر کہ در ہر چہ منتسب است بوسے از علمائی و صلحاء بلاد و دیار و جز آں خصوصاً اکرام و مودت بہلہیت و قرابت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج المنوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

”اور قاعدہ کلیہ اور اہل فیصلہ حضور کے آداب کی نگاہ داشت میں یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو کمال ہے حضور کے لئے ثابت ہے اور محبت ہر اس چیز کی جو حضور سے منسوب ہے علماء کرام اور صلحاء ہوئے بلاد اور دیار ہوئے اور اس کے علاوہ خصوصاً حضور کے اہل بیت اور قرب والوں کا اکرام اور ان سے محبت کرنا۔“

(۱۳) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:-

واما کمال حقی کہ بخشیدہ است آں راجح سبحانہ و مخصوص گردانیدہ است زیادہ ازاں کہ درک کردہ شود در یافتہ شود غور آں و شناختہ شود مرآں را عایتی و نہایتی زیرا کہ بودے (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم محقق بحجج اخلاق الہیہ و صفات ربوبیہ۔ (مدارج المنوت جلد ۲ صفحہ ۶۱۴)

”اور بہر حال کمال حقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو بخشا اور حضور کو اس سے مخصوص فرمایا وہ اس سے زیادہ ہے کہ اس کا ادراک ہو سکے یا اس کو دریافت کیا جاسکے۔ یا اس کی نہایت اور عایت معلوم ہو سکے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جمیع اخلاق اور صفات ربوبیہ سے محقق تھے۔“

(۱۴) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:-

و چون قابلیت دے صلی اللہ علیہ وسلم کل ست و قابلیت سائر اکوان از مرطین و بحین و ملائکہ مقررین و سائر

اولیاء و صدیقین و مومنین جزی قاصر باشند ہمہ از درک غایت رفیع و عاجز از حقوق ایساں منبع و سے
و چون دانستند و دریابند این معنی را انبیاء و اولیاء نہادند روس خود را بر در عقبہ عالی و سے و نہادند رہا بہارا
بر زمین مذلت نزد محمد شامل و سے۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲ صفحہ ۶۱۶)

”چونکہ حضور کی قابلیت کلی ہے اور تمام اکوان مرسلین اور انبیاء اور ملائکہ مقررین اور تمام اولیاء اور
صدیقین اور مومنین کی قابلیت جزوی ہے۔ لہذا وہ سب قاصر ہیں اس بات سے کہ حضور کی غایت رفیع
کا ادراک کریں اور اس سے عاجز ہیں کہ حضور کے مرتبہ کی بلندی سے لائق ہوں اور اس معنی کو اولیاء اور
انبیاء سمجھے تو انہوں نے اپنے سر حضور کی بلند چوکت پر رکھ دیئے اور حضور کے محمد شامل کے سامنے زمین
مذلت پہ اپنی گردنیں رکھ دیں۔“

(۱۵) نیز شیخ کا ارشاد:-

و احادیث و اکلیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احاطہ و سے مجموع کلمات صوری و معنوی اکثر است
ازاں کہ احصاء کردہ شود (مدارج النبوت جلد ۲- صفحہ ۶۱۱)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکلیت اور جمیع کلمات ظاہری اور باطنی کے احاطہ کے متعلق احادیث
شریفہ اس سے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ہو سکے۔“

(۱۶) نیز شیخ الحدیث و امام المحققین حضرت شیخ اجل مولانا شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں:-

و جمیع کلمات کہ در ذوات مقدسہ انبیاء سابقہ مودع بود در ذات شریف او با زیادتیہا موجود بود

ع آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تہاداری

(تکمیل الایمان صفحہ ۴۳)

”اور وہ تمامی کلمات جو انبیاء کرام سابقین کی مقدس ذاتوں میں ودیعت رکھے گئے تھے وہ سب کے
سب جمع زیادتی حضور کی ذات شریف میں موجود تھے۔“

ع جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھے ہیں وہ آپ تہا رکھے ہیں۔“

۱۷۔ آسان تحقیق کے نیز اعظم، زمرہ محمد شین کے امام اعظم، ہند میں حضور کی برکت اُٹھ گیا رحوس صدی
کے مجدد اکرم، سیدنا و سندنا و شیخنا و شیخ مشائخنا، امام اہل السنۃ حضرت شیخ شاہ محمد عبدالحق محقق مدقق
محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ عنہ و افاض اللہ تعالیٰ علینا من برکاتہ
و فیوضاتہ و اماناتہ و افاضانی زمرنہ فی القبر و الحشر، کی ایمان افروز باطل سوز بے شل و

بے نظیر عبارت شریف، طیبہ، منورہ، مقدسہ جس کے پڑھنے سے ایمان میں روح پیدا ہوتی ہے۔ قلب میں تسکین و اطمینان کا دریا موجزن ہوتا ہے اور سینے میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمک اٹھتا ہے:

وہم چنان کہ شکر و سپاس خالق موجودات از حیضہ امکان و احاطہ انسان بیرون ست مدح و ثنائے سید
کائنات از مجال شرح و بیان افزوں و ہر چہ جز مرتبہ احدیت متعین ست حقیقت محمدیہ آں را معین ست
و آں چہ جز مرتبہ ذات ہم صفات احمد آں را مبین و ہر چہ از انوار علوی و سخی ظاہر ست ہمہ از پر تو نور آں
اجل مظاہر ست۔ پس در حقیقت تقصیر از ادراک صفات حق عین مجرا از کذبات آں کامل مطلق بود۔

قطعہ

حق را بچشم اگر چہ ندیند لکنش از دیدن جمال محمد شناختند
او را بچشم دیدہ شناختند از ان کز صورتش غشاوہ معنیش ساختند

اوندائے ماعبدناک (1) از ذات واجب الوجود بر آرو۔ دیگران صدائے ماعرفناک نسبت
با آن مقصود و مقصد ہر موجود اولاً اُحْصِیْ فَنَاءَ عَلَیْکَ (2) اَنْتَ عَلَیْ نَفْسِکَ گوید دیگران لَا
نَسْتَطِیْعُ صَلَوةً عَلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ (3) گویند۔

قطعہ

خیر الوری امام رسل مظہر اتم او از خدا و ہر چہ جز او منشی از و

او جان جملہ عالم و حق جان جان شائق را بغیر واسطہ ذات او بحق در ازل برابر آئینہ وجود آئینہ ^{حقیقت}
آورد و برو آئینہ را مقابل آئینہ چوں نہند ایں جا لطیفہ است اگر بشنوی بگو از اول آنچه در دم آفتد بود
بعکس گرد و دست باز ایں چوں فتد در نقش وجود راست نشیند بایں طریق شناس ایں دقیقہ مزین دم
بگفتگو در اول باعث خلقت عالم است و در آخر واسطہ ہدایت بنی آدم در باطن مربی ارواح و در ظاہر تمام
اشباح کا سر ارکان ادیان و دول تا حق احکام مل و محل نفس خاتم وجود نقش فص معرفت و شہود مقصود معنی
مقصودہ افلاک مقصد ساکنان مطمورہ خاک، تمام مکارم اخلاق مکمل کا ملان آفاق حاجر منزلیں و وجود
عدم۔ برزخ۔ بحرین حدوث و قدم جامع نسبت امکان و وجوب موجب رابطہ طالب و مطلوب عزیز مصر

1۔ قولہ ماعبدناک۔ حدیث شریف کے جملہ کی طرف سے اشارہ ہے (یعنی اے اللہ تعالیٰ) ہم نے کہا حق تیری عبادت نہ
کی۔ ۱۴۔

2۔ میں نے تیری تعریف کا اعلا نہیں کیا۔ تو ایسا ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

3۔ ہم آپ کے درود کی طاقت نہیں رکھتے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی کل حین و آن بعدد معلومات الرحمن۔ ۱۲

صمدیت ملک مملکت احدیت مظہر حقیقت فردانیت مظہر صورت رحمانیت سرکتوم غیب لاہوت (۱) طلسم
معلوم کج جبروت مروح ارواح ملکوتیہ مزین اشباح ناسوتیہ ہدایت مخط ولایت نہایت دائرہ نبوت مظہر
اتم رحمت ام عقل اذل ترجمان ازل نور انوار سراسر ارہادی بل سید رسل نورانی سراہی حبیب اعلیٰ صغی
صغی محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

شاہ رسل شفیع امم خواجہ دوکون نور ہدیٰ حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگر ہامہ طفیل منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکان بروست ختم ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برو تمام
برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آن آسماںی بعبود است قن المسجد الخراہ
تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم است کائناتہ جاست نے جہت و نے نشان نہ نام
سریت بس شرف درین جا کہ بیچ آن از آشنائے عالم جاں پرس این مقام

آیات

رَسُولٌ كَرِيمٌ نَبِيٌّ	رَفِيعٌ شَفِيعٌ عَزِيزٌ وَجِيهٌ
بَشِيرٌ نَذِيرٌ سِرَاحٌ مُنِيرٌ	رَحِيمٌ فَخِيمٌ عَظِيمٌ خَطِيرٌ
رَضِيٌّ وَصِيٌّ تَقِيٌّ نَقِيٌّ	سَخِيٌّ بَهِيٌّ عَلِيٌّ مَلِيٌّ
عَطُوفٌ رَوْقٌ كَرِيمٌ رَحِيمٌ	عَلِيمٌ رَحِيمٌ سَلِيمٌ كَلِيمٌ
خَسَفَ الْقَمَرُ بِجَمَالِهِ	عَجَزَ الْبَشَرُ بِكَمَالِهِ
نَطَقَ الْحَجَرُ بِجَلَالِهِ	صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
مَلَأَ الْخَلَاءَ بِخَيْرِهِ	خَرَقَ السَّمَاءَ بِسِيرِهِ
مَنَسَعًا ذَاكَ لِغَيْرِهِ	صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
شَرَقَ الْمَكَانَ بِنُورِهِ سُرً	الزَّمَانَ
نَسَخَ الْمَلَّلَ بِظُهُورِهِ	صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
كَشَفَ الشِّبَةَ بِبَيَانِهِ	رَفَعَ الْعُلَى بِمَكَانِهِ

۱۔ قولہ لاہوت، ذات الہی کا عالم جس میں سائیکہ کو مقام ثانی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لفظ کے مقابل میں مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اساکوکوت کہتے ہیں۔ ۱۳ من فیضی۔

اَكْرِمُ بَرْقَعَةً شَانِهَ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
فَلْتَهْتَدُوا لِشَرِيْعَتِهِ ثُمَّ افْتَنُوا لِطَرِيْقَتِهِ
فَلْتَحْقُقُوا لِحَقِيْقَتِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِهِ

(اخبار الاخير شریف صفحہ ۵۴، ۵۵۔ مطب مجبائی)

اور جس طرح کہ اللہ کا پاس اور شکر دائرہ امکان اور احاطہ انسان سے باہر ہے اس طرح مدح اور ثناء (تعریف) سیدالکائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرح اور بیان کی طاقت سے زائد ہے اور مرتبہ احادیث کے سوا جو کچھ متعین ہے حقیقت محمدیہ اس کو معین ہے اور ذات احد کے مرتبہ کے علاوہ جو کچھ مبہم ہے صفات احمدی اس کے بیان کرنے والے ہیں اور جو کچھ انوار علوی اور سغلی سے ظاہر ہے یہ تمامی اجل مظاہر حضور کے نور سے پرتو ہے پس حقیقت میں صفت حق کے ادراک سے تقصیر میں معجز ہے اس کامل مطلق کی ذات کے کندے۔

قطعہ

اللہ تعالیٰ کو اگرچہ انہوں نے آنکھ سے نہ دیکھا لیکن اللہ کو جمال محمدی کے دیکھنے سے پہچان لیا حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو کسی مگر پہچان اس لئے نہ سکے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت کو حقیقت کے لئے پردہ بنا دیا ہے۔

وہ واجب الوجود کی ذات سے ما بعد ناک عرض کرتے ہیں اور دوسرے اس مقصود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مقصد ہر موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ما عرفناک (۱) کو بلند کرتے ہیں وہ لا اخصی ثناء علیک انت کما اثبت علی نفسک کہتے ہیں اور دوسرے لا نستطیع صلوٰۃ علیک من ربک کہتے ہیں۔

قطعہ

تمام مخلوق سے افضل، رسولوں کے امام، مظہر اتم، وہ خدا سے اور ان کے علاوہ سب ان سے مستثنیٰ (نشوونما پانے والے) یا سمت اور نشوونما والے ہیں وہ تمام عالم کی جان ہیں اور حق یہ ہے کہ جان جان ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی ذات کے واسطے کے بغیر تلاش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ ازل میں آئینہ وجود کے برابر ان کی حقیقت کے آئینہ کو سامنے لائے۔ آئینہ کو جب آئینہ کے مقابل رکھتے ہیں۔ یہاں ایک بہترین

1۔ قولہ ما عرفناک یعنی اسے سبب ہم نے آپ کو پہچانا۔ ۱۲

لغیف ہے اگر تو سنے تو پہلے آئینہ سے جو کچھ دوسرے آئینہ میں پڑتا ہے وہ اس کا اُلٹ ہوتا ہے وہ اُلٹ درست ہو جاتا ہے جب اس آئینہ ثانی سے اس اوّل میں پڑتا ہے وجود کا نقش اس طرح ٹھیک بیٹھتا ہے اس دقیقہ میں (باریک نکتہ) کو پہچان اور گفتگو کا دم نہ مار۔ حضور اول میں پیداؤں عالم کا سبب ہیں اور آخر میں نبی آدم کی ہدایت کا واسطہ باطن میں ارواح کی پرورش کرنے والے، ظاہر میں جسموں کے تمام کرنے والے دینوں اور دولتوں کے ارکان کو توڑنے والے ملتوں اور مذہبوں کے احکام کو منسوخ کرنے والے وجود کی انجمی کا گمبیز معرفت اور شہود کے گمبیز کا نقش۔ افلاک کی کوٹھڑیوں کے معکفوں کے مقصودت خانہ کے خاک کے سالکوں کا مقصد مکارم اخلاق کے تمام کرنے والے آفاق کے کاطوں کے کھل وجود عدم کی دو منزلوں کا پردہ۔ حدوث و قدم کے دو سمندروں کی رکاوٹ۔ امکان اور وجوب کا جامع نسخہ، طالب اور مطلوب کے رابطہ کا سبب، مصر صمدیت کے عزیز، مملکت احدیت کے بادشاہ حقیقت فردانیت کے مظہر، صورت رحمانیت کے مظہر، مرغیب لاهوت کے پوشیدہ راز، جبروت کے کوند کے ظلم (عجیب و غریب) معلوم، ارواح ملکوتیہ کو راحت دینے والے اجسام ناسوتیہ (عالم اجسام دنیا، کو زینت بخشے والے، ولایت کے خط کی ابتداء دائرہ نبوت کی انتہا، مظہر اتم، رحمت اتم، عقل اول، ازل کے ترجمان، نوروں کے نور، رازوں کے راز، راستوں کے ہادی، رسولوں کے سردار، بہت روشن و بلند نور، بہت مزین، خوشنود راز، محبوب اعلیٰ، نہایت صاف خالص برگزیدہ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

”رسولوں کے بادشاہ امتوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے محبوب، تمام لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف ان کی ذات ہے باقی تو سب طفلی ہیں۔ نور انہیں کا منظور ہے باقی سب اندھیرا ہیں۔ جو مرتبہ بھی امکان میں تھا وہ ان پہ ختم ہے۔ خدا کی سب نعمتیں ان پہ تمام ہوئیں۔ جب آپ نے (شب معراج) عالم امکان سے قدم اٹھایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا قَبْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس چیز کا اعلان ہے اس رات عالم امکان سے چل کر میدان وجوب تک پہنچے جو مسجد اقصیٰ یعنی عالم کی انتہا ہے وہاں نہ جگہ ہے نہ جہت اور نہ نام و نشان۔ یہاں عجیب و غریب راز ہے۔ خبر! اررہ عالم جان کے آشنا سے یہ مقام پوچھیے۔“

ابیات

رسول ہیں کریم میں، نجیب کی خبریں دینے والے ہیں، نامور بزرگ ہیں، اونچی شان والے ہیں، شفیع ہیں، عزیز صاحب پرہیزگار ہیں، خوشخبری دینے والے، ڈرانے والے روشن چراغ ہیں، رحیم

ہیں، بزرگ مرتبہ، عظیم بہت بڑے، پسندیدہ وصیت کئے گئے، تقویٰ کے اعلیٰ مقام والے، پاک، برگزیدہ، سخی، تاباں، روشن، بلند دولت والے، مہربان، نہایت مہربان کریم، رحیم، ہر روشی جاننے والے، رحیم، سلامتی والے، خدا سے ہم کلام ہیں ﷺ بقدر اوصاف چاندان کے جمال سے بے نور ہو گیا، بشران کے کمالات کے احاطہ اور بیان سے عاجز آ گئے، پھر ان کے جلال سے بول اُٹھے، حضور پہ درود و سلام بھیجو، خلاء کو اپنی نیر سے بھر دیا، آسمان کو اپنی سیر سے پھاڑ دیا، یہ کسی کو نصیب نہ ہوا، حضور پہ درود و سلام بھیجو، مکان کو اپنے نور سے روشن کیا، زمان کو اپنے جموںے یا مہمانی یا فیصل سے خوش کیا اپنے ظہور سے دینوں کو منسوخ کیا، حضور پر درود و سلام بھیجو، اپنے بیان سے شک و شبہ کو کھول دیا، آپ کے مکان کے صدقہ میں علو کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی بلندی شان کو تو دیکھ، حضور پہ درود و سلام بھیجو، ہنذا حضور کی شریعت سے ہدایت حاصل کرو، اور آپ کے طریقہ کی اقتداء کرو، اور ان کی حقیقت سے تحقیق ہو جاؤ، حضور پہ درود و سلام بھیجو۔ اے اللہ! حضور اور آپ کی آل اور اصحاب پر رحمت کاملہ بھیج۔“

نیز شیخ شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مقدس:-

۱۸۔ بحقیقت حمدِ خُدا و نعتِ مصطفیٰ راجزِ خدا کے نیار و گت و گوہر ایں راز جز دستِ قدرتِ حق نتواند سفت ازاں کہ بیچِ احدی اور اچوں خدا شناسد۔ چنانچہ خدا را چوں وے بیچِ کس شناختِ خداست و بندۂ خداست و بندۂ اود گر اں ہمہ طفلی او بند۔ (مکتوبات شیخ محقق علی ہاشم اخبار الاخیار صفحہ ۲)

”تقریفِ خدا تعالیٰ اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بیان کر سکتا اور اس راز کے گوہر کو قدرت کے ہاتھ کے سوا کوئی نہیں پر دہا سکتا اس لئے کہ کوئی حضور کو خدا کی طرح نہیں پہچانتا۔ جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ پہچانا، خدا ہے اور بندۂ خدا۔ خدا ہے اور اس کا بندہ۔ باقی سب اس کے طفلی ہیں۔“

۱۹۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:-

و اما نصیحت لرسول اللہ اولِ محبت و تعظیم و ادب جناب عالی اوست و تمزیہ و تمزیہ ساحتِ عز و جلال اود و تمامۂ انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین از ہر عیب و منقصت کہ تالائق مقامِ نبوت و رسالت بود و ضابطہ در باب نگاہداشتِ ادب آں جناب آست کہ ہر چہ ورائے مرتبہ الوہیت و صفاتِ قدس حق است عز و علا از ہر کمال و منقبت کہ باشد اور اثابت است۔

نخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دین دگر ہر وصف کشی خواہی اندر مدحش املاکن
(مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۹۳ ہاشم اخبار الاخیار)

”بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصیحت تو پہلی بات حضور کی محبت اور تعظیم اور ادب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور سب انبیاء کو ہر عیب اور نقص سے منزہ کیا جو مقام نبوت اور رسالت کے لائق نہ تھا حضور کے ادب کی نگاہ داشت میں ضابطہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات حق کے علاوہ جو کمال اور منہبت ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہے حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے حضور کو خدا نہ کہتا اس کے علاوہ جو وصف چاہے حضور کی مدح میں الماکر۔“

۲۰۔ نیز شیخ محقق کا بیان ایمان افروز و باطل سوز:-

وہب بن منبہ کہ تابعی ثقہ اخباری علامہ صدوق صاحب کتب و اخبار بودہ گفت ہفتادو یک کتاب از کتب قدما خواندہ ام و یافتم در جمیع آں کتب کہ حق سبحانہ و تعالیٰ تمامہ نام را از آغاز دنیا تا انجام آں از عقل در جب عقل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر مانند ذرہ از ریگستان دنیا و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راجح ترین مردم است در عقل و فاضل ترین ایشان در رائے۔ (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر (1) فی تاریخ) و در عوارف (2) نقل کردہ از بعض علماء کہ عقل ہمہ جزو دست نودونہ از اں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و یک جزو از اں در تمام مومنوں، گفت بندہ مسکین رزقہ اللہ الثبات و البقیان اگر سے گفتند کہ عقل ہزار جزو دست نہ صد و نودونہ از اں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یکے از اں در تمام مردم گنجائش داشت چہ ہر گاہ بے نہایت کمال او ثابت شد ہر چہ گویند و راست این جا اگر سینہ حاسداں بسوزد و دل اہل زلیغ بکند چہ تو اں کرد۔ **إِنَّمَا عَظِيمُكَ الْكَوْثَرُ إِنَّ شَانِيكَ هُوَ الْإِبْتِغُورُ**

”حضرت وہب بن منبہ (جو کہ تابعی، ثقہ اخباری علامہ، سچے صاحب کتب اور اخبار ہوئے یعنی مؤرخ تھے) نے فرمایا کہ میں نے کتب قدما سے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں، ان تمام کتب میں میں نے یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء دنیا سے لے کر اس کے انجام تک کے تمام لوگوں کو عقل نہ دی حضور کے عقل پاک کے مقابلہ میں مگر اتنا کہ جتنا ذرہ کو دنیا کے ریگستان سے نسبت ہے اور حضور تمام مردوں سے عقل میں راجح ہیں اور رائے میں تمام سے فاضل ترین ہیں۔ اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

”عوارف شریف میں بعض علماء سے نقل ہے کہ عقل کے کل سوزو ہیں ۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک جزو تمام مومنوں میں ہے بندہ مسکین کہتا ہے (شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی) اللہ تعالیٰ اسے ثبات

1۔ ذکر الامام الغطالی فی الموابد زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۵ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۷۰، ۳ زرقانی

جلد ۳ صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱

2۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۵ جواہر انوار، جلد ۱ صفحہ ۱۸، ۱۴

اور یقین کا رزق دے اُتر یہ کہنے کہ عقل کے کل ہزار جزو ہیں ۹۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش تھی کیونکہ جب حضور کے لئے بے انتہا کمال ثابت ہیں تو پھر جو کچھ کہیں جائز ہے۔ اس جگہ اُن حاسدوں کا سینہ جلے اور اہل زینہ کا دل نونے تو کیا کریں۔ (اللہ نے فرمایا) اِنَّا اَعْصَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اِنَّ شَانِئَتَهُۥٓ اِنَّهٗ بِتُرَاۤءِمِنَا لَشَدِيْدٌ تَمْبَارِاۤئِثٌ مِّنْ هٗٓ وَهِيَ خَيْرٌ مِّنْ مَّحْرُوْمٍ هٗٓ۔“

ایات

شاہِ رسل شفیع امِ خواجہ دو کون نور بدی حبیب سید عالم
مقصود ذات اوست وگر باہمہ طفیل منظور نور اوست وگر جملگی عظام
ہر رتبہ کہ بود در امکان بروست ختم ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام
برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آں اُسْرٰی یَعْبُوْدُ سِت قَبْلِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
تا عرصہ وجوب کہ اقصائی عالم ست کانتجانہ جاست نے جہت و نے نشاں نہ نام
سریت بس شگرف دیں جا کہ بیچ آں از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام
علیہ افضل الصلوٰۃ و اتم التحیۃ و ازکی السلام

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶)

ترجمہ ایات

”حضور شاہِ رسل، اُمّتوں کے شفیع، دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے حبیب، لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف حضور کی ذات ہے باقی تو سب طفیلی ہیں۔ صرف حضور ﷺ کا نور منظور ہے باقی تمام اندھیرا ہیں، ہر رتبہ جو امکان میں تھا حضور پر ختم ہے۔ رب کی برنعت حضور پہ تمام ہوئی طبیعت امکان سے قدم اٹھایا جو وہ اُسْرٰی بعدہ ہے، مسجد حرام سے میدان وجوب تک جو عالم کا منعجا ہے، جہاں نہ جگہ نہ جہت نہ نام و نشان۔ یہاں بہت عجیب راز ہے جو عالم جان کے آشنائے اس مقام کے متعلق پوچھنا۔“

۲۱۔ حضور شیخ اولیا، فخر العالم متولد شیخ الاولیا، ۹۵۸ھ متوفی فخر العالم ۱۰۵۲ھ فخر المجد شین الشاہ الشیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ و نور اللہ مرقدہ کا ارشاد:-

و مراد تکلم در احوال و صفات ذات شریف و سے و تحقیق آں حجبے تمام است کہ آں متشابہ ترین متشابہات است نزد من کہ تاویل آں بیچ کس جز خدا اندوہر کے ہرچہ گوید برقد رواندازہ فہم و دانش

خود گوید و صلی اللہ علیہ وسلم از فہم و دانش تمام عالم برتر است۔ (مصرع)

اور برتر از ان ست کہ آید بخیاں

اور اچناں کہ بہت بجز خدا کے شناسد چنانکہ خدا را چنانکہ باید جزوے کے شناخت

بیت

ترا چناں کہ توئی ہر نظر کجا بیند بقدر دانش خود ہر کے کند ادراک

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۴۰)

”اور مجھے حضور کے احوال اور صفات ذات اور ان کی تحقیق میں کلام کرنے میں حرج تمام ہے کیونکہ وہ میرے نزدیک مشابہات سے قشاپہ ترین ہیں جو ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو شخص جتنا کہتا ہے وہ اپنے قدر اور فہم و دانش کے اندازہ کے مطابق کہتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے فہم و دانش سے برتر بلند و بالا ہیں۔ (مصرع) وہ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آئیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو جیسا کہ وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ خدا کو جیسے جانا چاہیے ان کے بغیر کسی نے نہ جانا۔ (بیت)

آپ کو جیسا کہ آپ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک بقدر دانش اپنی کے اور اک کرتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔“

۲۲۔ نیز انہیں امام اہل شہود و حضور، آسمان فنون و دینیہ کے آفتاب درخشاں جیہ المفسرین و الحمد للہ حضرت شیخ محقق کا ارشاد:-

و حاصل این وجہ آنست کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم در ترقی بود و تجلیات انوار متوالی بروے سے گذشت بعضی بالائے بعض دیگر و بہر تجلی فوق کہ سے رسید از قوف در تجلی تحت استغفار سے گرد و چوں تجلیات حق را نہایت نیست ترقیات آں حضرت را نیز نہایت نہ و این نہ مخصوص این نشأۃ است تا ابد الابد بحال ہم بریں متوال خواہد بود،

” (حضور ہمیشہ ترقی میں تھے اور ہیں) اور حضور پر پے در پے مسلسل تجلیات انوار مڈرتے تھے۔ بعض تجلیات بعض اوروں سے بلند ہوتیں اور ہر اوپر والی تجلی میں جب پہنچے تو نچلی تجلی میں ٹھہرنے سے استغفار فرماتے اور جب حق تعالیٰ کی تجلیات کی کوئی انتہا نہیں تو حضور کی ترقیات کی بھی کوئی انتہا نہیں اور یہ ترقی اس دنیا سے مخصوص نہیں بلکہ ابد الابد تک حال اسی دستور اور طریقہ پہ جاری ہے۔“

بیت

مرا کمال محبت ترا کمال جمال دے مباد کہ نقصان پذیر دایں دو کمال
(شرح فتوح الغیب صفحہ ۴۸)

بیت

مجھے کمال محبت تجھے کمال جمال نہ ہو وہ لچک کہ ناقص ہوں یہ دو کمال
۲۳۔ نیز شیخ محقق اولیاء کبار کے انتہائی مقام کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-
و بعد از این مقام نبوت و درجات اوست کہ اولیاء را بجاں راہ نیست و مقام ولایت اولیاء و درجات آن تا
این جا است (شرح فتوح الغیب صفحہ ۲۴۴)
”اور اس کے بعد مقام نبوت اور اس کے درجات ہیں کہ اولیاء کو ان کی طرف راستہ نہیں اور اولیاء
کی ولایت کا مقام اور اس کے درجات یہاں تک ہیں۔“
۲۴۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:-

پایہ رفیع و مقام اقدس محمدی را کہ بیچ کس را بدرک و دریافت آن راہ نیست

(مدارج النبوت شریف جلد ۱۔ صفحہ ۳)

”کسی کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند رتبہ اور مقام اقدس کے پالینے اور دریافت کرنے
کی طاقت نہیں۔“

۲۵۔ نیز شیخ محقق کا فرمان مقدس:-

اما چه شریف دے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرآت جمال الہی است و مظہر انوار تبتائی دے بود

(مدارج النبوت شریف، جلد ۱ صفحہ ۴)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ شریف اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی

انوار کا مظہر ہے۔“

۲۶۔ نیز شیخ محقق حجت احناف کا ارشاد:-

آن حضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضائل و کمالات بود کہ اگر مجموع فضائل انبیاء و صلوات اللہ

علیہم اجمعین در جب آن بہند راجح آید۔ (شرح سفر السعادت۔ صفحہ ۴۴۲)

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے فضائل اور کمالات ہیں کہ اگر تمام انبیاء کرام کے سب

فضائل کو جمع کر کے حضور کے فضائل کے پہلو میں رکھیں تو حضور کے فضائل ان سب پر راجح آئیں

”مے۔“

۲۷۔ نیز شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

انہما خلاق در کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیران و انبیاء ہمد در ذات و سے کمالات انبیاء دیگر محدود معین است اما میں جا تعین و تحدید بکلمہ و قیاس را بدر کمالی و سے راہ نہ بود۔

(مرج البحرین وصل ۱۲)

”تمام مخلوق کی سمجھ انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں حیران ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سمجھ آپ کے کمالات میں حیران ہے، دوسرے انبیاء کے کمالات محدود اور مقرر ہیں لیکن حضور میں حد اور تعین کی گنجائش نہیں ہے اور خیال و قیاس کو حضور ﷺ کے کمالات کے علم میں راہ نہیں ملتی۔“

۲۸۔ نیز شیخ محقق حضور کے قلب پاک کی کیفیت کے متعلق فرماتے ہیں:-

”ایں جا کہ ادراک ممکن و متوقع نیست علم دریں مقام جز اعتراف بہ جہل و نارسائی نباشد ایں جادعوی علم جہل است و دریافت جہل بعین علم۔“ (مرج البحرین وصل ۱۲)

”یہ مقام جہاں ادراک ممکن اور متوقع نہیں، یہاں علم جہالت کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی اور شے نہیں۔ یہاں علم کا دعویٰ کرنا جہالت ہے اور جہالت کا علم ہونا بعین علم ہے۔“

۲۹۔ ایں بعین ترقی است در درجات قرب و مشاہدہ تجلیات و ایں حالت نہ مخصوص ایں نشاۃ است تا ابد الابد ایں حال ہم بریں منوال خواہد بود زیرا کہ تجلیات حق را نہایت نیست۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۰۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم ترقی در ترقی است و مشاہدات او در رنگ تجلیات حق نہایتے ندارد من الازل الی الابد۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۱۔ قلب مصطفوی کہ حقیقت حال آن را جز خدا کسے نداند۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۲۔ ہر کسے بر آنچه گوید بر حد و اندازہ معرفت و قیاس خود گوید چون مقام او از ہمہ بالا تر است ہر کہ از مقام و سے خبر دہد و از حقیقت حال و سے کہ با خدا دار و کشف کند گویا کہ تاویل تشابہات کردہ باشد۔

(مرج البحرین وصل ۱۲)

جزاک اللہ تعالیٰ یاسیدی خیر الجزاء

۳۳۔ نیز شیخ الاسلام حضرت شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کی مخلصانہ عارفانہ نصیحت:-

و مجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت است از کمالات و کرامات اثبات کنندگاننا ما کائن

”مسلمانوں کا حضور سید انکانات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ مرتبہ الوہیت کے سوا جتنے کمالات اور کرامات ہیں وہ سب حضور کے حق میں ثابت کرے۔ باو آئندہ باد۔“

شعر

دَعَا مَا اذَعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ وَاحْتَكَمَ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيهِ وَاحْتَكَمَ
 ”اے مسلمانو! جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہا (کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور
 اللہ کا جز ہیں) یہ تو نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو چاہے حضور کی مدح میں بیان کر اور مخالف سے چمکے۔“
 وَانْسَبْ اِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسَبْ اِلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عَظَمٍ
 ”جو شرف اور بزرگی چاہے آپ کی طرف منسوب کر اور جو عظمت چاہے آپ کی قدر، مرتبہ کی
 طرف منسوب کر۔“

شعر

تخوآن اور اخذ از بہر امر شرع و حفظ دین وگر ہر وصف کش سے خوای اندر مدحش املاکن
 حضور کو حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے صرف خدا نہ کہتا اس کے علاوہ جس وصف کو تو چاہے حضور کی
 تعریف میں لکھ۔ (مرج البحرین قبل الافتتاح صفحہ ۶۱ للشیخ)
 سند المحققین والحجہ شین امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ حجۃ المحققین محمد بن
 عبد الباقی الزرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلمات طیبات۔
 علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وَلِذَا قَالَ عَلِيٌّ يَقُولُ نَاعْتُهُ اِنِّى عِنْدَ الْعَجْزِ عَنْ وَصْفِهِ لَمْ اَزْ قَبْلَهُ وَلَا
 بَعْدَهُ مِثْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ نَمِّ لَمْ يَفْتِنِ بِهِ مَعَ اَنَّهُ اُوْنِي
 كَلُّ الْحُسْنِ كَمَا قَالَ۔

بجمال خجنتہ بجلال طاب واستغذب العذاب هنا

(زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۸)

”اسی لئے سکان سدرۃ المنتہی کی نظریں بھی صرف حجاب تک پہنچیں۔ اصل حسن و جمال محمد کو
 انہوں نے بھی نہ دیکھا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی تعریف کرنے والا جب آپ کی
 تعریف کرنے سے عاجز آتا تو یہ کہتا کہ میں نے حضور سے پہلے اور حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا اور
 اسی وجہ سے کسی فتنہ اور مصیبت میں پڑ کر بے عقل نہ ہو جاؤں کہ حضور کو کل حسن عطا ہوا جیسا کہ کسی شاعر

نے کہا ہے:-

جمال کے جلال میں مجھوب ہونے کی وجہ سے یہاں عذاب (جلال) کو لذیذ اور مٹھا خوشگوار پایا۔“
۲۔ علامہ زرقاتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

أَلَا وَهُوَ أَجَلٌ مِنْ أَنْ يُحِيطَ بِهِ وَصَفٌ وَأَشْرَفٌ مِنْ أَنْ يُصَمَّ جَواهِرُهُ نَظْمٌ أَوْ
رُضْفٌ (۱)۔

”خبردار! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بزرگ و بلند و بالا ہیں کہ وصف آپ کے فضائل کا احاطہ کر سکے اور آپ اس سے اشرف ہیں کہ آپ کے جواہر کو نظم جمع کر سکے یا جڑے ہوئے پتھر۔“
امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی بیان۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہنے والو اور نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو اسے غور سے پڑھو (۲)۔

إِغْلَمَ أَنْ مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ
تَعَالَى جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيفِ عَلِيٍّ وَجْهَ لَمْ يَظْهَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ
خَلْقَ آدَمِيٍّ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

”جاننا چاہیے کہ حضور پہ ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پر کی کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی۔“ (حضور خلقت بے مثل ہیں)
(زرقاتی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۷۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ تا قلائع النساء، وسائل الوصول تا قلائع المواہب للقسطلانی صفحہ ۱۵)
امام علی قاری حنفی محدث کی فرماتے ہیں:-

مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ إِعْتِقَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي هَدَنِ آدَمِيٍّ مِنْ

- 1۔ صرف پانی بننے کی جگہ میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے پتھر۔ ۱۲ من
- 2۔ میری اس کتاب کی کتب کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ فقیر بفضل قدر بظہیر نبی بشیر، جب تپ محرق کے اہم مراحل کو طے کر کے بعض معمولی اور آخری مراحل میں تو ایک گستاخ سے یہ کہتے تاکہ میرا خیر اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیر ایک ہے۔ میری حیثیت اور حضور کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ وَتَسْتَعْمَلُ اللَّهُ تَعَالَى كَلِمَةً أَوْ مَثَلًا يَتَّقِي بِتَشْقِيَتِهِ نَفْسَهُ۔ دل کو بہت صدمہ ہوا۔ زبان سے حسب استطاعت انا۔ کجگیا۔ اسی وقت سے ملنا کرام داتا مقام کی دو عبارتیں جو پہلے سے ذہن میں تھیں اور اس وقت آپ کے سامنے پیش ہو رہی ہیں جمع کرنے کا شوق ہوا۔ متعصب علیہ کے من بند کرنے کے لئے قرآن و احادیث و آثار سے تمہید ماسبق کو لکھنا شروع کر دیا اور دوسری وجہ سنت بھیری رحمت اللہ علیہ پر عمل چاہا ہونا تھا۔
وَعَاتُفِيكَ يَا بِاللَّهِ۔ ۱۴ من

الْمُحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلَى مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِي بَدَنِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۹)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے اور ایسے محاسن ظاہرہ جو محاسن باطنہ پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں، جمع نہ ہوئے جتنے اور جیسے حضور کے بدن شریف میں جمع ہیں۔“

امام عبدالرؤف مناوی محدث متوفی ۱۰۰۳ھ شمائل میں فرماتے ہیں:-

وَقَدْ صَرَّحُوا بِأَنَّ كَمَالَ الْإِيمَانِ إِعْتِقَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي بَدَنِ
إِنْسَانٍ مِنَ الْمُحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِي بَدَنِهِ وَالْمُحَاسِنِ
الظَّاهِرَةِ آيَاتُ الْبَاطِنَةِ وَلَا اكْتَمَلَ مِنْهُ بَلْ وَلَا مَسَاوِي فِي هَذَا
الْمَذْلُوبِ وَكَذَلِكَ فِي الدَّالِّ.

(شرح شمائل علی ہاشم جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۱۸)

”علماء عظام اور ائمہ کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنے کہ حضور کے بدن شریف میں جمع تھے اور محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ کی علامات ہیں۔ محاسن باطنہ (مدلول) اور محاسن ظاہرہ (دال) میں کوئی حضور سے اکمل نہیں بلکہ برابر بھی کوئی نہیں۔“

نیز امام محدث مناوی فرماتے ہیں:-

وَمِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْإِيمَانُ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ
خَلَقَ جَسَدَهُ عَلَى وَجْهِ لَمْ يُظْهَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ.

(فیض القدير ج ۵ ص ۷۷)

”تکمیل ایمان سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسد شریف کو اس طرح پیدا کیا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل ظاہر نہ ہو اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر حسنہ وجمالہ۔“

امام حافظ ابن حجر کا ایمان افروز نورانی بیان:-

أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْكَ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ مِنْ تَمَامِ الْإِيمَانِ بِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ الْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيفِ عَلَى

وَجِهَ لَمْ يَظْهَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فِي آدَمِي مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۷۹)

”بے شک تیرے اوپر یہ واجب ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی پیدائش کو اس طرح کیا کہ حضور اولین اور آخرین میں بے مثل ہیں۔“

نیز وہی امام حافظ ابن حجر کی فرماتے ہیں:-

وَبَيْنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَ الْغَايَةَ الَّتِي لَمْ يَصِلْ

إِلَيْهَا غَيْرُهُ فِي كُلِّ مِنْ ذُنُوبِكَ. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت اور سیرت میں ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں کوئی وہاں تک نہ پہنچا۔“

امام ابراہیم بخاری کا ارشاد:-

وَقَدْ صَرَّحُوا بِأَنَّ مِنْ كَمَالِ الْإِيمَانِ اغْتِنَادُ أَنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ فِي بَدَنِ

الْإِنْسَانِ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِي بَدَنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ. (مواہب لدنیہ علی شکل محمدیہ بخاری صفحہ ۱۲)

”علماء اور ائمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ اتنے محاسن ظاہرہ کی انسان کے بدن میں جمع نہ ہوئے جس قدر حضور کے بدن شریف میں جمع ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہ وجمالہ۔“

نیز وہی امام ابراہیم بخاری فرماتے ہیں:-

وَمَا يَتَعَيَّنْ عَلَى كُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَتَعَقَّدَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

أَوْ جَدَّ خَلَقَ بَدَنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَجْهِ لَمْ يُوجَدْ قَبْلَهُ وَلَا

بَعْدَهُ مِثْلَهُ (مواہب لدنیہ صفحہ ۱۲)

”اور ان ضروری چیزوں سے جو ہر مکلف پر لازم ہوئی ہیں ایک ضروری چیز یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کا بدن شریف اس طرح پیدا کیا حضور سے قبل اور حضور کے بعد ایسی خلقت نہ ہوئی۔“

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ - امام بوصیری کے اشعار مذکورین میں سے اولین کی شرح کرتے

ہوئے ارقام فرماتے ہیں:-

هُوَ الَّذِي كَمَّلَ بَاطِنَهُ فِي الْكَمَالَاتِ وَظَاهِرَهُ فِي الصِّفَاتِ ثُمَّ
اخْتَارَهُ خَالِقُ الْإِنْسَانِ حَبِيبًا لِأَشْرِيكَ لَهُ فِي الْحُسْنِ وَجَوْهَرَهُ
لَا يُقْبَلُ الْقِسْمَةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ غَيْرِهِ. (زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۰)

”حضور ﷺ وہ ذات ہیں کہ جن کا باطن کمالات سے مکمل ہے اور جن کا ظاہر صفات سے مکمل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پیدا کر کے پھر اپنا محبوب بنا لیا حسن میں کوئی حضور کا شریک نہیں یعنی آپ حسن میں وحدہ لا شریک لہ ہیں اور حضور کا جو ہر شریف تقسیم کو قبول نہیں کرتا کہ وہی جو ہر حضور میں ہو اور حضور کے غیر میں بھی۔“

امام قسطلانی و علامہ زرقاتی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فَمَنْ (1) ذَا الَّذِي يَصِلُ قَدْرَهُ أَنْ يَقْدِرَ قَدْرَ الرَّسُولِ أَوْ يَتَلَعَّ (2) مِنَ
الْإِبْلَاحِ عَلَى مَا نُورِ أَخْوَالِهِ الْمَأْمُولِ الْمَسْئُولِ وَمَنْ لِأَيُّ
لِذَلِكَ كَيْفَ يُمَكِّنُهُ التَّعْبِيرُ عَنْهُ وَهَذَا تَرَقِّي فِي النَّبِيِّ فَإِنَّهُ لَمَّا نَفَى
الْقُدْرَةَ عَلَى الذِّكْرِ أَوْلَا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ عَدَمُ الْإِبْلَاحِ لِامْكَانِهِ مَعَ
الْعَجْزِ عَنِ الْعِبَارَةِ تَرَقَّى فَنَفَى الْإِبْلَاحِ أَيْضًا

(مواہب لدنیہ و شرح زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۱)

”تو وہ کون ہے جس کی طاقت اس قدر ہو کہ حضور ﷺ کے مرتبہ کا اندازہ لگا کے بیان کر سکے یا حضور کے احوال مامول اور مسول اور منقول پہ مطلع ہو سکے۔ (یعنی کسی میں یہ قدرت نہیں) تو جو ان تک پہنچ ہی نہیں سکتا تو ان کو بیان کیسے کرے گا اور یہی نفی میں ترقی ہے پس جب اُس نے اولاً بیان کرنے پر قدرت کی نفی کی اور اس سے یہ لازم نہ آتا تھا کہ احوال و فضائل پر اطلاع نہ ہو کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فضائل پر اطلاع ہو لیکن ان کو بیان کرنے سے عاجز ہو مصنف نے ترقی کر کے اطلاع کی بھی نفی کی کہ کوئی حضور کے جمیع فضائل پہ مطلع ہی نہیں۔“

نیز امام قسطلانی و امام زرقاتی فرماتے ہیں:-

وَقَدْ حَكِيَ الْفَرَطِيُّ الْمُنَوَّرِيُّ فِي ٥٦٤ هـ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ عَنْ بَعْضِهِمْ
أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَطْهَرْ لَنَا تَمَاضٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَقًا مَنِ اللَّهُ

1- استفہاد اکبری للترشح لمن توهه وصول قدره التي ما اعطى المنصطفى صلى الله عليه وسلم ومعناه
النفی ای لا یقدر احد (زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۱۲) 2- ای یابیح ۱۲ زرقاتی

بِنَا لِأَنَّهُ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْبِهِ لَمَا اطَّاقَتْ أَعْيُنُنَا رُؤْيَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَجْرَتِنَا عَنْ ذَلِكَ (1) وَلَقَدْ أَحْسَنَ الْهُوسَيْنِيُّ حَيْثُ قَالَ أَيْضًا

أَعْيَا الْوَرَى فَهَمَّ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يَرَى لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيهِ غَيْرَ مُنْفَجِمٍ كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنِ مِنْ بُعْدٍ ضَمِيرَةٌ وَتَكُلُّ الطَّرْفُ مِنْ أَمَمٍ أَيْ قُرْبٍ لَوْ فَرَّضَ ذَلِكَ لِكَبْرِهَا جَدًّا فَتَكَاذُ تَخْطَلُ الطَّرْفُ وَتَغْمِيهِ فَلَا تُدْرِكُ لِكَمَالِهَا وَكَذَلِكَ الْمُصْطَفَى لَا يُدْرِكُ مَعْنَاهُ فِي خَالَتِي الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ وَإِنْ شُوهِدَتْ صُورَتُهُ وَهَذَا الْمَعْنَى الَّذِي ذَكَرَهُ فِي الْبُرْدَةِ مِثْلَ قَوْلِهِ أَيْضًا فِي الْهَمْزِيَّةِ إِنَّمَا فَتَلَوْا صُورُوا أَيْ الْإِنْبِيَاءَ وَالْوَاصِفُونَ صِفَاتِكَ لِلنَّاسِ تَمَثِيلًا كَمَا مَثَلُ النُّجُومِ الْمَاءَ حَيْثُ يَرَى فِيهِ دُونَ حَقِيقَتِهِ يَعْنِي أَنَّ وَاصِفِيهِ لَمْ يَتَلَفَّؤْا حَقِيقَتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُمْ لَمْ يُحِيطُوا بِهَا وَأَمَّا غَايَةُ مَا وَضَلُوا إِلَيْهِ تَصَوُّيرَ صُورِهَا الْحَاكِيَةَ لِمَبَادِيهَا كَمَا أَنَّ الْمَاءَ لَمْ يَخُكْ مِنَ النُّجُومِ إِلَّا مُجَرَّدَ صُورِهَا لِأَغْيَرِ.

(مواہب، زرقاتی، جلد 4، صفحہ 72-71)

”بعض حضرات سے امام قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کا کھل حسن ظاہر نہیں ہوا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نزی ہے کیونکہ اگر حضور کا تمام حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں حضور کو نہ دیکھ سکتیں بلکہ ہماری عاجزی

1۔ نیز علامہ علی قاری فرماتے ہیں:-

ومن ثم نقل القرطبي عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم الا لما اطاعت اعين الضعابة النظر اليه. اه (تج الواسئل شرح شمائل جلد 1، صفحہ ۹)

ولذا نقل القرطبي انه لم يظهر تمام حسنه والا لما اطاعت الاعين رؤياه (مع الواسئل کے حاشیہ پر شرح شمائل لکھنؤی جلد 1 صفحہ 1۸۔ مثله عن القرطبي في وسائل الوصول صفحہ 15۔ جواہر التکملة جلد ۲ صفحہ 5۔ تالاف من أمواہب علامہ بیہقی فرماتے ہیں:

لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم والا لما اطاعت الاعين رؤيته۔

حاشیہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:-

وما احسن قول بعضهم لم يظهر تمام حسنه صلى الله عليه وسلم والا لما اطاعت اعين النظر اليه (ج ۱، ص ۲ صفحہ ۹۔ ۱۲ ايشيغ غفر...)۔

کے۔ کیا خوب فرمایا امام ابو بصیر صاحب قصیدہ بردہ نے کہ تمام مخلوق کو عاجز کر دیا حضور کی حقیقت کی معرفت نے تو حضور کے قرب اور بعد میں عاجزی سے خاموش ہونے والے کے بغیر کوئی نظر نہیں آتا۔ حضور (تمثیلاً) سورج کی طرح ہیں کہ وہ دور سے آنکھوں کے لئے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قرب میں (اگر فرض کر لیا جائے) آنکھوں کو اپنے انوار اور شعاعوں سے عاجز کر دیتا ہے بوجہ بہت بڑے ہونے کے تو قریب ہے کہ آنکھوں کو اچک لے اور اندھا کر دے تو بوجہ اس کے کمال کے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی کا بھی ادراک نہیں ہو سکتا نہ حالت قرب میں نہ حالت بعد میں اگرچہ آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا جائے۔ امام ابو بصیر کا یہ معنی جو انہوں نے قصیدہ بردہ میں ذکر کیا ان کے اس قول کی مثل ہے جو انہوں نے ہمزہ میں ذکر کیا کہ یا رسول اللہ انبیاء اور مدح کرنے والوں نے لوگوں سے آپ کی صفات کی تمثیل بیان کی جیسا کہ پانی میں ستاروں کی تمثیل نظر آتی ہے تو حقیقت کو نہ پہنچے کیونکہ انہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا جزاں نیست۔ انتہائی چیز کہ جہاں تک وصف بیان کرنے والے پہنچے وہ ان کی حقیقت کے مبادی سے حکایت کرنے والی صورتوں کی تفسیر ہے جیسا کہ پانی صرف ستاروں کی محض صورت سے حکایت کرتا ہے۔“

امام حجۃ الانام قسطلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:-

اجْتَمَعَ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ مَا لَا يُحِيطُ بِهِ حَدٌّ وَلَا يُخَصِّرُهُ عَدَدٌ.

(مواہب شریف و زرقانی جلد ۴، صفحہ ۲۳۵)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنے صفات کمال مجتمع ہیں کہ نہ حد ان کا احاطہ کر سکتی ہے۔ اور نہ شمار ان کو گھیر سکتا ہے (بے حد اور بے شمار ہیں غیر متماہی ہیں)۔“
علامہ زرقانی حضور کے نام و اصل کی تشریح فرماتے ہیں:-

(الْوَاصِلُ) الْبَالِغُ فِي النَّهَائِيَةِ وَالشَّرْفِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ

(زرقانی جلد ۳- صفحہ ۱۵۰)

”واصل آپ کا نام اس لئے ہے کہ شرف فضیلت میں آپ اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔“

علامہ خفاجی حنفی فرماتے ہیں:-

(وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا) حَارَبَ الْعُقُولَ فِي تَقْدِيرِ فَضْلِهِ عَلَيْهِ

الْمَدَّ كَوْرٌ هِيَ هَذِهِ الْآيَةُ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ الْوُقُوفُ عَلَيْهِ وَلِذَا وَصَفَهُ بِأَنَّهُ
عَظِيمٌ وَنَكْرَةٌ وَمَا يَكُونُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى عَظِيمًا كَيْفَ يَعْلَمُهُ سِوَاهُ
(وَخَرَسَتْ الْأَلْسُنُ دُونَ وَصْفِ يُحِيطُ بِذَلِكَ) الْفَضْلِ وَمَا لَا
يُلْزَمُ كَيْفَ يُوصَفُ وَهِيَ قَوْلُهُ خَرَسَتْ دُونَ سَكَتَتْ وَصَمَّتْ
مُبَالَغَةٌ لِأَنَّهُ يَقْتَضِي سَلْبَ الْقُوَّةِ النَّاطِقَةِ ثُمَّ تَرَفَّى فَقَالَ أَوْ يَنْهَى إِلَيْهِ
أَيَّ كَيْفٍ يُحِيطُ بِمَالِهِمْ يَصِلُ إِلَيْهِ. (تسليم الرياض خفاجی جلد ۲ صفحہ ۸)

”اے صیب آپ پہ اللہ کا فضل غیر متناہی ہے (قرآن) اس فضل کے اندازہ لگانے میں عقلیں
حیران ہیں کیونکہ اس پہ وقوف غیر ممکن ہے اس لئے کہ اللہ نے اس فضل کو عظیم فرمایا اور عظیم کو نکرہ ذکر
فرمایا اور جو اللہ کے ہاں عظیم ہو اللہ کے سوا اس کو کوئی کیسے جان سکتا ہے اور اس فضل کے وصف محیط سے
قبل زبانیں گنگ ہیں تو جس فضل کو پایا نہیں جا سکتا اس کا بیان کیسے ہوگا اور قاضی عیاض کے خرسٹ
(کہ زبانیں گنگ ہیں) فرمانے میں بجائے سکتت و صممت (کہ خاموش ہیں) کے زیادہ مبالغہ
ہے کیونکہ گونگا ہوتا قوت ناطقہ کے سلب کا مقتضی ہے پھر ترقی کر کے فرمایا او ینتھی الیہ یعنی اُن کا احاطہ
کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ان تک رسائی نہیں۔“

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:-

فَأَنَّهُ لَا تَسَعُهُ الْعُقُولُ وَلَا يُحِيطُ بِهِ نَطَاقُ الْبَيَانَ

(تسليم الرياض، جلد ۱، صفحہ ۵۹)

”قدر حضور عقول کی وسعت میں نہیں آسکتا اور نطق بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔“

نیز فرماتے ہیں:-

(لَا يَأْخُذُهُ عَدٌّ) أَي لَا يُعَدُّ لِكَثْرَتِهِ وَلِعِنَّمَا إِجْلَاعِنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْهُ
وَمَعْنَى لَا يَأْخُذُ لَا يُحِيطُ بِهِ أَوْ يُغْلِبُهُ.

(تسليم الرياض خفاجی جلد ۱، صفحہ ۳۱۶)

”یعنی خصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجہ کثرت فضائل وخصائل اور بوجہ ان پہ اطلاع نہ ہونے
کے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔“

وکیل احناف حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:-

وَبَيَانُ فَضَائِلِهِ الْمُخْتَصَّةِ الَّتِي لَمْ تَجْتَمِعْ قَبْلَ خَلْقِهِ فِي مَخْلُوقٍ

وَمِنَ الْمَعْلُومِ اسْتِحَالَةُ وُجُودِ بَيْتَلَهٗ بَعْدَهُ.

(شرح شفا علی القاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۷۷)

”حضور کے ان فضائل مختصر کا بیان جو حضور کی خلقت سے قبل کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ حضور کے بعد حضور کی مثل موجود ہونا محال ہے۔“
نیز مولانا علی قاری فرماتے ہیں:-

لَمَّا رَأَيْتُ كِتَابَ الشِّفَاءِ فِي شَمَائِلِ صَاحِبِ الإِضْطِفَاءِ أَجْمَعِ
مَا صَيَّفَ فِي بَابِهِ مُجْمَلًا مِنَ الإِسْتِيفَاءِ لِعَدَمِ امْكَانِ الوُضُوعِ إِلَى
انْتِهَاءِ الإِسْتِيفَاءِ (شرح شفا جلد ۱، صفحہ ۲)

”یعنی حضور کے شمائل میں کتاب شفاء جامع اور مجمل تصنیف ہے مجمل اس لئے کہ کھل شامل تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔“
نیز علامہ قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَلِذَا قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ الْخَلْقُ عَرَفُوا اللَّهَ تَعَالَى وَمَا عَرَفُوا
مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نسیم جلد ۱- صفحہ ۵۹)

”بعض عارفوں نے فرمایا کہ مخلوق نے اللہ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچان سکے۔“ جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“

نیز علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

أَكْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا عَرَفُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ غَطَى أَبْصَارَهُمْ

(شرح شمائل ترمذی للقاری جلد ۱- صفحہ ۹)

”اکثر لوگوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچانا وصلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے کہ
بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔“
نیز حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

هَذَا (أَيُّ نَوْعٍ مِنْ كَرَامَاتِهِ هُوَ مَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ
وَالْجِنِّ) بَابٌ وَأَيْسَرُ لَا يُمَكِّنُ اسْتِيفَاءُ وَلَا يُتَصَوَّرُ اسْتِيفَاءُهُ.

(شرح شفا للقاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳- صفحہ ۲۵۶)

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا باب اس قدر فراخ ہے کہ اس کی تہہ کو پانا ممکن نہیں اور اس کا استیعاب تصور نہیں۔“

(وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا) حَيْثُ أَنْعَمَ عَلَيْكَ أَنْعَامًا جَسِيمًا
 حَارَبَ الْعُقُولَ أَيْ دَهَشَتْ وَ تَرَدَّدَتْ فِي تَقْدِيرِ فَضْلِهِ عَلَيْهِ أَيْ
 فِي تَقْدِيرِ عِلْمِهِ لَدَيْهِ وَ تَصَوُّبِ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِ وَ خَرَسَتْ الْأَلْسُنُ
 بِكُسْرِ الرِّوَاءِ سَكَنَتْ وَ نَكَمَتِ أَلْسِنَةُ (دُونَ وَضْفٍ يُجْبِطُ بِذَلِكَ
 أَيْ عَجَزَتْ عَنْ أَنْ تَنْطَلِقَ بِمَا يُحْضِي مِمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ أَوْ يَنْتَهِي
 إِلَيْهِ) أَيْ دُونَ نَعَبٍ يَنْخَصِرُ لَدَيْهِ لِأَنَّهُ مَظْهَرُ الْأَسْمِ الْأَعْظَمِ وَاللَّهُ
 مُبْحَاثُهُ وَ تَعَالَى أَعْلَمُ. (شرح شفاء القاری جلد ۲، صفحہ ۷۷-۸)

”اے حبیب تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے (قرآن شریف) اس طرح کہ آپ پر بہت انعام کیا، عقلیں اس فضل کے اندازہ لگانے میں دہشت اور تردد میں پڑ کر حیران ہیں یعنی ان کی طرف احسان کے تصور میں زبانیں خاموش ہیں اور گنگ ہیں، ان کے فضل کے احاطہ سے پہلے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جو احسان کئے ان کے بیان کرنے سے عاجز ہیں اور وہ زبانیں اس سے بھی عاجز ہیں کہ اس فضل کے حصر کے قبل تک پہنچیں کیونکہ حضور اسم اعظم کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پھر جو احاطہ ہو وہ اعظم کا مظہر کیسے ہوگا بلکہ اعظم تو وہی ہوگا جو محیط ہے)

حضرت ملا علی قاری حنفی حضرت براء بن عازب کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

مَارَأَيْتَ شَيْئًا أَيْ مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ يَخْتَمِلُ
 الْأَشْيَافَ لِيَبَانَ إِجْمَالِ جَمَالِهِ لِتَعَدُّرِ تَفْصِيلِ أَحْوَالِ كَمَالِهِ
 وَحَاصِلُهُ مَارَأَيْتَ شَيْئًا قَطُّ كَانَ حُسْنُهُ مِثْلَ حُسْبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ كَانَ أَحْسَنَ مِنْ كُلِّ حُسْنٍ قَدْ بَالَعَ الصَّحَابِيُّ حَيْثُ
 قَالَ مَارَأَيْتَ شَيْئًا دُونَ أَنْ يَقُولَ مَارَأَيْتَ إِنْسَانًا يُفِيدُ التَّعْمِيمَ حَتَّى
 يَنْوِلَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ قَالَ الْعِضَامُ وَهَذَا مَعَ إِظْهَارِ جَمَالِهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِتْرَازَ كَمَالِ إِيمَانِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَنَّ هَذَا فَرْعٌ
 كَمَالِ مَحَبَّتِهِ. الخ (مجمع الوسائل جلد ۱، صفحہ ۱۸-۱۹)

”میں نے مخلوقات میں سے کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور اس عبارت میں استیناف کا

بھی احتمال ہے کہ احوال کمال کی تفصیل سے عاجز رہنے پر جمال کا اجمالی بیان ہو صحابی کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہ دیکھی کہ جس کا حسن حضور کے حسن کا مثل ہو بلکہ حضور ہر حسین سے احسن ہیں۔ صحابی نے حضور کی تعریف میں مبالغہ کیا وہ اس طرح کہ کہا کہ میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا تاکہ عموم کا فائدہ ہو یہاں تک کہ چاند اور سورج کو بھی شامل ہو عصام نے فرمایا کہ صحابی کے اس قول میں اظہار جمال محمدی کے ساتھ ساتھ اس صحابی کے کمال ایمان کا اظہار بھی ہے کیونکہ ایسی مبالغہ سے تعریف کرنی کمال محبت کی نشانی ہے۔“

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

إِعْلَمَنَّ أَنْ تَفْصِيلَ فَضَائِلِهِ وَتَحْصِيلَ شَمَائِلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَرَفَ وَكُرَمَ مِمَّا لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى بَلْ وَلَا يُمَكِّنُ أَنْ يُعَدَّ
وَيُسْتَفْصَى. (مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، صفحہ ۳۵۶)

”اس بات کا یقین کر کہ حضور کے فضائل کی تفصیل اور شمائل کی تحصیل ان چیزوں سے ہے جن کی حد نہیں اور جن کا شمار نہیں بلکہ یہ ممکن بھی نہیں کہ ان کا شمار ہو سکے یا ان کی تہ تک رسائی ہو سکے۔“
نیز مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:-

فَإِنَّ فَضَائِلَهُ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ. (مرقات، جلد ۵، صفحہ ۳۶۱)
”بے شک حضور کے فضائل بے حد ہیں۔“

امام محدث محمد عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَلَمَّا اجْتَمَعَ فِيهِ مِنْ خِصَالِ الْكَمَالِ وَصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَا
لَا يَحْضُرُهُ حَدٌّ وَلَا يُحِيطُ بِهِ عَدَدٌ أَتَى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهِ فِي كِتَابِهِ بِقَوْلِهِ
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ (فيض القدير جلد ۵، صفحہ ۷۰-۷۱)

”اور جب خصال کمال اور صفات جلال و جمال اس قدر حضور میں ہیں کہ جن کی حد نہیں اور نہ ان کا احاطہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان الفاظ سے حضور کی توصیف فرمائی (وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ) اور بے شک تم اخلاق حسنہ عظیمہ (غیر متناہیہ) کے مالک ہو۔“
نیز امام مناوی فرماتے ہیں:-

لأنه تَخَلَّقَ بِصِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى (فيض القدير جلد ۵، صفحہ ۷۱)

”اس وجہ سے بھی حضور کے صفات کا شمار نہیں ہو سکتا کہ بے شک حضور صفات خداوندی سے

امام مناوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:-
 وَمَا زَيْتٌ شَيْئًا أَوْ أَحَدًا وَعَبَّرَ عَنْهُ بِالشَّيْءِ مُتَّكِرًا مُبَالَغَةً فِي
 التَّعْبِيرِ وَالتَّأَكِيدِ وَقَالَ شَيْئًا ذُوْنَ إِنْسَانًا يَشْمَلُ غَيْرَ النَّسْرِ
 كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَغَيْرَ بَقْطُ إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ كَانَ كَذَلِكَ مِنْ
 التَّمْهِيدِ إِلَى اللَّحْدِ وَفِي هَذِهِ الْمُبَالَغَةِ مَعَ إِظْهَارِ جَمَالِ الْمُصْطَفَى
 إِتْرَازٌ كَمَالِ إِيمَانِهِ بِهِ لِأَنَّ هَذَا فَرَعٌ كَمَالِ الْمَحَبَّةِ الْمَحَاصِلَةِ مِنْ
 إِذْرَاكِ الْخَوَاصِ الْبَاطِنَةِ وَهُوَ مَا يُدْرِكُ الْإِنْسَانَ مِنْ مَعْنَى مَقَامِ
 النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَمَا قَامَ بِالْمُخْتَصِصِ بِهَا مِنَ الْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ
 وَالرِّيَاضَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ وَحُسْنِ الْأَخْلَاقِ
 وَالسِّيَاسَاتِ وَإِذَا تَأَمَّلَ الْإِنْسَانُ ذَلِكَ افْتِلَاءً قَلْبُهُ حُبًّا لِبِأَوْصَافِهِ
 الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ.

(شرح شامل للمناوی علی ہاشم جمع الوسائل، جلد ۱، صفحہ ۱۸)

”حضرت براء، اُحَدًا کی بجائے شَيْئًا نکرہ لائے تعلیم اور تاکید میں مبالغہ کرتے ہوئے کہ میں نے بالکل کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور شَيْئًا فرمایا انسانا نہ فرمایا تاکہ غیر بشر کو بھی شامل ہو جائے جیسے سورج، چاند، اور اس کو قَطُّ سے تعبیر کیا، اس بات کی طرف اشارہ کرنے کو کہ آپ مہد سے لے کر لُحْد تک ایسے ہی تھے اور اس مبالغہ آمیز جملہ میں اظہار جمال مصطفوی کے ساتھ ساتھ اظہار کمال ایمان صحابی بھی ہے کیونکہ اس طرح بولنا کمال محبت کی شاخ ہے جو جو اس باطنہ کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے اور وہ ہے جس کو انسان مقام نبوت اور رسالت کے معنی سے ادراک کرتا ہے اور ان چیزوں کے ادراک سے جو اس مقام نبوت اور رسالت سے مختص ہیں جیسے علوم معارف ریاضات، معجزات، کرامات، حسن اخلاق اور سیاسیات جب انسان ان چیزوں میں تامل اور نظر کرتا ہے تو اس کا دل ان اوصاف باطنہ اور ظاہرہ کی وجہ سے محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔“

نیز امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَا يَتَعَيَّنُ عَلَى كُلِّ مُكَلِّفٍ أَنْ يُتَقَيَّدَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَوْ جَدَّ خَلْقٍ
 بِذَنبِهِ الشَّرِيفِ عَلَى وَجْهِ لَمْ يَظْهَرُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ فِي آدَمِيٍّ

وَسَبْرٌ ذَلِكَ مَسْبِقٌ أَنْ مَحَاسِنَ الذَّاتِ ذَلِيلٌ عَلَى مَا نَطَنَ فِيهَا مِنْ
بَدِيعِ الْأَخْلَاقِ وَجَلَائِلِ الصِّفَاتِ وَالْمُصْطَفَى بَلَغَ الْغَايَةَ الَّتِي
لَا تَرْتَقِي فِي كَمَلٍ مِنْ ذِيكَ. (شرح شامل مناوی جلد ۱ صفحہ ۲۳)

”اور ان ضروری مسائل سے جو ہر مکلف پر لازم ہوئے ہیں ایک ضروری اور لازمی مسئلہ یہ بھی ہے کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی خلقت کو اس طرح بنایا کہ حضور سے پہلے اور بعد میں کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی اور اس کا راز وہ ہے جو گذرا کہ محاسن ذات اندرونی اخلاق عجبہ اور صفات جلیلہ پر وال ہوتے ہیں اور حضور ان دونوں (ظاہری باطنی) کمالوں میں ایسے مقام پر پہنچے کہ اس سے اوپر ترقی کا نام و نشان نہیں۔“

نیز امام محمد عبدالرؤف مناوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جملہ (بقول لہ ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ) کی تشریح کرتے ہیں:-

وَالْمَعْنَى مَنْ أَرَادَ أَنْ يَصْفَهُ وَصْفًا تَامًا بَالِغًا فَيَعْبُرُ عَنْ وَصْفِهِ
فَيَقُولُ (لَمْ أَرَقْبَلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ) مَنْ يُسَاوِيهِ سِيرَةً وَصُورَةً خَلْقًا
وَخُلُقًا (شرح شامل جلد ۱- صفحہ ۲۸-۲۹)

”اور اس کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور کے کمال اور وصف تمام کے بیان کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آخر عاجز آ کر یہی کہتا ہے کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد میں نے کوئی ایسا نہ دیکھا جو سیرت اور صورت، خلق اور خلق میں حضور کے مثل اور برابر ہو۔“

امام مناوی فرماتے ہیں:-

إِنَّ هَذَا إِنَّمَا وَصَفَهُ عَلَى جِهَةِ التَّمثِيلِ تَقْرِيبًا لِلطَّلَابِ وَإِلَّا فَكُلُّ
وَصْفٍ يُعْتَبَرُ بِهِ الْوَأَصْفُ فِي حَقِّهِ خَارِجٌ عَنْ صِفَتِهِ وَلَا يَعْلَمُ كَمَالَهُ
خَالِهِ إِلَّا خَالِقُهُ (شرح شامل مناوی، جلد ۱ صفحہ ۳۳)

”صحابی ہند نے جو حضور کا وصف بیان کیا یہ بصورت تمثیل ہے طالب کے ذہن کی طرف تشریح و قریب کرنے کے لئے ورنہ جو وصف بھی داصف حضور کے حق میں بیان کرے وہ حقیقہ نبی کی صفت سے خارج ہیں اور حضور کا کمال حال خالق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

امام مناوی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس جملہ فقال ماذا أخذتكم کے ماتحت فرماتے ہیں جو انہوں نے حضور کے شامل و فضائل کے پوچھنے والوں کے جواب میں کہا تھا:-

فَإِنَّ شَمَالَهُ لَا يُحَاطُ بِهَا وَإِنْ انْتَهَى بِهَا الْمُحَدَّثُ إِلَى أَقْصَى الْغَايَةِ
فَكُلُّ غُلُوٍّ فِي حَقِّهِ تَقْصِيرٌ فَلَا يُمَكِّنُ لِأَخِيذِ الْإِخَاطَةِ بِهَا بَلْ وَلَا
يَنْغُضُهَا مِنْ حَيْثُ الْحَقِيقَةُ وَالْكَامِلُ فَافَادَهُمْ بِهَذَا التَّعْجِبُ مَا
وَقَعَ فِي خَاطِرِهِمْ مِنْ طَلَبِ الْإِخَاطَةِ بِهَا

(شرح شمائل للمنادی جلد ۲، صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

”بے شک حضور کے شمائل کا احاطہ نہیں ہو سکتا اگرچہ محدث کتنا انتہا کو کیوں نہ پہنچے پس ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے (وہ غلو درحقیقت غلو نہیں بلکہ کمی ہے۔ مقام سید عالم اس سے برتر اور بلند و اعلیٰ ہے) تو حضور کے کل شمائل اور فضائل کا احاطہ کسی کے لئے ممکن نہیں تو حضرت زید نے سائلین کے دلی خیال احاطہ اوصاف سید عالم پہ تعجب کا اظہار کیا۔“

عارف امام ربانی عبد الوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:-

وَبِالْحَمْلَةِ فَأَوْصَافُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ لَا تُحْصَى وَلَا
تُخْضَرُ (كشف الغمر جلد ۲، صفحہ ۵۱، ۵۲)

”اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حسہ شمار اور حصر سے خارج ہیں۔“
نیز امام شعرانی فرماتے ہیں:-

إِعْلَمَنَّ أَنَّ جَمِيعَ الْكَرَامَاتِ وَالْخِصَالِصِ الْوَاقِعَةِ فِي هَذَا الْعَالَمِ مِنْذُ
خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الدُّنْيَا لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُكْمِ
الْإِضَالَةِ وَإِنْ وَقَعَ شَيْءٌ مِنْهَا لِخَوَاصِ الْخَلْقِ فَذَلِكَ بِحُكْمِ
التَّجْحُّبِ فِي الْإِزْبِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(كشف الغمر جلد ۲، صفحہ ۴۲، ۴۳، جو ابراہیم الجار جلد ۲ صفحہ ۵۳)

”اس بات پہ یقین رکھ کہ اس عالم میں واقع ہونے والی تمام کرامات اور خصائص جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بحکم اصالت ثابت ہیں اور ان میں سے جو کچھ خواص خلق کے لئے واقع ہوا تو یہ حضور کی وراثت میں بحکم تابعداری ان کو ملا۔“

نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ثُمَّ اعْلَمَنَّ أَنَّ كُلَّ مَا مَالَ إِلَى تَعْظِيمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَنْبَغِي لِأَخِيذِ النَّحْثِ فِيهِ وَلَا الْمُطَالَبَةِ بِذَلِيلٍ خَاصٍ فِيهِ فَإِنَّ

ذَلِكَ آدَبٌ فَقُلْ مَا شِئْتَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَبِيلَ الْمَدْحِ لَا خَرَجَ

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۴)

”پھر اس بات پر یقین رکھ کہ ہر (قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے اور نہ لائق ہے کہ اس چیز پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ بلاشک و شبہ بے ادبی ہے تو جو جی چاہے حضور کے حق میں بطریق مدح بیان کر اس میں کسی قسم کا حرج نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وجميع ما دجبه خصوصاً على الشعراني والنهاني“۔

(نوٹ:- یہی عبارت میری اس تالیف کا نقش اول اور سنگ بنیاد اور محرک ہے ہر مسلمان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ مولیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے: (1))
علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

فَحَقِيقَةُ فَضْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُذَرُّهَا إِنْسَانٌ وَحَسْبُكَ
أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِيبُ الرَّحْمَنِ وَنَبِيَّةُ جَمِيعِ الْأَكْوَانِ
فَقُلْ فِي حَقِّهِ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لَا خَرَجَ عَلَيْكَ مِنْهُمَا بِالْفَتْ
فَلَنْ تَبْلُغَ مَا يَجِبُ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْأَوْصَافِ الْجَسَانِ
وَيَرْحَمَهُ اللَّهُ الْإِمَامُ الْبُوصَيْرِيُّ حَيْثُ يَقُولُ
دُعُ مَا دَعَّعْتَهُ (إِلَى) فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَشْعَارُ الثَّلَاثَةَ مِنَ الْبُرُودَةِ. (جواہر البحار جلد ۱- صفحہ ۳)

”کوئی انسان حضور کے فضل کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا تھے اس قدر کافی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور تمام مخلوق کا نتیجہ ہیں تو حضور کے حق میں ”عبد اللہ اور رسول اللہ“ کہنے کے بعد جب بھی جتنا مبالغہ کرے تو تجھ پر کوئی الزام نہیں کیونکہ تو ہرگز ان اوصاف حسان تک نہ پہنچے گا جو حضور کے لئے ثابت ہیں۔ اللہ تعالیٰ امام بوصیری پر رحم فرمائے۔ کیا خوب فرمایا:-

1- وما يفعلهُ بعض الناس من النزول بقرب من المدينة والمشي الى ان يدخلها حسن وكل ما كان دخل في الادب والاجلال كان حسنا كذا في فتح القدير۔

(ترجمہ) اور بعض لوگوں کا مدینہ منورہ کے قریب سواری سے اتر جانا اور پیدل چل کر مدینہ شریف میں داخل ہونا اچھا ہے اور ہر وہ کام جو ادب و تعظیم رسول ﷺ میں داخل ہو وہ اچھا ہے اسی طرح فتح القدير میں ہے۔ (تادیعی عالم گیری جلد ۱ صفحہ ۲۶۵)

ذُعَ مَا ادَّعَىٰهُ سَمِعَ شِعْرَ قَصِيدِهِ بَرْدَهُ وَالْجَوَابَ لَمْ يَكُنْ يَكْفُرُ بِهَا”۔

نیز شیخ بھائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

الَّذِي لَيْسَ قَوْلُهُ فِي الْكَمَالِ إِلَّا اللَّهُ وَمَهْمَا كَانَتْ فِيهِ لَا تَخْرُجُ
عَنْ كَوْنِهَا مِنْ جُمْلَةِ مَقْدُورَاتِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۴)

حضور ﷺ ایسی ذات ہیں کہ ان سے اوپر کمال میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جب یہ بات ہے تو جو کمال بھی حضور کے لئے ثابت کریں وہ رب العالمین کے مقدمات سے خارج نہ ہوگا۔

امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۳۵۰ھ) حضور کے اخلاق کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

لَمْ تَنْذِرْ فَتَعَدَّ وَ لَمْ تُحْضِرْ فَتَحَدَّ (جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۹۶)

”وہ قلیل نہیں جو گئے جائیں اور ان کا حصر نہ ہوا جو حد لگائے جائیں (یعنی بے شمار اور بے حد ہیں)۔“

نیز امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۳۵۰ھ) حضور کے اقوال و روایات کے متعلق فرماتے ہیں:-

وَلَا يَأْتِي عَلَيْهِ إِحْصَاءٌ وَلَا يَبْلُغُهُ اسْتِغْفَاءٌ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۰۰)

”ندان پر احصاء شمارا آتی ہے اور نہ ان تک انتہاء پہنچتی ہے یعنی نہ ان کی انتہاء ہے۔“

نیز امام ماوردی فرماتے ہیں:-

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ هَلْ يُدْرِكُ شَاوَةَ مِنْ هَذِهِ شُدُورٍ مِنْ فَضَائِلِهِ

وَيَسِيرٌ مِنْ مَحَاسِنِهِ الَّتِي لَا يُحْصَى لَهَا عَدَدٌ وَلَا يُدْرِكُ لَهَا أَمَدٌ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۰۳)

”افسوس افسوس کتنی دوری ہے کیا حضور کے کمالات میں سے کسی کی غایت کا ادراک کیا جاسکتا ہے

اور آپ کے ان فضائل میں سے بعض چھوٹے موتیوں اور ان محاسن میں سے کچھ کا ادراک ہو سکتا ہے

کہ جن کے لئے عدد کا احصاء نہیں اور جن کی غایت کا ادراک نہیں۔“

شیخ اکبر محمدی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) فتوحات شریف میں فرماتے ہیں:-

فَعَايِنَ مَا لَا يَقْدِرُ الْخَلْقُ قَدْرَهُ وَأَيْدَهُ الرَّحْمَنُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى۔

(لیلة المعراج جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۳۳)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج وہ دیکھا کہ مخلوق اس کے اندازہ لگانے پر قادر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی عرودہ بھی سے تائید کی۔“

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اِنَّا آعْطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ كِي تَفْسِرَ مِنْ فَرَمَاتِهِ هِيَ :-

اِنَّ مَا يَكُوْنُ سَبَبَ الْاِسْتِحْقَاقِ فَاِنَّهُ بِقَدْرِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَفِعْلُ الْعَبْدِ
مُنْتَاهٍ فَيَكُوْنُ الْاِسْتِحْقَاقُ الْحَاصِلُ بِسَبَبِهِ مُنْتَاهِيَا اَمَّا التَّفْضُلُ فَاِنَّهُ
نَيْجَةٌ كَرَمِ اللّٰهِ وَكَرَمِ اللّٰهِ غَيْرُ مُنْتَاهٍ فَيَكُوْنُ تَفْضُلُهُ اَيْضًا غَيْرُ مُنْتَاهٍ
فَلَمَّا ذَلْ قَوْلُهُ اَعْطَيْنَكَ عَلٰى اَنَّهُ تَفْضُلٌ لَا اِسْتِحْقَاقِي اَشْرَعَ ذَلِكُ
بِالدَّوَامِ وَالتَّرَايُدِ اَبَدًا

(تفسیر کبیر جلد ۷، صفحہ ۷۰۵، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ) جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۵

”بے شک وہ چیز جو بسبب استحقاق ہو تو اس کا اندازہ بقدر استحقاق لگایا جاتا ہے اور بندہ کا فعل تمنا ہی ہے تو اس کے سبب سے جو استحقاق حاصل ہوگا وہ بھی تمنا ہی ہوگا اور بہر حال تفضیل عطا کرنا وہ تو کرم خداوندی کا نتیجہ ہے اور اللہ کا کرم غیر تمنا ہی ہے تو اس کا تفضل بھی غیر تمنا ہی ہے تو جب اللہ کے قول اِنَّا آعْطَيْنَكَ الْكُوْثَرَ نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ یہاں محبوب کو یہ عطیہ تفضیل ہے نہ کہ استحقاق تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ عطیہ دائمی ہے اور ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔“ (خلاصہ یہ ہے کہ اس میں غیر تمنا ہی عطیہ کا بیان ہے) نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :-

وَفَضَائِلُهُ اَكْثَرُ مِنْ اِنْ تَعَدَّ وَتُحْصَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۷ و جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ)

”حضور کے فضائل احصاء و شمار سے زیادہ ہیں۔“

نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں :-

وَمُعْجَزَاتُهُ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَى وَتُعَدَّ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۹، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۸)

”حضور کے معجزات احصاء اور شمار سے زائد ہیں۔“

امام عز الدین بن سلام (متوفی ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضور انبیاء سے افضل اور انبیاء خواص و افاضل ملائکہ سے افضل۔ تو حضور دور دور جوں و مرتبوں سے ملائکہ سے افضل۔

پھر فرماتے ہیں:-

لَا يُغْنِمُ قَدْرُ بَلَكِ الرَّؤُفَيْنِ وَشَرَفُ بَلَكِ الذَّرَجَتَيْنِ إِلَّا مَنْ قَضَلَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ عَلَى جَمِيعِ الْعَالَمِينَ

(بدایۃ السوال فی تفضیل الرسول، صفحہ ۷، ۸، ۳، مطبعہ الشرق)

”ان دونوں رتبوں اور درجوں کے قدر و شرف کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس نے تمام جہانوں پر خاتم النبیین اور سید المرسلین کو فضیلت بخشی۔“

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:-

وَأَمَّا الْمُعْجَزَاتُ غَيْرُهُ فَلَا يُمَكِّنُ حَضْرَهَا أَبْهَذَا

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۹۸)

”قرآن شریف کے علاوہ حضور کے بقیہ معجزات کا بھی حکمی حصر نہیں ہو سکتا۔“

امام شیخ عبدالعزیز دیرینی (متوفی ۶۹۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فَضَائِلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصَى
وَمُعْجَزَاتُهُ وَمَنَاقِبُهُ وَمَحَاسِنُهُ لَا تُسْتَقْضَى قَبَالِغٍ وَأَكْثَرُ لَنْ تُحِيطَ
بِوَضْعِهِ وَأَيِّنَ الثَّرَيَا مِنْ يَدِ الْمُتَنَاقِلِ نَعْمَ ذِكْرُهُ نَزِيدٌ فِي الْإِيمَانِ
وَيُضِيءُ الْقُلُوبَ وَالْأَسْرَارَ بِأَنْوَارِ الْعِرْفَانِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ
مُحِبَّتَهُ مَشْرُوعَةً بِمُحِبَّتِهِ وَطَاعَتَهُ مَنُوعَةً بِطَاعَتِهِ وَذِكْرَهُ مَقْرُونًا
بِذِكْرِهِ وَيَتَّبِعُهُ مَقْضُودَةٌ بِبِتَّبِعَتِهِ النَّخْ. (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۰۵)

”حضور کے فضائل شمار سے زائد ہیں اور آپ کے معجزات اور مناقب اور محاسن کی انتہا نہیں
تو حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ بیان کر تو ہرگز ان کی وصف کا احاطہ نہیں
کر سکتا ثریا کہاں اور شامل ہونے والے کا ہاتھ کہاں ہاں حضور کا ذکر ایمان بڑھاتا ہے اور
قلوب و اسرار کو نور عرفان سے منور کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو حضور کی محبت
سے مشروط کیا اور اپنے ذکر کو ان کے ذکر سے ملایا اور اپنی بیعت کو مقصود بنایا ان کی بیعت
سے۔“

نیز امام دیرینی (متوفی ۶۹۳ھ) حضور کے اجابت ادعیہ کے بعض واقعات کے بعد فرماتے

ہیں:-

وَهَذَا النَّبَأُ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُحْصَى.

”یہ باب احصاء اور شمار سے بہت بڑا ہے۔“ (جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۰۹)

امام حافظ ابوالفتح محمد بن سید الناس (متوفی ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:-

وَمُعْجَزَاتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصَرَهَا أَوْ يُحْفَظَهَا

ذِيوَانَ. (جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۱)

”حضور کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ ان کا حصر ہو سکے یا ان کو کوئی دفتر جمع کر سکے۔“

امام ابن الحاج (متوفی ۷۴۷ھ) حضور تو حضور، حضور کے مدینہ منورہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

فَلَا يُمَكِّنُ أَنْ تُحْصَرَ فَضِيلَةُ ذَلِكَ وَلَا يُقَدَّرُ قَدْرُهَا.

(جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۸)

”کہ اس کی فضیلت کا حصر ممکن نہیں اور نہ اس کے قدر و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔“

امام عارف محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متولد ۷۶۷ھ، متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:-

اللَّهُ حَسْبِي مَا لِأَحْمَدَ مُنْتَهَى وَبِمَدْحِهِ قَدْ جَاءَ نَا فَرَقَانَهُ

خَاشَاهُ لَمْ تَذْرُكْ لِأَحْمَدَ غَايَةَ إِذْ كُلُّ غَايَاتِ النَّهْيِ بِدَائِنَتِهِ

(انسان کا دل جیلی جلد ۲، صفحہ ۷۳ مطبع مصطفیٰ البانی قاہرہ مصر ۳۷۵ھ۔ جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۳)

”اللہ کافی گواہ ہے کہ احمد علیہ السلام کا کوئی ختمی نہیں ان کی مدح میں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا

قرآن آیا

خدا کی پناہ، حضور کی غایت کا ادراک نہ ہو اس لئے کہ عقول کی ہر غایت اور انتہا سے تو حضور

کی ابتداء ہے۔“

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:-

وَقَوْلُهُ نَعَالَى لِلنَّبِيِّاءِ لثُؤْمِنُنْ بِهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُمْ لَمْ يَدْرِكُوا

الْكَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ حَتَّى تَكُونَ لَهُمْ مَشْهُودَةٌ وَسَبَبٌ ذَلِكَ أَنَّ

الْفَرْعَ لَا سَبِيلَ لَهُ أَنْ يُحِيطَ بِالْأَصْلِ (جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۳۷)

وَالْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ فِي الْكَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ كَثِيرَةٌ لَا يُحْصَى.

(جوہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۵۳۔ از جیلی رحمہ اللہ)

”اور اللہ تعالیٰ کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ارشاد کہ (لثُؤْمِنُنْ بِهِ وَكَتَبْنَا لَهُ) تم ضرور

بالضرور میرے حبيب پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرنا۔“ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے کشف سے کمالات محمدیہ کا ادراک نہیں کیا کہ ان کے سامنے ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ فرغ کے لئے اس بات کا کوئی راستہ نہیں کہ اصل کا احاطہ کر سکے۔“

کمالات محمدیہ میں اس قدر حدیثیں وارد ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فَإِنَّ فِي كُلِّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ الْخَلْقِيَّةِ أَسْرَارًا جَمِيلَةً وَمَعَانِي جَلِيلَةً
لَا يُمَكِّنُ شَرْحُهَا (جواہر النجاء، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵، از جلیلی)

”بے شک حضور کی صفات پیدا آئی میں سے ہر صفت میں اس قدر اسرار جلیلہ اور معانی جلیلہ ہیں کہ ان کی شرح ممکن نہیں۔“

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

لَا يُطِيقُ أَنْ يَرَى عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ أَحَدٌ سِوَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَذَلِكَ سِرٌّ اتِّصَافِهِ بِصِفَاتِ اللَّهِ الْمُعْبَرِ عَنْهَا بِقَوْلٍ لَا يَعْلَمُ مَا هُوَ
إِلَّا هُوَ فَافْهَمُوا. (جواہر النجاء، جلد ۱، صفحہ ۲۵۷)

”حضور ﷺ کو جیسا کہ میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ سوائے حضور ﷺ کے اور یہی صفات خداوندی سے اتصاف کا راز ہے جو اس قول سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سمجھا جا۔“

وَأَنْهَارُ أَوْصَافِ مُحَمَّدِيَّةٍ وَاللَّهُ لَنَجِلُّ عَنِ الْإِخْصَاءِ بِطَرِيقِ
الْحَضَرِ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَوْفِي خَضَرَ ذَلِكَ أَحَدٌ يَعْلَمُ وَلَا إِذْرَاكَ.

(جواہر النجاء، از عارف جلیلی، جلد ۱، صفحہ ۲۵۷)

”اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک حضور کے اوصاف بطریق شمار احاطہ سے زیادہ ہیں۔ علم اور ادراک سے کوئی ان کا حصر نہیں کر سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔“

وَكَيْفَ يُحْصِرُهَا الْعُلَمَاءُ وَتَحْوِينَهَا الْكُتُبُ وَهِيَ مِنْ فَوْقِ الْحَضَرِ
وَوُزَاءِ الْعَالِيَةِ وَالنَّبَايَةِ.

(جواہر النجاء، جلد ۱، صفحہ ۲۵۸، نقلہ عن عارف جلیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

”علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا کیسے حصر کریں اور کتب ان کو کیسے جمع کریں

حالانکہ وہ حصر سے زائد ہیں اور غایت اور نہایت سے ورا، الورا، ہیں۔“

امام نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

عَلَوْ قَدْرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فَرْجَةٍ لَا يُمَكِّنُ أَنْ تَنْصُورَهَا
عَفْوُنَا الْقَاصِرَةُ وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ أَقْرَأُوا وَاعْتَرَفُوا (الْأَيْمَةُ الْعَارِفُونَ)
بِأَنَّهُمْ لَمْ يُدْرِكُوا الْحَقِيقَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
مَا هِيَ عَلَيْهِ عِنْدَ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ. (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۹)

”حضور کی بلندی مرتبہ اس درجہ پر ہے کہ ہمارے عقول قاصرہ کے لئے اس کا تصور ممکن نہیں۔ اسی لئے بڑے بڑے ائمہ اور عارفوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے حقیقت

محمدیہ کو جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے نہ پایا۔“

حضور نے قوت بصر سے امور دنیا و آخرت کا مشاہدہ کیا۔

وَالْأَحَادِيثُ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ لَا تُحْصَى.

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ از جلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

”اس باب میں حدیثیں بہت ہیں، ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔“

نیز حضور کے غفران کے متعلق بھی یونہی فرماتے ہیں۔ (صفحہ مذکورہ)

امام عبدالکریم جلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:-

لِأَنَّهُ ذُو الْكَمَالِ الَّذِي لَا يَتَّاهَى أَنْ الْمَتِينِ هُوَ ذُو الْكَمَالِ الْوَاسِعِ
الَّذِي لَا يَتَّاهَى وَلَا شَكَّ أَنَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْصُوفٌ بِهِ
الْصِّفَةُ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۶۶)

”بے شک حضور صفتِ خداوندی (متین) سے بھی متحقق ہیں کیونکہ بے شک حضور صلی اللہ

علیہ وسلم غیر متناہی کمال والے ہیں اور متین کے معنی غیر متناہی کمال والا بلا شک حضور اس

صفت سے موصوف ہیں۔“

امام حمزہ الانام فخر اسلام شیخ احمد تطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۴۳ھ) کی ایک ایمان افروز

عبارت بمع شرح تحقق زرقانی:-

(لَوْ أَعْمَلْنَا أَنْفُسَنَا فِي حَضْرَتِهَا لَفَنَى الْمَدَى فِي ذِكْرِهَا) أَيْ لَا تَنْهَى
الْعُمْرُ وَفَرَّغَ فِي عَدِّهَا وَلَمْ يُحِطْ بِهَا (وَلَوْ نَالَعَ الْآوُتُونَ وَالْآجُرُونَ
فِي إِحْصَاءِ مَنَابِقِهِ لَمَعَجَزُوا عَنِ اسْتِقْصَاءِ مَا خَبَاهُ الْكَرِيمُ بِهِ مِنْ

مواهبه ولكان المسلم بساجل بخرها مقتصراً عن حصر بعض
فخرها ولقد صح لمحيبي (1) أمكنهم (أن) يقولوا قولاً يقبل منهم
ولا يكذبون فيه كان (يشذوا فيه) قول ابن الفارض (وعلى
تفتن (2) واصفيه لغيره (3) ينفي الزمان وفيه مالم يوصف وأنه
لخلق بمن (4) يشذ فيه صلى الله عليه وسلم قول الخنساء التي
شهد لها التابعه الدبائبي بأنها أشعر الناس وقد أسلمت وصحبت
فما بلغت كفى امرئ متناولاً من المعجذ إلا والذى نال أطول
ولا بلغ المادحون في القول مدحه ولو خذقوا إلا الذي فيه أفضل
ولله ذر الإمام العارفين سيدي محمد وفا فلقد شفى (5) بقوله
ونفى ما شئت قل فيه فانت مصدق فالحب يقضى والمحاسن تشهد
ولقد أبدع الإمام الأديب شرف الدين البوصيري (6) حيث قال
ذع ما دعت النصارى في نبيهم
واحكم بما شئت مدحا فيه واختكم وانسب إلى ذاته ما شئت من
شرب
وانسب إلى قدره ما شئت من عظم فإن فضل رسول الله ليس له
خذ فيغرب عنه ناطق بعم
إذ أوصافه لا تحصى وفضائله لا تستقصى (يعنى أن المدحون
انتهوا إلى أقصى الغايات والنهايات لا يصلون إلى شأوه (7) إذ لا
خذ له ويحكى أنه روى الشيخ عمر بن الفارض في المنام فقيل
لم لا مدحت النبي صلى الله عليه وسلم فقال
أرى كل مدح في النبي مقتصراً وإن بالغ المشي عليه وأكثرنا

1- لبعض محبيه جوارى البخارى جلد ٢ ص ٨

2- أى تنوع

3- فى الجواهر بوصفه

4- فى الجواهر ان يشذ فيه

5- هذا لفظ الجواهر وفى الزرقانى كفى وشفى بقوله

6- هذا فى الجواهر المواهب الابوصيرى وعطاء الزرقانى

7- الى غايه

إِذَا اللَّهُ أَتَى (1) بِالَّذِي هُوَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ فَمَا بَقْدَارُ مَا يَمْدُحُ الزُّورِي
 قَالَ الشَّيْخُ بَدْرُ الدِّينِ الرَّزْكَانِيُّ وَلِهَذَا لَمْ يَتَعَاطَ فُحُولَ الشُّعْرَاءِ
 الْمُتَقَدِّمِينَ كِتَابِي تَمَامَ وَالْبُخَيْرِي وَابْنِ الرُّومِي مَدْحَهُ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَدْحُهُ عِنْدَهُمْ أَضْعَبَ مَا يَحْوِلُونَ لَهُ فَإِنَّ الْمَعَانِي
 دُونَ مَرْتَبَتِهِ وَالْأَوْصَافَ دُونَ وَصْفِهِ (2) وَكُلُّ غُلُوٍّ فِي حَقِّهِ تَقْصِيرٌ
 فَيَضِيقُ عَلَى الْبَلِيغِ مَجَالَ النُّظْمِ وَعِنْدَ التَّحْقِيقِ إِذَا اغْتَبَرْتَ جَمِيعَ
 الْأَمْدَاحِ أَتَى فِيهَا غُلُوٌّ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ فُرِضَتْ لَهُ وَجَدْتَهَا صَادِقَةً
 فِي حَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَتْ الشُّعْرَاءُ إِذَا حَاوَلُوا
 الثَّنَاءَ عَلَى أَحَدٍ بِأَكْمَلِ الصِّفَاتِ وَصَفْوَةِ بَيْغُضِ أَوْصَافِ صِفَاتِ
 الْمُضْطَفَى الْمُمْكِنِ ثُبُوتِهَا لِلْمَدْحِ وَكَانَتْهُمْ عَلَى صِفَاتِهِ يَغْتَبِلُونَ
 لِأَنَّهُ غَايَةُ طَائِفَتِهِمْ وَالِي مَدْحِهِ كَانُوا يَقْضُونَ.

مواہب لدنیہ مقصد رابع و زرقاتی شرح مواہب جلد ۵، صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳ اور جواہر البحار شریف جلد ۲ صفحہ ۸ و جلد ۲ صفحہ ۹ طبع مصر

”اگر ہم اپنے نفسوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور کرامات و فضائل کے حصر میں استعمال کریں اور خرچ کریں (تو ان کا اختتام نہ ہوگا ان کے ذکر ہی میں غایت و انتہا فنا ہو جائے گی) یعنی ان کرامات کے شمار کرنے میں عرفنا ہو جائے گی اور ختم ہو جائے گی اور ان کا احاطہ بھی نہ ہوگا اگر سب پہلے پچھلے حضور کے مناقب کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو احاطہ سے عاجز آ جائیں گے جو کچھ اللہ کریم نے اپنے مواہب سے ان کو عطا فرمائے اور حضور کے فضائل کے دیار کے کنارے پر نازل ہونے والا سید عالم کے بعض قابل فخر مناقب کے حصر سے بھی عاجز ہوگا اور حضور کے خمین کے لئے یہ صحیح ہے۔ یعنی ان کو یہ بات سمجھنی ہے کہ ایسا قول کریں ان سے یہ قبول کیا جائے گا اور اس میں جمونے نہ ہوں گے یا ان کی تکذیب نہ کی جائے گی کہ ابن القاری کا قول حضور کے حق میں پڑھیں:

”حضور کی نعت پاک میں واصلین محبوب خدا کے تنوع (یعنی انواع کثیرہ سے مدح کرنے) کے باوجود حضور کے اوصاف و فضائل ختم نہ ہوں گے اور زمانہ فنا ہو جائے گا“

1- سحر قولہ تعالیٰ وَ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَطْمَعِيْنِيْم۔ زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۲۰۳۔ ۱۲ فیض مغفرا

2- ای حقیقۃ صفاتہ الحمیدۃ فان و صوره بها قصر و اھی حقه ۱۲ زرقاتی۔ ۱۲

اور بلاشک محبوب خدا اس کے بھی مستحق ہیں کہ ان کے حق میں یہ پڑھا جائے یعنی خضاء نامی عورت کا قول پڑھا جائے جس کے لئے نابغہ نے یہ گواہی دی تھی کہ وہ سب لوگوں سے شعر کہنے میں بڑھ کے ہے وہ مسلمان اور صحابیہ ہے

”مروتنا دل کا ہاتھ اس حد تک نہیں پہنچا کہ جس کو حضور نے پایا بلکہ وہ بہت دور ہے اجل اور اعظم ہے قول میں ہدایت یافتہ باوجود حاذق ہونے اور تعریف کی ہار کیوں کے جاننے کے محبوب خدا کی مدح تک نہ پہنچے کیونکہ جو وصف حضور میں ہے وہ ان کے بیان کردہ اوصاف سے فاضل اور اتم و اکمل ہے۔“

خدا خوش رکھے امام العارفین میرے سردار محمد وفا کو کہ انہوں نے اپنے اس شعر سے شفا بخشی اور ان کا یہ قول کافی ہے

”محبوب خدا کی مدح و ثنا میں جو مرضی آئے جو جی چاہے بیان کر تیری تصدیق کی جائے (مدح سید عالم میں کوئی قول قابل رد نہ ہوگا۔ بلکہ قابل تصدیق ہوگا) کیونکہ عارفوں کے دل والی محبوب خدا کی محبت، مبالغہ سے اور بڑھ چڑھ کر تعریف کرنے کا حکم کرتی ہے اور پیارے حبیب کے محاسن شریف اس تیری بیان کردہ وصف کے حق ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔“

امام ادیب شرف الدین بوسیری نے کتنی ہی بے عیب بات کہی وہ اس طرح فرماتے ہیں ”نصارتی والی بات اپنے نبی کے حق میں نہ کہنا (محبوب خدا کو خدا نہ کہنا) پھر اس کے بعد جو مرضی آئے جو تیرا جی چاہے محبوب خدا کی مدح میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر اور حضور کی ذات کی طرف جو شرف اور بزرگی چاہے منسوب کر۔ اور حضور کے قدرو منزلت اور رتبہ کی طرف جو عزت و عظمت اور تعظیم و رتعت چاہے منسوب کر کیونکہ حضور کے فضل کی کوئی حد نہیں۔ کوئی نہایت اور غایت و انتہا نہیں فضل محبوب خدا بے حد و بے شمار اور غیر متماہی ہے تو کوئی بولنے والا نہ ان کو بیان کر سکتا ہے اور نہ ظاہر کر سکتا ہے۔“

اس لئے کہ آپ کے اوصاف شریفہ بے شمار ہیں اور فضائل رفیعہ غیر متماہی ہیں مدح کرنے والے اگرچہ غایات اور نہایات کے اعلیٰ مرتبہ اور انتہا کو بھی پہنچ جائیں تب بھی ان کی غایت تک نہ پہنچیں گے۔ اس لئے کہ ان کی کوئی حد نہیں۔ اور یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ شیخ عمر بن فارض کونینہ میں دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے صراحتاً حضور کی مدح کیوں نہ کی؟ تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

”میں حضور کے حق میں ہر تعریف کو کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا کتنا ہی مبالغہ سے تعریف کرے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی وہ تعریف کی ہے کہ جس کے وہ اہل تھے تو (رب کی تعریف کے مقابل) مخلوق کی تعریف کی کیا مقدار؟ کیا قدر و منزلت اور اس کا کیا ٹھکانا؟“

شیخ بدر الدین زرکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء (جیسے ابوتام، حبیب بن اوس طائی صاحب دیوان حماسہ (متوفی ۲۲۸ھ) اور ابو عبادہ، ولید بن عبد سحری، ابو العباس علی بن رومی) نے آپ کی تعریف نہ کی کیونکہ ان کے نزدیک ان سب عنوانوں (جن پر رنگ نظم میں طبع آزمائی کرتے) سے مدح سید عالم والا عنوان نہایت صعب و سخت تھا۔ (اس عنوان کے لئے الفاظ و معانی کی دنیا تک ہے اور عقل و وہم و قیاس کا گھوڑا لنگ ہے۔ فیض) بے شک معانی ان کے مرتبہ سے کم ہیں اور اوصاف بیان کردہ آپ کے حقیقی وصف سے کم ہیں، ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر اور کم ہے تو بلیغ پر نظم کی جولان گاہ تک ہو جاتی ہے اور از روئے تحقیق ان سب مدحوں اور تعریفوں کو جن میں دوسروں کی نسبت غلو ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اعتبار کرے تو تو ان کو سچا پائے گا یہاں غلو کا نام و نشان نہ ہو گا حتیٰ کہ جب شعراء کسی کی تعریف اکمل صفات سے کرتے تو ممدوح کو حضور کی ان بعض صفات سے موصوف کرتے جن کا ثبوت ممدوح کے حق میں ہوتا ہے گویا کہ وہ ان کی صفات پر اعتماد کرتے کیونکہ یہ ان کی طاقت کی غایت ہوتی اور ان کی مدح کا قصد کرتے۔“

نیز محقق زرقاتی اشخ لکھلی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں۔

ذُعْ مَا تَقُولُ النَّصَارَىٰ فِي نَبِيِّهِمْ
مِنَ السَّعَالِي وَ قُلِّ مَا شِئْتَ وَ اخْتَكِمِ
(زرقاتی جلد ۵، صفحہ ۱۰۳)

”جو غلو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کیا (ابن اللہ کہتا) اس کو چھوڑ کر باقی جو چاہے حضور کے حق میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر۔“

امام قسطلانی اسالہ محقق زرقاتی شرحا شیخ نہمانی نقل کرتے ہیں:-

فَلَا يَكَادُ يَأْخُذُ الْعَدُوُّ مُعْجَزَاتِهِ وَلَا يَنْحَوِي الْخَضِرُ بَرَاهِينَهُ

(سواہب لدنیہ مقصد رابع زرقاتی جلد ۵، صفحہ ۲۶۷، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۳)

”نہ حضور کے معجزات کا شمار ہو سکتا ہے اور نہ آپ کے براہین و دلائل کا حصر ہو سکتا ہے۔“

نیز وہی فرماتے ہیں:-

وَزَادَهُ مِنْ لَطَائِفِ التُّخْفِ وَنَفَائِسِ الطُّرْفِ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُعَدُّ.

(مواہب زرقانی جلد ۸، صفحہ ۳۳۹، جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۳۷)

”اللہ تعالیٰ نے حضور کو بے حد اور بے شمار لطیف تحفوں اور نسیں نواہر سے نوازا۔“

عارف ربانی امام شعرانی نے فرمایا:-

وَبِالْحَمْلَةِ فَأَوْصَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةَ لَا تُحْصَى وَلَا

تُحْصَرُ (كشف الغم جلد ۲، صفحہ ۵۱-۵۲، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۶)

”خلاصہ یہ ہے کہ حضور کے اوصاف غیر محاط اور غیر محصور ہیں۔“

امام حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۷۳ھ) حضور کی ترقی حسی بیان فرمانے کے بعد ترقی

معنوی کا ذکر کرتے ہیں:-

وَالْمَعْنَوِيَّ وَهُوَ التَّقَلُّ مِنْ كُلِّ صِفَةٍ كَامِلَةٍ عَظِيمَةٍ إِلَى صِفَةٍ أُخْرَى

وَحُلُقِيٍّ آخَرَ أَكْمَلَ وَأَعْظَمَ وَهَكَذَا إِلَى مَا لَا غَايَةَ لَهُ.

(شرح ہمزیہ، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۶۶)

”اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی معنوی یہ ہے کہ ہر صفت کاملہ اور خلق عظیم سے ہر اس

دوسری صفت اور دوسرے خلق کی طرف منتقل ہونا جو پہلے کی یہ نسبت اکمل اور اعظم ہے اور

اسی طرح انتقال کا سلسلہ جاری ہے جس کی کوئی غایت اور انتہا نہیں:-“

امام ابن حجر کا ارشاد:-

واعمالهم المتضاعفة له تضاعفاً يفوق الحصر لان كل عامل

يتضاعف له صلى الله عليه وسلم بحسب عمله وكذلك كل

واسطة بينه وبينه لانه الدال للكل ومن دل على خير فله مثل اجر

فاعله بكل حال يتضاعف له بحسب يتضاعف من بعده

ويتضاعف للنبي صلى الله عليه وسلم بحسب تضاعف الجميع

وهذا شيء يقصر عن ادراك كثرته العقل ثم عصر مقامه

المحمود و شفاعته العظمى في فصل القضاء ثم عصر بقية

شفاعته ثم عصر حوضه ثم عصر وسيلته وفضيلته التي يعطاها

فی الجنة مما لا تدرک غایة ولا تعد نهابة.

(جواہر النجار جلد ۲، صفحہ ۷۴)

”تبعین سید عالم (ﷺ) کے اعمال حضور کے حق میں اتنا قدر تواضع اور ازدیاد میں ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہو سکتا وہ حصر سے اوپر ہیں اس لئے کہ ہر عامل اپنے عمل کے مطابق حضور کے لئے دو چند کرتا ہے اور اسی طرح فریقین کے درمیان والا واسطہ کیونکہ ہر ایک کو نیکی پر دلالت کرنے والے حضور ہیں اور جو کسی عمل خیر پر دلالت کرے تو اس کے لئے بھی فاعل کی مثل اجر ہے۔ ہر حالت میں دال کے لئے مابعد کی دو چندگی کے مطابق دو چندگی ہوگی اور حضور کے لئے تمام تضاعفوں (دو چندگیوں) کے مطابق تضاعف اور ازدیاد ثابت ہوگا۔ یہ ایسی شے ہے کہ عقل اس کی کثرت کے ادراک سے قاصر ہے پھر حضور کے مقام محمود والا زمانہ اور فصل خطاب میں شفاعت عظمیٰ والا زمانہ پھر بقیہ شفاعت والا زمانہ پھر آپ کے حوض والا زمانہ، پھر وسیلہ اور فضیلت والا زمانہ جو جنت میں عطا ہوں گے یہ ان چیزوں سے ہیں کہ جن کی غایت کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور جن کی نہایت کی حد نہیں لگائی جاسکتی۔“

نیز فرماتے ہیں:-

ولاشک ان علومه و معارفه متزايدة متفاوتة الى ما لا نهابة له.

(جواہر النجار جلد ۲، صفحہ ۷۴)

”اور بے شک حضور کے علوم و معارف میں لامتناہی ازدیاد اور ترقی ہے لہذا ہر لحظہ زیادتی ہے۔“

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:-

اجتمع فيه صلى الله عليه وسلم من خصال الكمال وصفات
الجلال والجمال ما لا يحصره حد ولا يحيط به عد.

(جواہر النجار جلد ۲، صفحہ ۸۶)

”حضور ﷺ میں اتنی کمال کی خصالتیں اور جلال و جمال کی صفات جمع ہیں بے حد اور بے شمار ہیں۔“

نیز فرماتے ہیں:-

وعلم من كلام عائشة رضى الله تعالى عنها ان کمالات خلقه
صلى الله عليه وسلم لا تنهاى كما ان معانى القرآن لا تنهاى
وان التعرض لحصر جزئياتها غير مقدور للبشر۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۶)

”اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام (کان خلقه القرآن کہ حضور کا خلق قرآن ہے) سے معلوم ہوا کہ حضور کے کمالات اخلاقیہ غیر متناہی ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے معانی غیر متناہی ہیں اخلاق نبوی کے جزئیات کے حصر کا تعرض ایسی چیز ہے کہ انسان کی قدرت و طاقت سے خارج ہے۔“
نیز فرماتے ہیں:-

وبالجملة فقد اوتى صلى الله عليه وسلم مثلهم (1) وزاد بخصائص
لا تحصى اعلاما انه صلى الله عليه وسلم الممد لهم دائما۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

”خلاصہ یہ ہے کہ حضور کو انبیاء کرام کے معجزات کی مثل معجزات بھی ملے اور اتنے خصائص ملے کہ جن کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو بتانے کے لئے کہ حضور ہمیشہ سب انبیاء کرام کو امداد دینے والے ہیں۔“
نیز فرماتے ہیں:-

اعلم ان من تمام الايمان به صلى الله عليه وسلم اعتقاد انه لم
يجتمع في بدن آدمي من المحاسن الظاهرة ما اجتمع في بدنه
صلى الله عليه وسلم (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

”جاننا چاہیے بے شک تمام اور تکمیل ایمان سے ہے یہ عقیدہ رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن میں جمع ہیں۔“
نیز ارشاد فرمایا:-

ومن ثم نقل القرطبي عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلى
الله عليه وسلم والا لما اطاعت اعين الصحابة النظر اليه صلى

اللہ علیہ وسلم (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

”اور اسی لئے امام قرطبی نے بعض ائمہ سے یہ نقل کیا کہ حضور کا عمل حسن ظاہر نہ ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام کی آنکھوں کو آپ کی طرف دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔“
نیز امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:-

قال تعالى وَ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وروی مسلم انه صلى الله عليه وسلم كان يقول في دعائه واجعل الحياة زيادة لي في كل خير وطلب كون الفاتحة او غيرها زيادة في شرفه طلب لزيادة علمه وترقيه في مدارج كمالته العلية وان كان كماله من اصله قد وصل الغاية التي لم يصل اليها كمال مخلوق فعلم ان كلا من الآية الشريفة والحديث الصحيح دال على ان مقامه صلى الله عليه وسلم وكماله يقبل الزيادة في العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلى ان غايات كماله لاحد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقى في تلك المقامات العلية والدرجات السنية بما لا يطلع عليه ولا يعلم كنهه الا الله تعالى .

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۹۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۹۷۔ و جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اے محبوب تم کہو اے رب مجھے علم میں زیادہ کر اور امام مسلم نے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دعا میں کہتے تھے اے اللہ تعالیٰ! میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں زیادہ کر اور حضور کے شرف میں زیادتی کے لیے فاتحہ یا غیر فاتحہ کا طلب کرنا حضور کی زیادتی علم اور کمالات عالیہ کے مدارج میں ترقی کا طلب کرنا ہے اگرچہ حضور کا کمال اصل سے اس غایت پر ہے کہ اس تک مخلوق کا کمال نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ آیت شریفہ اور حدیث صحیح ہر دو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور کا مقام اور کمال علم اور ثواب اور تمام مراتب اور درجات میں زیادتی کو قبول کرتا ہے اور نیز اس بات پر بھی دلالت ہے کہ حضور کے کمال کی غایت کی کوئی حد نہیں اور نہ انتہا ہے بلکہ حضور ان کمالات عالیہ اور درجات رفیعہ میں ہمیشہ ترقی کر رہے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی آپ کی گنہ (حقیقت) کو جانتا ہے۔“

قال الشيخ الامام ابن حجر المكي اعلم ان نبينا صلى الله عليه
وسلم وهو اشرف المخلوقات و اكملهم فهو في كمال و زيادة
ابدا يترقى من كمال الى كمال الى ما لا يعلم كنهه الا الله تعالى
(قنواؤی حدیثیہ صفحہ ۱۱۔ الفیضی غفرلہ ۱۲)

امام ابن حجر حضور کی افضلیت کی تیسری وجہ بیان فرماتے ہیں:-

وبالمعجزات التي لا تحصر ولا تنفي

(قنواؤی حدیثیہ صفحہ ۱۳۰ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۰۱)

”اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان معجزات کی وجہ سے بھی افضل ہیں جن کا نہ شمار ہو سکتا ہے
اور نہ وہ فنا ہو سکتے ہیں۔“

حضرت امام شیخ علی نور الدین طلی صاحب سیرۃ (متوفی ۱۰۳۳ھ) فرماتے ہیں:-

فيكف بمن فاق النبيين رفعة واضحي سماء لا تطاوله سما تقاصر

مدح الناس عن مدح من علا على المدح عبدالله وهو حبيبه

محمد المختار حتى كانما مديح جميع العلمين يعيبه.

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۹)

”تو اس ذات تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے جو بلندی میں تمام انبیاء کرام سے سبقت لے گئے
اور شرف کے ایسے آسمان ہوئے کہ بلندی ان کے حضور لہائی نہیں ظاہر کر سکتی لوگوں کی
تعریفیں اس ذات کی مدح سے قاصر ہیں جو مدح سے بلند ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور
اس کے حبیب ہیں حضور محمد مختار ہیں ﷺ حتیٰ کہ تمام جہان والوں کی تعریفیں ان کی رفعت
کے مد نظر گویا کہ عیب ہیں۔“

امام عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۰ھ) اس حدیث صحیح کنت نبیا و آدم بین الروح

والجسد۔ کنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث کے ماتحت فرماتے ہیں:-

قد جعل الله حقيقته صلى الله عليه وسلم تقصر عقولنا عن

معرفةها وافاض عليها وصف النبوة من ذلك الوقت.

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۶۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو اس طرح کیا کہ ہماری عقلیں

اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور اسی وقت سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ پر وصف نبوت کا فیضان کیا۔
 نیز امام مناوی فرماتے ہیں:-

ولما اجتمع فيه من كمال الخصال وصفات الجلال والجمال ما لا يحصره عد ولا يحيط به حد انى الله عليه به فى كتابه بقوله تعالى وَ اِنَّكَ لَعَلَّ خُلِقْتَ عَظِيْمًا فوصفه بالعظم وزاده فى المدحة بذكر "على" المشعرة باستعلائه على محاسن الاخلاق واستيلائه عليها فلم يصل اليها مخلوق۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۶۲)

” اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کمال خصال اور صفات جلال و جمال اس قدر جمع ہوئے جو بے شمار اور بے حد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کی تعریف ان الفاظ سے کی (وَ اِنَّكَ لَعَلَّ خُلِقْتَ عَظِيْمًا) اور بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور کے خلق کو عظمت سے موصوف کیا اور زیادتی مدح کے لئے لفظ (على) لائے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور بحسن اخلاق کے اوپر بلند اور حاکم ہیں تو ان تک مخلوق نہیں پہنچی۔
 نیز امام مناوی فرماتے ہیں:-

وكان صلى الله عليه وسلم احسن الناس صورة وسيرة واجود الناس بكل ماينفع مما لا يحصى كثيرة لانه تخلق بصفات الله تعالى۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۶۳)

” اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صورت اور سیرت تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور ہر نفع دینے والی چیز میں تمام لوگوں سے زیادہ بخشنے والے تھے۔ جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہو سکتا اس لیے کہ حضور صفات خداوندی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔“

فمعجزاته لا تحصى و حياى قرآنا

” حضور کے قرآنی معجزات کا شمار بھی نہیں ہو سکتا۔“

(جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۱۸۸، نقل عن المناوی)

علامہ فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ (گیارہویں صدی کے امام) فرماتے ہیں:-

وانقطع عنه حس كل ملك وانسى كما ذكره ابن سبع في

شفانہ۔ (مطالع السمرات، ج۱، اہم آثار جلد ۲، صفحہ ۱۹۵)

”شب معراج ترقی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہر فرشتہ اور ہر انسان کی حس اس

طرح منقطع ہوگئی جیسا کہ ابن سبع نے شفا میں ذکر کیا۔“

شہاب تفتاحی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) کا ارشاد مقدس:-

قوله تعالى (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ) قصد تعالى انه اوحى اليه

صلى الله عليه وسلم باسرار عجيبة بواسطة غير البشر وبغير

واسطة لا يمكن تفصيلها ولا تقدر العقول على ادراك حقائقها۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ) سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

حضور کی طرف اتنے اور ایسے اسرار عجیبہ بلا واسطہ وحی کئے جن کی تفصیل ممکن نہیں اور عقلیں

ان کی حقیقتوں کے ادراک سے عاجز ہیں۔“

نوٹ و باغ (متوفی ۱۱۳۰ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

وقد ارتقى في النبي صلى الله عليه وسلم الى حد لا يبلغ كنهه۔

(ابریر شریف، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۹۳)

”حضور ﷺ کا راز اس قدر بلند ہے کہ کوئی اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔“

نیز فرمایا:-

(وتضاء لت الفهوم) ای اضمحلت فيه صلى الله عليه وسلم (فلم

يدركه سابق) وهم الانبياء (ولا لاحق) وهم الاولياء

(ابریر شریف، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

”حضور ﷺ کے حق میں فہم مضحل ہو گئے نہ حضور کو سابق یعنی انبیاء پائے اور نہ لاحقین

یعنی اولیاء پائے۔“

امام شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۳۳ھ) کا مقدس ارشاد:-

وما رام احد منهم بذلك بلوغ معرفة قدر الرسول الكريم ذی

القدر العظيم وما يعلمه الا الخبير العليم هيئات ان يبلغ احد من

الخلق بمقاله وان وفي بعض احوال الرسول المصطفى انما
يحمون حول الحمى ولا يلحق احد بيده السماء.

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱۷)

”واصفین سید عالم میں سے کسی نے بھی اس بات کا ارادہ نہ کیا کہ وہ اپنی اس بیان کردہ مدح
وثناء سے رسول کریم صاحبِ قدرِ عظیم کی قدر و منزلت کی معرفت تک پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ خبیرِ عظیم
کے سوا کوئی حضور کے قدر و مرتبہ کو نہیں جانتا کتنا دوری ہے اس سے کہ مخلوق سے کوئی حضور
کے بعض احوال تک پہنچے اپنی کلام سے اگرچہ پوری کلام لائے مدامین تو اس پر آگاہ کے
ارد گرد منڈلا رہے ہیں کسی کا ہاتھ اس بلند آسمان تک نہیں پہنچتا۔“

قال (العارف النابلسی) رضی اللہ عنہ عند قولہ (تضاء لت الفہوم
فلم یدرکہ منا سابق ولا لاحق) اشار رحمہ اللہ تعالیٰ الی خفی
سرہ و روحانیۃ الاحمدیۃ و رفع قدر صورۃ المحمدیۃ اذ حقیقۃ
ذلک لم یدرکہا احد بفہمہ ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما
شاء اللہ من ظواہر الامور دون بواطنہا و جلیہا دون خفیہا
فالفہوم کلت و العقول و قفت و تضاء لت عن درک خفی سرہ
ولا و قوف علی حقیقۃ فی ہذہ الدار بل عن فہم حقیقۃ الرسل
علیہم الصلوٰۃ و السلام فیکف سیدہم و امامہم صلی اللہ علیہ
و سلم۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱۹)

”صاحبِ صلوةِ مشیخہ کے اس جملہ (تضائلت الفہوم الخ) کی تشریح میں عارفِ نابلسی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صاحبِ صلوة نے حضور کے مخفی راز اور روحانیۃ احمدیہ اور
صورتِ محمدیہ کے قدر کی رفعت کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس کی حقیقت کو کسی نے اپنی فہم
سے نہ جانا اور نہ وہاں کی کسی شے کا احاطہ کر سکتے ہیں مگر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے تو صرف
ظاہر اور جلی امور سے بعض کا انکشاف ہوتا ہے نہ بواطن اور خفی امور کا۔ ہمیں تمک گئیں،
عقلیں زک گئیں اور پکھل گئیں حضور کے مخفی راز کے پانے اور اس دار میں حضور کی حقیقت
پر مطلع ہونے سے بلکہ رسل کی حقیقت کے سمجھنے سے پھر ان کے سردار اور امام کا کیا کہنا۔“
عارف باللہ تعالیٰ سید عبد الرحمن العیدروس رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:-

ولایعرف قدره حقیقہ غیر مولاًہ عزوجل

(جواہر التمار جلد ۲، صفحہ ۳۴۰)

”اللہ تعالیٰ کے سوا حضور کے مرتبہ کو بھیجے کوئی نہیں پہچانتا۔“

نیز یہی حضرت فرماتے ہیں:-

ولولا ان الله تعالى ستر جمال صورته بالهيبه والوقار لما استطاع احد النظر اليه بهذه الابصار الدنيوية الضعيفة ومن ثم قال بعضهم ما ادرك الناس منه صلى الله عليه وسلم الا على قدر عقولهم البشرية فما ظهر لهم من ذلك فهو من نعمة الله عليهم ليعرفوا قدره ويعظموا امره وما خفى عليهم من امره فهو رحمة الله تعالى بهم اذ لو ظهر لهم مع عدم قيامهم بالحقوق لكان فتنه لهم والله تعالى ارسله رحمة للعالمين فكانت النعمة فيما ظهر والرحمة فيما استتر وما احسن ما قيل فيه صلى الله عليه وسلم واجمل منك لم ترقط عيني واكمل منك لم تلد النساء خلقت مبراً من كل عيب كانك قد خلقت كما تشاء فهذا من قبيل صورته الظاهرة واما حقيقته فلا يعلمها الا الله تعالى كما قال صلى الله عليه وسلم لسيدنا ابي بكر رضى الله عنه والذى بعثنى بالحق لم يعلمنى حقيقه غير ربي و من ثم قال سيد التابعين اويس القرني رضى الله عنه ما راى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من النبي صلى الله عليه وسلم الا ظله فقيل ولا ابن ابي قحافة قال ولا ابن ابي قحافة. (جواہر التمار جلد ۲، صفحہ ۳۴۰)

”اور اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے جمال صورت کو ہیبت اور وقار سے نہ ڈھانپتا تو کوئی ان دنیوی ضعیف آنکھوں سے حضور کو نہ دیکھ سکتا اسی لئے بعض ائمہ نے فرمایا کہ لوگوں نے حضور کا ادراک نہ کیا مگر اپنے بشری عقول کی مقدار پر وہاں سے جو ان کے لئے ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے ان پر تا کہ لوگ حضور کا قدر جانیں اور حضور کے معاملہ کی تعظیم کریں اور جو کچھ حضور کے معاملہ سے ان پہ مخفی ہے تو وہ ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس

لئے کہ وہ اگر ظاہر ہو اور وہ ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کے لئے یہ فتنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو جو کچھ حضور کے معاملہ سے ظاہر ہوا وہ نعمت ہے اور جو چھپا وہ رحمت ہے حضور کے حق میں کیا خوب کہا گیا ہے

”آپ سے اجمل میری آنکھ نے نہ دیکھا اور آپ سے اکمل کسی عورت نے نہ جتا آپ پر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اپنی جاہت کے مطابق پیدا کئے گئے۔“

یہ بھی آپ کی ظاہر صورت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور رضی آپ کی حقیقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے ہتھیاز میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے سید التابیین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ دیکھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ تو کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سایہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی۔“

عارف عیدروس شیخ کبیر عارف باللہ تعالیٰ محمد بن احمد بلخی قدس سرہ کے عالم مشاہدہ سے ایک پر کیف مشاہدہ و واقعہ حاضری نقل کرتے ہیں۔ جس میں شیخ بلخی سے آخر میں یہ منقول ہے:

فسمعت قانلا يقول اذا اشتاقت الملائكة المقربون والانباء والمرسلون والاولياء المحبوبون الى رؤية محمد صلى الله عليه وسلم ينزل من مقامه الاعلى عند ربه الذي لا يستطيع النظر اليه احد في هذا المقام فتضاعف انوارهم برويته وتزكوا احوالهم بمشاهدته ويعلو مكانهم ومقاماتهم ببركته ثم يعود الى الرفيق

الاعلى الخ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

”تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جب فرشتے اور انبیاء اور مرسلین اور اولیاء محبوبین حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس قرب خداوندی والے مقام اعلیٰ سے نزول کرتے ہیں جس میں کوئی آپ کی طرف نظر کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور کے دیکھنے سے ان کے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور حضور کے مشاہدہ سے ان کے حالات کا تزکیہ ہوتا ہے اور حضور کی برکت سے ان کا مکان

اور مقامات بلند ہوتے ہیں۔ (ان کو دیدار سے نوازنے کے بعد) پھر حضور رفیق اعلیٰ کی طرف موڑ کرتے ہیں۔“

علامہ سلیمان جمل (متوفی ۱۲۰۳ھ) کا ارشاد:-

ان الفضيلة خصوصية اختص بها صلى الله عليه وسلم في دار الآخرة من المعاني العجيبة والاصناف الغريبة التي ادخرها له مولاه سبحانه و تعالى مما لا يخطر بالعقول ولا يحصل لأكابر الفحول۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۸۷)

”بے شک فضیلت ایک ایسا درجہ ہے جس سے دار آخرت میں حضور مختص ہیں یہ ایک وہ خصوصیت ہے جس کے عجیب معانی اور عجیب اوصاف ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور جو عقول میں نہیں آسکتا اور بڑے بڑے فحول اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔“

نیز وہی علامہ سلیمان جمل فرماتے ہیں:-

ومعجزاته كثيرة وبراهينه قوية غزيرة لاتعد ولا تحصى۔

(جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۳۸۷)

”اور حضور کے معجزات کثیر ہیں اور آپ کے دلائل قوی ہیں بہت ہیں بے شمار اور بے حد ہیں۔“
شیخ سید عبد اللہ میر غنی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:-

(فاعجز الخلاق) بما حواه صلى الله عليه وسلم من الحقائق والعلوم والدقائق وبما تجلى به من الانوار الربانية والدقائق التي في بحرها يفرق كل بحر رائق فسبحان من خصه بما شاء من العلوم واعجز جميع خلقه بمنطوقه والمفهوم ورحم الله العارف البوصيري حيث قال

وتلقى من ربه كلمات كل علم في شمسهن هباء
زاخر بالعلوم يفرق في قطراتها العالمون والحكماء
وكيف لا يعجز الخلاق كنهه و وصفه وهو المتصف بسائر
الكمالات والمتحقق باعلى المقامات۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱۰)

”تو مخلوق کو عاجز کر دیا بسبب اس چیز کے کہ جمع کیا ہے اس کو حضور نے خالق اور علوم و دقائق سے اور بسبب ان انوار بانیہ اور باریکیوں کے جو حضور پر تجلی ہوئے اور وہ اس قدر وسیع اور عمدہ ہیں کہ تمام خالص دریا اس میں غرق ہو جائیں تو پاکی ہے اُس ذات کے لئے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر علوم سے چاہا خاص کیا اور جس نے تمام مخلوق کو حضور کے منطوق اور مفہوم سے عاجز کر دیا اللہ تعالیٰ عارف بصیری پہ رحم فرمائے کیا خوب فرمایا

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے ایسے کلمات سیکھے کہ تمام علم ان کلمات کے سورج کے سامنے ڈرے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا ایسا چمکنا ہوا بھرا ہوا سمندر ہے کہ جس کے قطرات میں علماء اور حکماء غرق ہو جاتے ہیں۔“

اور مخلوق کیسے حضور کی کنہ اور وصف سے عاجز نہ ہو حالانکہ حضور تمام کمالات سے متصف ہیں اور اعلیٰ مقام سے محقق ہیں۔“

نیز الامام العارف بانہ تعالیٰ السید عبداللہ میر غنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:-

(وله تضاء لت الفہوم فلم یدرکہ منا سابق ولا لاحق) ای ولاجل
 کمالہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظمتہ تضاعرت الفہوم فلم
 تدرك شینا من حقیقته وتحافت الادراکات فلم تفہم شینا من
 کمال حالہ و صفته فکل من رام شیناً من ذالک رجع خاسی
 الطرف عما هنالک وکل من قصد ذوق انوارہ عاد معترفا
 بعجزہ واحتقارہ وکل من نوى شم تلک الرائحة الطیبة انحلت
 نیاتہ و عزماتہ العیبة فالکل فی بحر عجزہ و نقصہ غارق فلم
 یدرکہ منا سابق ولا لاحق وکیف یدرکہ من کان خلقہ القرآن و
 ذاته من نور ذات الرحمن ومن له کل مراتب الاحسان وهو
 الحبيب الاکرم والمخصص ص بالتجلی الاعظم،ومن هنا قال
 بعض العارفين رحمهم اللہ اجمعين لو انکشف حقیقته صلی
 اللہ علیہ وسلم للخلق لارتدوا جميعا اذ من کانت صفاته صفات
 الرحمن وذاته من نور ذات الصنان وهو ۱۰ بربک بالحواص و

العيان لا يختلف في معبوديته اثنان ومن هنا اختلف الناس في
الاديان لما ظهر لهم من تجليه في الجمادات والحيوان ولكن
سيحان الله الحنان المنان الذي حفظ من شاء من عباده بالدليل
والبرهان. وحجز من احب باليقين والعيان فاذا كان
الامر كذلك فليس الى ادراكه صلى الله عليه وسلم من سبيل
بل ولا الى شمه رائحة حقيقة السيد النبيل ولكن غاية التحقيق
والادراك انه سيد المرسلين والاملاك صلى الله عليه وسلم
وما احسن قول صاحب البردة رحمه الله تعالى-

اعيا الورى فهم معناه فليس برى للقرب والبعد فيه غير منفحم
كالشمس تظهر للعينين من بعد صغيرة وتكل الطرف من امم
وكيف يدرك في الدنيا حقيقته قوم نيام تسلوا عنه بالحلم
فمبلغ العلم فيه انه بشر وانه خير خلق الله كلهم

ومن كان هذا شأنه وصفاته كيف يمكن وصفه ونعته ام كيف
يمدح حاله وذاته ولذا لما راى بعض الاخيار سلطان العشاق
العارف بالله سيدى عمر بن الفارض امده الله بمدده الفانض
فقال له لم لا مدحت النبى صلى الله عليه وسلم اى بالتصريح
والا فنظمه ليس هو الا فى الحضرة الالهية اوالمكانة النبوية
فقال رضى الله عنه

ارى كل مدح فى النبى مقصر اوان بالغ المشى عليه واكثر
اذا الله اثنى بالذى هو اهله عليه فما مقدار ماتمدح الورى
وقال ابن خطيب الاندلس يعنى لسان الدين رحمه الله تعالى-
مدحتك آيات الكتاب فما عسى- يثنى على عليك نظم
مديحى- واذا كتاب الله اثنى مفصلاً- كان القصور قصار كل
فصيح- فعلم بهذا انه لو بالغ الاولون والاخرون فى احصاء مناقبه
لعجزوا عن استقصاء ما حياه به مولاة الكريم من مواهبه وكان

المسلم بساحل بحرهما. مقصرا عن حصر بعض فخرها ولقد

صح لمحبيه ان انشدوا فيه صلى الله عليه وسلم

وعلى تفتن واصفيه بحسنه يقضى الزمان وفيه ما لم يوصف

وانه لجدير بقول القائل فما بلغت كف امرئ متاولا

من المجد الا والذي نال اطول ولا بلغ المهدون في القول مدحة

ولا صفة الا الذي فيه افضل

وقال البدر الزركشى ولهذا لم يتعاط فحول الشعراء المتقدمين

كابي تمام والبحترى وابن الرومي مدحه صلى الله عليه وسلم

وكان مدحه عندهم من اصعب ما يحاولونه (1) فان المعاني وان

جلت فهي دون مرتبته والاصناف وان كملت دون وصفه وكل

غلو في حقه تقصير ويضيق على البليغ النطاق فلا يبلغ الا قلامن

كثر واذا تقرر ذلك فاعلم ان من اعظم الواجبات على كل

مكلف ان يتيقن ان كمالات نبينا صلى الله عليه وسلم لا تحصى

وان فضائله وصفاته الجميلة لا تستقصى وان خصائصه

ومعجزاته لم تجتمع قط في مخلوق وان حقه صلى الله عليه

وسلم على الكمل فضلا عن غيرهم اعظم الحقوق وانه لا يقوم

ببعض ذلك الا من بذل وسعه في اجلاله وتوقيره واعظامه

واستجلاء مناقبه ومائره وحكمه واحكامه وان المادحين لجنابه

العلی۔ والواصفين لكماله الجلی صلى الله عليه وسلم۔ لم

يصلوا الا الى بعض من كل لا حد لنهايته وغيب من فيض لا

وصول الى غايته بل في الحقيقة لم يمدحوه بوصف الا بحسب

فهمهم ذلك وجلت اوصافه صلى الله عليه وسلم ان تكون

الاوراء كل ما هنالك فوصف العجز والتقصير عم الجليل

والحقير۔ (جواهر التمار جلد ۲، صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲)

”الہام حاصل ہوئے نہ سابق حضور کا ادراک کر سکے نہ لاحق یعنی کمال و عظمت محمدی کی وجہ سے ہمیں کوشش کر کے صغیر و خجیف ہو گئیں، حقیقت محمدیہ سے ایک ذرہ کا بھی ادراک نہ کیا اور ادراکات نے (کھودا) یعنی بہت کچھ سوچا حضور کے کمال حال اور آپ کی صفت سے کچھ نہ سمجھا تو جس نے بھی آپ کے کمالات سے کچھ کے سمجھنے کا ارادہ کیا تو وہاں سے تسکلی آنکھ والا ہو کے واپس لوٹا اور جس نے آپ کے انوار کے چمکنے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے عجز و احتقار کا معترف ہو کر واپس لوٹا اور جس نے اس پاکیزہ خوشبو کے سونگھنے کی نیت کی اس کے ارادات اور نیات صبیحہ کھل گئے ختم ہو گئے تمام کے تمام اپنے عجز و نقص کے دریا میں غرق ہوتے ہیں۔ ہم سے کسی نے حضور کا (کما حقہ) ادراک نہ کیا نہ سابق نے نہ لاحق نے اور اس ذات کا ادراک کیسے ہو سکے جس کا خلق قرآن ہو اور جس کی ذات، ذات رحمن کے نور سے ہو اور جن کے لئے احسان کے کل مرتبے ثابت ہوں تو آپ صبیح کرم ہیں اور تجلی اعظم سے مخصوص ہیں اسی لئے تو بعض عارفوں نے فرمایا: ان سب پہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کھل جائے تو سب مرتد ہو جائیں گے اس لئے کہ جن کی صفتیں رحمانی صفتیں ہوں اور جن کی ذات اللہ تعالیٰ کے نور سے ہو اور وہ حواس اور معاینہ سے مد رک ہو، ان کی مجبوریات میں دو شخص اختلاف نہیں کریں گے اسی وجہ سے لوگوں نے دینوں میں اختلاف کیا جب کہ ان کے لئے اس کی تجلی سے کچھ جمادات اور حیوانات میں ظاہر ہوا لیکن اللہ حنان منان کے لئے پاکی ہے جس نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا دلیل اور برہان سے محفوظ رکھا اور جس سے پیار کیا اسے یقین اور مشاہدہ کے ذریعہ سے منع کیا تو جب معاملہ ایسا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادراک کا کوئی چارہ نہیں بلکہ اس سید فاضل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کی خوشبو سونگھنے کی طرف بھی کوئی راستہ نہیں لیکن تحقیق اور ادراک کی غایت یہ ہے کہ حضور تمام رسولوں اور تمام بادشاہوں کے سردار ہیں صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قصیدہ بردہ کا قول کیا ہی اچھا ہے

”آپ کے کمالات دریافت کرنے میں ساری خلقت عاجز رہ گئی پس نہیں دکھائی دیتا قرب اور بُعد میں سوائے اپنے نہم کے عجز کے جیسے آفتاب کہ آنکھوں کو دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قریب سے دیکھو تو آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے اور کیونکر دریافت کرے آپ کی حقیقت دنیا میں جو قوم کہ سوتی ہے اور خواب میں تسلی کئے ہوئے ہے۔ سو علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر

ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔“

تو جس کی یہ شان اور یہ صفتیں ہوں ان کی نعت اور وصف کا بیان کیسے ممکن ہے یا ان کے حال اور ان کی ذات کی کیسے تعریف کی جاسکتی ہے یہی وہ ہے کہ جب بعض اخبار نے سلطان العشاق عارف باللہ سیدی عمر ابن الفارض کو دیکھا تو کہا کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں کی یعنی مرادہ ورنہ آپ کی نظم یا بارگاہ الوہیت کے حق میں ہے یا حضور کی تعریف میں تو آپ نے ان اشعار سے جواب دیا

”میں ہر مدح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا (اپنے زعم میں) مبالغہ کرے اور بہت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی کماحقہ تعریف کی ہے تو اب مخلوق کی تعریف کس شمار و قطار میں؟“

خطیب اندلس کے بیٹے لسان الدین مرحوم نے عرض کی: (یا رسول اللہ) قرآن شریف کی آیات نے آپ کی مدح کی ہے تو اب میری مدحیہ نظم آپ کے بلند مراتب کو کیسے بیان کر سکتی ہے جب کتاب اللہ نے آپ کی فصاحت سے تعریف کی ہے تو اب بر فصیح کی عایت تصور ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بے شک اگر اگلے پچھلے سب حضور کے مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان کمالات محمدیہ کا شمار و احاطہ نہ کر سکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے کمالات سید و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر بے پید کنار کے ساحل میں غوطہ لگانے والا حضور کے بعض کمالات کے حصر سے بھی عاجز رہے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوبوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ حضور کے حق میں یہ شعر پڑھیں:

”حضور کے حسن کے بیان کرنے میں تفضن و اصفین کے باوجود بھی زمانہ فنا ہو جائے گا اور حضور کے اوصاف بیان نہ ہوں گے بیشک آپ شاعر کے اس قول کا مصداق ہیں کسی مرد طالب مجد (بزرگی) کی پھیلی اس مقام تک نہ پہنچی کہ جس مقام مجد کو حضور ﷺ نے پایا حضور میں جو صفت ہے اس کے بیان تک تعریفی مدح یہ بھیجنے والے نہ پہنچ سکے۔“

بدر زکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء جیسے ابوتمام اور سحری اور ابن روی نے حضور کی مدح میں غور و خوض نہ کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح ان کے نزدیک سخت ترین مرادات سے تھی کیونکہ معانی کتنے بڑے کیوں نہ ہوں وہ حضور کے مرتبہ سے کم ہیں اور اوصاف اگرچہ مکمل ہوں وہ حضور کے وصف سے قاصر ہیں اور جتنا غلو ہو وہ حضور

کے حق میں تقصیر ہے (مدح سید عالم ﷺ) میں مبلغ پر کر بند تک ہو جاتا ہے تو وہ مبلغ کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اسے مخاطب! یقین کر کہ ہر مکلف پر یہ واجب بڑے واجبوں سے ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ حضور کے کمالات بے شمار اور حضور کے فضائل اور صفات جیلہ بے انتہا ہیں اور حضور کے خصائص اور معجزات قطعاً کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور حضور کا حق چھوٹے تو چھوٹے بڑوں کا ملوں پر اعظم حقوق سے ہے ان حقوق نبویہ سے بعض کو بھی ادا نہ کر سکے گا مگر وہ جو حضور کی تعظیم و توقیر عظمت میں اور حضور کے مناقب و آثار اور حکم و احکام بیان کرنے میں اپنی مکمل کوشش خرچ کرے گا اور بے شک حضور کی مدح کرنے والے اور حضور کے کمال کی تعریف کرنے والے نہ پہنچے مگر کل سے بعض کی طرف حضور ﷺ کے کمالات کی نہایت کی کوئی حد نہیں اور کثیر سے صرف قلیل تک پہنچے اور آپ کی غایت تک پہنچنا نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت میں انہوں نے جس وصف سے مدح کی وہ اپنے فہم کے اعتبار سے کی ہے اور حضور کے اوصاف اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان سب کا احاطہ کر لیا جائے تو عجز اور قصور کا اعتراف و اقرار چھوٹی بڑی وصف سب کو عام و شامل ہے۔“

نیز فرماتے ہیں:-

وإذ فيه صلى الله عليه وسلم من الآيات الباهرة ما لم يوجد في غيره منها مثقال حبة من خردل بل ولا مقدار جوهر فرد من الرمل بل في الحقيقة هو المدال على مولى الموالى

(جوہر النہار جلد ۲، صفحہ ۳۱۳)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اتنے فضائل و کمالات ہیں کہ ان میں سے رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ ریت کے نیلے سے ایک دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ حقیقت میں مولی الموالی پر وہ دال ہیں۔“

اللهم صل على سيدنا محمد. عرش رحمانيتك المستوى عليه

ذات ربوبيتك (جوہر النہار جلد ۲، صفحہ ۳۱۳۔ از میر غنی)

”اے اللہ ہمارے سردار محمد کریم پر درود بھیج جو تیری رحمانیت کے عرش ہیں جن پر تیری ذات ربوبیت مستوی ہے۔“

امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد:-

اعلم من شاهد احواله صلى الله عليه وسلم من عجائب اجوبته
فى مضائق الاسئلة وبدائع تدبيراته فى مصالح الخلق و محاسن
اشاراته فى تفصيل ظاهر الشرع الذى يعجز الفقهاء والعقلاء عن
ادراك اوائل دقائقها فى طول اعمارهم لم يبق له ريب ولا
شك فى ان ذلك لم يكن كسبا بحيلة تقوم بها القوة البشرية
بل لا يتصور ذلك الا باستمداد من تائيد سماوى وقوة الهمة.

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۶)

”یقین کر کہ جس نے حضور کے احوال کا مشاہدہ کیا (مثلاً سخت سوالوں میں عجیب جوابات
دینا اور مصالح الخلق میں شاندار تدبیریں اور اظہار شریعت کی تفصیل میں ایسے حسین و جمیل
اشارات، کہ فقہاء و عقلاء ان کے دقائق کے اوائل کے ادراک سے تمام عمر عاجز رہے تو ان
احوال نبویہ کے مشاہدہ کرنے والے کو اس بات کا یقین ہوگا اور ذرہ برابر شک نہ رہے گا کہ
یہ کمالات کسی حیلہ و تدبیر سے کسب نہیں کئے گئے کہ جن کے حصول کی طاقت کسی بشر کو ہو بلکہ
یہ تو صرف تائید سماوی اور قوت الہیہ کا فیضان ہے۔“
شیخ احمد صاوی کا مقدس ارشاد:-

فعلم ادم لم يعجز الا الملائكة وعلمه صلى الله عليه وسلم

اعجز الاولين والآخرين۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

”علم آدم علیہ السلام نے تو صرف ملائکہ کو عاجز کر دیا اور حضور کے علم نے تو اولین و آخرین
کو عاجز کر دیا (صلی اللہ علیہ وسلم)“

نیز ارقام فرمایا:-

(وله تضائلت الفہوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق) ای

تصاغرنا افہام الخلاق عن ادراك حقيقة النبی صلى الله عليه

وسلم لذلك قال عليه الصلوة والسلام لا يعلمنى حقيقة غير

ربى وهذا معنى قول البوصيرى رحمه الله

اعياء الورى فهم معناه فليس

يُرى للقرب والبعديه غير منفحم

فلذلك علله بقوله فلم يدركه منا سابق ولا لاحق اي معشر
المخلوقين من اول الزمان الى الآخرة فلم يقف له احد على
حقيقته في الدنيا واما في الآخرة فتدرك حقيقته صلى الله عليه
وسلم لكشف الحجاب عن الخلائق۔ (جواب الامار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

”انہامِ خلائقِ حضور کی حقیقت کے ادراک سے عاجز رہے۔ اسی لئے نہ سابق نے اس کا
ادراک کیا، نہ لاحق نے یعنی خلقت کے ذہن حقیقت نبوی کے ادراک لئے چھوٹے واقع
ہوئے، اسی لئے حضور نے فرمایا ہے۔ ”میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“
اور امام ابو صیری کے اس شعر اعبا الوری کا معنی بھی یہی ہے یعنی حضور کی حقیقت کے فہم نے
مخلوق کو عاجز کر دیا تو قرب و بعد میں سوائے اپنے فہم کے بجز کے کچھ دکھائی نہیں دیتا اسی لئے
صاحب صلوة نے ”فلم يدركه منا“ الخ اس کو مغلل کیا یعنی اول زمان سے لے کر آخر
تک گروہ مخلوق سے کوئی دنیا میں آپ کی حقیقت پہ واقف نہیں ہاں آخرت میں آپ کی
حقیقت کا ادراک ہوگا اس لئے کہ اس وقت مخلوق سے حجابات دور کر دیے جائیں گے۔“
نیز شیخ عارف باللہ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

انه صلى الله عليه وسلم احتوى على صفات جمالية ظاهرة
وباطنة لا تدخل تحت حصر وصفات جلالية كذا لك وقد
تبحر في ذلك العارفون قديما وحديثا كحسان (1) وكعب من
الصحابة والبوصيري والبرعي ولم يقفوا له صلى الله عليه وسلم
على حد وبالجملة فيكفينا في جماله وجلاله قول الله تعالى وَ
إِنَّكَ لَعَلَّ لَتَظُنُّهُ عَظِيمًا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وتفصيل
ذالك تعجز القوى عن ادراكه قال البوصيري

وكيف يدرك في الدنيا حقيقته

قوم نيام تسلوا عنه بالحلم

(جواب الامار جلد ۳، صفحہ ۳۸ عن الصاوی)

1- من الحسن على وزن فلان غير منصرف ومن الحسن على وزن فعال منصرف مرات جلد ۱، صفحہ ۲۱۱
(مخارصان صفحہ ۱۵۳) رقمه الفیسی عفرلہ۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے صفات جمالیہ ظاہرہ و باطنیہ پر مشتمل ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسی طرح صفات جلالیہ کے مالک ہیں۔ مدح سید عالم میں اگلے پچھلے عارفوں نے جیسے حضرت حسان صحابی اور حضرت کعب صحابی اور امام بو صیری و بربری نے بہت کوشش کی تھی و تبحر کیا لیکن انہیں حضور کا کوئی حد و کنارہ نظر نہ آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمیں حضور کے جمال و جلال میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک کافی ہے۔ (وَإِنَّكَ لَعَلَّٰهُ عَظِيمٌ وَمَا أَمْرَسُنَّكَ إِلَّا لِرَحْمَةِ اللَّعْلَبِيِّنَ) ان کی تفصیل توئی کو اس کے ادراک سے عاجز کر دیتی ہے۔ امام بو صیری نے فرمایا ہے (وکیف یدرک) الخ اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔“

شیخ امام عارف صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:-

وتعداد معجزاته صلى الله عليه وسلم لا تحيط بها الصحائف قال
البوصيري رضى الله عنه

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لا يحده الاحصاء
كيف يستوعب الكلام سجايك وهل تنزح البحار الدلاء

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۴)

”صحیفے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی تعداد کا احاطہ نہیں کر سکتے امام بو صیری نے فرمایا: بے شک یہ بھی آپ کے معجزات سے ہے کہ آپ کے وصف سے عاجزی ہے کیونکہ احصاء اس کی حد بندی نہیں کر سکتی کلام کیسے آپ کے خصائل شریفہ کو گھیر سکے کیا ذول سمندروں کو خشک کر سکتے ہیں۔“

عارف صاوی آیہ مبارکہ (وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ)، (إِنَّمَا عَظَمْتِكَ الْكُوفَرُ) (وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ) و حدیث شریف (انا سید ولد آدم) ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

وهذه الكمالات ترجع الى كمال صورته و كمال معناه صلى الله

عليه وسلم وهو غاية لا تدرك (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۴)

”یہ کمالات آپ کے کمال صورت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کا کمال معنی جو آپ کی غایت ہے اس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔“

امام ابو العباس تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

اما لحقيقة المحمدية فهي في هذه المرتبة لا تعرف ولا تدرك

ولا مطمع لا حد في نيلها في هذا الميدان ثم استأثرت باللباس من الانوار الالهية واحتجبت بها عن الوجود فهي في هذا الميدان تسمى روحا بعد احتجابها باللباس وهذا غاية ادراك النبيين والمرسلين والاقطاب يصلون الى هذا المحل ويقفون ثم استأثرت باللباس من الانوار الالهية واحتجبت بها عن الوجود فهي في هذا الميدان تسمى روحا بعد احتجابها باللباس وهذا غاية ادراك النبيين والمرسلين والاقطاب يصلون الى هذا المحل ويقفون ثم استأثرت باللباس من الانوار الالهية اخرى وبها سميت عقلا ثم استأثرت باللباس من الانوار الالهية اخرى فسميت بسببها قلباً ثم استأثرت باللباس من الانوار الالهية اخرى فسميت بسببها نفساً ومن بعد هذا ظهر جسده الشريف صلى الله عليه وسلم والاولياء مختلفون في الادراك لهذه المراتب فطائفة غاية ادراكهم نفسه صلى الله عليه وسلم وفي ذلك علوم واسرار و معارف وطائفة فوقهم غاية ادراكهم قلبه صلى الله عليه وسلم ولهم في ذلك علوم واسرار و معارف اخرى وطائفة فوقهم غاية ادراكهم عقله صلى الله عليه وسلم ولهم في ذلك علوم واسرار و معارف اخرى وطائفة وهم الاعلون بلغوا الغاية القصوى في الادراك فادركوا مقام روحه صلى الله عليه وسلم وهو غاية ما يدرك ولا مطمع لاحد في درك الحقيقة في ماهيتها التي خلعت فيها وفي هذا يقول ابو يزيد غصت لجة للعارف طالباً للوقوف على عين حقيقة النبي صلى الله عليه وسلم فاذا بينى وبينها الف حجاب من نور لو دنوت من الحجاب الاول لاحتقرت به كما تحترق الشعرة اذ القيت في النار وكذا قال الشيخ مولانا عبدالسلام في صلته وله تضاء لت الفهوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق وفي هذا يقول

اویس القرنی رضی اللہ عنہ لسیدنا عمر وسیدنا علی رضی اللہ عنہما لم تریا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ظلہ قال ولا ابن ابی قحافة قال ولا ابن ابی قحافة فلعلہ غاص لجة المعارف طالبا للوقوف علی عین الحقیقة المحمدیة فقیل له هذا امر عجز عنہ اکابر الرسل والنیین فلا مطمع لغيرهم فیہ۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۱)

”بہر حال حقیقت محمدیہ تو اس کا اس مرتبہ میں عرفان اور ادراک نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کے لئے یہ امید ہے کہ اس کو اس میدان میں پالے پھروہ حقیقت محمدیہ انوار الہیہ کے لباسوں سے پوشیدہ ہوگئی اس وجہ سے وہ وجود سے بھی محجوب ہوگئی تو اس کا نام اس میدان میں روح ہے نبیوں اور رسولوں اور قطبوں کے ادراک کی غایت بس یہی ہے وہ حضرات اس محل تک پہنچتے ہیں پھر رک جاتے ہیں۔ پھر وہ حقیقت محمدیہ دوسرے انوار الہیہ کے لباسوں سے مستور ہوئی اور اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر وہ دوسرے انوار الہیہ کے لباسوں سے لہجوس ہوئی تو اس وجہ سے اس کا نام قلب ٹھہرا پھر اور انوار الہیہ کے لباسوں سے لہجوس ہوئی تو اس کا نام نفس رکھا گیا اس کے بعد آپ کا جسد شریف ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ وسلم تو اولیاء کرام ان مراتب کے ادراک میں مختلف ہیں تو ایک گروہ اولیاء وہ ہے جس کے ادراک کی غایت حضور کا نفس کریم ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بارے میں بہت سے علوم اور اسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ اولیاء ان سے فوقیت میں ہے، ان کے ادراک کی غایت حضور کا قلب انور ہے اور ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم و اسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ ان سے بھی بلند ہے ان کے ادراک کی غایت حضور کی عقل شریف ہے ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم و اسرار و معارف ہیں اور ایک گروہ وہ ہے جو سب سے بلند ہے جو ادراک کے انتہائی مقام پر پہنچا، انہوں نے حضور کی روح کے مقام کا ادراک کیا بس یہی انتہائی چیز ہے جس کا ادراک کیا جاتا ہے اور کسی کو اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ حقیقت کا اس ماہیت میں ادراک کر سکے کہ جس میں اس کی خلقت ہوئی اسی بارے میں ابو یزید (بسطامی) نے فرمایا حقیقت نبویہ کے چشمہ کو طلب کرنے کی غرض سے میں نے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا تو اچانک میرے اور اس کے درمیان ہزار

نورانی جہات تھے اگر میں ان جہابوں سے حجابِ اول کے قریب ہوتا تو اس کی وجہ سے ایسے جل جاتا جیسے آگ میں بال جل جاتا ہے اور اسی طرح شیخ مولانا عبدالسلام نے اپنے درود میں کہا کہ ولہ نضاء لت الفہوم الخ (کئی بار اس کا ترجمہ گذرا) اسی بارے میں اویس قرنی نے سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا تھا کہ تم نے تو صرف حضور کا ظلِ پاک دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ابوکبر نے بھی صرف ظل دیکھا ہے، شاید اویس قرنی نے چشمہ حقیقت کی واقفیت کرنے کے لئے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا ہو اور ان سے کہا گیا ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس سے بڑے بڑے رسول اور انبیاء عاجز آ گئے تو کسی دوسرے کی کیا مجال۔“

قلب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث (وضع یدہ بین کتفی) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

وهذا كان في زمن النبوة رفع الله عنه الحجاب و اراه ما ادرجه
الله له في الحقيقة المحمدية من كنوز المعارف والعلوم
والاسرار التي لا يحاط بساحلها ولا ينتهي الي غايتها.

(جوہر النجارجلد ۳، صفحہ ۵۲)

”اور یہ (یہ قدرت کا پیٹھ پر آتا) زمانہ نبوت میں تھا اللہ تعالیٰ نے حضور سے حجابات اٹھائے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ میں درج کیا ہوا تھا معارف، علوم، اسرار کے خزانوں سے جن کے ساحل کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی غایت تک رسائی وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دکھادیا۔“

حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق لکھا:

الاخبار كثيرة متواترة حتى لا يكاد ان يرتاب فيها احد من
المسلمين (جوہر النجارجلد ۳، صفحہ ۵۳ عن العارف التجانی)

ان النبوة والرسالة لا تكون الا عن تجلي الهی ولو وضع اقل
قليل منه على جميع ما في كورة (1) العالم كله لذابت كلها لنقل
اعبانه و سطوة سلطانه. (جوہر النجارجلد ۳، صفحہ ۵۳ عن اقطب التجانی)

ليس في الامكان اشرف واكمل و اعلى واجمل من هذه الصورة
المعلومة الكونية وهي الحقيقة المحمدية عليها من الله افضل
الصلوة واذكى السلام۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۵ عن ابی طیب التجانی)
ثم انها في حقيقتها لا تدرك ولا تعقل (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۶)
الذي لا يدركه دارك ولا يلحقه لاحق وصفه بكونه لا علم
لاحد به من الموجودات اصلا الا للحق سبحانه وتعالى وفي هذا
يقول بعض العارفين ما عرف قدر محمد صلى الله عليه وسلم الا
الله تعالى (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۹)

” حدیثیں بہت ہیں متواتر ہیں یہاں تک کہ کوئی مسلمان ان میں شک نہ کرے گا۔“

” بے شک نبوت اور رسالت تجلی الہی ہے اور اگر اس نبوت و رسالت سے اقل قلیل تمام عالم
پہ رکھ دیا جائے تو اس کے بوجھ کے ثقل اور دبدبہ سلطانی کی وجہ سے وہ سب کا سب کھل
جائے۔“

” اس صور معلومہ، کوئیہ، حقیقت محمدیہ سے اشرف، اکمل، اعلیٰ، اجمل صورت کا ہونا امکان
میں نہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضل درو اور پاکیزہ سلام ہوں۔“
” حقیقت محمدیہ کا نہ ادراک ہو سکتا ہے اور نہ اسے سمجھا جاسکتا ہے۔“

” حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں کہ نہ پانے والا ان کو پاسکتا ہے اور نہ لاحق ہونے والا
انہیں لاحق ہو سکتا ہے۔ حضور کا وصف بیان کیا اس طرح کہ موجودات سے کوئی حضور کو نہیں
جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی بارے میں بعض عارفوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی قدر و
منزلت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نے نہ پہچانا۔“

قطب عارف تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

واما مقام سرہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا مطمع لاحد فی درکہ
والفرق بین مقام سرہ وروحہ وعقلہ وقلبہ ونفسہ فاما مقام سرہ
صلی اللہ علیہ وسلم فہی الحقیقة المحمدیة التی ہی محض
النور الالہی التی عجزت العقول والادراکات من کل مخلوق
من الخاصة العلیا عن ادراکها وفہمها هذا معنی سرہ صلی اللہ

عليه وسلم ثم البست هذه الحقيقة المحمدية لباساً من الانوار الالهية واحتجت بها عن الوجود فسميت روحاً ثم نزلت بلباس آخر من الانوار الالهية فكانت بسبب ذلك تسمى عقلاً ثم نزلت بلباس من الانوار الالهية الاخر واحتجت به فسميت بذلك قلباً ثم نزلت بلباس من الانوار الالهية واحتجت به فكانت بسبب ذلك نفساً (تنبيه شريف) اعلم انه لما خلق الله الحقيقة المحمدية اودع فيها سبحانه وتعالى جميع ما قسمه لخلق من فيوض العلوم والمعارف والاسرار والتجليات والانوار والحقائق بجميع احكامها ومقتضياتها ولو ازمها ثم هو صلى الله عليه وسلم الى الآن يترقى في شهود الكمالات الالهية مما لا مطمع فيه لغيره ولا تنقضي تلك الكمالات بطول ابد الآباد.

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۵)

”اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام برز کو پانا کسی کے بس کی بات نہیں حضور کے مقام بر، مقام روح، مقام عقل، مقام قلب، مقام نفس میں فرق یہ ہے کہ مقام سر تو حقیقت محمدیہ ہے جو محض نور الہی ہے ہر مخلوق سے خاص خاص کے بھی عقول و ادراک اس کے پانے اور سمجھنے سے عاجز ہیں۔ یہ معنی ہے حضور کے سر کا پھر یہ حقیقت محمدیہ انوار الہیہ کے لباس سے لمبوس ہو کر وجود سے محبوب ہو گئی تو اس کا نام روح رکھا گیا پھر اور انوار الہیہ کے لباس سے لمبوس ہو کر اس نے تنزل کیا تو اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر اور انوار الہیہ کے لباس سے اس نے تنزل کیا اور اسی سبب محبوب ہو گئی تو اس کا نام قلب ہوا پھر اور لباس انوار الہیہ سے اس نے تنزل کیا اور اس وجہ سے محبوب ہوئی تو اس سبب سے اس کا نام نفس ہوا۔“

”جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ کو پیدا کیا تو اس میں وہ تمام چیزیں ودیعت رکھیں جو اپنی مخلوق میں تقسیم کی ہیں جیسے علوم، معارف، اسرار، تجلیات، انوار، حقائق کے فیوضات، بمع ان کے جمیع احکامات، مقتضیات اور لوازمات کے، حضور ﷺ اب تک کمالات الہیہ کے شہود میں ترقی کر رہے ہیں جس میں غیر کے لئے کوئی مطمع نہیں اور نہ طول مدت سے یہ کمالات ختم ہونے والے ہیں۔“

نیز فرماتے ہیں:-

ثم انها في نفسها اى الحقيقة الاحمدية غيب من اعظم غيوب
الله تعالى فلم يطلع احد على ما فيها من المعارف والعلوم
والاسرار والفيوضات والتجليات والمسح والمواهب
والاحوال العلية والاخلاق الزكية فما ذاق منها احد شيئا ولا
جميع الرسل والنبين۔ (جواب البحار جلد ۳، صفحہ ۶۵، ۶۶)

”پھر بے شک حقیقت محمدیہ فی نفسہا ایک غیب ہے اعظم غیب اللہ سے تو اس حقیقت میں جو
معارف اور علوم و اسرار اور فیوضات، تجلیات، عطا میں، بخششیں اور احوال علیا اور پاکیزہ
اخلاق ہیں، ان پر کوئی مطلع نہیں اور نہ اس سے کسی نے کسی چیز کو چکھا اور نہ تمام رسولوں اور
نبیوں نے۔“

قطب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فهو عند ربه صلى الله عليه وسلم في غاية لا يمكن وصول غيره
اليها ولا يطلب معها من غيره زيادة او افادة يشهد لذلك قوله
سبحانه وتعالى وَكَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى وهذا العطاء وان ورد
من الحق بهذه الصفة السهلة الماخذ القرية المحتد فان لها غاية
لاتدرك العقول اصغرها فضلا عن الغاية التي هي اكبرها فان
الحق سبحانه وتعالى يعطيه من فضله على قدر سعة ربوبيته
ويفيض على مرتبته صلى الله عليه وسلم على قدر خطوته
ومكانته عنده وما ظنك بعطاء يرد من مرتبة لا غاية لها وعظمة
ذلك العطاء على قدر تلك المرتبة ثم يرد على مرتبة لا غاية
لها ايضا وعظمتها على قدر وسعها ايضا فكيف يقدر هذا العطاء
وكيف تحمل العقول سعته ولذا قال سبحانه وتعالى وَكَانَ قَوْلُ
اللَّهِ عَنِيتَ عَظِيمًا. (جواب البحار جلد ۳، صفحہ ۶۷)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے ہاں ایسے مقام پر جلوہ گر ہیں کہ کسی غیر کا اس کی
طرف پہنچنا ناممکن ہے اس کے ہوتے ہوئے غیر سے زیادتی اور افادہ کا سوال نہیں کیا جاسکتا

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول گواہی دیتا ہے (وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى) اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کو (اے حبیب!) اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور یہ عطا اگرچہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس صفت سہلہ قریبہ تویہ کے انداز میں وارد ہوئی ہے تو بے شک اس کے لئے ایسی غایت ہے کہ عقول اس سے اصغر کا بھی ادراک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ اس کی غایت کا جو اکبر ہے اس کا ادراک کر سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے حبیب کو اپنی ربوبیت کی فراخی کی مقدار پر عطا کرے گا اور حضور کے مرتبہ پر فیضان حضور کی قدر و منزلت کے انداز پر عطا کرے گا تیرا اس عطا پر کیا گمان ہے جو ایسے مرتبہ سے وارد ہو جس کی کوئی غایت نہیں اور اس عطا کی عظمت اس مرتبہ کے مقدار پر ہے پھر وارد بھی ایسے مرتبہ پر ہو کہ جس کی غایت نہیں اور اس کی عظمت اس کی وسعت کی مقدار پر ہے تو اب اس عطا کا کیسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ عقلمیں اس کی فراخی کی کیسے متحمل ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے حبیب! اللہ تعالیٰ کا آپ پہ بہت بڑا فضل ہے۔“

شیخ نور الدین الجزار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ومن اراد استقصاء افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقوالہ
 واحوالہ وکمالاتہ ومعجزاتہ وجعل البحر له مداذاً والاشجار
 اقلاماً وامدہ اللہ بعمر بحدیث یفنی الاقلام والمراد لغنیاً ولم یبلغ
 ذلك لان فضل اللہ تعالیٰ واسع ومواہبہ جزیلۃ وقد اسبغ علی
 نبیہ منہما ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب
 بشر۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۹۳)

”اور جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال، اقوال، احوال، کمالات، معجزات کے حصر و شمار کا ارادہ کرے اور ان کے لیے سمندر کو سیاہی کرے اور درختوں کو قلمیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اتنی لمبی عمر عطا فرماوے کہ فضائل سید عالم کے احاطہ میں قلمیں اور سیاہی ختم ہو جائے تو یہ دونوں ختم ہو جائیں گی لیکن آپ کے فضائل کا احاطہ نہ ہو سکے گا (بلکہ ایک باب بھی بند نہ ہوگا) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اور اس کے عطیات بہت ہیں اور اللہ نے ان دونوں (فضل و مواہب) سے اپنے نبی کو اتنا عطا فرمایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔“

امام بدرالدین حسن بن عمر بن حبیب طبری (متوفی ۷۷۹ھ) فرماتے ہیں:-

یا راغباً فی حصر فضل محمد ﷺ اخفض علیک فضله لا یحصر
ان قلت مثل الرمل او مثل الحصا او مثل قطر الغیث قلنا اکثر

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۹)

”اے فضل سید عالم کے حصہ شمار میں رغبت رکھنے والے، اپنے پر آسانی و نرمی کر کیونکہ حضور
کے فضائل کا شمار نہیں ہو سکتا اگر تو کہے کہ ریت کے ذروں کے برابر یا سنگ ریزوں کے
برابر، یا بارش کے قطرات کے برابر۔ ہم کہیں گے آپ کے فضائل اس سے بھی زیادہ ہیں۔“
نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:-

واحسن (اللہ تعالیٰ) مخاطبته فی سورة نون ووعده فیها باجر
غیر ممنوع ولا ممنون وائنی علیہ ثناء یعجز ان یحمله رسول
النسیم۔ وبالغ فی التمجید والتاکید بقوله تعالیٰ (وَإِنَّكَ لَعَلَّ حَسْبُ
عَظِيمٍ) (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۰)

”اللہ تعالیٰ نے سورۃ نون میں حضور سے بہترین باتیں کیں اور اسی میں حضور سے اجر غیر
منقطع کا وعدہ کیا اور حضور کی ایسی تعریف کی کہ سیم کا قاصدا سے اٹھائیں سکتا اور اللہ تعالیٰ
نے حضور کی بزرگی بیان کرنے اور تاکید کرنے میں اپنے اس قول (وَإِنَّكَ لَعَلَّ حَسْبُ
عَظِيمٍ) سے مبالغہ کیا۔“ (۱)
نیز وہی امام فرماتے ہیں:-

لا یحصر الخاطر او صافها ولو انار الفکر تہیہ وکیف لا واللہ
ذو العرش اذا دہ احسن تادیہ تفصیل تفضیلہ لا یتھی ابدایا ذا
الولاء فخذ او صافہ جملاً (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۵)

”دل ان کے اوصاف کا حصہ نہیں کر سکتا اگرچہ فکر اس کو روشن کرنا اختیار کرے اور حصہ کیے
ہو سکے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین ادب سکھایا حضور کی فضیلت کی تفصیل کبھی انتہا کو
نہ پہنچے گی اے صاحب والا جملاً حضور کے اوصاف بیان کر۔“
نیز وہی امام فرماتے ہیں:-

1- ف۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔

ابا من يروم الحصر من نعت احمد افق فهو بحر لا تعد جواهره
(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۷)

”اے تعریف احمد کے حصر کا ارادہ کرنے والے ہوش میں آو، وہ ایسا سمندر ہے جس کے
جواہر بے شمار ہیں۔“

نیز وہی امام فرماتے ہیں:-

واتحفه من نعمه الظاهرة والباطنة بما لا يحصر ولا يحصى
(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اتنی ظاہری باطنی نعمتوں کے تحفے دیئے کہ جن کا حصر و احصاء
نہیں ہو سکتا۔“

نیز وہی امام فرماتے ہیں:-

وسما الى رتب هناك يحار في اوصافها فكر البليغ الحاذق
ومن له فضل اباديه لا تحصى وهل تحصى درارى النجوم
(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۲)، (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۵)

آیات حق حار کل مورخ فی حصرها ومحدث قضاص
(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۲۳)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے بلند مرتبوں کی طرف پرواز کر گئے کہ جن کے بیان کرنے
میں بلیغ حاذق کا فکر چکر اچاتا ہے۔“

آپ صاحب فضل کے قوی اور نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیا روشن ستاروں کا شمار ہو سکتا ہے؟
آپ کے معجزات اتنے ہیں کہ ان کے حصر و شمار میں ہر مورخ، محدث اور قصاص حیران
ہو گیا۔“

والاقلام لا تحصر ما له صلى الله عليه وسلم من التفضيل-

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۱)

لله ما افضله مرسلا حاز علو ما حصرها لا ينال
يا طالب حصرها لو صف منه انته من ذا الذي يحصى الحصى او الرمال

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۲)

وبالجملة فالادلة على فضله لا تعد ولا تحصر نعم نعم المقفى

ليس تحصى وتلخيص المقالة فيه اجمل و فضل البحر لم يدركه

وصف و عدد الموج منه ليس يحصر (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۶)

”قلمیں آپ کی فضیلت کو نہیں بیان کر سکتیں“ سبحان الله! الله تعالیٰ نے حضور کو کیا افضل

رسول بنایا کہ آپ اتنے علوم کے جامع ہوئے کہ ان کا حصر نہیں ہو سکتا اے وصف سیدو عالم

کے حصر کے طالب! رک جا کون ہے جو سنگ ریزوں اور ریت کے ذرات کا شمار کر سکے۔“

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی فضیلت کے دلائل بے حدود ہیں جب معنی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا تو بات کو مختصر کرنا ہی لائق ہے وصف فضل سمندر کا اور اک

نہیں کر سکتیں اور اس کی موجوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔“

نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:-

واتبع السلف الصالح في تعظيمه و بالغ كما بالغوا في اجلاله

وتكريمه (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۳)

اذ قلت في مدحك ما قلته وهو قليل من كثير جزيل فاقبله مني

وانلني به جائزة حائزة للجميل فضلك لا يحصره واصف ان

الدراري حصرها مستحيل (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۶)

”اے مخاطب! حضور کی تعظیم میں سلف صالحین کی تابعداری کرو اور تو بھی حضور کی تعظیم و تکریم

میں مبالغہ کر جیسے انہوں نے مبالغہ کیا۔

جب میں نے (یا رسول الله) آپ کی مدح میں کہا جو کچھ کہا حالانکہ وہ کثیر سے قلیل ہی ہے تو

اسے قبول فرما کر جامع جلیل علیہ فرمائیں وصف بیان کرنے والا آپ کے فضل کا حصر نہیں

کر سکتا روشن ستاروں کا حصر ناممکن ہے۔“

امام مقرئ فرماتے ہیں:-

ليس لمجدده حد ولا طرف (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۵۴)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی کنارہ۔“

ابن تیمیہ لکھتا ہے:-

واختصه على (من بين) اخوانه المرسلين بخصائص تفوق

العداد اما بعد فان الله هدانا بنبيه محمد صلى الله عليه وسلم
واخرجنا به من الظلمات الى النور وانا ببركة رسالته وبمن
سفارته خير الدنيا والآخرة. وكان من ربه بالمنزلة العليا التي
تفصرت العقول والالسنه عن معرفتها ونعتها وصارت غايتها من
ذالك بعد التناهي في العلم والبيان الرجوع الى عيها وصمتها.

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

”سب رسولوں سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایسے خصائص سے مختص و ممتاز کیا جو شمار سے زائد
ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور کے طفیل ہدایت عطا فرمائی اور حضور کے صدقہ سے
اندھیروں سے نور کی طرف نکالا اور حضور کی رسالت کی برکت اور سفارت کی سعادت کے
سبب ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی حضور اپنے رب کے ہاں ایسے بلند
مقام پر فائز ہیں کہ عقول اور زبانیں اس کی معرفت اور نعت سے قاصر ہیں علم و بیان میں انتہا
تک پہنچنے کے بعد انجام یہ ہوا کہ خاموشی اور عجز کی طرف رجوع ہوا۔“
نیز ابن تیمیہ نے لکھا:-

اوجب الله من تعزيره وتوقيره (ونصره) بكل طريق وايناره
بالنفس والمال في كل موطن وحفظه وحمایته من كل مؤذ.

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

نیز لکھا:

لانا نسفك الدماء ونبدل الاموال في تعزير الرسول وتوقيره
ورفع ذكره واظهار شرفه وعلو قدره

(صارم مسلول، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۴۳)

”ہر طریق سے اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعظیم و تکریم واجب کی ہے ہر جگہ پر جان و مال قربان
کرنا واجب کیا ہے اور ہر موذی و گستاخ سے آپ کی حفاظت لازم و ضروری قرار دی ہے۔“
”ہم مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکریم و تعظیم میں اور آپ کے ذکر کو بلند کرنے
میں اور آپ کے شرف اور بلندی مرتبہ کو بیان کرنے میں اپنا خون بہاتے ہیں اور اپنے
اموال خرچ کرتے ہیں۔“

نیز لکھا ہے:-

ان اللہ فرض علینا تعزیر رسولہ وتوقیرہ وتعزیرہ ونصرہ ومنعہ
وتوقیرہ واجلالہ وتعظیمہ وذلك یوجب صون عرضہ بكل
طریق بل ذلك اول درجات التعزیر والتوقیر.

(الصارم السلول، جواہر البخاری جلد ۳، صفحہ ۲۳۳)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر حضور کی تعظیم، توقیر، تکریم، شہرت، رکاوٹ اور اجلال و اکرام
فرض کیا ہے اور یہ چیز اس بات کو واجب کرتی ہے کہ بہر صورت و بہر طریق حضور کی ناموس و
عزت کی حفاظت کی جائے بلکہ یہ تعظیم کے درجات سے اول درجہ ہے۔“

نیز لکھا:-

فقیام المدحہ والثناء علیہ والتعظیم والتوقیر له قیام الدین کلہ و
سقوط ذلك سقوط الدین کلہ.

(الصارم السلول، جواہر البخاری جلد ۳، صفحہ ۲۳۵)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا اور آپ کی تعظیم و توقیر کے قیام سے توکل دین کا قیام ہے
اور اس مدح و تعظیم نبوی کے سقوط سے کل دین کا سقوط ہے۔“
امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

و غیر ذلك من المعجزات والآیات البينات التي لا تعد ولا تحصى

(جواہر البخاری جلد ۳، صفحہ ۲۵۱)

”اور اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات ہیں جو بے حدود ہیں۔“

عارف نابلسی فرماتے ہیں:-

(لقول ام المؤمنین) كان خلقه القرآن وللشيخ الاكبر قدس الله

سره من آيات بشر بها الى قولها

انا القرآن والسبع المثاني وروح الروح لاروح الاواني

فواذی عند محبوبی مقیم بناجیہ وعند کم لسانی

الی آخره

”حضرت عائشہ کا فرمان ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے شیخ اکبر نے اپنے آیات میں اس قول

کی طرف اشارہ کیا میں قرآن ہوں اور سچ ثانی (سورۃ فاتحہ) ہوں اور اوائلی کی روح نہیں بلکہ روح کی روح ہوں میرا دل تو میرے محبوب کے ہاں قیام پذیر ہو کے اس سے سرگوشی کر رہا ہے اور تمہارے پاس تو میری زبان ہے۔“

والغرض من ذلك ان السالكين كيفما كانوا وان بلغوا الى اعلى المقامات و ارفع الدرجات لا يمكنهم الوصول بالسعي الى العين المحمدية والتحقق بالحقيقة الاحمدية فان دون فهم ذلك خسر القناد فضلا عن التحقق به في مرتبتي الوجود والايجاد

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۰۱)

”غرض اس سے یہ ہے کہ سالکین جیسے بھی ہوں اور اگرچہ اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر پہنچ جائیں انہیں عین محمد یہ تک پہنچنا اور حقیقت احمدیہ سے تحقق ناممکن ہے کیونکہ اس حقیقت کے فہم سے پہلے خراطقہ ہے یعنی خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنا ہے جو بہت ہی دشوار ہے نارسائی کے بارہ میں یہ عربی کی ضرب النثل ہے جب فہم ناممکن تو وجود ایجاد میں اس سے تحقق کیسے ہو سکتا ہے۔“

امام ابن حجر کی رحمت اللہ فرماتے ہیں:-

وفاق عليها بكمالات لا تحصى مفصلة ومجملة.

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۲۸)

”ان پر حضور اتنے کمالات سے فوقیت لے گئے کہ جن کا نہ تفصیلی شمار ہو سکتا ہے نہ اجمالی۔“

امام ابن حجر کی رحمت اللہ فرماتے ہیں:-

والفضائل التي لا تحصى والشعائل التي لا يمكن ان تستقصى -

فبالغ واكثر لن تحيط بوصفه واين الثريا من يد المتناول

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳۰)

لم يزل مترقيا فيها الى ما لا نهاية له. (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳۶)

”حضور ﷺ کے فضائل کا احصا نہیں ہو سکتا اور آپ کے شائل کا اختتام ناممکن ہے اسے مداح مصطفیٰ حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ حضور کی تعریف کر تو ہرگز حضور کے وصف کا احاطہ نہیں کر سکے گا بھلا ثریا تک کیسے ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔“

”حضور ہمیشہ غیر متناہی کمالات میں ترقی کر رہے ہیں۔“

علامہ شامی کے بھتیجے احمد عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

لا يمكن وصفه لقصور العبارة عنه قال الامام السبكي في آخر
تأيته يخاطبه صلى الله عليه وآله وسلم

واقسم لو ان البحار جميعها مدادى واقلامى لها كل غوطة
لماجنت بالمعشار من الآيات التى تزيد على عد النجوم المنيرة
ولقد ابدع سيد المداح الشرف البوصيرى بقوله فى مدحه صلى
الله عليه وآله وسلم

ان من معجزاتك العجز عن وصفك اذ لا يحده الاحصاء
حيث جعل من بعض معجزاته صلى الله عليه وآله وسلم العجز
عن الاحاطة بكل فرد من اوصافه التى اختصه الله تعالى بها من
الاخلاق الكريمة والفضائل الجسيمة والاصناف البالغة اقصى
ما يمكن للبشر الرقى اليه فهى لا حد لها باعتبار انه صلى الله
عليه وآله وسلم لا يزال يترقى فى مراتب القرب فى الحياة وبعد
الممات وفى المواقف وفى الجنة الى ما لا نهاية له ولا انقضاء
قال (احمد عابدين) عند قوله (ابن حجر) (وصاحب الشمانل
التي لا يمكن ان تستقصى) صلى الله عليه وآله وسلم -

فبالغ واكثر لن تحيط بوصفه واين الثريا من يد المتناول
كماروى عن العارف السراج عمر بن الفارض رضى الله عنه انه
رؤى فى النوم فليل له لم لا مدحت النبى صلى الله عليه وآله
وسلم بنظم صريحا فقال

ارى كل مدح فى النبى مقصرا وان بالغ المثنى عليه واكثر
اذ الله اثنى بالذى هو اهله عليه فما مقدار ماتمدح الورى
قال فى المواهب ورحمه الله ابن الخطيب الاندلسى حيث قال
مدحتك آيات الكتاب فما عسى

یثی علی علیاک نظم مدیحی و اذا کتاب اللہ الئی مفصحا
 كان القصور قصار کل فصیح فلو بالغ الاولون والآخرین فی
 احصاء مناقبه وخصائصه لعجزوا جمیعا عن استقصاء ما حباہ
 مولاه الکریم من مواهبه الاحمدیة و اخلاقه المحمدیة وصفاته
 المصطفویة وما مثل من اراد ا حصاء فضائله صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بمدحه الا کمثل انسان مد یدہ لیتناول الثریا بها و ابن
 الثریا من ید المتناول ولذا قال بعض العارفين کما فی اوائل
 شرح الشفا لعلی القاری (جلد ۱، صفحہ ۵۹ علی ہاشم۔ نسیم الریاض فیضی)
 الخلق عرفوا اللہ تعالیٰ وما عرفوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۴۹-۳۵۰)

و ظہر لہ من المعجزات الخلیلۃ ما لا ینحصر

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۶۹۔ از شامی مذکور)

” عبارت کے تصور کی وجہ سے حضور کا وصف ناممکن ہے امام سبکی اپنے قصیدہ ”تایہ کے آ خر میں
 حضور کی خدمت میں عرض گزار ہیں: (انہ کی قسم) اگر تمام سمندر میرے لئے سیاهی
 ہو جائیں اور تمام درخت میرے لئے قلمیں ہو جائیں اور حضور کی تعریف لکھتا رہوں سمندر
 اور درختوں کی قلمیں ختم ہو جائیں گی لیکن یا رسول اللہ! آپ کے ان فضائل کا دسواں حصہ بھی
 بیان نہ ہوگا جو روشن ستاروں سے زائد ہیں۔

سید المداح امام بوصری نے کیا خوب کہا:-

بے شک یہ بھی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ آپ کے اوصاف
 میں سے صرف ایک وصف کے بیان سے بھی عاجزی ہے احصاء آپ کی ایک وصف کو بھی نہیں گھیر سکتا۔
 امام بوصری نے حضور کے بعض معجزات میں سے ایک یہ معجزہ بیان کیا کہ آپ کے ان اوصاف سے
 ایک فرد کا احاطہ بھی ناممکن ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص کیا اخلاق کرید ہوئے فضائل
 جسید ہوئے اور ایسے اوصاف کثیرہ ہوئے کہ جن تک انسان کی انتہائی ترقی ہے پھر وہی فضائل
 و کمالات غیر محدود اور بے حد ہیں اس اعتبار سے کہ حضور ہمیشہ حیات دنیاوی میں بعد پردہ پوشی کے اور
 موقف میں اور جنت میں ان مراتب قرب میں ترقی کر رہے ہیں جن کی نہ انتہا ہے نہ اختتام۔ پھر احمد

عابدین نے امام ابن حجر کے اس قول ”صاحب الشماائل“ الخ (حضور ان شامائل کے مالک ہیں جن کا شمار ناممکن ہے) کے ماتحت لکھا حضور کی تعریف میں مبالغہ کرتے ہوئے حضور کے وصف کا احاطہ نہ کر سکے گا شریا تک متبادل کا ہاتھ کیسے پہنچ سکتا ہے جیسا کہ امام ابن الفارض سے مروی ہے کہ ان کو نیند میں دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے صراحتاً نظم میں حضور کی مدح کیوں نہیں کی تو جواب دیا کہ میں ہر مدح کو حضور کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے شایان شان مدح کی ہے تو مخلوق کی مدح کا کیا ٹھکانا۔ مواہب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن الخطیب اندلسی پر رحم کرے کیا ہی اچھا کہا جب قرآن شریف کی آیات آپ کی مدح میں ہیں تو میری مدح پر نظم آپ کی بلندی کی کیسے تعریف کر سکے اور جب کتاب اللہ نے فصاحت سے تعریف کی تو اب ہر فصیح کی غایت قصور ہی ہے اور اگر اولین و آخرین حضور کے مناقب اور خصائص کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو سب کے سب آپ کے ان مواہب احمدیہ اور اخلاق محمدیہ اور صفات مصطفویہ کے شمار کرنے سے عاجز آ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے ہیں اس شخص کی مثال جو حضور کی مدح سے حضور کے فضائل کے احاطہ کا ارادہ کرتا ہے اُس انسان جیسی ہے جس نے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا تاکہ شریا کو پالے حالانکہ کہاں شریا (کہکشاں) اور کہاں اس کا ہاتھ۔ اسی لیے بعض عارفوں نے فرمایا جیسا کہ شرح شفا للفقاری کے اول میں ہے۔ ”خلق نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا لیکن حضور کو نہ پہچانا۔“

”حضور کے اتنے معجزات ظاہر ہوئے کہ جن کا شمار نہیں اور آپ کے جلیل معجزات بے حساب ظاہر ہوئے۔“

شامی مذکور حضور ﷺ کی کف شریف کے متعلق لکھتے ہیں:-

قَالَ الْعَلَمَةُ الدَّوُّدِيُّ وَالْعَمْرِيُّ لَقَدْ كَانَ لِهَذَا الْكَفِّ الشَّرِيفَةِ
صِفَاتٌ جَمِيلَةٌ لَا تَدْخُلُ تَحْتَ الْحَضَرِ وَالْعَبْدِ وَمُعْجَزَاتٌ كَثِيرَةٌ
خَارِجَةٌ عَنِ الْحَدِّ كَمَا هُوَ مُفَرَّرٌ وَمَعْلُومٌ لِلْأَوْلِيَاءِ وَالْخُصُومِ.

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۷۱)

شأن رسول صلى الله عليه وسلم عظيم وجاهه جسيم وقدره
لا يقدر. (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۲۔ از میر غنی)

”علامہ داؤدی نے فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم حضور کی تھیلی شریف کی اتنی صفات جمیلہ ہیں جو حیرت اور شمار سے باہر ہیں اور اتنے معجزات کثیرہ ہیں جو بے حد ہیں جیسا کہ یہ بات ہر موافق

و مخالف کے نزدیک مسلم ہے حضور کی شان عظیم ہے مرتبہ جسم ہے قدر و منزلت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

ابن زلمکائی رحمہ اللہ تعالیٰ چند معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِي لَا تُخْصَى.

(جواہر البحار، جلد ۴، صفحہ ۱۲۰)

”حضور ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔“

کمال الدین ابن زلمکائی فرماتے ہیں:-

وَإِذَا تَأَمَّلْتَ عَظَمَهُ (۱) الْمُعْجَزَاتِ لِلْأَنْبِيَاءِ وَجَدْتَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ كُلِّ وَاحِدَةٍ وَأَحْسَنَ وَأَبْلَغَ وَلَا يَلِيْقُ بِهِذِهِ الْمُعْجَاةُ اسْتِيفَاءً ذَلِكَ فَلَوْ قَيِّمْتَ الْأَيَّامَ فِي حَضْرٍ مَنَاقِبِهِ وَقَضَائِبِهِ وَخَصَائِصِهِ لَقَيِّمْتَ وَلَمْ يَبْلُغِ الْقَائِلُ نَهَايَةَ ذَلِكَ بِمَا قَدَّرَهُ النَّاسُ حَقَّ قَدْرِهِ وَلَا عَرَفُوا مِنْهُ إِلَّا ظَاهِرًا مِنْ خَيْرِهِ دُونَ حَقِيقَةِ أَمْرِهِ.

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۲۷)

هَذَا الَّذِي لَوْ أَرَدْنَا حَضْرَ مُعْجَزِهِ وَفَضْلِهِ انْقَطَعَتْ مِنْ ذُوْنِهِ الْكَلِمُ.

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۲۹)

”اور جب تو انبیاء کرام کے اکثر معجزات میں غور و فکر کرے گا تو ان کی طرح بلکہ ان سے احسن و ابلغ حضور کے لئے بھی پائے گا اس مختصر رسالہ میں ان سب کا احاطہ ناممکن ہے اگر ایام حضور کے مناقب، فضائل، خصائص کے حصر کرنے میں فنا ہو جائیں تو فنا ہو جائیں گے قائل ان کی ابتداء تک نہ پہنچے گا لوگوں نے کما حقہ حضور کی قدر نہ کی اور لوگوں نے نہ پہچانا مگر حضور کی خبر سے صرف ظاہر کو، نہ حضور کے امر کی حقیقت کو یہ ایسی ذات ہیں کہ اگر ہم ان کے معجزات اور فضائل کے حصر کرنے کا ارادہ کریں تو ان کے حصر سے پہلے کلمات کی دنیا ختم ہو جائے گی۔“

امام عبد اللہ یافعی فرماتے ہیں:-

رَأَيْتُ مَقَامًا تَرَوُ أَعْدَامَ الْمُعْجُزِ فِي سِرِّهِ وَتَضِلُّ أَفْهَامُ الْأَفْكَارِ فِي

جَلَالِهِ وَ تَخَضُّعِ رِقَابِ الْأَوْلِيَاءِ بِهَيْبَتِهِ وَ تَلَهُّلِ أَسْرَارِ السَّرَائِرِ لِي
 بَهَائِهِ وَ تَذَهُّشِ أَبْصَارِ الْبَصَائِرِ لِإِشِعَةِ أَنْوَارِهِ لَا تُسَامِتُهُ (1) طَائِفَةٌ
 الْمَلِكِيَّةِ الْكُرُوبِيِّنَ وَ الرُّوحَانِيَّةِ وَ الْمُقَرَّبِينَ إِلَّا حَسَنًا (2) ظَهَرُوا
 عَلَى هَيْبَةِ الرَّاجِعِ تَعْظِيمًا لِقَدْرِ ذَلِكَ الْمَقَامِ وَ سَبَّحَتِ اللَّهُ عَزَّ
 وَجَلَّ بِأَنْوَاعِ التَّقْدِيسِ وَ التَّزْيِينِ وَ سَلَّمَتْ عَلَى أَصْلِ ذَلِكَ الْمَقَامِ
 وَ يَقُولُ الْفَائِلُ إِنَّهُ لَيْسَ فَوْقَهُ إِلَّا عَرْشُ الرَّحْمَنِ يَتَحَقَّقُ النَّاطِرُ إِلَيْهِ
 أَنَّ كُلَّ مَقَامٍ لِيُؤَاجِلِ أَوْ حَالٍ لِيَمَجْدُوبٍ أَوْ سِرٍّ لِيَمَجْبُوبٍ أَوْ عِلْمٍ
 لِعَارِفٍ أَوْ تَضَرِيفٍ لِيُولِيٍّ أَوْ تَمَكِّيْنٍ لِمَقَرَّبٍ مَبْدُوءٍ وَ مَوْنَلُهُ وَ جَمَلَتُهُ
 وَ تَفْصِيلُهُ وَ كُتْلُهُ وَ بَعْضُهُ وَ أَوَّلُهُ وَ آخِرُهُ فِيهِ اسْتَقَرَّ وَ مِنْهُ نَشَأَ وَ عَنْهُ
 صَدَرَ وَ بِهِ كَمُلَ فَ مَكُنْتُ مُدَّةً لَا اسْتَطِيعُ النَّظْرَ إِلَيْهِ ثُمَّ طَوَّقْتُ
 النَّظْرَ إِلَيْهِ وَ مَكُنْتُ مُدَّةً لَا اسْتَطِيعُ أَنْ أُسَامِتَهُ ثُمَّ طَوَّقْتُ مُسَامِتَهُ
 وَ مَكُنْتُ مُدَّةً لَا اسْتَطِيعُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهِ ثُمَّ بَعْدَ مُدَّةٍ عَلِمْتُ بِمَنْ فِيهِ
 فَأَذَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(جوہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

”میں نے ایسا مقام دیکھا کہ عقول کے اقدام اس کے راز میں پھسلے ہیں فکروں کے افہام
 اس کے جلال میں گمراہ ہو جاتے ہیں اولیاء کی گردنیں اس کی ہیبت سے جھک جاتی ہیں اور
 رازوں کے راز اس کے حسن میں غافل ہو جاتے ہیں اور بصائر کی آنکھیں اس کے انوار کی
 شعاعوں سے دہشت زدہ ہو جاتی ہیں جب مقرب فرشتوں کا گروہ اس کے مقابل ہوتا ہے تو
 ان کی کمریں اس مقام کی تعظیم کرنے کے لئے رکوع کرنے والے کی شکل و صورت پر ٹیڑھی
 ہو جاتی ہیں اور انواع تقدیس سے انہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے لگتے ہیں اور اس مقام والے
 پر سلام بھیجنا شروع کر دیتے ہیں اور کہنے والا کہتا ہے کہ اب اس کے اوپر عرشِ رحمن ہے اور
 اس کی طرف نظر کرنے والا اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ وہ اصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر
 حال یا محبوب کا ہر راز یا عارف کا ہر علم یا ولی کی ہر تشریف یا مقرب کی ہر قدرت اس کا مبداء
 اور منتہی، جملہ اور تفصیل اور کل اور بعض اور اول، آخر ای میں قرار پزیر ہے اسی سے پیدا ہوا

اور اسی سے ظاہر ہوا اور اسی سے مکمل ہوا تو میں وہاں اتنی مدت ٹھہرا کہ اس طرف دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا پھر میں نے نظر کو اُدھر دیکھنے کا طوق ڈالا اور ایک مدت تک ٹھہرا ہا اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ اس کے مقابل ہوں پھر میں بالقابل طوق ڈالے رہا اور ایک مدت تک ٹھہرا ہا میں اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ یہ جانوں کہ اس میں کون ہیں پھر ایک مدت کے بعد میں نے جانا کہ اس میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وَأَمَّا كَمَالُهُ الْحَقِيقِيُّ الَّذِي قَدْ حَبَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ فَأَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُدْرَكَ لَهُ غَوْرٌ أَوْ يُعْرَفَ لَهُ غَايَةٌ إِذْ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقِّقًا بِجَمِيعِ الْأَخْلَاقِ الْإِلَهِيَّةِ قَالَ وَقَدْ أُوْرِدَتْ ذَلِكَ صِفَةً صِفَةً وَإِسْمًا إِسْمًا فِي كِتَابِنَا الْمَوْسُومِ بِالْكَمَالَاتِ الْإِلَهِيَّةِ فِي الصِّفَاتِ الْمُخْتَلِئَةِ. (جواہر النجا جلد ۳، صفحہ ۲۱۵)

”اور حضور ﷺ کا کمال حقیقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی گہرائی کا ادراک کیا جائے یا اس کی غایت کو جانا جائے اس لئے کہ حضور جمیع اخلاق الہیہ سے متحقق تھے امام جیلی نے فرمایا میں نے اس سے ایک ایک صفت اور ایک ایک اسم کا ذکر اپنی کتاب ”کلمات الالہیہ فی الصفات الحمدیہ“ میں وارد کیا۔“

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

(مُكَارِمٌ أَخْلَاقِيَّةٌ) وَهِيَ لَا تُخْضَى كَثْرَةً بَلْ وَاللَّهِ أَنْ كُلَّ مَا وَرَدَ عَنْهُ مِنْ مُكَارِمِ الْأَخْلَاقِ النَّبِيِّ لَهُ هِيَ كَالْفِطْرَةِ إِلَى الْبَحْرِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا لَمْ يَرِدْ وَلَمْ يُحَكَّ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ لَهُ حَقِيقَةٌ وَتَحْقِيقًا فَمَا وَرَدَ يَسِيرٌ فِي جَنْبِ مَا لَمْ يَرِدْ عَلَى أَنْ مَا وَرَدَ لَا يُجْمَعُ هَيْكَلٌ سِوَاهُ الْحِمْ وَالْمِ يُحِطُّ بِهِ أَحَدٌ غَيْرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتُ بِذَلِكَ كَمَالُهُ الْخَلْقِيُّ وَأَمَّا كَمَالُهُ الْحَقِيقِيُّ الَّذِي قَدْ حَبَاهُ اللَّهُ بِهِ فَأَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُدْرَكَ لَهُ غَوْرٌ أَوْ يُعْرَفَ لَهُ غَايَةٌ إِذْ كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقِّقًا بِجَمِيعِ الْأَخْلَاقِ الْإِلَهِيَّةِ. (جواہر النجا جلد ۳، صفحہ ۲۲۵)

”کثرت کی وجہ سے حضور ﷺ کے مکارم اخلاق کا احصاء نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کی قسم جو کچھ حضور ﷺ کے مکارم اخلاق سے بیان کیا جاتا ہے اس کی مثال ایک قطرہ کی ہے سمندر کی طرف نظر کرتے ہوئے نسبت ان مکارم کے جو حضور ﷺ سے بیان نہ ہوئے حالانکہ وہ غیر مروی مکارم جو سمندر کی طرح ہیں حضور ﷺ کے لئے ھدیقہ اور تھقیقا ثابت ہیں تو جو کچھ وارد ہوا اور نہ ہونے والے کے پہلو میں ایک ذرہ ہے علاوہ ازیں جو کچھ وارد ہوا اس کو بھی حضور کے سوا کسی بیکل نے جمع نہ کیا اور حضور ﷺ کے سوا کسی نے ان کا احاطہ نہ کیا اس بیان سے تو نے حضور ﷺ کا کمال خلقی جان لیا باقی رہا حضور ﷺ کا کمال حقی جو اللہ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا تو وہ اس سے بلند ہے کہ اس کی گہرائی معلوم ہو سکے یا اس کی غایت کا پتہ چلے اس لئے کہ حضور ﷺ جمیع اخلاق البیہ سے متحقق تھے۔“

تیز فرمایا:

لَا خِلَافَ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ إِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّصِفٌ مُتَّحَقِّقٌ
بِجَمِيعِ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى وَالصِّفَاتِ الْعُلْيَا

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۲۶)

إِعْلَمَنَّ أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامَ اللَّهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَكَلَامُهُ سُبْحَانَهُ صِفَتُهُ لِأَنَّ
الْكَلَامَ صِفَةُ الْمُنْكَلَبِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ خُلُقُهُ
الْقُرْآنَ تَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَعْرَفَهَا بِهِ أَنْظُرَ كَيْفَ
جَعَلَتْ صِفَةَ اللَّهِ تَعَالَى خُلُقًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا لِإِعْلَامِهَا مِنْهُ عَلَى حَقِيقَةِ ذَلِكَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ إِنَّهُ
لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَهُوَ عَلَى الْحَقِيقَةِ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فَانظُرْ إِلَى
هَذَا التَّحْقِيقِ الْعَظِيمِ بِصِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى حَيْثُ أَقَامَهُ مَقَامَهُ فِي
صِفَاتِهِ وَأَسْمَائِهِ وَمَقَامِ الْخَلِيفَةِ مَقَامِ الْمُسْتَخْلِفِ

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۲۶)

”محققین کے نزدیک اس بات میں بالکل خلاف نہیں کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
والتسليم جمیع اسماء حسنیٰ اور صفات علیا سے متحقق اور متصف ہیں جان لے کہ قرآن کلام اللہ
غیر مخلوق ہے اور اللہ کا کلام اس کی صفت ہے اس لئے کہ کلام تکلم کی صفت ہوتی ہے اتم

المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے حضور کا خلق قرآن تھا آپ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، کیا خوب پہچانا۔ دیکھ صدیقہ پاک نے کیسے صفت خداوندی کو حضور کا خلق بتایا کیونکہ صدیقہ پاک ان کی طرف اس حقیقت پر مطلع تھیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کا قول ہے حالانکہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے دیکھ یہ کیسے صفات اللہ سے متحقق ہونے کا روشن بیان ہے اس طرح کہ اپنی صفات اور اپنے اسماء میں حضور کو اپنا قائم مقام کیا اور خلیفہ کا مقام مستکلف کا مقام ہوا کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

قُلَّةُ أَجْرُ جَمِيعِ الْخَلْقِ بِلِ الْكُلِّ فِي مِيزَانِهِ بِلِ الْكُلِّ قَطْرَةٌ مِنْ بَخْرِهِ
لِأَنَّهُ الْأَضْلُ وَهُمْ الْفَرْعُ. (جواہر النجارجلد ۳ صفحہ ۲۲۸)

”تمام مخلوق کا اجر حضور ﷺ کے لئے ثابت ہے بلکہ کل کا کل حضور کے میزان میں ہے بلکہ کل کا کل حضور کے سمندر (ناپید کنار) سے ایک قطرہ ہے اس لئے کہ حضور اصل ہیں اور ساری مخلوق فرع ہے۔“

نیز فرمایا:-

ظُهُورُهُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَوْقَ الْعَرْشِ حَيْثُ لَا آيُنَ وَلَا
كَيْفَ. (جواہر النجارجلد ۳ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

”اللہ کے نزدیک حضور کا ظہور عرش کے اوپر ہے جہاں نہ این ہے نہ کیف۔“

نیز فرمایا:

لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُرَى فِيهِ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ

(جواہر النجارجلد ۳ صفحہ ۲۳۸)

”حضور ﷺ کو آخری محل میں نہ انبیاء سے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ اولیاء سے۔“

أَوْبَيْتٌ مِنْ فَضْلِ الْمُهَيَّمِينَ مِنْحَةً مَا تَسْتَطِيعُ تَحْطِئُهَا الْأَفْلامُ
أَنْتَ الْأَبْدِيُّ حَازَ الشَّهَى فِي وَصْفِهِ وَتَوَلَّهْتُ فِي حُسْنِهِ الْأَخْلامُ

(جواہر النجارجلد ۳ صفحہ ۳۳۹)

”(یا رسول اللہ) اللہ کے فضل سے آپ کو اتنا عطا ہوا کہ اس کو قلمیں نہیں لکھ سکتیں۔ آپ وہ

ہیں کہ عقول جن کی وصف میں حیران ہوئے اور دانا جس کے حسن میں سرگردان ہوئے۔
شاہ ولی اللہ کا بیان :-

ی گوید فقیر ولی اللہ غنی عنہ کہ مدح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و نشر مناقب آں حضرت و ذکر دلائل نبوت آں جناب بے شبہ مثر برکات و موجب درجات ست (شرح قصیدہ الطیب النغم صفحہ ۲)
”فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور آپ کے مناقب کی اشاعت اور دلائل نبوت کا ذکر کرنا بلاشبہ سبب برکات و موجب درجات ہے۔“

نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَدِيعُ كَمَالٍ فِي الْمَعَانِي فَلَا امْرُؤٌ يَكُونُ لَهُ مِثْلًا وَلَا يَنْفَارُ
”یعنی بے نظیر است کمال اور جمیع اوصاف پس نیست بیچ مردے مانند او نیست بیچ مردے
نزدیک باو“ (قصیدہ بانیہ مسمی بقصیدہ الطیب النغم بمع شرح صفحہ ۸)

”تمام اوصاف میں حضور ﷺ کا کمال بے نظیر ہے تو کوئی مرد نہ حضور کی مثل ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے۔“

نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بیان:

وَلَيْسَ مَلُومًا حَتَّى صَبَّ (1) أَصَابُهُ غَلِيلُ الْهَوَى فِي الْأَكْرَمِينَ الْأَطَابِ
”یعنی نیست ملامت کردہ شدہ زبان بند شدن عاشقی کہ رسیدہ باشد اور اسوزش
عشق در مدح بزرگاں و پاکاں و ایں بیت اشارت است بہ ختم سخن و عجز ادائے
مدح کہ لائق آن جناب باشد بدو سبب کیے آں کہ عشق مقتضی سکوت است
دیگر آں کہ مدح بزرگاں و پاکاں را پائینی نیست (قصیدہ الطیب النغم بمع شرح
صفحہ ۲۳) بیچ کس را بلوغ بہ مبلغ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نہ
(شرح قصیدہ ہمزہ صفحہ ۲۵ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

”بزرگوں اور پاکوں کی مدح میں اس عاشق کی بندش زبان قابل ملامت نہیں جس کو عشق کی
سوزش پہنچی ہوئی ہو تو اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سخن کو ختم کرنا اور اس مدح
کی ادائیگی سے عاجز آنا جو حضور کے لائق ہو، دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ عشق خاموشی کا تقاضا
کرتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بزرگوں اور پاک لوگوں کی مدح کی کوئی انتہا نہیں کسی شخص کے

لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور کے اخلاق کو پہنچے۔

شاہ صاحب قصیدہ ہمزیہ اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

وَإِنْ تَمَذُّخَ زَسْوَلُ اللَّهِ يَوْمًا فَحَافِزُ أَنْ تَقْصِرَ فِي النَّبَاءِ
وَخَاشَا أَنْ تَقُولَ لَهُ الْمَعَالِي بِهِ كَمُلُ الْمَعَالِي وَالْعُلَاءِ
كَرِيمَتِمْ إِنْ تَجَمَّعَتِ الْمَعَالِي تَرَى فِي جَنْبِهِ بِنَلِّ الْهَبَاءِ.

”واگر مدح کئی پیغامبر خدا روزے پس احتیاط یکن ازاں کہ تقصیر کئی در شانے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا پناہ دہتر ازاں کہ گوئی آن حضرت راست بلند
قدر یہا کہ ایں تقصیرست در مدح وے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حق سخن آنست کہ
باں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقوم است بانواع بلند قدر یہا مفصلاً و تمام بلند
قدری بجملا آن کریم است کہ اگر جمع شوئند ہمہ بلند قدری ہادیہ شود۔ آن خوبی
ہا در پہلوئے آن حضرت ﷺ مانند غبار“۔ (ہمزیہ و شرح صفحہ ۲۹، ۳۰)

”اگر تو کسی دن حضور کی مدح کرے تو اس بات سے احتیاط کرنا کہ تعریف میں قصور نہ ہونے
پائے خدا تعالیٰ تجھے اس بات سے پناہ دے کہ تو کہے حضور کے مراتب بلند ہیں کیونکہ یہ حضور
کی تعریف میں قصور ہے بلکہ حق سخن یہ ہے کہ بلند قدری کی اقسام حضور سے متقوم ہیں مفصلاً
اور تمام بلند قدری اجمالاً حضور ایسے کریم ہیں کہ اگر سب بلندی مراتب جمع ہوں وہ سب
خوبیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مثل غبار نظر آئیں گی۔“

نیز شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں:-

”حقیقت معالی متقوم بذات اوست صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس مدح کامل آن
حضرت است (۱) صلی اللہ علیہ وسلم کہ گوئیم در ذات آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جمع شد اخلاق فاضلہ چنان کہ جمہور مادحان می گویند۔“

(شرح ہمزیہ صفحہ ۳۰، ۳۱)

نیز شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

وَأَجْرٌ مَا لِمَادِحِهِ إِذَا بَاءَ أَحْسَنُ الْعِجْزِ عَنْ كُنْهِ النَّبَاءِ

(شرح قصیدہ ہمزیہ۔ صفحہ ۳۳)

۱۔ ہم جنس در نزد مطہور است و مناسب عبارت ایں است۔ پس مدح کامل آن حضرت ﷺ ایں نیست اے ۱۲۔ فیض۔

”وآخر حالتی کہ ثابت است مارج آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم و تھیکہ احساس کند تا رسائی خود را از حقیقت ثبات“۔

امام ابراہیم باجوری (۱) فرماتے ہیں:

فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ حَقِيقَةَ وَصْفِهِ إِلَّا خَالَفَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(المواہب صفحہ ۱۹)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت و وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا“۔

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:-

وَلَا يَصِحُّ الْإِيْمَانُ إِلَّا بِتَحْقِيقِ إِغْلَاءِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْزِلَتِهِ عَلَى قَدْرِ كُلِّ وَالِدٍ وَوَلَدٍ وَمُحْسِنٍ وَمُفْضَلٍ وَمَنْ لَمْ يَنْتَفِذْ هَذَا وَاعْتَقَدَ مَا سِوَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ۔ ”هَذَا كَلَامُ الْقَاضِي“

(نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱، صفحہ ۴۹)

”ایمان صحیح نہیں ہوتا مگر قدر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند کرنے سے اور ہر والد اور اولاد

اور محسن اور مفضل کے قدر و مرتبہ پر آپ کی منزلت کے بلند کرنے سے جو اس بات کا معتقد

نہ ہو اور اس کے ماسوا کا اعتقاد رکھا وہ مومن نہیں“۔ (یہ قاضی عیاض کا کلام ہے)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ التفتار (متولد ۵۱۳ھ متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:-

مہدی اسلام ہادی سبل مفتی غیب و امام جزو و کل

خواجہ کز ہرچہ گویم بیش بود و ز ہمہ چیز از ہمہ در پیش بود

(منطق الطیر، صفحہ ۱۵)

در پناہ اوست موجودے کہ ہست در رضائے اوست مقصودے کہ ہست

دعوتش فرمود بہر خاص و عام نعت خود را برو کردہ تمام

(منطق الطیر، صفحہ ۱۷)

۱۔ عطایائی لہجی کہ در حق آل جناب از ابتدائے آفرینش روح مبارک ایشان تاجتائے دخول بہشت واقع شدہ و سے شود و خواہ شد بیرون از محیطہ قیاس و حد و بیانست۔ اہ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۲۱۸۔ زیر آیت وَ لَسَوْفَ يُنْفِئُكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اِنَّا نَصْوَصِتُ ایشان کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار و تجلیات کہ روز بروز ترقی و تقاضا عاف و احوال و مقاماتے کہ ایشان ایشان را بہ فضیلت تاج ایشان تاقیامت حاصل شدہ و سے شود و علوم و معارفی کہ بر ایشان فیضان نماید پس حکم غیر متعاضی دارد۔ (اھ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۲۱۹۔ ۲۲۰)

وصف او در گفت چوں آید مرا چوں عرق از شرم خون آید مرا
 او فصیح عالم و من لال او کے تو انم داد شرح حال او
 وصف او کے لائق ایں ناکس است وصف او خالق عالم بس است
 انبیاء در وصف او حیران شدہ سر شامساں نیز سرگرداں شدہ
 (مطلق الطیر، صفحہ ۲۰)

شرف الحق والسلمۃ والدین مصلح الاسلام والسلمین شیخ شرف الدین مصلح الدین سعدی شیرازی
 متوفی ۶۹۱ھ فرماتے ہیں:-

در نعت او زبان فصاحت کجا رسد خود پیش آفتاب چہ رونق دہد سہا (۱)
 (کلیات سعدی، صفحہ ۱۳)
 ندانم کد امیں سخن گوئمت کہ والا تری زانچہ من گوئمت
 چہ وصفت کند سعدی ناتمام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام
 (بوستان صفحہ ۱۰)

حضرت مولانا عارف عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی حنفی متولد ۸۱۷ھ متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں:

معراج

قدم زنگ حدوث از جان او شست وجوب آلائش امکان او شست
 یکے ماندہ ہم از قید یکے پاک ز بسیاری بروں وز اندکے پاک
 دیدہ آن چہ از دیدن بروں بود پیرس از ما ز کیفیت کہ چوں بود
 نہ چندے گنجد آنجا و نہ چونے فرو بند از کمی لب وز فزونے
 شنید آن کہ کلامے (۲) نے باواز معانی در معانی راز با راز
 نہ آگاہی از د کام و زباں را نہ ہمراہی بدو نطق و بیان را
 زور کش گوش جاں را با دور مشقت ز حرفش دست دل را کوتاہ گشت
 لباس فہم بر بالائے او بگ سمنہ وہم در صحرائے او لنگ
 ز گفتن برترست آن وز شنیدن زباں زیں گفتگو باید بریدن
 منہ جامی ز حد خود بروں پا وزیں دریائے جاں فرسا بروں آ

دریں مشہد زگوئیائی مزن دم سخن را ختم کن و اللہ اعلم

(زیلحاجہ صفحہ ۱۳-۱۵)

”نعت سوم نبی از بعضی معجزات دے کہ از حد عد تجاوز است و نطق از احاطہ آں عاجز۔
صلی اللہ علیہ وسلم“ (تختہ الاحرار صفحہ ۱۲)

حد تائیش بجز خدا کہ شناسد من کہ و اندیشہ ثنائے محمد
لیس کلامی یعنی بنعت کمالہ صلی اللہ علی النبی وآلہ

(کلیات جامی صفحہ ۱۲)

سلطان الہند حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں ۔

از فلک بگذر کہ فوق العرش منزل گاہ اوست چون کند عزم سفر میں خواجہ عالی جناب
سر ما اوجی گنجید در خمیر جبرئیل کشف اسرار لدنی کے کند ام الکتاب
در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال از خدا نبود جدا بچو شعاع از آفتاب

(دیوان خواجہ اجمیری صفحہ ۵)

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں:-

حسن چوں من بدل آگاہ دیدم محمد خود جمال اللہ دیدم

(دیوان حسن، صفحہ ۲)

گرچہ پایانی ندارد نور تو اجتذب قلبی الی مانتہی

(دیوان حسن، صفحہ ۱۰)

در حضرت ایساں نبود بار ملک را جبرئیل نہ شد واقف اسرار محمد

(دیوان حسن، صفحہ ۳۳)

در وصف کمالت اہل عرفان گفتند ہمہ کہ ماعرفناک
قدر تو فزوں زو سح اوہام مدح تو بروں ز حد ادراک

(دیوان حسن، صفحہ ۶۹)

ذات حق با ہمہ صفات کمال ظاہر از مظہر رسول اللہ
کمال حسن ازل راست مظہر اعلیٰ جمال روئے کجئے تو یار رسول اللہ

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۷)

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب متوفی ۱۳۳۰ھ فرماتے ہیں:-

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو عقل عالم سے ورا ہو
کنز کتوم ازل میں ذر کمون خدا ہو
سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو

(حدائق بخشش صفحہ ۳۹)

حاجی امد اللہ مہاجر کی فرماتے ہیں:

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال محرم خلوت سرائے لایزال
(مشقوی تحفۃ العشاق، صفحہ ۵، کلیات امدادیہ)
کس سے ہووے نعت ختم المرسلین جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

محمد ہے ممدوح ذات خدا محمد کا ہو وصف کس سے ادا
محمد سا مخلوق میں کون ہے اسی کا طفلی ہے یاں جون ہے
(جہاد اکبر صفحہ ۳ کلیات امدادیہ (۱))

حضرت مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

محمد مصطفیٰ ثانی ندارد ندارد شان جسمانی ندارد
ظہور حادث و ذوالآش قدیم است چو ممکن لوٹ امکانی ندارد
میان خالق و مخلوق سریت عجب شانے کہ پایانی ندارد

نیز فرمایا:

۱۔ اول الصلوات للحجۃ است کے ہر ہر کمال کی ہر ہر شہادت کی شانوں کا پرتو ہوتی ہے اس لئے کہ نبی مجروح شیون ہوتا ہے جس کی جامع شان سے امت میں مختلف انفرادی شانوں کا ظہور ہو ہے اور ہم جب امت کے اہل اللہ کے احوال و بیبوں کا اور اک کرنے کی بھی پوری صلاحیت نہیں رکھتے تو کون ہے کہ شان رسالت و نبوت کی کیفیات و احوال کا تصور بھی کر سکے۔ پھر بھلا ان احوال و کیفیات کا جو قلب محمدی پر طاری ہوئیں بیان کر سکے اور وہ کچھ احاطہ کی ساتھ تو بھلا کس کے بس کی بات ہے۔ ہم اس کی کیا تاب و طاقت رکھتے ہیں کہ اس حال محمدی کی کن و حقیقت کا پتہ چلا کر اس کے کمونات کو بیان میں کھول سکیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ہر شان شان الہی سے بنتی ہے اور اس کے تابع ہے۔ تو جو اللہ کی ساری شانوں سے واقف ہو وہی حضور کی بھی شانوں سے واقف ہو سکتا ہے اور کون ہے کہ جو جنوں خداوندی کا احاطہ کر سکے۔ ۲۔ لئے کون ہے جو شان رسالت کو بیان کر سکے۔ (شان رسالت صفحہ ۳۹-۴۰۔ تقاریطیہ ہشتم دیوبند ۱۲۔ فیضی عفی عنہ)

ز سر تا پا نور علی نور از انجا عل ظلمانی ندارد

(دیوان محمدی، صفحہ ۲۹)

از مقام مصطفیٰ پری اگر بر سر عرش خدا پائے نبی

(دیوان محمدی، صفحہ ۶۳)

نیز فرمایا:

مظہر حسن الہی الصلوٰۃ والسلام مظہر ذات کماہی الصلوٰۃ والسلام

(دیوان محمدی، صفحہ ۶۶)

نیز فرمایا:

کیا کہوں حیرت میں ہوں رجبہ رسول اللہ کا
نعت خواں بلبل تو اب بس کر بیان مصطفیٰ
سب بڑوں سے ہے بڑا چھوٹا رسول اللہ کا
تیرے لفظوں میں نہیں معنی رسول اللہ

(دیوان محمدی، صفحہ ۸۸)

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا
حقیقت محمد والا حل معہ
اسحاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا
نہ حل تھیا ایکوں حل کرا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۲۱)

حقیقت محمد والا حل معہ نہ حل تھیا اینویں مل ویندیں گذرگئی

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۳۷)

أستاذ العلماء صاحب الوجد والبرکاء مشاہد سید الانبیاء العارف الکامل العلام الشیخ سیدی وسندی
وہادی ومرشدی ووالدی حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی حضور فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تو اس در بلاغت سبحان رسید نہ در کناہ بے چوں جا ناں رسید

(شعر - حدیٰ بخیر ما)

جتنا کسی نے تیری بڑھ چڑھ کے وصف کی ہے

سچ ہے کہ اب تک اس میں بے شک رہی کی ہے (۱)

۱. افول انصافاً للمعجزة. نانوتوی صاحب نے کہا ہے۔

اُمی کس سے بیان ہو سکے گا اس کی کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کو ہو بیار

کہاں وہ رجبہ کہاں عقل ہار سا اپنی کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اولاً یہ خیال تھا کہ دو تین آئمہ کے وہ چند اقوال ذکر کروں گا جن میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کر دیتا کروم ہے ہم سے حضور کی تعریف کما حقہ نہیں ہو سکتی لیکن شوق و محبت سے اتنا طویل رسالہ ہو گیا ابھی مسند سے ایک قطرہ بیان نہیں ہوا دفتر کے دفتر سامنے موجود ہیں رسالہ طویل ہونے کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ بھلا اس محبوب رب کی تعریف کوئی کیسے کر سکتا ہے جس کا نام مُحَمَّدٌ (بمعنی بار بار تعریف کیا ہوا) ہو۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۹ ۳۵۹ نقل عن البحر) (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ نیز دیکھو رقانی بحث اسما و حاشیہ جمع الوسائل۔ نسیم الریاض و شرح قاری الشفاء باب اسماء مطال السمرات نووی شرح مسلم مسک الختام)

جن کا مقام محمود (بمعنی تعریف کیا ہوا) جس کے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی تعریف کا جھنڈا۔ اب جس کے اوپر حمد، قدم کے نیچے حمد، خود سراپا حمد۔ اب اس کی تعریف کیسے ہو سکتی ہے۔ مسلمانو! جس کی ہمیشہ ہمیشہ خدا تعریف کرے اس کی اور کوئی کیسے تعریف کر سکتا ہے؟

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

”اللہ اور اس کے سارے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔“

رب کا درود کیا ہے؟ سنو: قال ابو العالیہ صلوة اللہ ثناء ہ علیہ عند الملائکة (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۷۰۷، شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۵۱۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر کی صفحہ ۱۶)

”حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ کا درود یہ ہے ملائکہ کے سامنے حضور کی تعریف کرنا۔“

تو اب ہم کیسے کما حقہ حضور کی تعریف کر سکتے ہیں۔“

دفتر تمام گشت پیاپیاں رسید عمر ما بچیاں در اول وصف تو ماندہ ایم

مذکورہ عبارات کے لکھتے وقت خیال آیا کہ حضور کے کچھ معجزات اور بعض خصائص ذکر کروں تاکہ مقام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح و ممتاز ہو لیکن اب رسالہ طویل ہو چکا ہے اب معجزات کا ذکر تو نہیں کرتا مگر خدا نے توفیق بخشی تو معجزات میں علیحدہ رسالہ لکھوں گا کافی الحال بعض کتابوں کے نام بتا دیتا ہوں جو چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

دلائل النبوة، بیہقی والی نعیم۔ شفا شریف قاضی عیاض، مواہب لدنیہ قسطلانی خصائص کبریٰ سیوطی،

(بیسویں گزشتہ) جماعہ متصل ہے گل اس کے نور کے آئے زبان کا من نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کہ جلتے ہوں پر عقل گل کے بھی پھر گیا گل ہے جان جو پہنچیں وہاں میرے انکار

مدارج النبوة شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی۔ جواہر النجار بہانی۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین بہانی۔ کلام مبین فی معجزات سید المرسلین قاضی عنایت احمد کاکوروی صاحب، صاحب علم الصیغہ۔ جامع معجزات وغیرہا۔ چند خصائص ضرور ذکر کرتا ہوں ازلہ شہادت اور لطیفہ کے بعد دوسرا باب مکمل ذکر خصائص میں ہے۔

شہادت اور ان کا قلع قمع

سوال نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ (النساء: ۱۷۱ اور مائدہ: ۷۷)

”اے کتاب والو! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔“

ان آیتوں میں غلو کی نمی ہے۔

جواب: ان آیات میں نما و خطاب یہود اور نصاریٰ دونوں کو ہے چنانچہ قاضی بیضاوی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

(يَا أَهْلَ الْكِتَابِ.....) الخطاب للفريقين غلت اليهود في حط

عيسى عليه الصلوة والسلام حتى رموه بانه ولد من غير رشدة

والنصارى في رفعه حتى اتخذوه الهيا

(تفسیر انوار الشریح و اسرار التاویل صفحہ ۱۰۶ مصر)

”یعنی يَا أَهْلَ الْكِتَابِ..... الخ والا خطاب یہود نصاریٰ دونوں کو ہے یہود کا غلو تو یہ ہے کہ وہ

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہوئے ان کو ولد الزنا کہتے اور مانتے

ہیں (نحوذ باللہ) اور نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ انہیں معبود مقرر کرتے ہیں۔“

ونحوہ فی صفحہ ۱۲۲، تفسیر ابوسعود جلد ۳، صفحہ ۲۳۲۔ تفسیر مفتاح الغیب جلد ۳، صفحہ ۶۳۵۔ تفسیر مدارک

جلد ۱ صفحہ ۳۱۹۔ تفسیر خازن جلد ۱۔ صفحہ ۴۷۷، ۴۱۹۔ تفسیر روح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۸۲۔ تفسیر جلالین

صفحہ ۱۰۵ تفسیر صاوی جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۹، ۲۲۶۔ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۷۹، ۲ جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱۔

لفظ غلو زیادتی اور کی دونوں میں مستعمل ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے:-

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط او التفريط تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ ونحوہ

فی تفسیر ابی السعود علی هامش الكبير جلد ۳ صفحہ ۵۰۲

ان دونوں چیزوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد ان آیات کا مطلب یہ ہوا۔ اے یہودیو! نبی اللہ کی

توہین تنقیص کر کے غلو نہ کرو اور اے نصرانیو! نبی اللہ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا،

یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو اور یہی تو اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی اللہ کی توہین و کمی کر کے غلو کرتا بھی

منوع ہے جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں اسکی زیادتی والا غلو ممنوع ہے کہ نبی اللہ کو اللہ کہا جائے یا اللہ تعالیٰ کا جز یا شریک کہا جائے (نَعُوذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی) بس یہی غلو ممنوع ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا شریک یا خدا کا جز یا بیٹا کہا جائے یا اتحاد و حلول کا قول کیا جائے۔ تَعَالٰی اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ۔ اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو و مبالغہ کیا جائے وہ درحقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ، بلکہ وہ جائز ہے اور ہم اس کے مامور ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ اسمعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے کہ:-

”مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو تم وہی محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول۔“

جواب نمبر ۱: صاحب تقویۃ الایمان نے مسئلہ امکان (وقوع) کذب باری تعالیٰ والے اپنے غلط عقیدہ کو سامنے رکھ کر دورغ گوئی سے کام لیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب المفاخرۃ میں یہ حدیث موجود نہیں اگر کسی میں ہمت ہے تو اس میں دکھا دے۔

جواب نمبر ۲۔ بر تقدیر ثبوت حدیث مذکور ہم مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن عبد اللہ ہیں، رسول اللہ ہیں عبد اللہ ہیں، حضور اللہ نہیں اللہ کا جز و شریک و حصہ نہیں اور جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم اس سے انہیں نہیں بڑھاتے اگر اس مرتبہ سے بڑھاتے تو حضور کو خدا کہتے باقی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم سب مل کے اس کے احاطہ اور اراک اور شمار اور بیان سے عاجز ہیں حضور سے الوہیت کی نفی کرتے ہوئے جتنا مبالغہ اور غلو سے حضور کی تعریف کریں ان کو ان کے موہو بہ مرتبہ سے بڑھانا تو درکنار کا حقہ، موہو بہ مرتبہ کا بیان بھی نہ ہو سکے گا (۱)۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْنُوْا (بے شک ہم نے آپ کو ہر خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔ ترجمہ تھانوی صاحب) فرما کر جتنی چیزیں حضور کو عطا کر دیئے کی خبر دی ہے ان کو شمار کر دے۔

سوال نمبر ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء و تعریف و تعظیم میں مبالغہ ناجائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَا تَطْرُوْنِیْ کَمَا اطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنِ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ (2) ”مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا سوائے اس کے نہیں کہ

1۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث اور اقوال آنحضرت سے گزرا ہے۔

2۔ سنن طبرانی (قیل فیہ تامل ۱۲ امرات) مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۷ باب المفاخرۃ شمائل ترمذی صفحہ ۲۳ بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۹۔ ۱۲ فیضی

میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔"

اس شبہ کے متعدد جوابات ہیں، بعض الزامی اور بعض تحقیقی ہیں۔ قدر

جواب نمبر ۱۔ جب اللہ تعالیٰ کے لارسی کلام قرآن شریف میں یہ حکم خداوندی آپکا وَتَعْمُرُوا دُورًا وَتُؤْتُوا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو) علاوہ ازیں اور بہت سی آیات اس موضوع پر پیش ہوئیں اور ہمارا اصل مدعا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے، احادیث و آثار و اقوال نہ تو بطور شواہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح ثابت ہو جائے تو نہایت کارہ ہے کہ وہ غلطی دلیل ہے، مفید گمان ہے، مفید علم نہیں، اس سے عقائد قطعیہ ضرور یہ کا ثابت کرنا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ ہمارا مسئلہ کہ مبالغہ سے حضور کی تعظیم و توقیر ہو، صاف قرآن شریف سے ثابت ہے، ہمارے مولیٰ حاکم مطلق کا ضروری حکم ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اس حدیث کی سند میں (بروایت حمیدی (بخاری جلد ۱، صفحہ ۴۹۰، بروایت احمد بن منیع وسید بن عبدالرحمن مخزومی، شمائل صفحہ ۲۲) سفیان بن عیینہ ہے۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ تبدیل ہو گیا تھا۔ (تقریب جلد ۱، صفحہ ۳۱۲) تو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حدیث انہوں نے آخر عمر سے قبل بیان کی ہے احتجاج موقوف ہے۔

جواب نمبر ۳۔ نیز سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مدلس ہے (کوثر النبی صفحہ ۳۰، تقریب جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) ابن حزم (۱) نے کہا کہ ہم سفیان بن عیینہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ سفیان نے کہا عن الزہری، سائل نے کہا کیا تجھ سے زہری نے بیان کیا؟ سفیان خاموش ہو گئے۔ پھر کہا قال الزہری۔ تو اس سے کہا گیا کیا تو نے یہ روایت زہری سے سنی تو سفیان نے جواب دیا کہ نہ میں نے زہری سے اور نہ اُس سے جس نے زہری سے سنا۔ (کوثر النبی صفحہ ۳۰) خیال رہے کہ اس حدیث کو بھی سفیان زہری سے روایت کر رہے ہیں۔ اور تدلیس اتنا سخت عیب ہے کہ شعبہ نے فرمایا کہ تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے اور فرمایا کہ مجھے تدلیس زنا سے زیادہ مبغوض ہے، سلیمان نے فرمایا کہ مدلس اور مفتری، کذاب کا ایک ساتھ حشر ہوگا۔

المدلس مجروح مردود: الروایة مطلقاً عند قوم

(کوثر النبی صفحہ ۳۰)

"محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک مدلس مجروح ہے مطلقاً اس کی روایت مردود ہے۔"

۱۔ اگر یہ ابن حزم غابری متونی ۳۵۶ھ ہے تو پھر سفیان متونی ۱۹۸ھ کا ہم زمان ہونا محل نظر ہے۔ اگر کوئی اور ہے مثلاً ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم متونی ۱۲۰ھ تو فلائشکال ۱۲۔ فیضی۔

جواب نمبر ۴۔ نیز اس حدیث کی سند میں (فی رویہ عبدالعزیز بن عبداللہ بخاری صفحہ ۱۰۰۹) ابراہیم بن سعد ہے جس میں کلام کی گئی ہے (تقریب جلد ۱۔ صفحہ ۳۵) امام محدث یحییٰ بن سعید کے نزدیک یہ ضعیف ہے (ہدی الساری لابن حجر جلد ۲، صفحہ ۱۱۳)

جواب نمبر ۵۔ یہ حدیث متعین ہے۔ امام مسلم کے نزدیک ہم عصر ہونا شرط ہے۔ امام بخاری و علی بن مدینی کے نزدیک ہم عصر ہونے کے ساتھ ملاقات بھی شرط ہے۔ حضرت ابو مظفر سمرقانی کے نزدیک تو طول محبت شرط ہے۔ ابو عمرو دوانی نے کہا اس کا معروف الروایہ ہونا واجب و ضروری ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک تو جب تک اتصال بیان نہ ہو حدیث منقطع ہے۔

(کوثر النبی صفحہ ۶۳ نووی شرح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱)

إذا امکن التلاقی ولم یثبت فانہ لا یغلب علی الظن الاتصال
فلا یجوز الحمل علی الاتصال ولیصیر کالمجهول فان روايته
مردودة لا للقطع بکذبه او ضعفه بل للشک فی حاله (نووی شرح
مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱) وذهب بعض اهل العلم انه لا یحتج بالمعین
مطلقاً لاحتمال الانقطاع۔ (نووی جلد ۱، صفحہ ۲۱)

ہمارے امام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو صحت حدیث کی شرائط سے یہ شرط بھی ہے کہ محدث کے منہ سے سنے، پھر اُسے یاد کر لے یا پھر بیان کرے اور نہ نہیں۔

عن ابی حنیفۃ انه قال لا یحل للرجل ان یروی الحدیث الا اذا
سمعه من فم المحدث فیحفظہ ثم یحدث بہ“ اخرجه الحاكم
النیشابوری فی المدخل صفحہ ۱۵۔

معرض جب تک مذکورہ چیزیں نہ بیان کرے اس وقت تک اس کا استدلال تمام نہیں۔ اگر کوئی کہے یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور اس کی سب حدیثیں صحیح قابل احتجاج و استدلال ہیں اور صحیح بخاری صحیح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ دعویٰ نہ آیت قرآنی سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث بوی سے، نہ اجماع امت سے۔ اگر ان سے ثابت ہے تو هل من مبارز۔ بخاری پرستوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دعویٰ کرنے والے بعض محدثین غیر معصوم انسان ہیں اور صحیح بخاری کی بعض احادیث پر جرح طعن کرنے والے اور اس کے راویوں کو مجروح کہنے والے بھی ائمہ حدیث ہی ہیں جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہ فقیر کی تقلید والی کتاب دیکھے دماغ ٹھکانے لگ جائے گا۔

مذکورہ بالا جرح نقل کرنے کے بعد کہتا ہوں: آما بكل ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم۔ اس جواب کا اکثر حصہ معترضین کے ذوق کے مطابق ہے۔ ”طابق النعل بالنعل“ تا کہ ان حضرات کو پتہ چلے کہ ”جیسی کرنی ویسی بھرنی“ وہ لوگ بغض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آ کر شان و مناقب و فضائل سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کو بلا تحقیق بیک جنبش قلم، موضوع و ضعیف گردانتے ہیں اور فضائل میں وارد ہونے والی مستند ضعیفوں کو موضوع پکاراٹھتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کا نئے، نقص کا جو یاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی جواب نمبر ۶۔ اگر اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو معترض نے پیش کیا تو اتنے صحابہ کرام اور آئمہ عظام جنہوں نے فرمایا کہ کماھذا حضور کی تعریف نہیں ہو سکتی، آپ کی تعریف میں مبالغہ کرو، جتنا مبالغہ اور غلو سے کر دے، وہ کم ہے۔ کیا یہ حضرات اس حدیث سے بے خبر تھے

جواب نمبر ۷:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو انصافاً فرمایا۔ خصوصاً آخری جملہ (یعنی جلد ۱۶ صفحہ ۷۳) شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۷۶، نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۹۸)

شامل میں اس کا ترجمہ الباب بین شاہد ہے اگرچہ ہر کمال غیر متاہی بمعنی لانتقف عند حد و الا عبده ورسولہ میں ہے۔ فافہم

جواب نمبر ۸۔ اس حدیث میں مطلقاً مبالغہ اور اطراء کی کمی نہیں بلکہ ایسے مبالغہ کی کمی ہے جو نصاریٰ کے مبالغہ کی طرح ہو یعنی عبد اللہ کو یعنی اللہ یا ابن اللہ یا اللہ تعالیٰ کا تیسرا جزو وغیرہ کہنا جو عبد کی عبدیت کا انکار کر کے اس کو معبود کہنا اور بھگتا ہے۔ مخلوق کو خالق، حادث کو قدیم، ممکن کو واجب کہنا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور اہل سنت و جماعت علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق نہیں، معبود نہیں، اللہ نہیں، اللہ کا جز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد مقرب اور اس کے پیارے رسول و محبوب ہیں اور آپ کے لئے ہر وصف کمال جو ممکن ہے وہ ثابت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس عبدیت کا اقرار کرتے ہوئے اور آپ سے الوہیت کا انقضاء کرتے ہوئے آپ کی جتنی تعریف کرو، تعظیم میں غلو کرو، ثناء میں بزم خود جتنا تجاؤز کرو، مبالغہ کرو، وہ درحقیقت مبالغہ نہ ہوگا، تجاؤز عن الحمد نہ ہوگا، ایسی مدح کے بعد بھی مقام رسولی اس سے بے شمار مراتب و راء الوزی ہے۔

شیخ الحدیث سید احمقین شاہ محمد عبد الحق محدث محقق مدقق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:۔

واطراء و مبالغہ بمرح آں حضرت راہ ندارد و ہر وصف کمال کہ اثبات کنند و بہر کمالے کہ مدح گویند

از رتبہ او قاصر است الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نیاید۔ بیت

مخوال او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دین
دگر ہر وصف کش می خوای اندر مدحش انشا کن

و بحقیقت پیچ کیے جز خدا حقیقت اور انداند و ثنائے او نتواند گفت زیرا کہ اورا
چنانچہ اوست پیچ کس جز خدا کشناسد چنانکہ خدا را چون او کس شناخت صلی اللہ
علیہ وسلم (صحیح المصنعات جلد ۴، صفحہ ۹۳-۹۴)

” اطراء اور مبالغہ کو حضور کی تعریف میں راستہ نہیں ملتا، حضور کے لئے جو وصف کمال ثابت کریں اور
جس کمال سے آپ کی تعریف کریں، آپ کے رتبہ سے قاصر ہے مگر صفت الوہیت وہ نامناسب ہے۔
” امر شرعی و حفاظت دین کے سبب آپ کو خدا نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو وصف تو چاہے آپ کی تعریف
میں بیان کرنا“

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور نہ کوئی حضور کی تعریف کر سکتا ہے اس
لئے کہ حضور کو جیسے کہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا، جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ
پہچانتا۔“

اسی حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:-

(لا تظرونی کما اطرت النصارى ابن مریم) ای مثل اطرانہم ایاء
مفہومہ ان اطراء ہ من غیر جنس اطرانہم جائز ولله در صاحب
البردة حیث قال

دع ما ادعتہ النصارى فی نبیہم واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم
فانما انا عبدہ) ای الخاص فی مقام الاختصاص وهو فی
الحقیقة افضل مدح عند الفاضل الکامل

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴، صفحہ ۶۵۶-۶۵۷)

” اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ
السلام کو بڑھایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایسا بڑھانا جو نصاریٰ کے بڑھانے کی
جنس سے نہ ہو تو وہ بڑھانا جائز ہے اللہ تعالیٰ جزا دے صاحب قصیدہ بردہ کو کیا خوب فرمایا:
” صرف وہ بات نہ کہنا جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہی، اس کے علاوہ جو چاہے آپ

کی تعریف میں بیان کر اور مخالف سے بھڑکے۔

سوائے اس کے نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا مقام اختصاص میں خاص بندہ ہوں حقیقت میں
فاضل کمال کے نزدیک یہ بہترین مدح ہے۔

نیز علامہ علی قاری حنفی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

وفيه اشعار بان ماعدا نعت الالهية ووصف الربوبية يعجز ان
يطلق عليه صلى الله عليه وسلم والى هذه الزبدة اشار صاحب
البردة بقوله

دع ما ادعته النصارى في نبيهم واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم
هذا وقوله انما انا (1) عبد الله لقصر القلب اى لست شيئا مما
قالت النصارى او القصر فيه اضافى فلا ينافى ان له او صافا من
الكمال غير العبودية والرسالة منها انه سيد ولد آدم والله تعالى
اعلم وما احسن قول ابن الفارض -

ارى كل مدح فى النبي مقصرا وان بالغ المثنى عليه واكثر
اذا لله اثنى بالذى هو اهله عليه فما مقدار ما يمدح الورى
ولقد احسن من قال من ارباب الحال ما ان مدحت محمدا بمدىحتى

بل قد مدحت مدىحتى بمحمدا

قول ويكفى فى مدحه صلى الله عليه وسلم اجمالا انه محمد
يحمده الاولون والآخرين وانه احمد من حمد واحمد من حمد
وله المقام المحمود واللواء المملود والحوض المورود
والشفاعة العظمى فى يوم مشهود و آدم ومن دونه تحت لواته فلا
يستغنى احد عن حمده وثانته ثم هذا الحديث من باب تواضعه
حيث اقتصر امره على مجرد الرسالة والعبودية نظرا الى كمال
نعوت ربه من الالهية والربوبية فهو ليس من قبيل التنزل عن
هو دونه بل من باب تعظيم من فوقه.

(جمع الوسائل لعلي القارى جلد ۲، صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

۱۔ مشتمل شرح اشعار للبردة جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۔ ۱۳۰

”اور اس حدیث میں اس بات کی طرف آگاہ کرتا ہے کہ نعت الوہیت اور وصف ربوبیت کے علاوہ ہر مدحیہ اطرائیہ چیز کا اطلاق حضور پر جائز ہے اور اسی چیدہ برگزیدہ خلاصہ کی طرف صاحب قصیدہ بردہ نے اپنے اس شعر مدح ماہدعتلخ میں اشارہ کیا ہے، اس کو خوب یاد رکھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول انما انا عبد اللہ قصر قلب کے لئے ہے یعنی نصاریٰ نے جو کچھ کہا ان سے میں کچھ نہیں (نہ اللہ نہ ابن اللہ نہ ثالث ثلاثہ) یا اس میں قصر اضافی ہے تو یہ اس بات کے منافی نہیں کہ حضور کے لئے عبودیت اور رسالت کے علاوہ اور اوصاف کمال ثابت ہیں جیسے ان سے یہ کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ابن الفارض نے کیا اچھا کہا۔

میں ہر مدح کو حضور ﷺ کے حق میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تعریف کی ہے جس کے حضور ﷺ اہل تھے۔ تو اب مخلوق کی تعریف کس قطار و شمار میں اور ارباب حال سے جس نے یہ کہا اس نے بھی اچھا کہا میں اپنے مدحیہ کلمات سے حضور کی تعریف نہیں کرتا بلکہ حضور کے نام نامی اسم گرامی سے اپنے کلمات کی مدح کرتا ہوں، میں کہتا ہوں اے اللہ حضور کی مدح میں اتنا کافی ہے کہ آپ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اگلے اور پچھلے آپ ہی مدح کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آپ حمد سے احمد ہیں ہر حمد کرنے والے کی نسبت اور آپ احمد ہیں ہر حمد کئے ہوئے کی نسبت حضور کے لئے ہی مقام محمود ہے اور حمد کا جھنڈا ہے اور قیامت میں حوض کوثر اور شفاعت عظمیٰ آپ کے لئے ہے، حضرت آدم اور غیر آدم سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے کوئی آپ کی تعریف سے مستغنی نہ ہوگا پھر یہ حدیث باب تواضع سے ہے اس حیثیت سے کہ حضور نے اپنے معاملہ کو محض رسالت اور عبودیت پر بند کیا، اپنے رب کے کمال نعت الوہیت اور ربوبیت کی طرف نظر کرتے ہوئے یہ اپنے سے نیچے سے تنزل کے قبیل سے نہیں بلکہ اپنے سے اوپر والے کی تعظیم کے باب سے ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابن التین معنى قوله لا تطرونى لاتمدحونى كمدح
النصارى حتى غلا بعضهم فى عيسى فجعله الها مع الله و
بعضهم ادعى انه هو الله وبعضهم ابن الله.

(فتح الباری جلد ۱، صفحہ ۱۲۴)

”ابن تین نے فرمایا لا تطرونی کا معنی یہ ہے کہ میری مدح نصاریٰ کی مدح کی طرح نہ کرنا، بعض نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ غلو کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی خدا مانا اور بعض نے کہا کہ وہی اللہ ہیں اور بعض نے کہا ابن اللہ ہیں۔“

ان کے گھر کی گواہی

قوله لا تطرونی كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم الخ
فالحديث لم يشدد فيه تشديد القرآن وعد قولهم من باب
الاطراء فقط لامكان التاويل فيه بادعاء وحدة الوجود اوغيره
(فائدة) واعلم انه لا حرج في وحدة الوجود فيمكن ان يكون
كذلك (فيض الباري للكشميري الديوبندي جلد ۳، صفحہ ۳۲) (۱)

قال الامام البوصيري دع ما ادعته النصارى..... الى..... ناطق بفهم
والاطراء الذي نهى عنه صلى الله عليه وسلم هو ان
يدعوا للوهية فيه كما ادعاها النصارى في المسيح عليه السلام
ولذلك قال صلى الله عليه وسلم لا تطرونی كما اطرت
النصارى ابن مريم عيسى ولم يوجد احد ادعى فيه الالوهية
صلى الله عليه وسلم مع كمال فضائله وكثرة معجزاته الى الغاية
التي لم توجد في احد من خلق الله تعالى حماية من الله له

(جواہر الہما شریف جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ من جواہر الزرقانی)

”حضور کا قول لا تطرونی اٹح حدیث میں قرآن جیسی تشدید (تختی) نہیں اور ان کے قول کو
صرف باب اطراء سے شمار کیا کیونکہ اس میں تاویل ممکن ہے وحدۃ الوجود وغیرہ کا دعویٰ
کرے۔“

فائدہ۔ یقین کر کہ وحدۃ الوجود (کے قول کرنے) میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ممکن ہے کہ ایسے ہو۔

امام بوصیری نے فرمایا۔

دع ما ادعته اٹح اور وہ اطراء (مبالغہ) جس سے حضور نے روکا وہ یہ ہے کہ حضور میں الوہیت کا

۱۔ جو دیکھیں اتنے کمالوں پر تیری جگہائی رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار

(تعماد کا صفحہ ۶ تا نو تو ہی ۱۳)۔

دعویٰ کرے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام میں کیا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بڑھایا اور ایسا کوئی نہ پایا گیا کہ حضور کے کمال فضائل اور اتنے معجزات کثیرہ جو مخلوق سے کسی میں نہ پائے گئے، کے باوجود جس نے حضور ﷺ کو خدا کہا ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت ہے، تائید ایزدی ہے۔“

لطیفہ

جب یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تعریف میں غلو درحقیقت یہ ہے کہ حضور کے لئے صفت الوہیت ثابت کی جائے اور صرف یہی غلو ممنوع ہے، اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و تعظیم میں جتنا مبالغہ ہو، جتنا غلو ہو، وہ غلو و مبالغہ بالجملہ خدا جل جلالہ، و فرمان سید الانبیاء و بارشادات صحابہ و ائمہ و اولیاء و علماء موجب قرب خداوندی ہے اور باعث برکت و سبب ثواب ہے، ایسا غلو اگرچہ کتنا ہی سخت ہو، وہ درحقیقت غلو نہیں بلکہ صورتہ غلو ہے اور حقیقتہً قصور ہے مقام سید عالم کا کروڑوں حصہ بھی نہیں، باوجود اتنی وضاحت اور صراحت کے پھر بھی دشمنان نبوت و گستاخان بارگاہ رسالت عاشقان نبوت و مداحان رسالت کے حق میں غالی کا لفظ استعمال کرتے ہیں چلو اب ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے اللہ ہمیں غالی کہا جاتا ہے بظہیر سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حقیقتہً اپنے ہاں غالی کر اور ہم جب مریں تو تیرے نزدیک غالی ہوں اور اٹھیں تو بھی غالی ہوں۔ اس معنی سے غالی ہوں، جس معنی سے حضور نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا۔ سنیے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا:-

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد یہاں تھا جس کا نام زاہر تھا دیہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ہدایا، تحفے، نذریں پیش کیا کرتا تھا اور جب وہ شخص واپس جانے کا ارادہ کرتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو شہری اشیاء و سامان عطا فرماتے تھے، حضور نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے چارہواں حالان کہ وہ حضرت زاہر مظاہر حسین نہ تھے۔ ایک دن وہی زاہر اپنا سامان بیچ رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے پیچھے سے اس سے معانقہ کیا اور اس کی آنکھوں پہ ید النبی (۱) ہاتھ رکھ دیئے وہ دیکھ نہ سکا کہ کون ہیں تو وہ کہنے لگا کون ہے مجھے چھوڑ دے۔ (کون سے مجھے چھوڑ دے) جب اس زاہر نے توجہ کی تو آڑ گیا کہ محبوب رب کی ذات بابرکات ہے۔ جب اسے

۱۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں (جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب قمبر مظہری کے مرشد ہیں) نے مولانا علی اکرم رحمہ تعالیٰ وجہ اکبریم کے حعلق کہا: ”زنگھٹ ید النبی امیر المؤمنین حیدر“ (مکتوبات صفحہ ۷۸-۷۹) بعضی غفرلہ

مطلوب ہوا کہ حضور ہیں تو (تحرک و لذت حاصل کرنے کی غرض سے) اپنی پینٹ حضور کے سینے، وحی کے سمجھنے سے جدا نہ کرے تو حضور نے اس کی نیلامی شروع کر دی حضور نے فرمایا اس غلام کو کون خرید کرنا ہے؟ تو زاہر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر آپ نے مجھے بچا تو اللہ کی قسم مجھے کم قیمت (کھوٹا) پاؤ گے (بوجہ حسین صورت نہ ہونے کے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس پیارے سے فرمایا کہ تو عند اللہ کم قیمت نہیں بلکہ تو عند اللہ عالی (۱) (بھاری قیمت والا) ہے۔ (شامل ترمذی صفحہ ۱۷)

مسلمانو! سنیو، دعا کرو کہ اس زاہر پیارے کے صدقے میں ہم بھی عند اللہ عالی ہوں۔ اب دشمن سید عالم لاکھ مرتبہ ہمیں کہے کوئی حرج نہیں۔

اے سنیو! حضور کی تعریف و تعظیم میں غلو و مبالغہ کرو کیونکہ یہی اللہ عز و جل کا حکم ہے اور پیچھے گزرا کہ کل غلو فی حقہ تقصیر، ہر غلو حضور کی شان میں تقصیر ہے، جتنا غلو کرو تھوڑا ہے، ہم محبوب رب کے حق میں غلو کریں گے تو عند اللہ عالی ہوں گے۔

باب دوم

میرے آقا و مولیٰ نبی کریم رؤف و رحیم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ

کے بعض خصائص و فضائل

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو علماء اہل سنت نے آٹھ قسموں میں تقسیم کیا۔ اور اُن کی تفصیل یہ ہے:-

- (۱)۔ وہ خصائص جو دنیا میں حضور ﷺ کی ذات میں موجود تھے۔
- (۲) وہ خصائص جو دار دنیا میں حضور ﷺ کی شریعت اور اُمت میں ہیں۔
- (۳) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔
- (۴) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی اُمت کے ساتھ خاص ہیں۔
- (۵) جو اوجہات حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، بعض میں دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں۔
- (۶) حضور ﷺ کی بکریم و تعظیم کے لئے جو چیزیں خاص حضور ﷺ پر حرام ہیں۔
- (۷) جو مباحات حضور سے خاص ہیں۔
- (۸) جن کرامات و فضائل سے حضور مختص ہیں۔

یہ تقسیم اور جو خصائص کشف الغمہ سے نقل ہوں گے، عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۳۳ میں سیدنا و شہیدنا شیخ مشائخنا خاتم الخطا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے منقول ہیں، فقیران آٹھ قسم کے خصائص میں سے بعض خصائص کا ذکر کرے گا، مولیٰ کریم توفیق عطا فرمائے۔

فائدہ ۵۔ خیال رہے کہ امام سیوطی اور امام شعرانی رحمہما اللہ ہر دو فریق یعنی علماء اہل سنت اور فریق مخالف (جو دن رات بے عیب حضور کی طرف نقص و عیب کو منسوب کرتے ہیں) کے نزدیک مسلم پیشوا مقتداء و امام ہیں، مزید اطمینان کے لئے فریق مخالف کے مسلم پیشوا یعنی محمد انور کشمیری دیوبندی کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو:-

نقل عن السيوطي رحمه الله تعالى انه راه صلى الله عليه وسلم
الثنين و عشرين مرة و سألته عن احاديث لم صححها بعد
تصحيحه صلى الله عليه وسلم الخ (فيض الباري جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

”امام سیوطی سے نقل کیا گیا کہ آپ س نے بائیس مرتبہ جاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور ﷺ سے بہت سی حدیثوں کے متعلق پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی حدیث ہے یا نہیں؟ حضور کے صحیح فرمانے کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کی صحیح کی۔“

یہ کشمیری صاحب کا وہم ہے یا قوت حافظہ کا زور ہے کہ ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا حالانکہ امام سیوطی نے بوقت ضرورت جب اس نعتِ عظمیٰ کا اظہار کیا تو ۷۵ مرتبہ دیکھنے کی بات کی، خدا جانے اس اظہار کے بعد کتنی مرتبہ کرم ہوا۔“

ملاحظہ ہو عارفِ صدیقی قطبِ ربانی امامِ شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المیزان جلد ۱، صفحہ ۳۱ پر رقم طراز ہیں:

رایت ورقة بعخط الشيخ جلال الدين السيوطي عند احد اصحابه وهو الشيخ عبدالقادر الشاذلي مراسلة لشخص سألته في شفاعته عند السلطان قايتباي رحمه الله تعالى اعلم يا اخي انني قد اجتمعت برسول الله صلى الله عليه وسلم الى وقتي هذا خمس وسبعين مرة يقظة ومشافهة ولول اخوفي من احتجابه صلى الله عليه وسلم عنى بسبب دخولي للولاة لطلعت القلعة وشفعت فيك عند السلطان واني رجل من خدام حديثه صلى الله عليه وسلم واحتاج اليه في تصحيح الاحاديث التي ضعفها المحدثون من طريقهم ولا شك ان نفع ذلك ارجح من نفعك.

”امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے خط کا ایک ورقہ ان کے اصحاب میں سے ایک صاحب یعنی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا جو مراسلہ تھا اس شخص کے لئے جس نے آپ سے بادشاہ قايتباي کے پاس سفارش کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا) جان لے اے بھائی کہ اس وقت تک میں ۷۵ مرتبہ عالم بیداری میں بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہوا ہوں۔ اگر حاکموں کے پاس جانے کی وجہ سے حضور ﷺ کی زیارت کی محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں خدامِ حدیث سے ایک مرد ہوں۔ ان

احادیث کی تصحیح کے بارے میں میں حضور کا محتاج ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقہ میں
ضعیف کر دیا اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

نیز علامہ نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی عبارت اپنی کتاب ”سعات دارین“ کے صفحہ ۳۳۸ پر نقل کی
ہے۔ اب امام شعرانی کے متعلق کشمیری صاحب کی گواہی سنئے:-

والشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایضاً کتب انہ راہ صلی اللہ علیہ
وسلم وقرآء علیہ البخاری فی ثمانیۃ رفقة معہ ثم سماہم وکان
واحد منهم حنفیا وکتب الدعاء الذی قرأ عند ختمہ

(فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

”امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ میں نے حضور کو عالم بیداری میں دیکھا
اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ حضور پر ساری بخاری شریف پڑھی، ایک ساتھی حنفی تھا اور امام
شعرانی نے وہ دعا بھی لکھی ہے جو حضور نے بخاری شریف کے ختم کے وقت پڑھی۔“

اب اس گواہی سے فریق مخالف کو مزید اطمینان ہو گیا ہو گا کہ جن دو اماموں کا نام اولاً آیا وہ کیسے
جلیل القدر ہیں:-

خصوصیت نمبر ۱

۱۔ سب نبیوں سے (حتیٰ کہ حضرت آدم سے بلکہ سب مخلوق سے) پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ (کشف الغمہ لامام شعرانی جلد ۲، صفحہ ۲۳ مطبوعہ معرئیم الریاض جلد ۲، صفحہ
۳۸۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳۔ مرقات جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۹)

۲۔ حضور باعتبار حقیقت کے اول انبیاء ہیں۔ کشف الغمہ شعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوة
جلد ۲ صفحہ ۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ ۱۱۴، مدارج النبوة شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جلد ۲
صفحہ ۲، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳، صحائف السلوک صفحہ ۲۹ صفحہ ۷۰ لقطب
الاقطاب و غوث الانوار ناصر الحق والدین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، نسیم الریاض
جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵، ناقلا عن الکلمات الالہیۃ فی الصفات
المحمدیۃ للشیخ عبدالکَریم الجبلی۔ اجماع اللغات جلد ۳ صفحہ ۷۴، شیخ المحقق
علی الاطلاق محمد عبدالحق محدث الدہلوی الحنفی رضی اللہ عنہ۔ جواہر البحار
جلد ۳ صفحہ ۲۷۷، ناقلا عن الشیخ عبداللہ الرومی التونی ۱۰۵۴ھ۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۷۴۹

موہب لدنیہ نقلہ اثر القانی فی شرحہ جلد ۱ صفحہ ۲۷، مدارج النبوة جلد ۲، صفحہ ۶۰۹-۶۱۰۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ عن عبد القادر الجوزی التتوی ۱۳۰۰ھ، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، تفسیر عزیز ی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۲۵-۲۲۶۔ امیر ابن الحاج، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ از جمیلی جلد ۱ صفحہ ۳۶۳۔ ازبکی، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۔

حضور جسما بھی اول، جواہر البحار منقول از شیخ اکبر جلد ۱ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹ ناقلا عن الموہب نبوت حقیقیہ اولاً و صفحہ ۱۰۔ حضور اول خلقا اولت بالا حدیث۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۳۔ از نابلسی، اولت پر احادیث صحیحہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۰۷۔ حضور اول آخر ظاہر باطن اور اس پر دلائل از خفاجی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۶۔

(نوٹ:- ضرورت تو نہیں کہ ایسے معتمدین ائمہ کے حوالہ کے بعد مزید تائیدیں نقل کی جائیں لیکن قوم نذر ہو چکی ہے۔ لہذا حتی الوسع ہر خصوصیت و فضیلت کے بعد قرآن و حدیث اور مزید حوالہ جات ائمہ اہل سنت سے مزین کرنا جاؤں گا اور کہیں کہیں اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے پیشواؤں سے بھی نقل پیش کروں گا۔) (وماتو فیقی الا باللہ تعالیٰ)

حضور کے اول مخلوق ہونے پہ پہلی قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا مولیٰ کریم ارشاد فرماتا ہے:-

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱﴾ (الحدید)

”وہی (اللہ و رسول) اول و ہی آخر و ہی ظاہر و ہی باطن و ہی اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔“

شیخ الحدیث امام المحققین برکت رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ ارشاد

فرماتے ہیں:-

اِس کلمات اعجاز سات ہم مشتکل بر حمد و ثنائے الہی ست تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب

مجید خطبہ کبریائی خود بدال خواندہ وہم محضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی

ست صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۲)

یہ کلمات اعجاز کی نامت و اول یعنی پانچ صفتیں (۱) اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن

(۵) اور ہر چیز کو جاننا، حمد و تعریف خدا پر بھی مشتکل ہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی

کبریائی کا خطبہ انہی کلمات سے پڑھا اور نیز یہ کلمات اور پانچ صفات حضور کی نعت و تعریف بھی ہیں۔

یعنی حضور سب سے اول ہیں باعتبار پیدائش کے، اور سب نبیوں سے آخر باعتبار تشریف آوری

کے اور حضور ﷺ کے انوار ظاہر ہیں اس طرح کہ تمام کو گھیرے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کے انوار نے تمام جہان کو روشن کر دیا۔ کوئی ظہور حضور ﷺ کے ظہور کی مثل نہیں اور کوئی نور حضور ﷺ کے نور کی مثل نہیں اور باطن (پوشیدہ) ہیں حضور کے اسرار کہ کسی کو حضور کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی اور تمامی حضور ﷺ کے کمال و جلال کے نظارہ میں حیران و خیرہ رہ گئے اور حضور ﷺ ہر چیز جاننے والے ہیں، ذات الہی کی شانیں اور صفات حق کے احکام اور اسماء افعال و آثار کے جاننے والے ہیں اور تمامی علوم ظاہر و باطن اول آخرب کا حضور ﷺ نے احاطہ کر لیا، سب کو گھیر لیا۔ (مدارج جلد ۱، صفحہ ۲)

قال الامام عبدالقادر الجزائری، هو (صلى الله عليه وسلم)

الانسان الازلى وهو الاوّل والاخر والظاهر والباطن وهو بكل

شىء عليم كما ان الحق تعالى له هذه الصفات

(جواہر النجاء جلد ۳، صفحہ ۲۶۰)

عارف باللہ، حاضر بارگاہ رسول اللہ علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین امام العلماء المحققین والاولیاء الکاشفین سید شیخ اکبر محمد الدین ابن العربی المتوفی ۷۳۸ھ کی کتاب مستطاب فتوحات مکیرہ کے دسویں باب صفحہ ۱۷۳ سے نقل:-

فهو صلى الله عليه وسلم الاوّل والاخر والظاهر والباطن وهو

بكل شىء عليم فانه قال اوتيت جوامع الكلم وقال عن ربه

ضرب بيده بين كفى فوجدت برد انامله بين ثدى فعلمت علم

الاوّلين والاخرين فحصل له التخلق والنسب الالهى من قوله

تعالى عن نفسه هو الاوّل والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شىء

عليم (جواہر النجاء شریف جلد ۱، صفحہ ۱۱۳)

”حضور ﷺ اول ہیں اور آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور باطن ہیں اور حضور ﷺ ہر چیز کے

جاننے والے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں جامع کلمات دیا گیا اور حضور ﷺ نے اپنے رب

سے یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قدرت والا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا تو

میں نے اس کے قدرتی پوروں لی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو میں نے اولین اور

آخرین کے علم کو جان لیا تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے متعلق اور نسبت حاصل

ہو گئی کہ وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کے جاننے والا

ہے۔

اول آخر، ظاہر باطن کا اطلاق حضور پر۔ (نیم الریاض وشرح شفا لعلی القاری جلد ۳، صفحہ ۳۲۵، ۳۲۶)

ہم پس وہم پیش از عالم توئی سابق و آخر یک جا ہم توئی
(شیخ عطار منطق الطیر صفحہ ۲۰)

حضور کے اول مخلوق ہونے پر دوسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ
عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ ۗ وَآخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا عَلِيمًا ۗ لِيُسْئَلُ الصَّادِقِينَ عَنْ
صِدْقِهِمْ ۗ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (الاحزاب)

”اور اے محبوب یاد کر جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور
عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تاکہ بچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے
اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“
قرآن کا ترجمہ و تفسیر حضور کی حدیث سے:-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی قوله تعالیٰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ قال كنت اول
النبيين فی الخلق و آخرهم فی البعث (۱)۔ (رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوة
صفحہ ۱۱، ۱۲) ذکرہ السیوطی وقال اخرجه ابن ابی حاتم فی تفسیرہ

1. فی المقاصد ”کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث“ من حدیث سعید بن بشر ولہ شاہد
فی تاریخ البخاری وغیرہ وصححہ الحاکم بلفظ ”کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد“ والذی اشتهر
بلفظ کنت نبیا و آدم بین الماء والطين فلم نقف علیہ بهذا اللفظ فضلا عن زیادة و کنت نبیا ولا آدم ولا
ماء ولا طین وقد قال شیخنا (ای العسقلانی) ان الزیادة ضعیفة والذی قبلها قوی ”تذکرۃ الموضوعات
للعلامة محمد طاهر الفتی المتوفی ۵۹۸۶ صفحہ ۸۶ و کذا ذکرہ العلامة ملا علی القاری الحنفی
المجدد للامانة الحادی عشر (کما انار بہ مولانا عبدالحی اللمکھنوی فی فتاواہ) مرآة شرح مشکوٰۃ
جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۷ ذکر هذا الحدیث کنت نبیا و آدم بین الماء والطين۔ الشیخ المحقق علی الاطلاق
المحدث محمد عبدالحق المنہلوی الحنفی فی اشعة اللمعات جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ ذکرہ العارف
الجمالی قدس سرہ السامی۔“ شواہد النبوة صفحہ ۶۔ ۱۴ فیضی

وابونعیم فی الدلائل وزاد فی آخر فبدا به قبلهم۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۱، صفحہ ۳)

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان خداوندی وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ كِتَابًا فِيهِمْ السَّلَامُ سے پیدائش میں مقدم ہوں، اول ہوں اور مجبوت ہونے میں آخر ہوں۔ امام سیوطی نے اتنا اور ذکر کیا۔ پس اسی لئے رب کریم نے انبیاء سے پہلے حضور سے شروع کیا۔ (یعنی پہلے منک فرمایا) بعد میں وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ اِسْمًا فرمایا۔

جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۲ ناقلا عن الشفا۔ نسیم ریاض خفاجی حنفی معری جلد ۲، صفحہ ۳۲۳ وشرح شفا علی قاری حنفی علی ہامشہ جلد ۲، صفحہ ۳۳۳۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی جلد ۵، صفحہ ۳۶۷، شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۲۰۰۔ ۲۰۱، رواہ ابن ابی حاتم والدیلمی وابونعیم وغیرہم عن ابی ہریرة مرفوعا بلفظ کنت اول النبیین فی الخلق وآخرہم فی البعث زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۵، صفحہ ۲۳۲ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۷ نقلہ عن قتادة مرفوعا، نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ وشرح شفاء، القاری جلد ۱، صفحہ ۲۵۰۔ جواہر البحار ابونعیم جلد ۱، صفحہ ۶۸ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱۔ از خصائص الکبریٰ سیوطی۔

قاضی ثناء اللہ پانی تی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:-

وقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذکر تعظیما له واشعارا بما
اخبر عنه صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال کنت اول الناس فی
الخلق وآخرہم فی البعث رواہ سعد عن قتادة مرسلًا ورواہ
البغوی متصلًا عن قتاده عن الحسن عن ابی ہریرة وقال قال
قتادة وذلك قول اللہ عزوجل وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ
مِنْ نُوحٍ الْآیة فبدا به صلی اللہ علیہ وسلم قبلہم وروی ابن
سعد وابونعیم فی الحلیة عن مسرة الفجر بن سعد عن ابی
الجدعاء والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بلفظ کنت نبینا
وآدم بین الروح والجسد۔ (تفسیر مظہری جلد ۷، صفحہ ۳۱۰) قوله صلی

اللہ علیہ وسلم کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد۔

(الحدیقة الندیة شرح طریقہ محمدیہ لامام عبدالغنی النابلسی الحنفی ج ۱ ص ۳۰)
 ”حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہلے کیا اور اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جس کی حضور ﷺ نے خبر دی کہ میں پیدا ہونے کے لحاظ سے تمام لوگوں سے اول ہوں اور تشریف لانے کے اعتبار سے آخر ہوں اس حدیث کو سعد نے قتادہ سے مرسل روایت کیا اور بغوی نے قتادہ سے اور قتادہ نے حسن سے اور حسن نے ابو ہریرہ سے مصححاً روایت کیا ہے اور کہا کہ قتادہ نے فرمایا کہ اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ اِذَا اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ الْاَيْحٰصِ ہے کہ انبیاء کرام سے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا اور ابن سعد اور ابو نعیم نے طبرہ میں میرہ سے اور میرہ نے ابو جعد عاء سے اور طبرانی کبیر میں ابن عباس سے بد میں الفاظ راوی ہے کہ میں (اس وقت بھی) نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔“

علم الامتدنا صر الشریعہ محی السنہ علامہ خازن رحمہ اللہ اسی آیت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:-

وقدم البنی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذکر تشریفا له وتفصيلا
 ولما روى البغوی (1) باسناد الثعلبی عن ابی هريرة ان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم قال کنت اول النبین فی الخلق و آخرهم فی
 البعث قال قتاده و ذلك قول اللہ وَ اِذَا اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ
 مِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ فبدأ به صلی اللہ علیہ وسلم

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

”اس آیت میں حضور ﷺ کا ذکر پہلے کیا حضور ﷺ کی تعظیم اور فضیلت کے لئے اور اس وجہ سے جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اول ہوں اور تشریف آوری میں ان سے آخر ہوں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں ہے: وَ اِذَا اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُوحٍ اسی لئے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا۔ ابن تیمیہ گمراہ کا پورا پورا تمسح شاگرد ابن کثیر لکھتا ہے:-

خیال رہے کہ ابن کثیر کے حوالے اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ فریق آخر اس کو بہت

قال ابن ابی حاتم حدثنا ابو ذرعة الدمشقی حدثنا محمد بن بکار
 حدثنا سعید بن بشر حدثنی قتادة عن الحسن عن ابی هريرة
 رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ تعالیٰ
 وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ مِنْ نُوحٍ الآية قال النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث
 فبدأ بی قبلهم وقد رواه سعید ابن ابی عروبة عن قتادة به مرسلًا
 وهو شبه. ورواه بعضهم عن قتادة موقوفًا واللہ اعلم

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۴۶۹)

”ابن ابوحاتم، ابو ذرعة محمد بن بکار، سعید بن بشر، قتادة، حسن، ابو هريرة، حضور سے اللہ تعالیٰ
 کے اس قول وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ میں راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں خلقاً اول
 انبیاء ہوں اور بشارتوں سے آخر ہوں اسی لئے میرا ذکر ان سے پہلے کیا اور اس حدیث کو سعید
 بن ابی عروبة نے قتادہ سے مرسلًا روایت کیا وہ بہت مشابہ ہے اور بعض نے اسے قتادہ سے
 موقوفًا روایت کیا ہے واللہ اعلم۔“

اسی آیت کے ماتحت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل احادیث نقل فرمائیں:-

واخرج ابن مردويه عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قبل یا
 رسول اللہ متی اخذ ميثاقك قال و آدم بين الروح والجسد.

”ابن مردويه ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کیا گیا یا رسول
 اللہ ﷺ آپ کا ميثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔“

عن ابی هريرة قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی
 وجبت لك النبوة قال بين خلق آدم ونفخ الروح فيه جواهر امام
 ابو نعیم جواهر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷۱)

۱۔ واخرج ابن سعد قال قال رجل للنبي صلی اللہ علیہ وسلم متی

استنبثت قال و آدم بين الروح والجسد حين اخذتني الميثاق.

۲۔ ابن سعد نے اخراج کیا کہا کہ ایک مرد نے حضور سے کہا کہ کب آپ سے خبر طلب کی گئی

فرمایا کہ جب مجھ سے وعدہ لیا گیا تو آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔“

۲۔ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الدلائل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قبل یارسول اللہ متی کنت

نبیا قال و آدم بین الروح والجسد

۲۔ ”بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابو نعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی و مخرج کہ ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا (کہ میں اُس وقت بھی

نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے)۔“

۳۔ واخرج احمد والبخاری فی تاریخہ والطبرانی والحاکم

وصحیحہ وابونعیم والبیہقی معا فی الدلائل عن میسرۃ الفخر

رضی اللہ عنہ قال قلت یارسول اللہ متی کنت نبیا قال و آدم بین

الروح والجسد۔

۳۔ ”امام احمد اور بخاری تاریخ میں اور طبرانی اور حاکم باقادہ صحت اور ابو نعیم اور بیہقی دونوں

دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا

اُس وقت کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔“

۳۔ واخرج الحاکم وابونعیم والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ

عنہ قال قبل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم متی وجبت لک النبوة

قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیہ۔

۳۔ ”حاکم، ابو نعیم، بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں،

حضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا کہ ابھی آدم

علیہ السلام کی پیدائش مکمل نہ ہوئی تھی۔ (کہ میرے لئے نبوت ثابت ہے)۔“

۵۔ واخرج ابونعیم عن الصابحی قال عمر رضی اللہ عنہ متی

جعلت نبیا قال و آدم منجدل فی الطین۔

۵۔ ”ابو نعیم صابحی سے راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کب سے

نبی ہیں؟ فرمایا (اس وقت سے) کہ آدم علیہ السلام گارے میں خلط ملط تھے۔“

۶۔ واخرج ابن سعد عن ابی الجعداء رضی اللہ عنہ قال قلت

یا رسول اللہ متی جعلت نبیا قال و آدم بین الروح والجسد
 ۶۔ ”یعنی ابن سعد ابن ابی الجداء سے تخریج ہے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی (یا رسول
 اللہ) آپ کب سے نبی بنے؟ فرمایا آدم کی خلقت سے پہلے۔“

۷۔ و اخرج ابن سعد عن مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر رضی
 اللہ عنہ ان رجلا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی كنت
 نبیا قال و آدم بین الروح والطين۔

۷۔ ”یعنی ابن سعد مطرف سے تخریج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت
 کب سے ملی فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور گارے کے درمیان تھے۔“

۸۔ و اخرج ابن ابی شیبہ عن قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ و اذ أخذنا من النبیین ومیثاقہم
 منک و من نوح قال بدئی بی فی الخیر و كنت آخرهم فی البعث۔

۸۔ ”یعنی ابن ابی شیبہ قتادہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب
 و اذ أخذنا الخ پڑھتے، فرماتے، بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے
 تشریف لانے میں آخر ہوں۔“

۹۔ و اخرج ابن جریر عن قتادة رضی اللہ عنہ و اذ أخذنا من
 النبیین ومیثاقہم و منک و من نوح قال ذکر لنا ان نبی اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کان یقول كنت اول الانبیاء فی الخلق و آخرهم فی
 البعث۔

۹۔ ”ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں و اذ أخذنا الآیۃ۔ فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ذکر کیا گیا ہے
 کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں اول انبیاء ہوں اور بعثت میں آخر ہوں۔“

۱۰۔ و اخرج الحسن بن سفیان و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ
 و ابو نعیم فی الدلائل و الدیلمی و ابن عساکر من طریق قتادة عن
 الحسن عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم فی قول اللہ تعالیٰ و اذ أخذنا من النبیین ومیثاقہم الآیۃ قال
 كنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث فبدئی به قبلهم

۱۰۔ ”حسن بن ابی سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردودہ ابو نعیم دلائل میں۔ دہلی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَإِذَا أَخَذْنَا - الآیۃ) میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں۔ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر“ اسی لئے ان سے پہلے میرا ذکر ہوا۔“

(تفسیر درمنثور جلد ۵، صفحہ ۱۸۳)، مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱

۱۱۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام كنت اولهم خلقا و آخرهم بعثا۔

”حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں انبیاء سے خلقت کے اعتبار سے اول اور بعثت کے اعتبار سے آخر ہوں۔“ (تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۶۱)

حضور کی اولیت پر تیسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا مولیٰ کریم ارشاد فرماتا ہے:-

قُلْ إِنَّمَا هَدَيْتِي سَبِيلًا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۖ وَبِنَاءِ قِيمًا ۖ وَمَا كُنَّا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۗ لَا شَرِيكَ لَهُ ۗ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۗ (الانعام)

”تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔“

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

”اولیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوقات میں تو ضرور اول المسلمین ہوئے۔“

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۲۳۲)

القرآن حجة من كل الوجوه (۱)۔ ”قرآن ہر وجہ سے حجت ہے۔“

۱۔ كما في التفسير الكبير و شرح المواهب للزرقاني وغيرهما. الزيادة الزكية صفحة ۱۳. شمول الاسلام صفحة ۶ كلاهما لسيدنا اعلى حضرت. ۱۲. الفيضى غفر له.

علامہ سلیمان حمل رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی سے نقل ہیں:-

فان قيل اوليس ابراهيم والنبون قبله قلنا عنه جوابان احدهما انه
اولهم من حيث انه مقدم عليهم في الخلق وفي الجواب يوم
اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ثانيهما انه اول المسلمين من اهل ملته ۱

(تفسیر الفتوحات الالہیہ جلد ۲ - صفحہ ۱۱۷)

”اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا ابراہیمؑ پہلے (مسلمان) ہیں؟ ہم نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ سے پہلے (مسلمان) ہیں اس حیثیت سے کہ پیدائش اور اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں حضور ﷺ ان سب پر مقدم ہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے دین والوں سے اول المسلمین ہیں۔“

عارف باللہ علامہ شیخ احمد صاوی رقم طراز ہیں:-

قوله وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ..... واستشكل بانه تقدمه الانبياء وامهمم
فاجاب المفسر (ای سیوطی) بان الاولیة بالنسبة لامتہ . واجیب

ایضا بان الاولیة بالنسبة لعالم الذر فہی حقیقیة

(حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد ۲ صفحہ ۵۳)

”ان کا قول وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ حضور کے اول مسلمین ہونے پر یہ اشکال پیش کیا گیا کہ حضور ﷺ سے تو انبیاء اور ان کی امتیں پہلے ہو گزری ہیں (لہذا حضور ﷺ اول مسلمین کیسے ہوئے) تو مفسر سیوطی نے جواب دیا کہ حضور کی اولیت اپنی امت کی بہ نسبت ہے اور یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ حضور کی اولیت عالم ذکر کی بہ نسبت ہے تو یہ اولیت حقیقت ہے۔“

علامہ سلیمان حمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:-

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ یعنی اول من استسلم عند الایجاد لامرکن
وعند قبول فیض المحبة لقوله يُجِئُهُمْ وَيُجِئُونَهُ وَالاسْتِسلام
للمحبة فی قوله يحبونه دل علیہ قوله علیہ السلام اول ما خلق
اللہ نوری کذا فی التاویلات النجمیة.

(تفسیر روح البیان جلد ۲ - صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْإِبْجَادِ لِأَمْرِكُنْ كَمَا قَالَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ

نوری۔ (تفسیر نیشاپوری جلد ۸، صفحہ ۵۵ بحوالہ متقیاس نور)

وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ یعنی امرکن کے ایجاد کے وقت اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے فیض محبت کے قبول کے وقت پہلا فرمان بردار میں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول بھونہ میں محبت کے لئے پہلا فرمان بردار میں ہوں۔ اس پر حضور ﷺ کے قول مبارک اول ما خلق الله نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) نے دلالت کی ہے۔ تاویلات نجرہ میں ایسا ہے۔
 ”امرکن کی ایجاد کے وقت میں پہلا مسلمان ہوں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔“

اشارة الى تقدم روحه وجوهره على جميع الكون في الحضرة
 حين خاطبه بالرسالة والولاية والمحبة والخلقة فانقاد في اول
 الاول الازلي الابدی تعالیٰ اللہ عما يقول الظالمون علوا كبيرا
 اشارة الى ما ذكرنا قوله عليه السلام كنت نبيا (و آدم بين الماء
 والطين) وقوله عليه الصلوة والسلام اول ما خلق الله نوری۔

(تفسیر عرأس البیان جلد ۱، صفحہ ۲۳۸، بحوالہ متقیاس نور)

”اول مسلمین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح اور جوہر شریف کے تمام عالم پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے جب کہ حضرت الوہیت میں اللہ تعالیٰ نے ان سے رسالت اور ولایت اور محبت اور خلقت سے خطاب کیا تو مصطفیٰ ﷺ کو ازلی ابدی اول الاول میں برگزیدہ فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت بلند تر ہے۔ ہمارے مذکور کلام کی طرف حضور کے قول کنت نبیا کہ میں نبی تھا (اور آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے درمیان تھے) اور حضور کے قول ”اول ما خلق الله نوری“ کہ اولاً اللہ نے میرا نور بنایا“ نے اشارہ کیا۔

حضور کی اولیت پر چوتھی قرآنی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أكونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(الانعام)

فہو اول المسلمین علی الاطلاق۔ (تفسیر صاوی جلد ۲، صفحہ ۷)
 ”تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں
 سے نہ ہوتا۔“

”حضور علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اول مسلمین ہیں“ اس آیت و تفسیر سے بھی حضور کا سب
 سے اول ہونا ظاہر ہے۔

پانچویں قرآنی دلیل

ہمارا رب ارشاد فرماتا ہے:-

وَأُوْثِرَ لِأَنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْبَيْتِ ۝ (زمر)
 ”اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں۔“

چھٹی قرآنی دلیل

ہمارا رب فرماتا ہے:-

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ۝ (زخرف)
 ”تم فرماؤ بالفرض (محال) رخصن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔“
 جو اول نہ ہو وہ اول العابدین کیسے ہو سکتا ہے؟ ظہر حضور ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

ساتویں قرآنی دلیل

ہمارا مولیٰ کریم فرماتا ہے:-

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الم نشرح)

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ و صدر الشی ایضاً اولہ ففی التصبیح بہ
 ایماء الی انہ اول الرسل وجوداً لما انہ آخرهم شہوداً علی ما
 ورد اول ما خلق اللہ نوری اور وحی، و کنت نبیا و آدم بین الماء
 والطين (شرح بدالامالی لعلی قاری صفحہ ۳۳۔ بحوالہ مقیاس نور)

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو۔“

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ صدر الشی شے کے اول کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس
 بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اول ہیں جیسا کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ نے

فرمایا: ”سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یا میری روح کو پیدا فرمایا اور میں نبی تھا اس وقت جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔“

احادیث سے ثبوت کہ سب سے اوّل حضور ہیں ﷺ

اخرج البزار و ابو يعلى و ابن جرير و محمد بن نصر المروزي في
 كتاب الصلوة و ابن ابي حاتم و ابن عدى و ابن مردويه و البيهقي
 في الدلائل عن ابي هريرة في قوله سُبْحَانَ الَّذِي أَسْمَىٰ بِهِ
 حَدِيث طویل..... فقال له صلى الله عليه وسلم . الرب
 عزوجل..... وجعلتك اول النبيين خلقاً و آخرهم بعثا.....
 وجعلتك فاتحاً و خاتماً. (انتهى بقدر الضرورة)

۱۔ حدیث قدسی کہ سب سے اوّل حضور ہیں:-

”اللہ تعالیٰ کے اس قول سُبْحَانَ الَّذِي أَسْمَىٰ بِهِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بلحاظ پیدائش کے اوّل انبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا..... اور تمہیں فاتح (اوّل) خاتم (آخر) کیا۔“
 (تفسیر زمر منشور جلد ۳، صفحہ ۳۳ اور ۱۳۶۔ خصائص کبریٰ شریف جلد ۱، صفحہ ۱۷۵۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰ تفسیر ابن جریر جلد ۱۵، صفحہ ۹۰۸ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۔ شرح شفا للبخاری والقاری جلد ۲، صفحہ ۲۵۶ زرقاتی جلد ۵، صفحہ ۲۳۲)

۲۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، شیخ محقق فرماتے ہیں:-

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری

”حدیث صحیح میں آیا کہ حضور نور مجسم اوّل عالم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا۔“

مدارج النبوة فخر محدثین و امام محققین شیخ محمد عبدالحق محدث
 دہلوی رحمة الله عليه دانما ابداء جلد ۲، صفحہ ۲ و مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۔ معارج النبوة
 جلد ۵، صفحہ ۱۳۵ و صفحہ ۱۸۲ تفسیر روح البیان جلد ۲، صفحہ ۲۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۲، صفحہ ۲۳۹۔
 تفسیر نیشاپوری جلد ۸، صفحہ ۵۵۔ تفسیر عرأس البیان لشیخ اکبر جلد ۱ صفحہ ۲۳۸۔ شرح بدایہ الامالیٰ لملا علی
 القاری صفحہ ۳۵۔ جواہر البحار شریف جلد ۲، صفحہ ۱۱۹۱ از مکتوبات امام ربانی۔ جواہر البحار جلد ۲،

صفحہ ۴۳۔ از ایواقیت شعرانی۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ملا قاری جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۰۔ جواہر البحار، جلد ۲۔
 صفحہ ۱۹۶ و ۲۰۱، از قاسی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۰۔ از روح البیان۔ زرقانی شرح مواہب لدنیہ
 جلد ۱، صفحہ ۲۷۔ صحائف السلوک صحیفہ ۲۹ صفحہ ۷۰ لقطب الاقطاب غوث الاغواث ناصرالحق والدین
 حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ صحائف السلوک صحیفہ ۴۸ صفحہ ۱۰۷۔
 صحائف السلوک صحیفہ ۴۲ صفحہ ۹۶۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ عن الزرقانی۔ شرح شفا علی قاری
 حنفی جلد ۲ علی ہاشم نسیم الریاض صفحہ ۳۲۳۔ شرح شفا للقاری جلد ۲، صفحہ ۴۱۶۔ شواہد المنیۃ للحارث
 الجابی قدس سرہ السامی صفحہ ۶۔ صلاة الصفائی نور المصطفیٰ شیخ الاسلام وال مسلمین سیدنا علی حضرت مولانا
 احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۔ بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تاریخ خمیس، اور سر الاسرار للغوث
 الاعظم میں بھی ہے۔ واللہ اعلم (صلوٰۃ الصفل فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی صفحہ ۹۷ مطبوعہ
 دیوبند۔ ایواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۰ شعرانی۔ تواریخ صیب اللہ علامۃ قاضی مفتی محمد عنایت احمد
 صاحب کاکوروی صفحہ ۳) (جو تھانوی صاحب کے معتد و مستند ہیں) نشر لطیب صفحہ ۴، ۱۶، ۸۲، ۲۲۵۔
 بہشتی زیور جلد ۱، صفحہ ۷۶۔ مکتوبات امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم
 مکتوب نمبر ۱۲۲ صفحہ ۲۳۱، ۲۳۷، ۲۳۔ انفاس رحیمیہ، صفحہ ۱۳۔ الشاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ،
 جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ بتقریر لیر۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔ از احمد عابدین علامہ شامی کا مجتہبا
 جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ الحدیث المشہور از علی دود رضی اللہ عنہ۔ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۱۔
 الحدیث الحسن از علی دود۔ جواہر البحار، جلد ۴، صفحہ ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۸۔ از دود جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ اس حدیث
 کو شیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف القاسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور اخیر میں
 اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے۔

ومن نودی خلق کل شیء

”اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔“

مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹، ۲۲۱، استشادات من مطالع المسرات صفحہ ۱۰۶۔ موضوعات قاری صفحہ ۹۹۔ استنلا

اتمام حجت

شیخ محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اول ماحلق اللہ نودی کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے فقط
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد ۱۳۰۱) فتاویٰ رشید یہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔ محدث

ابن جوزی (۱۶) نے ”میلا دیوی“ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے عطر الوردہ شرح تصدیہ بردہ“ مولوی حسین، احمد دیوبندی نے ”ہشہاب الثاقب (2)“ اور پیشوائے غیر مقلدین و دیوبند مولوی اسلمعلیل دہلوی نے رسالہ ”یک روزہ“ میں اول معلق اللہ نوری کو بلا انکار بطور حجت و دلیل نقل کیا ہے۔ بحوالہ رضائے مصطفیٰ جلد ۷ نمبر ۱۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۶ کالم ۳۔

۳۔ امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث اھد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنے مصنف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قلت يا رسول الله بابي انت و امي اخبرني عن اول شيء خلقه الله تعالى قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا شمس ولا قمر ولا جنى ولا انسى (3)۔ (الحدیث بطولہ)

”میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور ﷺ پہ قربان! مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الہیما سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتگان، آسمان، زمین، سورج چاند، جن، آدمی کچھ بھی نہ تھا۔“

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں نحوہ روایت کی ہے۔ امام قسطلانی رضی اللہ عنہ نے

1۔ صفحہ ۲۳۔ ۲۴ طبع لاہور۔ ۱۲

2۔ صفحہ ۳ طبع لاہور۔ ۱۳

3۔ (وما بعدہ) فلما اراد الله تعالى ان يخلق المخلوق قسم ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثاني اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثاني الكرسي ومن الثالث باقى الملائكة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء. فخلق من الاول السموات ومن الثاني الارضين ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنين ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور انفسهم وهو التوحيد لا اله الا الله محمد رسول الله. الحديث۔ (زرقاتی، جلد ۱ صفحہ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۱۲)

مواہب لدنیہ میں، علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح میں مذکورہ حدیث کو نقل کیا۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۶۔ مطالع السمرات للامام القاسمی صفحہ ۲۲۰-۲۲۱، افضل القراء لابن حجر الہکی، غیث لفظہ دیار بکری۔ مدارج النبوت میں شیخ محقق نے اسی حدیث سے استناد کیا (۱)۔ جواہر البحار شریف جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷ پر یہ حدیث جابر بالغافہ متقار بہ عارف باللہ شیخ عبد اللہ سوی (۲) ردی شارح فصوص متونی ۱۰۵۳ھ سے مکمل منقول ہے۔ اور وہ منقحی سے ناقل۔ یہ حدیث جابر مکمل اکمل، بتحیرہ مادیکھو جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۷۰۷ از میرمنی۔ فریق مخالف کے گھر کی گواہی شراطیب صفحہ ۶ للتھانوی۔ فتوحات احمدیہ شیخ سلیمان جمل صفحہ ۵، مدح خیر البریہ لابن حجر الہکی صفحہ ۱۵۔ مجموع الاربعین اربعین من احادیث سید المرسلین محدث الکبیر شیخ الامام یوسف بن اسماعیل المنہانی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۳۶۷، زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷ جابح الحجرات صفحہ ۲-۳ اور الدرر الوری فی المولد النبوی علامہ الامام علی قاری حنفی صفحہ ۲۳۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵-۲۵۷ اور ۲۸۱ و ۲۹۳ من جواہر عبدالقادر الجزازی۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر الہکی صفحہ ۵۱، ۵۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔ از جلیلی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۱ از ابن حجر کی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ از قاسمی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔ از نابلسی و صفحہ ۳۳۵۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۱ عن الصادق و فیہ اند فی شرح شمائل سلیمان جمل و فی شرح بردہ تفتازانی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۳، ۳۹۱۔ از احمد عابدین شامی کا

بہتجا ۔

آنچه ازل شدید پدید از جیب غیب بود نور پاک او بے یقین رب
بعد ازاں آں نور عالی زد علم گشت عرش و کرسی و لوح و قلم
نور او چوں اصل موجودات بود ذات او چوں معطی ہر ذات بود

(منطق الطیر، شیخ عطار رحمہ اللہ انتصار، صفحہ ۱۶)

تو اصل وجود آمدی از نخست دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

(بوستان سحر صفحہ ۹)

۳۔ وفی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما عمر التمری
من انا انا الذی خلق اللہ عزوجل اول کل شیء نورى فسجد للہ
فبقی فی سجودہ سبع مائۃ عام فاول کل شیء سجد للہ نورى

1۔ نیز علامہ ابن جزلی نے "المیلاد النبوی" صفحہ ۱۶-۱۷، ۱۸، ۱۹ سے استناد کیا ہے۔ ۱۲

2۔ ذکرہ صاحب کشف الظنون۔ ۱۲

ولا فخر يا عمر التدرى من انا انا الذى خلق الله العرش من نورى
والكرسى من نورى واللوح والقلم من نورى والشمس والقمر
ونورا الابصار من نورى (1) والعقل من نورى ونور المعرفة فى
قلوب المؤمنين من نورى ولا فخر۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۳۵، از عارف سید عبدالرحمن عیدروس)

”یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا)
اے عمر! تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے
نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا، سات سو سال سجدہ میں رہا تو سب سے
پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا۔ یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا۔ اے عمر! کیا تو
مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا اور کرسی
کو میرے نور سے بنایا اور لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور شمس و قمر اور آنکھوں کے نور کو
میرے نور سے پیدا فرمایا اور عقل کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ مومنوں کے دلوں
میں نور معرفت کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (یہ بات میں) فخر انہیں کہتا۔“

خورشید کہ آفاق جہاں زوشده روشن
یک ذرہ نور است ز انوار محمد ﷺ

(دیوان حسن، صفحہ ۲۳)

۵. وفى حدیث ابن القطان كنت نورا بين يدي ربي قبل آدم
باربعة عشر الف عام الخ

”ابن القطان کی حدیث میں ہے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کہ میں پیدائش
آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا۔“

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹۳۔ از عارف نابلسی از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔ از مغربی)

جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۷۔ از احمد عابدین شامی صفحہ ۳۹۱، جلد ۲ صفحہ ۴۰۸۔ از میر غنی)

فى احكام ابن القطان (الحافظ الناقد ابى الحسن على بن محمد
بن عبد الملك الحميرى الكنانى الفاسى سمع اباذر الخشنى

1. اوفلقت الانوار جمع نور وهى حسة ومنوبة فالحسية بجميع انواعها منفلكة من نورہ ومنفجرة من
كمال بطونہ وظهورہ صلى الله عليه وسلم۔ (جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۳۰۹، ۱۲۔)

وطبقته وكان من ابصر الناس بصناعة الحديث واحفظهم لا
سماء رجاله واشدهم عناية فى الرواية معروفا بالحفظ والاثقان
ومات سنة ثمان عشرة وست مائة - (زرقانى) فيما ذكره ابن
مرزوق (عرف بالخطيب - زرقانى) عن على بن الحسين عن ابيه
عن جده (على كرم الله وجهه) ان النبى صلى الله عليه وسلم
قال كنت نوراً بين يدي ربى قبل خلق آدم باربعة عشر الف
عام (لاينافى عام ان نوره مخلوق قبل الاشياء..... لان نوره خلق
قبل الاشياء - زرقانى) (زرقانى شرح الموابب جلد ۱ صفحہ ۴۹)
۶- عن ابى هريرة قال قالوا يا رسول الله (صلى الله عليه وسلم)
متى وجبت لك النبوة قال و آدم بين الروح والجسد.

(رواه ترمذى جلد ۲ صفحہ ۲۰۱۔ ابواب المناقب باب ماجاء فى فضل النبى صلى الله عليه وسلم وصححه شرح شفا خفاجى و قارى جلد ۲ صفحہ ۲)

”حضرت ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کب سے آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا اُس وقت سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کی درمیان تھے یعنی ابھی اُن کی پیدائش نہ ہوئی تھی کہ میں نبی تھا۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۹۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فصل ثانی۔ المذہب للمعات جلد ۴ صفحہ ۷۴۔ المورد اوروى للقارى صفحہ ۱۷ و اخراج الحاكم والبيهقى وابونعيم نحوه عن ابى هريرة و اخراج البيهقى الطبرانى فى الاوسط وابونعيم عن ابن عباس نحوه و اخراج ابونعيم عن عمر نحوه و اخراج ابن سعد عن ابن ابى الجداء نحوه و اخراج ابن سعد عن مطرف بن عبد الله بن الشخير نحوه و اخراج ابن سعد عن عامر، الخصائص الكبرى للسيوطى جلد ۱ صفحہ ۳۔ كنت نبيا و آدم فى الروح والجسد“ المذہب للمعات جلد ۴ صفحہ ۷۴۔ ”كنت نبيا و آدم بين الماء والطين“ یہ حائل معنی احادیث وارده ہے۔ المذہب للمعات جلد ۴ صفحہ ۷۴۔ نقله بهذه الالفاظ الشيخ الاكبر، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۲۸، ۱۲۹، جلد ۲ صفحہ ۱۳۱، ۱۳۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۵۲، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱

جواہر النجار جلد ۲ صفحہ ۳۲۔ از شعرائی و صفحہ ۲۳۰ عن روح البیان میلاد نبوی محدث ابن جوزی صفحہ ۲۲ طبع لاہور نیز تحت یر الناس لانا نوتوی صفحہ ۷) جواہر النجار جلد ۳ صفحہ ۵۳۔ از تجانی۔
 ملاحظہ قاری نقل فرماتے ہیں:

ورد من قوله عليه السلام "كنت نبياً وآدم بين الماء والطين"
 وهو وان قال بعض الحفاظ نقف عليه بهذا اللفظ لكن جاء معناه
 في طرق صحيحة. المورد الروى في المولد النبوى صفحہ ۱۶ ،
 ۷. عن ميسرة الضبي الفجر قال قلت يا رسول الله متى كنت نبياً
 فقال وآدم بين الروح والجسد. رواه احمد والبخارى في
 تاريخه وابونعيم في الحلية وصححه الحاكم والطبرانى
 والبيهقى ايضاً الخصائص جلد ۱ صفحہ ۳.

(موردی و تقاری صفحہ ۱۷۔ مواہب و شرح زرقاتی جلد ۶ صفحہ ۱۵۶)

۸. وروى فى التشریفات عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى
 صلى الله عليه وسلم سأل جبريل عليه السلام كم عمرت من
 السنين قال والله لا ادرى غير ان كوكباً فى الحجاب الرابع
 يظهر فى كل سبعين الف سنة مرة رايته اثنين وسبعين الف مرة
 فقال النبى صلى الله عليه وسلم يا جبريل وعزة ربى انا ذلك
 الكوكب (جواہر النجار جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ از میر علی روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۱۸
 زریات لقد جاءكم رسول من انفسكم۔ سیرت حلبیہ جلد ۱، صفحہ ۳۳۔

”تشریفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جبریل علیہ السلام سے سوال کیا کہ تو نے عمر کے کتنے سال گزارے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب
 دیا: اللہ کی قسم سوائے اس کے میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی تجابات سے چوتھے پردہ میں ستر
 ہزار سال کے بعد ایک دفعہ نوری ہمارا ظاہر ہوتا تھا میں نے اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ
 نے فرمایا اے جبریل میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہی ہوں۔

خصوصیت نمبر ۳

سید عالم نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حسی و حقیقی نور ہیں۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۶-۳۰۷-نیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۰، القاری فی شرح صفحہ ۳۹۶-۳۱۶ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۰۔ از امام حکیم ترمذی نیز امام محدث حکیم ترمذی فرماتے ہیں:-

فاین ما حل بقعة اضاءت تلک البقعة بنورہ

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۱) (۹۷)

”یعنی زمین کے جس خطہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم رکھے وہ گھرا آپ کے نور سے روشن ہو جاتا۔“

اہل نور و بیت نور و بلد نور جائیکہ آمد محمد کرد نور

✓ پہلی قرآنی دلیل

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ: ۱۵)

”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (یعنی حضور) اور روشن کتاب۔“

اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات باریکات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات (۲) ہے۔

(شفا شریف)

جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، ۱۹۷-تویر المقیاس من تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲-خازن و مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۴۱-تفسیر ابی سوحفی بر حاشیہ کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۳-تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶-تفسیر بیضاوی شریف صفحہ ۱۱۱-تفسیر جلالین صفحہ ۹۷-تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲-تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۶۷-تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۲۱-تفسیر روح المعانی پارہ ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۷-۹۷ میں ہے ”ہو نور الاتور النبی المختار“ (علیہ صلوٰۃ الغفار و سلام الستار) مطالع السرات صفحہ ۱۰۳-جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۱-نیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۱۱۳-شرح شفا للکحاجی و القاری جلد ۲ صفحہ ۳۹۶-۳۱۶ و جلد ۳ صفحہ ۲۸۲-زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۳۹ و جلد ۶ صفحہ ۲۳۶ و صفحہ ۲۳۰-جل جلد ۳ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵-القلمن القرطبی جلد ۶ صفحہ ۱۱۸-شمائل الاتقیاء علامہ رکن الدین السعتم ۷۷۷-۷۷۸ صفحہ ۴۳۲، صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی صحیفہ نمبر ۲۳ صفحہ ۱۵ و صحیفہ نمبر ۳۶ صفحہ

1-وفی الشمال المجدیہ قالت حلیمہ ماکان نحتاج الی سراج من یوم اخذناه لان نور وجهہ کان نور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جتنا بہ فتورت الامکة ببرکۃ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۲۸) ن شمال محمدیہ

یہ قول کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ ہذا ضعیف یہ ضعیف ہے۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶-۱۲

۱۶۳ مطبوعہ وصلی ۱۰۴ غیر مطبوعہ قلمی وصلی نمبر ۷۲ صفحہ ۱۰۵۔ تفسیر فتح القدر جلد ۲ صفحہ ۲۳ للشوکانی
وسعی نوراً لانه ينور البصائر ويهدبها للرشاد ولانه اصل كل نور حسي ومعنوي
(تفسیر صاوی جلد ۱)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام (اس آیت میں) نور رکھا گیا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ عقل کو
روشن کرتے ہیں اور ان کو رشد کے لئے ہدایت کرتے ہیں اور اس لئے کہ آپ ہر نور حسی اور معنوی کی
اصل ہیں۔“

علامہ قاسمی فرماتے ہیں:-

ونوره صلى الله عليه وسلم الحسى والمعنوى ظاهر واصلح لامع
للابصار والبصائر لانح وقد سماه الله تعالى نوراً فقال سبحانه
قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ (مطالع السمرات صفحہ ۲۲۰)
”حضور کا نور حسی اور معنوی ظاہر ہے، واضح ہے، آنکھوں اور عقول کے لئے چمکنے والا ہے،
ظاہر ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا چنانچہ فرمایا: قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ
كِتَابٌ مُبِينٌ۔“

✓ علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:-

واى مانع من ان يجعل النعتان للرسول صلى الله عليه وسلم فانه
نور عظيم لكمال ظهوره بين الانوار وكتاب مبین حيث انه جامع
لجميع الاسرار ومظهر الاحكام والاحوال والاخبار۔
(شرح شفا علی حاشیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

”اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں نعیتیں یعنی نور اور کتاب مبین رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہوں۔ بے شک حضور ﷺ نور عظیم ہیں بوجہ اُن کے کمال ظہور
کے انوار میں اور حضور ﷺ کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ جمع اسرار کے جامع
ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مظہر ہیں۔“

✓ دوسری قرآنی دلیل

مَثَل نُورٍ كَمِثْلُ نُوْرٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجٍ وَالزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا
كُوْتُبٌ دُرِّيَّةٌ يَبْذُرُهُمْنَ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَبْدَأُ

ذِيهَا نُورٌ وَتَوَلَّمْ تَسْنَهُ كَأَنَّ نُورًا عَلَى نُورٍ ۗ يَقْدِرُ اللَّهُ لِتُورِهِ مَن
يَشَاءُ ۗ (النور: ۳۵)

”اس محمد عربی (ﷺ) کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ
چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے،
برکت والے پیڑزیتون سے جو نہ شرق کا نہ مغرب کا، قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے
اگر چہ آسے آگ نہ چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔“
مثلاً نُورِہٖ۔ اس نور سے مراد حضور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جمع الوسائل شرح شمائل لقاری جلد ۱ صفحہ ۳۷۔ شرح شفا لقاری والخطابی جلد ۲، صفحہ ۳۳۹۔
اشعۃ المعانی جلد ۱ صفحہ ۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۔ از شفا۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۳۔
ازناہلیسی جلد ۳ صفحہ ۳۰۷۔ ازناہلیسی صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۵۔ از محتجبا شامی۔ مطالع المسرات لسید
العلماء المحققین العلامة القاسی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۰۳۔ تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۲۲۔ در مشور لکھنوی
جلد ۵ صفحہ ۳۹، ۴۸، تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۰۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۳۱، تفسیر خازن جلد ۳
صفحہ ۳۳۲، زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۳۸، تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳۔ شمائل الاقنیاء لخطام
رکن الدین السعلم ۲۵، ۷۷ صفحہ ۳۳۲۔ موضوعات قاری صفحہ ۹۹۔ شواہد النبوت للعارف الجامی قدس
سرہ السامی صفحہ ۳۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وقال الله تعالى إِنَّهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ قَالَ كَعْبُ وَابْنِ
جَبْرِ المراد بالنور الثاني هنا محمد صلى الله عليه وسلم وقوله
تعالى مَثَلُ نُورِهِ ۗ اى نور محمد صلى الله عليه وسلم وقال سهل
بن عبد الله المعنى الله هادى اهل السموات والارض ثم قال
مثل نور محمد اذ كان مستودعا فى الاصلاب كَمَثَلِ نُورٍ صَفْتِهَا
كُنَا وَاَرَادَ بِالصَّاحِ قَلْبَهُ وَالرَّجَاجَةُ صَدْرُهُ اى كانه كَوَكْبٌ دُرِّيٌّ
لما فيه من الايمان والحكمة يُؤَقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَرَّكَوۗ اى من نور
ابراهيم عليه الصلوة والسلام وضرب المثل بالشجرة المباركة
وقوله يَكَادُ ذِيهَا نُورٌ ۗ اى تكاد نبوة محمد صلى الله عليه وسلم

بین للناس قبل کلامہ کھذا الزيت۔

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (پوری آیت) اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے حضرت کعب اور ابن جبیر نے فرمایا نور ثانی سے مراد حضور ﷺ ہیں اس کے نور کی مثل یعنی نور محمد ﷺ کی مثل، حضرت کھل تسری نے فرمایا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ”اللہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے پھر فرمایا نور محمد ﷺ کی مثل جب کہ وہ بیٹھوں میں امانت تھا طاق کی طرح ہے یعنی اس کی صفت اس طرح تھی اور مصباح سے مراد حضور کا قلب پاک ہے اور زجاجہ (فانوس) حضور کا سینہ ہے یعنی وہ موتی سا چمکتا روشن ستارہ ہے، اس لئے کہ اس میں ایمان اور حکمت ہے۔ برکت والے درخت یعنی لور ابراہیم سے منور ہے۔ نور ابراہیم کی مثال شجر مبارک سے بیان کی گئی ہے اور قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے یعنی حضور کی نبوت کلام سے قبل اس تیل کی طرح خود بخود لوگوں کے لئے ظاہر ہو جائے۔“

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳، نسیم الریاض و شرح الشفا للفقاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۳ زرقاتی علی المصواب جلد ۶ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹۔

✓ تیسری قرآنی دلیل

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۱۰۸﴾ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ
وَمِيرًا جَانِيئًا ﴿۱۰۹﴾ (الاحزاب)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈرنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلا تا اور چمکادینے والا آفتاب۔“
اس آیت میں سراج اور منیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا۔

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ وغیرہ سب تفاسیر)

خیال رہے کہ سراج سورج کے لئے ہے۔ دیکھو قرآن شریف وَجَعَلْنَا فِيهَا سِرًا وَنُورًا ﴿۱۰۸﴾ اور منیر قمر کے لئے ہے۔ وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿۱۰۹﴾ چونکہ سراج کی ضو فشانی صرف دن کو ہوتی ہے اور قمر منیر کی نور افشانی صرف رات کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علی نور منور منیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں، صرف سراج نہ فرمایا اور صرف منیر نہ فرمایا بلکہ مِيرًا جَانِيئًا فرما کر آپ کے انوار کی ہر وقت ضیاء باری کی طرف اشارہ فرمایا۔“

دن کو اسی سے روشنی، شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یارِ شمس بھی ہے قرمبھی ہے
✓ چوتھی قرآنی دلیل

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَقْوَابِهِمْ وَيَأْكُلُوا لِقَاءَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ
كُرْهًا لَلَّذِينَ نُونُ (توبہ)

”چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ نور (حضرت محمد مصطفیٰ) اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا
دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برامائیں کافر“۔

یہاں بھی نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱۔ نسیم الریاض جلد ۲،
صفحہ ۳۹۶۔ استنلا ایما۔ مطالع السمرات۔ استناداً صفحہ ۱۰۳۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۹۹۔ زرقانی
علی المواعظ جلد ۳ صفحہ ۳۹ تحت اسمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ نور اللہ الذی لا یطفأ۔

پانچویں قرآنی دلیل

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَقْوَابِهِمْ وَأَنْ يُكَلِّمُوا الْكَافِرِينَ ۗ

”چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا
نور پیدا کرنا ہے۔ اگرچہ کافر برامائیں“۔ (القلم)

مطالع علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا۔ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور ﷺ
ہیں۔ (بحوال نور العرفان مفتی احمد یار خان صفحہ ۳۰۵ و صفحہ ۸۸۲) واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی قرآنی دلیل

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ (النجم)

”اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے“۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۰، تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۔ تفسیر

نزائے العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۶۳۵

وقال جعفر بن محمد في تفسيره وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ انه محمد صلى

الله عليه وسلم..... (هوى) انشرح من الانوار وقال انقطع

عن غير الله

”امام عظیم صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”انجم“ کی تفسیر میں فرمایا نجم محمد کریم ﷺ ہیں
 ہوئی کے معنی آپ انوار سے کشادہ (سینہ والے) ہوئے اور فرمایا غیر اللہ سے منقطع
 ہوئے۔“

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸-۳۰ شرح شفا قاری و خفاجی جلد ۱ صفحہ ۲۰۱-۲۱۳ تفسیر روح البیان
 جلد ۶ صفحہ ۴ تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۰۳-۱۰۴ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد ۲ شرح زرقاتی جلد ۶ صفحہ ۲۱۶۔

ساتویں قرآنی دلیل

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ (الفجر)

”اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم۔“

فجر سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

وقال ابن عطاء في قوله تعالى وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ الفجر محمد
 صلى الله عليه وسلم لان منه تفجر الايمان۔

”حضرت ابن عطاء نے اللہ تعالیٰ کے اس قول والفجر و لیل عشر کی تفسیر میں فرمایا فجر سے مراد
 حضور ﷺ ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ ایمان کا مطلع ہیں، ایمان انہیں سے ظاہر ہوا۔“

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸ شرح شفا خفاجی و قاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲

آٹھویں قرآنی دلیل

وَالسَّمَاءِ وَالْقَمَارِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِ ۝ السَّجْمِ الثَّقَابِ ۝

”آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا۔ وہ رات کو آنے والا کیا ہے

خوب چمکتا تارا۔“ (الطارق)

یہاں بھی السَّجْمِ الثَّقَابِ سے مراد نور مجسم سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔

ان النجم هنا ايضاً محمد صلى الله عليه وسلم۔

”یہاں بھی نجم سے مراد حضور محمد مصطفیٰ ہیں۔“ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰-۱۹۳۔ نسیم الریاض و شرح شفا للقتاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ و جلد ۲ صفحہ ۳۹۸۔

نویں قرآنی دلیل

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَتَا ۝ (شمس)

”سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔“

اس آیت میں جس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دلی انور ہے اور مخفی سے مراد نوری نبوت کی روشنی اور قمر سے مراد مرشدِ کامل ہے۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

”وَالشَّمْسِ یعنی قسم می خورم بآفتاب کہ مثال دلی پیغمبر زمان است وَصُحُفَهَا یعنی قسم می خورم بشعاع آں کہ مثال اشراق نوری نبوت است بر گل تلوقات وَ الْقَمَرِ یعنی قسم می خورم مہتاب کہ مثال مرشد صاحب طریقہ است وَخَلِيفَةٍ پیغمبر است در حالت غیبت پیغمبر یا بعد مکانی اِذَا تَلَّهَا یعنی چون پیروی آفتاب کند و ایں شرط برائے آں آورده کہ حرمت مرشد مشروط است باجماع نوری نبوت و بہ سبب کمال اتباع او منصب خلافت نصیب شدہ۔“ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۱۸۸)

دسویں قرآنی دلیل

وَالضُّحٰی ۱ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۲ (الضحیٰ)

”چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔“

ضحیٰ اشارہ ہے نوری جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور لیل کنایہ ہے حضور ﷺ کے زلفِ عذریں

۔۔۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم واز لیل موئے او کہ در سیاهی بچوں شب است (۱)
”ضحیٰ (چاشت) سے مراد حضور ﷺ کا چہرہ انور ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عذریں ہیں جو سیاهی میں رات کی طرح ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ بقدر حسنہ و جمالہ۔

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۹۶۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۱۳۔ تفسیر خزائن
العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۷۰۸

باوصف رخس وَالضُّحٰی ۱ گشت نازل کہ والللیل سر زلف وخال محمد ﷺ

۱۔ بطور جملہ مترضہ مفیدہ شاہ صاحب کی آگے والی تفسیر حسیب بھی ملاحظہ ہو۔ وَتَلَّهَا جَزَعًا مِّنْ اُولٰٓئِیْنِ یعنی والبتہ ہر حالت آخر بہتر باشد تا از معاملات اول آتے کہ بشریت ترا اصلاح و جود نمانند و غلبہ نوری حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۷۔ وحصہ انی الکبیر ج ۵۔ صفحہ ۱۲، ۵۹۸ فیض)

دو چشم زکینتیں را کہ مازع البصر خوانند دوزلف غبرخیش را کہ واللیل اذابغشی

عارف جامی

والشمس کنایت بود از روئے محمد ﷺ

واللیل اشارت کند از موئے محمد ﷺ

ولی

اے زلف سیاہ غبریتت واللیل دے روئے تو والضحیٰ علیک الصلوٰۃ

(دیوان حسن صفحہ ۳۱ الحواجی شمس غلام حسن صاحب شہید ملتان متوفی ۱۲۶۵ھ)

والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش واللیل چہ باشد صفت موئے محمد ﷺ

(دیوان حسن صفحہ ۶۳)

اے کہ شرح والضحیٰ آمد بحال روئے تو نکتہ واللیل وصف زلف غبر بوئے تو

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۱)

ہے کلام الہی میں شمس وضحیٰ تری چہرہ نور فزا کی قسم

قسم شب تار میں رازیہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(حدائق بخشش اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲)

احادیث و آثار سے

حضور پر نور نور مجسم ﷺ کی نورانیت کا ثبوت

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی کچھ حدیثیں خصوصیت نمبر ۱۱ اور ۲ میں ذکر ہو چکی ہیں وہاں دیکھو ان حدیثوں کے علاوہ کچھ اور حدیثیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

اخرج الدارمی والترمذی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفلج

التینین اذا تکلم (1) رؤی (2) کان نور یشخرج من بین ثنایاه.

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۲۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۹۵۔ (ت) فی الشمائل

(طب) (آء) فی الکبیر وقال الامام المناوی وکذا فی الاوسط ۱۲ فیض) والبیہقی عن ابن

عباس (صح) الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۹۹۔ فیض القدير جلد ۵ صفحہ ۷۲۔ ضرر۔ شرح شمائل صفحہ

۵۵ جلد ۱، للمناوی۔ قال العزیزی فی السراج المنیر جلد ۳ صفحہ ۱۱۴۔ قال الشیخ حدیث

صحيح، وسائل الوصول للنبهانی صفحہ ۲۰ آخری جملہ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۔ شرح للمخفاجی

والقاری الحنفین جلد ۱ صفحہ ۳۳۵۔ فی شرح الخفاجی۔ ”وروی ابن کثیر رحمہ اللہ، ری

ء النور من ثنیتہ وهی الاظهر ولذا قبل الکاف زاندة (اے) فی کان نور یشخرج“ ۱۳۔

الفیہی) جلد ۱ صفحہ ۳۳۵۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۔ جواہر البحار، جلد ۱ صفحہ ۱۷۔ از شفاء

”دارمی، ترمذی، شمائل میں بیہقی، طبرانی اوسط میں ابن عساکر حضرت سیدنا وابن سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا حضور رسول انور ﷺ کے عیہ شریف

(سامنے کے اوپر کے دو دانت اور نیچے کے دو دانت) کشادہ تھے فاصلہ والے تھے جب

آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔“

معلوم ہوا حضور ﷺ کی نورانیت حسی بھی تھی جو محسوس اور معرقتی۔

قال الامام الشیخ المحدث عبدالرؤف المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ

1. الحملة الشرطية خيرلان لكان والغيد به بظهور النور الحسى والمعنى حسنة (جمع الوسائل

شرح الشمائل للقارى الحنفى جلد ۱۔ صفحہ ۵۵۔ ۱۲ فیض

2۔ ریء کفیل فیض القدير للمناوی، جلد ۵۔ صفحہ ۷۴۔ ۱۲ فیض

فی شرح هذا الحديث "فذلك النور حسی ومن صار الی انه معنوی وزعم ان المراد الفاظه علی طریق التشبیه وانه اشار بذلك الی انه لا یقول الا حقا او الی القرآن او السنة فقد وهم وما فهم قوله "ریء" (شرح الشرائک للمناوی علی هامش جمع الیوسائل جلد ۱ صفحہ ۵۵-۵۶) وقال الزرقانی نحوه "شرح مواہب ج ۳ ص ۹۵

"امام شیخ محدث عبدالرؤف مناوی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا "وہ نور حسی تھا" (جو نظر آتا تھا) اور جو شخص اس طرف گیا کہ وہ معنوی نور تھا اور یہ گمان کیا کہ بر طریق تشبیہ مراد حضور ﷺ کے الفاظ ہیں اور راوی نے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ ہی بولتے ہیں یا قرآن یا سنت کی طرف اشارہ کیا۔ ایسے شخص نے وہم کیا اور ابن عباس کے قول "ریء" کو نہیں سمجھا۔"

"وايضاً" قال فی شرح هذا الحديث "كانت ذاته الشريفة كلها نوراً ظاهراً وباطناً حتى انه كان يمنح (ای يعطى ۱۲ ف) لمن استحقه من اصحابه سالة الطفيل بن عمرو آية لقومه وقال اللهم نور له فسطح له نور بين عينيه فقال اخاف ان يكون مظلة فتحول الی طرف سوطه وكان يضيى في الليل المظلم فسمى ذاالنور واعطى قتادة (1) بن النعمان لَمَّا صلى معه العشاء في ليلة مظلمة ممطرة عرجونا وقال انطلق به فانه سيضيء لك من بين يديك عشرا ومن خلفك عشرا فاذا دخلت بيتك فسترى سوادا فاضربه ليخرج فانه شيطان فكان كذلك ومسح وجه رجل فما على زال على وجهه نورا ومسح وجه قتادة ابن ملحان فكان لوجهه بريق حتى كان ينظر في وجهه كما ينظر في المرأة الی غير ذلك (فيض القدير جلد ۵ صفحہ ۷۳، ومنه فی الجواهر جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ و ذکر بعضه فی الخصائص جلد ۳ صفحہ ۸۱-۸۲، والاشفا جلد ۱ صفحہ ۲۷۶-۲۷۹۔

"نیز اسی حدیث کی شرح میں امام مناوی نے فرمایا حضور پر نور ﷺ کی کل ذات شریفہ

۱- أخرجه ابونعیم عن ابی سعید الخدری۔ الخصائص الكبرى، جلد ۲، صفحہ ۸۱-۱۲

ظاہراً باطناً نور تھی۔ یہاں تک کہ حضور پر نور معطلی نور مستحقین اصحاب کو نور (حسی) عطا فرماتے تھے۔ حضرت طفیل بن عمرو نے اپنی قوم کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نشانی طلب کی حضور قاسم نور نے فرمایا: ”اللہم نور لہ“ اے اللہ اس کے لئے نور کر دے۔ تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا۔ عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مثلہ (صورت بگڑا ہوا آفت زدہ) ہو تو وہ نور حضرت طفیل کے کوزے (چابک) کی طرف منتقل ہوا اور اندھیری رات میں وہ چابک روشن رہتا تھا اسی لئے طفیل کا نام ”ذوالنور“ نور والا رکھا گیا اور حضرت قتادہ بن نعمان نے جب اندھیری، بارش والی رات میں حضور معطلی نور کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی حضور ﷺ نے ان کو عرجون (بجور کے گچھے کی جڑ جو میٹھی ہوتی ہے) عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے کر چل دس (ہاتھ یا گزہ اللہ اعلم) تیرے آگے اور دس تیرے پیچھے روشنی ہوگی اور جب تو اپنے گھر داخل ہوگا تو یہاں دیکھے گا تو تو اسے مارتا تا کہ وہ نکل جائے بے شک وہ شیطان ہے تو ایسا ہی ہوا۔ اور حضور معطلی نور نے ایک مرد کے چہرہ پر مبارک نورانی ہاتھ پھیرا تو اس شخص کے چہرہ پر ہمیشہ نور ہا اور حضرت قتادہ بن ملحان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرہ میں روشنی اور چمک تھی۔ یہاں تک کہ ان کے چہرہ میں ایسے دیکھا جاتا جیسے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں۔“ (ملاحظہ ہو خلاصہ جلد ۲۲ صفحہ ۸۰-۸۱)

إذا افترضا حکماً افتر عن مثل منا البرق شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰

هذا رواه البيهقي مسنداً..... ای اذا كشف ^{مطلوب} عن اسنانه في

حال ضحكہ ظهر من فمه وبياض اسنانه لمعان كلمعان البرق۔

(تسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۳۳)

”یعنی جب نور مجسم ﷺ بوقت تبسم اپنے مبارک دامت ظاہر فرماتے تو آپ کے نورانی

منہ مبارک اور منور دانتوں کی سفیدی سے بجلی کی چمک کی طرح چمک ظاہر ہوتی۔“

امام سیوطی سے عارف ربانی امام شعرانی اور ان سے عارف نبہانی ناقل ہیں۔ رحمہم اللہ

وكان اذا تبسم في البيت في الليل اضاء البيت

(كشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ از سیوطی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۶۔)

”جب حضور پر نور مشرق انوار گھر میں رات کے وقت تبسم فرماتے تو گھر کو روشن کر دیتے

اخرج الطبرانی عن ابی قریصہ قال بايعنا رسول الله ﷺ انا
وامي وخالتي فلما رجعنا قالت لي امي وخالتي يا بني ما رأينا مثل
هذا الرجل احسن وجهاً ولا انقى ثوباً ولا الين كلاماً وراينا كان
النور يخرج من فيه. (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۲)

”امام طبرانی ابو قریصہ سے روای ہے حضرت ابو قریصہ نے فرمایا میں، میری والدہ اور
میری خالہ نے حضور ﷺ سے بیعت کی جب ہم واپس لوٹے مجھ سے میری والدہ اور خالہ
نے فرمایا اے پیارے بیٹے! ہم نے حضور کی مثل حسین چہرے والا اور صاف کپڑوں والا اور
نرم کلام والا نہ دیکھا اور ہم نے دیکھا آپ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا۔“ اللہم صل
وسلم علی مشرق الانوار ومظهر الانوار ومطلع الانوار۔

برکتہ رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی مجددی نے کیا ہی ایمان افروز جملہ ارقام
فرمایا:

امام وچ شریف دے ﷺ (۱) جمال الہی است ومظہر انوار تاتناہی دے بود۔

(مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۴)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور جمال الہی کا آئینہ ہے اور اس کے غیر متناہی انوار کا
منظیر تھا۔“

دور حدیث ابی ہریرہ آمدہ ”مارایت شینا احسن من رسول اللہ ﷺ (۲)“ اور قول دے
مارایت شینا ونگفت انسانا رجلاً مبالغۃ یشرست کہ خوبی و حسن دے فائق بر ہر اشیاء بود۔
”حدیث ابو ہریرہ میں آیا۔ فرمایا میں نے حضور سے بہتر، خوشتر، حسین تر کوئی چیز نہ دیکھی حضرت
ابو ہریرہ کے قول مارایت شینا میں (اور یہ نہ فرمایا انسانا رجلاً) بہت مبالمف ہے کہ حضور کی خوبی اور
آپ کا حسن (صرف انسان یا مرد کیا بلکہ) ہر چیز پہ فائق تھا۔“

1- روی عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ”انا امرأة جمال الحق“۔ تفسیر شیخ اکبر۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا
ہے۔ تو آئینہ ہے کلمات کبریائی وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ دیدار

(قصائد قاسمی صفحہ ۶-۱۲) لقیسی عقی عن

2- ای کان الشمس تجری فی وجہہ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۔ وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ شرح شامک جلد ۱ صفحہ ۳۳
رواہ الترمذی والبیہقی واحمد و ابن حبان و ابن سعد زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۳۔ الخ۔ مکمل وچ شریف کا بیان ملاحظہ
ہو۔ نیز چہرہ انور اور احادیث دیگر جو مہر انکار جلد ۲ صفحہ ۱۳ لقیسی غفرل۔

واخرج ابن عساكر عن عائشة قالت كنت اخيط في السحر فسقطت مني الابرة فطلبها فلم اقدر عليها فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فتبينت الابرة بشعاع نور وجهه فاخبرته فقال يا حميرا الويل ثم الويل ثلاثا لمن حرم النظر الى وجهي.

(خصائص كبرى شريف جلد ۱ صفحہ ۶۲-۶۳ للسيوطي رحمه الله تعالى شواہد النبوة للعارف الجاني صفحہ ۱۳۵-۱۳۶ شمائل الاقبياء صفحہ ۴۴۲، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۳۵-۲۲۶۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰ عن الصادق وقریبی نیری سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)

”ابن عساكر أم المؤمنين حضرت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روای ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی تو مجھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے اسے تلاش کیا وہ مجھے نزل کی پھر حضور رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی تو میں نے اس کی حضور کو خبر دی فرمایا بلاکت بلاکت بلاکت اس کے لئے جس نے نظر کو میرے چہرہ سے محروم رکھا۔“

اخرج الشيخان عن انس قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه في الدعاء حتى يري بياض ابطينه (الخصائص الكبرى للسيوطي رحمه الله تعالى جلد ۱ صفحہ ۶۳۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

”بخاری، مسلم حضرت انس سے مخرج فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور کا میں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بظلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔“

واخرج ابن سعد عن جابر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يري بياض ابطينه وقد ورد ذكر بياض ابطينه صلى الله عليه وسلم في عدة احاديث عن جماعة من الصحابة.

(الخصائص الكبرى جلد ۱ صفحہ ۶۳)

”ابن سعد نے حضرت جابر سے اخراج کیا فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ کی بظلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بظلوں کی سفیدی کا ذکر بہت سی احادیث میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے وارد ہوا ہے۔

امام، احمد، دارمی، حاکم، بیہقی، طبرانی، ابونعیم نے عقبہ بن عبد سے ایک لمبی حدیث

روایت کی جس میں سیدہ طاہرہ طیبہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ ماجدہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان مذکور ہے۔

قالت انی رايت انه خرج منى نور اضاءت له قصور الشام۔

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۳)

”فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور خارج ہوا جس کی وجہ سے شام کے محللات روشن ہو گئے۔“

امام بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، عثمان بن ابی العاص سے راوی حضرت عثمان نے کہا کہ میری والدہ آقا کی ولادت کی رات وہاں حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں اور یہ بیان فرمایا۔

قالت (ام عثمان) فما شىء انظر اليه فى البيت الا نور وانى لا انظر الى النجوم تدنو حتى انى لا قول ليقعن على فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البيت والدار حتى جعلت لارى الا نوراً۔

(خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۴۵)

”ام عثمان نے فرمایا کہ اس گھر میں میں جس چیز کی طرف نظر کرتی وہ منور نظر آتی اور اس رات میں نے دیکھا کہ تارے بالکل قریب آ گئے یہاں تک میں کہتی تھی کہ مجھ پر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے حضور کو جتا حضرت آمنہ سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے گھر اور دار روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نور ہی نور دیکھتی تھی۔“

اخرج احمد والبخارى والطبرانى والحاكم والبيهقى وابونعيم عن العرباض بن سارية..... وان ام رسول الله صلى الله عليه وسلم رات حين وضعت نوراً اضاءت له قصور الشام۔

(خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۴۶)

”احمد، بخاری، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم، عرباض بن ساریہ سے راوی کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جتا تو نور دیکھا جس کی وجہ سے شام کے محللات روشن ہو گئے۔“

واخرج ابن سعد من طريق ثور بن يزيد عن ابى العجفاء عن النبى صلى الله عليه وسلم قال رات امى حين وضعتى سطم منها نور

اضاءت له قصور بصرى. (خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶)

”ابن سعد نے ثور بن یزید کے طریق سے ابو الجہاء سے روایت کی اور وہ حضور سے راوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے جاتا تو ان سے نور چمکا جس کی وجہ سے بصری کے محلات منور ہو گئے۔“

رات امی حین حملت بی انه خرج منها نور اضاء له قصور

بصرى من ارض الشام. (شفا جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

”نیز فرمایا) میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے بطن شریف میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ اُن سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے زمین شام سے شہر بصری کے محلات روشن ہو گئے۔“

ابن کثیر مشدکاً بیان:

فولدتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی هذه اللیلة الشریفۃ المنیفۃ

فظهر له من الانوار الحسیۃ والمعنویۃ ما بهر العقول والابصار،

كما شهدت بذلك الاحادیث والایخبار عند علماء الاخبار

(مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۱۹)

”تو حضرت آمنہ نے اس رات شریفہ بلند قدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتا حضور

کے انوار حسیہ اور معنویہ اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقول اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا

کہ علماء اخبار کے نزدیک اس کی احادیث و اخبار گواہی دیتی ہیں۔“

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم نور علی نور

ظاہر ہوا میرے سے نور ظاہر ہوا ایسی حدیث کوئی نظر سے نہیں گزری کہ حضور کی والدہ طیبہ نے یہ ارشاد

فرمایا ہو کہ مجھ سے بشر ظاہر ہوا۔ اگرچہ دیگر دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور پر نور محض لباس بشری

ہیں مگر تشریف لائے اور صورت بشر ہیں بے عیب و پاک و صاف و شفاف بشریت (۱) آپ کا اعلیٰ وصف

ہے۔ آپ بے مثل بشر ہیں۔ سید البشر ہیں۔ افضل البشر ہیں۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نرالے ہیں

۱۔ امام اچھن قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ زکاء روحا و جساما (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲) اللہ تعالیٰ نے

حضور کو باعتبار روح اور جسم کے مزی اور مطہر کیا۔ علامہ شہاب الدین خفائی حنفی اس کے ماتحت فرماتے ہیں۔ التزکیۃ التطہیر

والتقدیس و التسمیۃ و الزیادۃ ای خلقہ زانذا علی من سواہ منہا عن دنس البشریۃ و وضع العاصر (جیم

اریاض جلد ۱ صفحہ ۱۷-۱۸) بعضی غفر لہ۔

محمد بشر لا كالبشر فالياقوت حجر لا كالحجر
 ہاں ہمہ یہ بھی قرآن حدیث سے گذرا کہ ابھی بشریت کا وجود نہ تھا ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا و
 علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تھے تو کیا تھے خود سوچئے..... نیز
 آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ بشر ہیں حقیقت اور باطن کچھ اور ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ جمیری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ

حضور ﷺ صورۃ بشر ہیں

بصورت از بشر آمد لے زوئے حقیقت

زفرق تا بقدم رحمت خداست مجسم

(دیوان خواجہ جمیری صفحہ ۳۱)

عارف بہمانی اور حضرت شیخ علی ودہ رضی اللہ عنہما کا عقیدہ کہ حضور ﷺ صورۃ بشر ہیں:-

انہ نور محض و لیس للنور ظل و فیہ اشارۃ الی انہ افنی الوجود

الکونی الظلی و هو نور متجسد فی صورۃ البشر قیل کذا لک

الملك اذا تجسد بصورة الانسان لا يكون له ظل

(جواہر البحار جلد ۱۸۲۳۔ از شیخ علی ودہ)

”حضور نور محض ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا (اسی لئے حضور کا سایہ نہیں تھا) اور اس میں اشارہ
 ہے اس بات کی طرف کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجود کوئی ظلی کو فنا کر دیا اور حضور
 سورۃ بشر ہیں متجسد نور ہیں کہا گیا ہے کہ اسی طرح فرشتہ جب انسانی صورت میں متجسد ہوتا
 ہے اس کا بھی سایہ نہیں ہوتا“۔

لانه نور محض و لیس للنور ظل و فیہ اشارۃ الی انہ افنی الوجود

الکونی الظلی و هو متجسد فی صورۃ البشر ۵۱ روح البیان جلد ۳

صفحہ ۶۳۰۔ قال ابن عباس (فی إِمَّا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) علم اللہ تعالیٰ

رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم التواضع

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۴۱۳)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:-

فانقاص بینہم و بینہ مخلوقا من جنسہم فی الصورۃ والبسۃ من نعتہ

الرافة والرحمة۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶)

نیز بے عیب بشریت حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہے لباس، پردہ ہے، پردہ بلبوس اور ہوتا ہے لباس اور پردہ اور ہوتا ہے پردہ نشین اور۔ سردست چند حوالے لیجئے کہ بشریت سید عالم حضور انور کا پردہ و لباس ہے۔

عارف قطب سید ابوالعباس تجانی فاسی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:
وقد كان صلى الله عليه وسلم قبل النبوة من حين غروجه من
بطن امه لم يزل من الاكابر العارفين ولم يطرا عليه حجاب
البشرية الحائل بينه وبين مطالعة الحضرة الالهية القدسية.

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۵۲)

”حضور ﷺ قبل از اعلان از نبوت، والدہ ماجدہ کے بطن مقدس سے ظاہر ہونے کے وقت سے اکابرین عارفین سے تھے اور آپ پر حجاب بشریت کا طاری ہونا حضرت الوہیت کے مطالعہ سے مانع نہیں ہوا۔

امام محققین سید محدثین شیخ محمد عبدالحق محقق محدث حنفی دہلوی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:-

آنحضرت تمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدہ حیرت در جمال باکمال وے خیرہ می شد مثل
ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود و اگر ز نقاب بشریت پوشیدہ نبودے بیچ کس را مجال نظر
و ادراک حسن او ممکن نبودے۔ (مدارج المنوت شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰)
”حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے لے کر قدم تک سارے کے سارے نور تھے کہ حیرت کی
آنکھ آپ کے جمال باکمال میں خیرہ ہو جاتی حضور چاند اور سورج کی طرح منور اور روشن
تھے اور اگر حضور بشریت کا پردہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور
آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔“

ملا علی قاری حنفی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:

اکثر الناس عرفوا الله عزوجل وما عرفوا رسول الله صلى الله
عليه وسلم لان حجاب البشرية غطى ابصارهم.

(شرح شمائل علامہ علی قاری صفحہ ۹)

”اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا اس لئے کہ بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو چھپا دیا بند کر دیا۔“

امام محمد رحمہ اللہ نے سنہ ۱۰۰۳ھ حسن و نورا نیت سید عالم ﷺ کے بارے میں ایک وجد آور و روح پرور، ایمان افروز باطل سوز عہارت ارقام فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:-

لكن لا بد للشمس من سحاب وللحشاء من نقاب

(شرح شائل جلد ۱ صفحہ ۷۷)

”لیکن سورج کے لئے ابر ضروری ہے اور حسینوں کے لئے پردہ ضروری ہے۔“

شاہ ولی اللہ اپنے والد مرحوم سے واقعہ نوبی کے ناقل کہ والد صاحب سے حضور نے فرمایا:-

جمالی مسور عن اعین الناس غیرة من اللہ عزوجل ولو ظهر

لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین رأوا یوسف. (در الثمین صفحہ ۷)

”میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے رب تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے کہ اگر

ظاہر ہوتا تو لوگ اس سے زیادہ کچھ کریں گے جو کہ یوسف علیہ السلام (کو دیکھنے) کے وقت کیا

تھا۔“

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، قاطع بدعت، حامی سنت، مجدد ملت نے کیا خوب فرمایا رضی اللہ عنہ:-

حسن یوسف پہ کنیں مصر میں انگشت زناں سرکنا تے ہیں ترے نام پہ مردان عرب
اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابلی سے ہے کہ مفید تفصیل حضور انور سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (۱) وہاں حسن یہاں نام (۲) وہاں کننا کہ عدم قصد پر دال ہے یہاں کنا
کہ قصد و ارادہ بتاتا ہے (۳) وہاں مصر یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی سرکشی و خود سری مشہور
تھی (۴) وہاں انگشت یہاں سر (۵) وہاں زناں یہاں مردان (۶) وہاں انگٹیاں کنیں ایک بار وقوع
بتاتا ہے یہاں کنا تے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے ۱۲ منہ ایضاً۔

فریق مخالف کے گھر کی بنیادی گواہی

نانو تو ہی صاحب کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا حجاب ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے بجز ستار

حضرت حسان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ عیدروس اور عارف بیہائی۔

وانما ستر حسنه بالهبة والوقار لتستطيع رويته الابصار ومع

ذالک فقد قال سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ لما نظرت
الی انوارہ صلی اللہ علیہ وسلم وضعت کفی علی عینی خوفا من
ذہاب بصری (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۳۷-۳۳۸ از عمیدروس)

”اور جزا میں نیست کہ آپ کا حسن بیت اور وقار سے پوشیدہ کر دیا گیا۔ تاکہ آنکھوں کو اس
کے دیکھنے کی طاقت ہو اور اس کے باوجود بھی بے شک (صحابی رسول) حضرت سیدنا حسان
بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے حضور کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی
آنکھوں پر تھلی رکھ لی اس خوف سے کہ کہیں میرے دیکھنے کی قوت نہ چلی جائے۔“
امام عبد الکریم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فان بشریتہ صلی اللہ علیہ وسلم معلومة لا اثر لها بخلاف غیرہ
من الانبیاء والاولیاء فانہم وان زالت عنہم البشریة فانما زوالها
عبارة عن استارها کما تنستر النجوم عند ظهور الشمس فانها
وان كانت مفقودة العین فہی موجودة الحکم حقیقة و بشریتہ
صلی اللہ علیہ وسلم مفقودة (جواہر البحار جلد ۱- صفحہ ۲۵۰)

”بے شک حضور ﷺ کی بشریت معدوم ہے، اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا بخلاف دیگر انبیاء
اور اولیاء کے کہ اگر چہ ان سے بشریت زائل ہوئی سوائے اس کے نہیں کہ اس کا زوال
عبارت ہے پوشیدہ ہونے سے جیسے تارے سورج کے ظہور کے وقت چھپ جاتے ہیں
اگر چہ عین مفقود ہے لیکن وہ ہیئت موجود کے حکم میں ہیں اور حضور کی بشریت تو مفقود ہے۔“
خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اور حسن و جمال پر ایک پردہ نہیں بلکہ کئی پردے ہیں۔
غنیط العالمین مرجع الفاضلین قدوة السالکین زبدة العارفین شیخ رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی
خلد آبادی (جو آٹھویں صدی کے جید عالم و کامل عارف ہیں اور ۳۳۲ھ میں خواجه برہان الدین کے
مرید ہوئے) فرماتے ہیں:

فرمان شد آں نور را بختاد ہزار حجاب پوشند تار و شنائی ماہ و آفتاب تا پدید نشود

(شمال الاقیام صفحہ ۴۴۲)

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں
چھپائیں تاکہ چاند اور سورج کی روشنی چھپ نہ جائے۔“

اگر حضور ﷺ بے پردہ تشریف لاتے تو کس کو دیکھنے کی تاب تھی؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

با پردہ ہا چوں آمدی شور قیامت شد عیاں
بے پردہ گر آئی بروں سوزد ہمہ کون و مکان
سنوعلامہ عارف الفوت العظیم عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:-

واعلم ان انوار المکنونات کلها من عرش و فرش و سموات
وارضین و جنات و حجب و ما فوقها و ما تحها اذا جمعت کلها
وجدت بعضها من نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان مجموع نوره
صلح اللہ علیہ وسلم لو وضع علی للعرش للداب ولو وضع علی
الحجب السبعین التي فوق العرش لتهافت ولو جمعت المخلوقات
کلها و وضع علیها ذالک النور العظیم لتهافت و تساقطت.

(کتاب الابرار۔ صفحہ ۲۵۳۔ مطبعہ ازہریہ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

”اور اس بات کا یقین کر کہ بے شک تمام موجودات کے تمام انوار عرش اور فرش اور آسمانوں اور زمینوں اور بیشتوں اور پرووں اور ان کے اوپر اور نیچے سے ان سب کے انوار جب تو جمع کرے تو ان سب انوار کو نور نبی سے بعض (ایک حصہ) پائے گا اور اگر حضور کا سارا نور عرش پر رکھا جائے تو عرش پکھل جائے گا اور اگر عرش کے اوپر والے ستر چابوں پر رکھا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر باریک پریاؤں کی طرح اڑنے لگیں گے اور اگر تمام مخلوق کو جمع کر کے اس پر یہ نور عظیم رکھا جائے تو وہ تمام مخلوق ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے گی۔“

اسی طرح اگر رب تعالیٰ کی ذات بے پردہ ہو تو سب کچھ جل جائے۔

(دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱)

قال عليه الصلوة والسلام ان الله تعالى خلق نوري من نور عزته
(شمائل الاقبياء صفحہ ۳۳۲ شیخ عارف رکن الدین محکم ۷۷۵ھ)

اخرج الدارمی والبيهقي والترمذی فی الشمائل عن جابر بن
سمرة قال رأيت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ليلة اضحيان
وعليه حلة حمراء فجعلت انظر اليه والى القمر فلهو كان احسن

فی عینی (۱) من القمر۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو اپنی عزت کے نور سے پیدا کیا ہے۔“

”داری اور تبتی نے اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا، انہوں نے فرمایا میں نے صاف ظاہر ہے ابر چاندنی رات میں دیکھا اور حضور ﷺ پر سرخ کپڑا تھا تو میں نے حضور کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنا شروع کیا تو حضور ﷺ میری نظر میں چاند سے زیادہ حسین تھے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔“

خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۷۱، شمائل ترمذی صفحہ ۲۔ زرقاتی جلد ۴ صفحہ ۷۶۔ وسائل الوصول صفحہ ۲۱ شرح شمائل للمنادی والقاری جلد ۱ صفحہ ۳۶۔

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

چاند سے تشبیہ دینا یہ کوئی انصاف ہے

چاند کے منہ پہ ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

واخرج البخاری عن كعب بن مالك قال كان رسول الله صلى

الله عليه وسلم اذا سَوَّ استنار وجهه كانه قطعة قمر وكنا نعرف

ذالك منه

”امام بخاری کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ حضور ﷺ جب خوش ہوتے آپ کا چہرہ ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے، ہم اس چمک سے حضور کی خوشی معلوم کرتے تھے۔“

خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۲۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲۔ زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۶۔ کنز العمال جلد ۷

صفحہ ۸۳، اس کے مناسب روایات جو اہل بحار جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ ۸۰

واخرج الدارمی والبیہقی والطبرانی وابونعیم عن عبيدة قال

قلت للربيع بنت معوذ صفى لى رسول الله صلى الله عليه وسلم

قالت لورايته لقلت الشمس طالعة (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۲،

۱۔ فی روایتہ عدی بدل عینی (القبضی) والتعید بالعدیہ لیس للخصیص فان ذالک عند کل احد راء
کذالک“ المواہب علی الشمائل للبحوری صفحہ ۲۳ وھکذا فی شرح الشمائل للمناوی والقاری
جلد ۱ صفحہ ۳۶، ۷۲، ۱۲۷

زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۸)

”داری تہیتی۔ طبرانی ابو نعیم۔ ابو نعیم سے راوی وہ فرماتے ہیں میں نے ربیع سے کہا میرے لئے حضور ﷺ کا وصف بیان کر انہوں نے فرمایا اگر تو حضور کو دیکھتا تو کہتا سورج طلوع ہو گیا ہے۔“

اخرج البزار والبيهقي عن ابى هريرة قال كان صلى الله عليه وسلم اذا ضحك يتلأ لأ في الجدر لم ار مثله قبله ولا بعده.

”بزار اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے راوی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم فرماتے تو دیواروں پر چمک پڑتی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ حضور کے بعد۔“

خصائص کبریٰ شریف للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۷۴، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱، شفاء شریف جلد ۱، صفحہ ۵۱، جوہر النجار، جلد ۱ صفحہ ۱۷، وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۱۸۱، مواہب لدنیہ جلد ۱، صفحہ ۲۷۱۔ رواہ (ای يتلأ لأ في الجدر) احمد و الترمذی و ابن حبان۔

امام قسطلانی يتلأ لأ في الجدر کی تفسیر فرماتے ہیں:-

ای یضیء فی الجدر جمع جدار وهو الحائط ای بشرق نوره علیہا اشراقاً کاشراق الشمس علیہا.

(مواہب و شرح زرقاتی جلد ۳، صفحہ ۱۸۱)

(شمائل ترمذی صفحہ ۲۔ زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۷۹۔ ۸۰، شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۔ ۱۲۱، جمع الوسائل للقتاری و شرح شمائل لدنناوی جلد ۱۔ صفحہ ۳۳، وسائل الوصول صفحہ ۱۸۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ (حضرت حسن کے خالو اور حضور کے ربیب) فرماتے ہیں:-

يتلأ لأ وجهه تلاً لؤ القمر ليلة البدر.

اسی حدیث میں کچھ آگے فرماتے ہیں:-

لہ نور یعلوہ (زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۹۳۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۔ ۱۰۰)

”حضور کی جنی مبارک کا نور جنی مبارک پر یا آپ کی ذات منورہ کا نور ذات انور پر غالب رہتا۔“

عن ابی اسحق قال سال رجل الباء بن عازب اکان وجه رسول الله ﷺ مثل السيف قال لا بل مثل القمر

صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲، فی الشفاء جلد ۱ صفحہ ۵۱، لابل مثل الشمس والقمر (۱) حلیت جابر بن سمرة ہی روایت مسلم من زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۵، شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۳، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۲، مشکوٰۃ شریف باب اسماء التبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل اول، اشعة الملععات جلد ۳ صفحہ ۳۸۳-۳۸۲

”ابو اسحاق سے روایت ہے فرمایا کہ ایک مرد نے حضرت براء سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا فرمایا نہ، بلکہ چاند کی طرح تھا۔ شفا شریف میں ہے نہ بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔“

ثم تشبیه بعض صفاته بالنیرین انما هو جری علی التمثیل العادی
والا فلا شیء یمائل شیناً من اوصافہ

(شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۳۳)

”پھر حضور کی بعض صفات کو سورج اور چاند سے تشبیہ دینا تمثیل عادی کی طرز پر جاری ہوتا ہے ورنہ کوئی چیز حضور کے اوصاف سے کسی چیز کے مماثل نہیں۔“

شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان مقدس اسی حدیث کی شرح میں:-

در مواہب لدنیہ مے گوید کہ ایسی تشبیہات است کہ مردم بحسب فہم خود در عایت عرف و عادت کردہ اندو
الایچ یکے ازین امور در بہت و جلالت و حسن و ملاحات بجمال و کمال و مے ویچ چیزے از مخلوقات و
محدثات معادل و مشارک صفات خلقیہ و خلقیہ و مے نبود

”مواہب میں امام قسطلانی نے فرمایا یہ ایسی تشبیہات ہیں کہ لوگوں نے اپنے فہم کے مطابق
اور عرف اور عادت کی رعایت کرتے ہوئے دی ہیں ورنہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز حضور
کے جمال و کمال کے حسن، خوبصورتی اور جلالت اور حسن و ملاحات میں برابر نہیں اور مخلوقات
سے کوئی چیز حضور کے صفات خلقیہ اور خلقیہ کے برابر اور شریک نہیں۔“

نظم

کے بحسن و ملاحات بیار ما نرسد ترا درین سخن انکار کار ما نرسد
ہزار نقش بر آید ز کلک منع و لے یکے بخوبی و نقش نگار ما نرسد

صلی اللہ علیہ وسلم و علیٰ و آلہ و اصحابہ بقدر حُسْنِہ و جمالہ و

1- فی قوة الضیاء و کثرة النور کان الشمس فی نہایة الاشراف والقمر فی الحسن والملاحہ جلد ۵- صفحہ

کمالہ

اخرج ابو نعیم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر۔

(خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۷، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۹)

”ابو نعیم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخرج فرمایا حضور ﷺ کا چہرہ چاند کے بالہ کی طرح تھا۔“

ہمدان کی کسی ایک عورت نے کہا (جس نے حضور کے ساتھ حج کیا تھا) کہ حضور کی شبیہ:-

کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اخر جہ البیہقی خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۷۸)

”چودھویں رات کے چاند کی طرح تھی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔“

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا مسروراً تبرق اسابیر وجہہ۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

”ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بحالت خوشی داخل ہوئے تو آپ کے چہرہ انور کے خطوط بگلی کی طرح چمکتے تھے۔“

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس (قط) الا غلب ضوءہ ضوءہا

ولا مع سراج (قط) الا غلب ضوءہ ضوءہ

(تیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ و حکذانی زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ و جلد ۵ صفحہ ۲۳۹۔ ونحوہ فی

مواہب لدنیہ علی شمائل محمدیہ بیجوری صفحہ ۲۳ فی مطبوعۃ مصطفیٰ البابی

الحلبی بمصر ۱۳۷۵ھ صفحہ ۳۰۰ (فی مطبوعۃ) نا قلاعن ابن المبارک وابن الجوزی فی

روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس بزیدۃ لفظ (قط) فی الموضعین

ووضع المظہر موضع المضممر الثانی فی الموضعین وشرح شمائل للمناوی

جلد ۱ صفحہ ۷۷

”صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور کا سایہ نہ تھا حضور جب بھی

سورج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب بھی سراج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سراج کی روشنی پر غالب رہتی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بقدر انوارہ“

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم نورًا فكان اذا مشى
بالشمس والقمر لا يظهر له ظل (وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ للنبهانی)
”حضور نور تھے جب سورج اور چاند (کی روشنی) میں چلے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔“
مطالع المسرات میں امام علامہ ابن سبع سے منقول ہے:-

كان النبي صلى الله عليه وسلم يضيء البيت المظلم من نوره
(بحوالہ السعيد صفحہ ۲۳ شوال ۱۳۷۹ھ)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاریک گھر کو اپنے نور سے روشن کر دیتے تھے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہر طرف اور اپنے ہر عضو کی نورانیت کی دعا مانگی ہے اور یہ بھی فرمایا (فی روایۃ) واجعلنی نوراً (۱)۔ ”اے اللہ مجھ سارے کے سارے کو نور بنا دے۔“ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱، ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۲۔ صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۹۳۵۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

اور حضور مستجاب الدعوات ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔
”آتم المؤمنین عاشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتی ہیں:-

ما اری ربک الا یسارع فی ہواک

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۶۔ ۷۰۷، مشفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

”یا رسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا۔“

ابوطالب نے حضور سے عرض کی۔ ”ان ربک لیطیعک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام وانت یا عماہ لواطعتہ لیطیعک۔“ رواہ ابن عدی۔ الامن والعلی صفحہ ۸۳ واللفظ۔ اخرجه ابن عدی والبیہقی و ابو نعیم۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۳۔ مدارج النبوت شریف جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۸ فانظر فیہ۔

”بے شک آپ کا رب آپ کی اطاعت کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار

۱۔ ابویہب، زرقاتی جلد ۳۔ صفحہ ۲۲۰۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ شرح شفا لقاری جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۹، جواہر انکار جلد ۱۔ صفحہ ۲۸۰۔ ۱۲ فیضی غفرلہ

نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً اور تائیداً ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کر لے تو وہ تیرے ساتھ بھی
یوں ہی معاملہ فرمائے گا۔

دلائل النبوة لابن تیمیہ کی صفحہ ۷۵ پر ہے:

وعن عائشه قالت قال رسول صلى الله عليه وسلم كل نبي
يجاب اى مستجاب الدعوات رواه البيهقي وروزيين مكنوۃ صفحہ ۲۲
قال القارى تحتہ يعنى من شان كل نبي ان يكون مستجاب
الدعوة ارج جلد ۱ صفحہ ۱۵۰-۱۲ وقال الشيخ تحتہ، وہر وقت غیر قبول کردہ شدہ
است دعائے او۔ اھ اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، ۱۲۰ ف

ان اللہ تعالیٰ يعطيه اذا سأل

”بے شک اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتا ہے جب مانگیں (اور جو مانگیں)۔“
امام قسطلانی امام بدر الدین محمود یعنی حنفی سے نقل:-

وانا لا اشك ان جميع دعوات النبي صلى الله عليه وسلم
مستجابة.

”اور میں اس بات میں شک نہیں کرتا کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب دعائیں
منظور ہیں۔“ مواہب لدنیہ جلد ۲۔ زرقانی، جلد ۸، صفحہ ۷۲۳ و مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ
۳۳۷

وما شک نذاریم کہ جمیع دعوات انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مستجاب اند مراد بقول وے لكل
نبي دعوة مستجابة حصر نیست آجلی و بعضی محققین گفتند کہ آن حضرت اعزاز و اکرام است ازاں کہ
چیزے خواہد از پروردگار خود وے اجابت نکند بآں نقل کردہ شدہ است کہ آن حضرت دعا کرد
بیکیزے و مستجاب نشد۔ ۱۲۰ ف
امام قسطلانی فرماتے ہیں:-

ولم ينقل انه صلى الله عليه وسلم دعا بشيء فلم يستجب له.

”اور یہ بات منقول نہ ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی دعا مانگی ہو اور وہ منظور نہ
ہوئی ہو۔“

(مواہب لدنیہ جلد ۲، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۷۲۳، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۳)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اجابت نے جبک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ
مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں:

مقبول ہیں ابو کے اشارہ سے دعائیں کب تیر کا نادر نبوت کا خطا ہو
بلکہ حضور محبوب خدا مستجاب گر ہیں مثلاً حضرت سعد ابن ابی وقاص کو مستجاب الدعوات بنا دیا
اخترجه الترمذی والمحاکم و صحیحہ وغیرہ۔ الخصائص الکبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۶۵۔ اگر
کوئی یہ شبہ پیدا کرے کہ حضور پہلے نور نہ تھے تو جو با عرض ہے کہ تھے اس کے بعض دلائل گزرے اور یہ
دعا دوام، استمرار، استقامت اور ترقی کے لئے مانگی جیسے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ آخر عمر تک
پڑھتے رہے، کیا معترض اس دعا کے بعد حضور کی نورانیت کا قول کرے گا۔
نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ويجعل لي نوراً من شعر راسي الي ظفر قدمي۔

”اللہ تعالیٰ میرے لئے نور (ظاہر) کرے گا سر کے بال سے لے کر قدم کے ناخن تک۔“

اخترجه الطبرانی فی الکبیر و ابن ابی حاتم و ابن مردويه عن عقبه بن عامر
خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵ و از دور جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خلقت من نور اللہ والمؤمنون من نوری۔

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا اور تمام مومن میرے نور سے“

مکتوبات امام ربانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ و سنہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کیا خوب فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نور کا
✓ انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری

مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۶۱۰۔ وفي رواية "من فيض نوري"، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۸۸۔

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام "انا من اللہ والمؤمنون منی" جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۶۔ از جیلی

وفي النهاية لابن الاثير انه عليه الصلوة والسلام كان اذا سر

لکان وجہہ المرأة وكان الجدر تلاحک وجہہ قال والملاحکة

شدة الملازمة ای بری شخص الجدر فی وجهه صلی اللہ علیہ

و سلم۔

”یعنی نہایت ابن اثیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سرور ہوتے آپ کا چہرہ

آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور دیواروں کا عکس آپ کے چہرہ انور میں نظر آتا تھا۔“

زرقاتی جلد ۴ صفحہ ۸۰۔ مواہب جمع الوسائل، جلد ۲ صفحہ ۷ و نحوہ شرح شمائل للمنادی جلد ۱،

صفحہ ۳۴ مدارج جلد ۱ صفحہ ۶

حضور ﷺ کی چوتھی خصوصیت

حضور تار یک سایہ سے پاک تھے۔ آپ کا سایہ نہ تھا۔ نہ ظل تھا نہ فے من و جب نبی خصوصیت اور من

وجد دلیل نورانیت۔ آپ کے سایہ نہ ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ (۱) بعض نے کہا کہ بوجہ

نور ہونے کے سایہ نہ تھا۔ (۲) بعض نے کہا حضور ظل الہی ہیں اور سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔ (۳) بعض

نے کہا اس لئے نہیں تھا کہ قدموں کی رونگی نہ ہو۔ (۴) اور بعض نے کہا کہ سایہ سایہ والے سے زیادہ

لطیف ہوتا ہے اور حضور کے جسم سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں اسی لئے آپ کا سایہ نہیں (۵) بوجہ بے

مثلیت سید عالم (۶) تاکہ نجس زمین پہ نہ پڑے وغیرہ۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض ان حضرات کے اسما درج کر دیتا ہوں جو صراحتہ حضور کے سایہ نہ

ہونے کے قائل ہیں اور سلفاً خلفاً کوئی ان کے اس قول کا منکر نہ ہوا بلکہ غیر مصرعین خاموش رہے تو یہ

اجماع سکوتی ہے حضور کے سایہ نہ ہونے پر بوقت ضرورت و فرصت اس موضوع پر مفصل تحریر ہو سکتا ہے

۱۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی شہید ۳۵ھ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کے

سامنے حضور ﷺ کا بے سایہ ہونا بیان کیا تھا حضور اور صحابہ خاموش رہے۔ تردید نہ کی۔ (تفسیر مدارک

جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ علی ہامش خازن، مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۱۲

طبع قدیم تحت آیت اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ جَاءُوْا بِالْبَيِّنَاتِ۔ کتاب الاشارات للرازی بحوالہ روح البیان

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی متوفی ۶۸ھ (زرقاتی شرح مواہب جلد ۴،

صفحہ ۲۲۰ شرح شمائل للمنادی جلد ۱ صفحہ ۷، جمع الوسائل للقاری الحنفی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔

۳۔ حضرت ذکوان تابعی متوفی ۱۰۱ھ (۱) (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸، زرقاتی علی المواہب جلد ۳

۱۔ ذکوان اسم درجلین من التابعین وکل منهما ثقة احدهما ابو صالح السمان الزيات المتوفى ۱۰۱
والآخر ابو عمرو مولی عائشة المتوفى بعد المائة قبل المائین ولم یبین ذکوان فی هذا المقام بل ذکرهما
الزرقاتی بلفظ ”او“ ملغظ من التقريب وشرح المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ

صفحہ ۲۲۰، مدارج جلد ۱، صفحہ ۲۱۔

۴۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؓ اپنی متوفی ۱۸۱ھ (زرقاتی علی المواہب جلد ۳، صفحہ ۲۲۰)

۵۔ محدث حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ (خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۶۸) زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰ مدارج جلد ۱ صفحہ ۲۱)

۶۔ حافظ رزین محدث متوفی ۵۲۰ھ (زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

۷۔ محدث امام ابن سبع متوفی (زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

۸۔ امام الحدیث قاضی عیاض متوفی ۵۳۳ھ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲، ۳۳) فی مطبعہ دینی آخر صفحہ ۳۰۶)

۹۔ محدث ابن جوزی متوفی ۵۸۷ھ (زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰)

۱۰۔ امام راغب اصفہانی متوفی ۳۵۰ھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۱۷)

۱۱۔ امام ابوالبرکات نسفی صاحب کنز الدقائق و منار التفسیر مدارک متوفی ۷۰۱ھ تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

۱۲۔ امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ (مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۱۴)

۱۳۔ علامہ امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۵۶، ۷۶۰ھ (سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۹۳)

۱۴۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (متوفی ۷۵۸ھ) صحائف السلوک صحیفہ ۲۳ صفحہ ۵۱)

۱۵۔ علامہ حسین بن دیار کبریٰ کتاب الخمیس

۱۶۔ علامہ زرقاتی متوفی ۱۱۲۲ھ (زرقاتی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، جلد ۵، صفحہ ۲۳۹)

۱۷۔ امام مناوی متوفی ۸۹۱ھ (فیض القدر للمناوی جلد ۱، صفحہ ۱۳۵، و شرح شاکل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۳۷)

۱۸۔ علی باش جمع الوسائل۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

۱۸۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ انہوں نے اس موضوع پر پورا باب منعقد کیا۔ (خصائص کبریٰ

جلد ۱ صفحہ ۶۸۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۳۱)

۱۹۔ صاحب سیرت شامی (سیرت شامی)

۲۰۔ علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۳۹ھ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۸۲)

۲۱۔ علامہ ابراہیم بنجوری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۷۶ھ (المواہب علی الشماک للبحوری صفحہ ۲۳، فی روایہ

لابن المبارک وابن الجوزی)

۲۲۔ علامہ مطالع قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ (مجمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ عن ابن عباس و شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ علی ہاشم نسیم الریاض ذکوره الترمذی فی نوادر الاصول ونقله الحلبي عن ابن سبع

۲۳۔ علامہ سلیمان جمل متوفی ۱۱۹۶ھ (فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۲ ۳ انورہ الحسی

۲۴۔ عارف باللہ السید عبدالرحمن العیدروس التوفی ۱۱۹۲ھ وقال یرحم الله من قال:
دخل العالم فی ظل الذي ما له ظل ولا غیار یمحو

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۷)

۲۵۔ شیخ محمد بن احمد مجولی مصری شافعی متوفی رواہ ابن سبع والنیشاپوری

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)

۲۶۔ ومنہ الامام المقرئ شریف الدین السخیل بن المقرئ البغدادی الشافعی متوفی ۸۳۹ھ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

۲۷۔ والعلامة ابن اقرص (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

۲۸۔ قاضی القضاة محمد بن ابراہیم القفطی المالکی المصری متوفی (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲-۱۸۳)

۲۹۔ شیخ علی بن دودہ رضی اللہ عنہ متوفی ۷۰۵ھ

۳۰۔ امام نیشاپوری (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔ و جلد ۴ صفحہ ۱۸۲)

۳۱۔ علامہ امام ابن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ (أفضل القرئ صفحہ ۷۲، جواہر البحار صفحہ ۸۵)

۳۲۔ علامہ برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۳۳ھ (سیرہ حلبیہ۔ ج ۲ ص ۳۲۲)

۳۳۔ علامہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع بحار الانوار متوفی ۹۸۶ھ

(مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۳۰۲-۳۰۳)

۳۴۔ علامہ عارف جلال الدین رومی یعنی مولانا روم متوفی ۶۷۳ھ

(مشوئی شریف (۱) دفتر پنجم صفحہ ۱۹۔ طبع نولکشور)

۳۵۔ شیخ محمد شین حضرت شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ

(مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۱۱۸، و جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

۱۔ برکات خواندہ مشوئی، رابع و شام آتش روزش بود و روزے حرام

(فیوض الرحمن جلد ۲۔ صفحہ ۵۶۔ مغلطایات تھانوی)

- ۳۶۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۲۸ھ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۹)
- ۳۷۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)
- ۳۸۔ امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۳ھ، ۱۰۳۳ھ (مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)
- ۳۹۔ علامہ بحر العلوم لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ (شرح مثنوی دفتر پنجم)
- ۴۰۔ عارف سبحانی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی حنفی متوفی ۸۹۸ھ (زیلعاصفی ۱۱، تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱)، بیوتۃ الاررار صفحہ ۱۳۔ کلیات جامی صفحہ ۱۱، ۱۳۔ کلیم للعارف الجامی وعزیز القناوی دیوبند جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)
- ۴۱۔ علامہ امام عارف السلیط حنفی صاحب تفسیر روح البیان متوفی ۱۱۱۷ھ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)
- ۴۲۔ عارف ربانی علامہ محمد یوسف بیہانی قاضی القضاة بیروت متوفی ۱۳۵۰ھ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، صفحہ ۵۸ من الشفا، وسائل الوصول صفحہ ۲۱)
- ۴۳۔ مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی صاحب علم الصیفہ وتاریخ حبیب اللہ صفحہ ۱۳، اس کتاب کی توثیق "ہفتی زیور" جلد ۱ صفحہ ۷۶ میں موجود ہے۔
- ۴۴۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ (تفسیر عزیزی پارہ عم۔ صفحہ ۲۱۹)
- ۴۵۔ عارف علامہ نظامی گنجوی متوفی ۵۹۲ھ (مخزن الاسرار صفحہ ۲۵)
- ۴۶۔ عارف شیخ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب تفسیر متوفی ۱۲۳۱ھ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰)
- ۴۷۔ مولانا نور بخش صاحب توکل رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۶۷ھ (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳)
- ۴۸۔ عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۲ھ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵)
- ۴۹۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ (تذکرۃ الموتی صفحہ ۳۱)
- ۵۰۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۳۰ھ مستقل کتاب "نفسی الفی عنمن بنورہ انار کل شیء"
- ۵۱۔ مولانا غلام قادر صاحب بھیروی "اسلام کی کتاب"
- ۵۲۔ مولوی عوض علی محشی تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱۔
- ۵۳۔ حضرت مولانا محمد یار صاحب مرحوم فریدی (دیوان محمدی صفحہ ۲۹-۸۸)

۵۴۔ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری رحمت اللہ علیہ (کلمہ سیر الاولیاء صفحہ ۷)

۵۵۔ مولوی عبدالحی لکھنوی (التعلیق العجیب صفحہ ۱۳)

۵۶۔ مولوی محمد مگھوی صاحب مرحوم (شرح زینت صفحہ ۳۳)

(ان کے گھر کی گواہی)

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی (امداد السلوک فارسی صفحہ ۸۵-۸۶۔ اُردو صفحہ ۵۶)

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی (میلا دالنبی جلد ۴، المربع فی المربع صفحہ ۵۷۲۔ شکر النعمہ صفحہ ۲۰)

۳۔ مولوی نذیر احمد عرشی مداح علماء دیوبند و مرزود و ہایت "مفتاح العلوم" جلد ۳، صفحہ ۱۳۶

۴۔ مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبند (عزیز التواؤی جلد ۸۔ صفحہ ۲۰۲)

۵۔ ۶۔ مولوی مہدی حسن مفتی دیوبند، مولوی جمیل الرحمن نائب مفتی دیوبند ماہنامہ تجلی دیوبند بابت ماہ فروری۔ مارچ ۱۹۵۹ء میں مفتی دیوبند کا فتویٰ بدیں الفاظ منقول ہے۔

"آں حضرت کا سایہ نہ تھا اور اسی کے ہم معتقد ہیں" سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح محمد جمیل الرحمن نائب مفتی بدارالعلوم دیوبند (بحوالہ "رضائے مصطفیٰ" جلد ۷ شماره ۱۷-۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۶-۱۰ کا لم ۲

مزید برآں یہ کہ ہندو تک اس عدم سایہ والے معجزہ کے قائل ہیں

دغما علی انوف ملاحظہ ہو:-

۱۔ ۲۔ تھانوی صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس کا اصلی نام "شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام" ہے۔ المعروف "حقانیت اسلام غیروں کی زبان پر" جو پہلی مرتبہ ۱۳۶۸ھ میں ادارہ اشرف العلوم دیوبند ضلع سہارن پور سے شائع ہوا اس کے صفحہ ۱۳۳ پر ہے:-

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی

مولوی عبدالرحمن چشتی کا مزار لکھنؤ میں ہے یہ بڑے پایہ کے صوفی گذرے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ ہندوؤں میں ایک کتاب "بھونک اوتر پران ہے" اس کتاب کی تالیف کرنے والے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں، وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں "کہ آئندہ زمانہ میں مہامت (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) از فیضی پیدا ہوں گے، ان کا نشان یہ ہوگا، ان کے سر پر بدلی سایہ کرے گی، ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا"۔ الخ ۱۲۔ یہ کتاب حضور کے ظہور سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اہل اسلام تو اہل اسلام، اہل سنت تو اہل سنت حضور کے ظہور سے قبل بھی اگلی قوموں میں یہ مشہور تھا کہ حضور ﷺ بے

سایہ ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ اصحابہ و آلہ بقدر حسنہ و جمالہ ۔
تو بے سایہ نور کا ہر عضو کوزا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت ظل محدود رات پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

اس فہرست کا اکثر حصہ ضمیمہ اسلام رازی وقت شیخ الحدیث استاذی و شیخی سبط النبی الباشمی حضرت سید
احمد سعید کاظمی دامت برکاتہ العالیہ (قدس اللہ سرہ) کے فیوضات سے ماخوذ ہے پھر مزید اضافہ ان کی
نگاہ عنایت سے فقیر فیض کی جستجو کا نتیجہ ہے۔

خصوصیت نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم پاک صاف و شفاف تھا اور کثافتوں سے پاک تھا اتنا کہ دیکھنے والا
آپ کے جسم کے اندر سے سورج کو دیکھ لیتا، جسم شریف دیکھنے سے مانع نہ ہوتا۔
حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

وکان جسمہ شفافاً فلم یقع له ظل علی الارض ولم یمنع رانی

الشمس مع حیلولتہ (جوہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۷ مللنبہانی)

”یعنی حضور کا جسم شفاف تھا۔ اسی لئے حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور اس جسم پاک
کے حائل ہونے کے باوجود سورج کو دیکھنے والا سورج کو دیکھ لیتا۔“

دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری لکھتے ہیں :-

وفی کثر العمال ان اجساد الانبیاء نابتة علی اجساد الملائكة

واسنادہ ضعیف (۱)

”یعنی کثر العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشوونما پانے

۱۔ حدیث ضعیف فضائل و مناقب میں با اتفاق محدثین مقبول و معمول بہا ہوتی ہے۔ قد اتفق الحفاظ (و لفظ الاربعین قد
اتفق العلماء و لفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق۔ از فیوضات شیخ الاسلام سیدنا اعلیٰ
حضرت (الہدای الکافی صفحہ ۴۱) علی جواز العمل بالحديث الضعیف فی فضائل الاعمال مرقات جلد ۱۔
صفحہ ۲۵۳ و حرزین شرن صحن حصین للقاری و شرح مشکوٰۃ لابن جریرکی و اربعین لابی زکریا نووی فتح القدر لابن ہمام جلد ۱ صفحہ
۲۳۶

کتاب الاذکار شیخ الاسلام ابی زکریا۔ فتح القدر جلد ۱، صفحہ ۴۶، نتیجہ، موضوعات علی قاری صفحہ ۷۳ تعقیبات صفحہ ۷۳، مقدمہ
شیخ محقق صفحہ ۱۰۶، ان سے تائید، اعلام السنن جلد ۳ صفحہ ۱۱۵، مسک الختام بھوپالی غیر مقلد جلد ۱ صفحہ ۵۷۲، رسالہ دعائے محرم علی
و مظاہر حق مزید جو اے و تحقیق اعلیٰ حضرت مجدد ملت شیخ الاسلام کی کتاب لا جواب ”الہدای الکافی“ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲ فیض

والے ہیں۔“

ومراده ان حال الانبياء عليهم السلام في حياتهم كحال
الملائكة بخلاف عامة الناس فان ذلك حالهم في الجنة فلا
تكون فضلاتهم غير رشحات عرق. (فيض الباري جلد ۱، صفحہ ۲۵۱)
”اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات دنیاوی میں انبیاء کا حال ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف
عام لوگوں کے کہ ان کا یہ حال جنت میں ہوگا انبیاء کے فضلات شریفہ پسینے کے چند قطرات
کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔“
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان اجسادنا تنبت علی ارواح اهل الجنة، (اخرجه البيهقي عن
عائشة) (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۰، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲۹)
”بے شک ہمارے اجساد اہل جنت کی ارواح پر نشوونما پاتے ہیں۔“
نیز حضور نے ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم:-

انا معشر الانبياء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة. اخرجہ
ابو نعیم عن لیلی۔ خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۷۰، شرح شفا للقاری علی ہامش
نیم جلد ۱۔ صفحہ ۳۶۰
وقد ذکرنا ان جبریل علیہ السلام اخذ طينة النبي صلى الله عليه
وسلم بمياه الجنة و غسلها من كل كثافة وكدورة فكان جسده
الطاهر كان من العالم العلوي كروحه الشريف.

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۵۵)

”بلا شک (علاء کرام نے) ذکر کیا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی
طینت پاک کو لیا اور اسے جنت کے پانیوں سے گوندھا اور اسے ہر کثافت اور کدورت، میل
سے دھویا تو گویا کہ حضور کا پاک جسم آپ کی روح کی طرح عالم علوی سے تھا۔“

خصوصیت نمبر ۶

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، سب کچھ حضور کے سبب پیدا ہوا اور حضور ﷺ
کے لئے پیدا ہوا۔ کشف الغم جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی

صفحہ ۶۳۳، ۶۳۴ جواہر البحار از خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۸۱، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، از شیخ ہندی صفحہ ۲۳۰ از روح البیان، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۶۱، ۵۶۔ از عارف تہجائی و جلد ۲ صفحہ ۲۳۶-۲۹۶۔ از بریز، صفحہ ۳۲۰، از تالمی۔
اعلیٰ حضرت نے فرمایا:-

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

احادیث قدسیہ سے اس کا ثبوت

✓ لولاک لما خلقت الافلاک (۱)۔

(مکتوبات مجدد در ہندی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔“

صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۱۰۵۔ حیفہ ۷، ۴۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ از امام عبدالکریم جلی۔ شرح شفا للقراری جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۳۳، از شیخ محمد قادری مدنی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ عن تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۸۳۹ تحت آیت وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ از تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۶۷ زیر آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ أَكْثَرَ مِنْكُمْ (۶)۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ از احمد عابدین۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۷۲ از عارف دہ۔ غیث اللغات صفحہ ۸۸ ان اللہ تعالیٰ قال له في ليلة المعراج لولاك لما خلقت الافلاك۔ جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۳۱۔ از جلی فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صفحہ ۵۲، شرح زیخا محمد گھلوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷، ذریعہ شرح کریم المولانا حافظ محمد نذیر رام پوری صفحہ ۱۱۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۳۰۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۷۷۔

ولقد خلقت الدنيا واهلها لاعرفهم كرامتك و منزلتك عندي

ولولاك ما خلقت الدنيا. (روایہ ابن عساکر)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب (میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو

تمہاری اس کرامت اور قدر منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو

۱. هذا الحديث صحيح معنى ومفهوماً وان لم انظر تخریجه بهذا اللفظ هكذا قال القراری فی موصوعاته ۶۷، ۶۸ حاشیہ نمبر ۳ المصنوع فی احادیث الموضوع صفحہ ۲۲ وشرح شفا للقراری الحنفی جلد ۱ صفحہ ۱۷، ۱۲ الفیضی

میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔“

موہب و شرح للزرقانی جلد ۱، صفحہ ۶۳ و جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، صلاة الصفا لاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۳، موضوعات کبیر للقاری النحوی صفحہ ۶۸، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ و جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ از خصائص۔

وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال هبط جبریل علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول لک ان کنت اتخذت
ابراہیم خلیلاً فقد اتخذتک حبیباً وما خلقت خلقاً اکرماً علی
منک ولقد خلقت الدنیا الخ

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از مطالع المسرات قاسی ۲۶۳ و جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ از عیدروس،
مجموع الاربعین صفحہ ۸۷

قال اللہ تعالیٰ لآدم علیہ الصلوٰۃ والسلام لولاه ما خلقتک

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔“

زرقانی شرح موہب جلد ۱ صفحہ ۳۳-۶۲، المذمعات جلد ۳ صفحہ ۳۶۶، جواہر البحار، جلد ۱ صفحہ
۳۲ و صفحہ ۱۲۰۶ از دیرینی و صفحہ ۱۲۵۲ از جبلی شفا شریف و شرحہ للقاری والنخاسی، جواہر البحار جلد ۲،
صفحہ ۱۰۷ عن الشفا شرح البرودہ للبخاری صفحہ ۲۶۔

لولا محمد ما خلقتک

”اگر محمد کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا۔“

رواہ البیہقی ورواہ الحاکم وصححہ ورواہ الطبرانی، زرقانی علی موہب
جلد ۱، صفحہ ۶۲-۶۳ و ابو نعیم وابن عساکر ایضاً۔ خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۶، صلاة الصفا للمجدد
البریلوی صفحہ ۱۳، شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۱۳۸ و شرحہ للنخاسی والقاری جلد ۲، صفحہ ۲۲۵، قال الحاکم
هذا الحدیث صحیح الاسناد مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۱۵..... ورواہ البیہقی ایضاً فی
دلائل النبوة..... و ذکرہ الطبرانی، شفا السقام للامام السبکی صفحہ ۱۶۲۔ نشر الطیب
صفحہ ۱۱۰۷ از زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳۳ و جلد ۵ صفحہ ۱۹۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷ و صفحہ ۱۰۷ از ابن
حجر و جلد ۲ صفحہ ۲۴۰ عن روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۳، جواہر البحار ۳ ص ۳۲ از خلاصۃ الوفاء،
جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ از مطالع المسرات قاسی صفحہ ۲۶۳ و مولد رسول اللہ لابن کثیر

صفحہ ۱۶، اخراجہ الطبرانی والصباء و ابونعیم فی الدلائل والحاکم والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر عن عمر رضی اللہ عنہ الاتحافات السنیة فی الاحادیث القدسیہ صفحہ ۱۳۰۔ مجموع الاربعین صفحہ ۸۷ (۱)

لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضاً (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ”اگر محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۰۷۔ ۴۱۲ عن المرغنی و جلد ۳ صفحہ ۳۳۱، از ابن حجر مکی و جلد ۳ صفحہ ۸۷۔ ۱۹۶ از میرغنی و جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از قاضی مطالع صفحہ ۲۶۴۔

لولاک ما خلقت سماء ولا ارضاً۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹ عن الصاوی)
 ”اللہ عزوجل نے فرمایا: اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔“
 لولاک ما خلقت سماء ولا ارضاً ولا جنا ولا ملکاً۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۷۱۳ از صاوی)

”اے حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو، نہ جن کو نہ فرشتہ کو۔“

امام بصری نے فرمایا:-

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورة من

لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات

صلی اللہ علیہ وسلم۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۵۔ عن روح البیان جلد ۶ صفحہ ۲۶۷ عن کتاب البرہان لکرمانی)

”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔“

۹۔ فلولاہ ما خلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرسیا ولا لوخا ولا

قلماً ولا سماء ولا ارضاً ولا جنة ولا ناراً ولا دنیا ولا اخری

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۳۵، از محمد مغربی)

۱۔ تفسیر در منثور جلد ۱۔ صفحہ ۵۸، آجری ایضاً جلی الثمین صفحہ ۱۳۳ علی حضرت۔ و علیہ لائن امیر الحاج افضل الصلوٰۃ صفحہ ۱۱۷۔ اس کے مزید حوالے پیچھے مذکور۔ ۱۲

”اللہ جل وعلانیٰ فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو اے آدم! میں تمہیں پیدا نہ کرتا، نہ عرش کو پیدا کرتا، نہ کرسی کو، نہ لوح کو، نہ قلم کو، نہ آسمان کو، نہ زمین کو، نہ بہشت کو، نہ دوزخ کو، نہ دنیا کو اور نہ آخرت کو۔“

روى ابو الشيخ فى طبقات الاصفهانيين والحاكم عن ابن عباس
اوحى الله الى عيسى آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم ومر
امتك ان يؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنة ولا
النار ولقد خلقت العرش على الماء فاضطرب فكثبت عليه لا اله
الا الله محمد رسول الله فسكن صححه الحاكم

(مستدرک جلد ۲ ص ۶۱۵ خصائص کبری ج ۱ ص ۷۷، واقره السبکی فی شفاء السقام ۱۶۳
وللبقینی فی فتاواه مثله لایقال رأیا فحکمه الرفع۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۳، ج ۵
ص ۲۳۲، ج ۶ ص ۳۳، قال الامام الحافظ ابن حجر المکی صح عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما ولہ حکم المرفوع، شرح ہمزہ لہ۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷۔ ۱۰۷،
جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۳۳، از عارف عیدروس۔

”ابو الشیخ طبقات اصفہانیین میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی
(فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی کی کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی حضور پر ایمان لائیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ
آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ مضطرب ہونے لگا
پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام
حاکم نے صحیح کہا۔ الخ

اوحى الله الى عيسى آمن بمحمد صلى الله عليه وسلم ومر من
ادركه من امتك ان يؤمن به فلولا محمد ما خلقت آدم ولا
الجنة ولا النار۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ از امام ربلی)
شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں:-

للحدیث المروى ان الله يقول لولاك يا محمد ما خلقت سماء
ولا ارضا ولا جنة ولا نارًا۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

عن الدیلمی عن ابن عباس رفعہ اتانی جبریل فقال ان الله يقول
لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار

(زرقاتی، جلد ۱، صفحہ ۳۳، موضوعات کبیر لعلی القاری، صفحہ ۶۸)

”دیلمی کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مروفا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل
میرے پاس آئے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور
اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔“

خلد تو گھر ہے غلامان رسول اللہ کا

اور جنہم دشمنان مصطفیٰ کے واسطے

وذكر ابن سبع رحمه الله تعالى والعزني رحمه الله تعالى عن
علي رضي الله تعالى عنه ان الله قال لنبيه من اجلك اسطح
البطحاء واموج الموح و ارفع السماء واجعل الثواب والعقاب

(زرقاتی جلد ۱ صفحہ ۳۳ و جلد ۶ صفحہ ۳۳)

”یعنی امام ابن سبع اور عزنی نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ذکر کیا، انہوں نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا، تیری وجہ سے میں
پتھر پلانا لہ اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور تیری وجہ سے موج کو موج دیتا ہوں اور
تیری وجہ سے آسمان کو بلند کیا اور تیری وجہ سے ثواب و عذاب مقرر کیا۔“

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

وفي روايات اخر لولاہ ما خلقت السماء والارض ولا الطول ولا

العرض ولا وضع ثواب ولا عقاب ولا خلقت جنة ولا ناراً ولا

شمسا ولا قمرًا (جوہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷-۳۳۳، از عارف عیدروس)

”یعنی اور روایتوں میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا حبیب نہ ہوتا تو نہ میں آسمان
کو پیدا کرتا نہ زمین کو اور نہ لہائی اور نہ چوڑائی کو اور نہ ثواب و عذاب کا تقرر ہوتا اور نہ جنت
کو پیدا کرتا نہ دوزخ کو نہ سورج کو نہ چاند کو۔“

قال علی..... فقال الله عز وجل انت المختار المنتخب وعندك

مستودع نوری وكنوز هدايتي من اجلك اسطح البطحاء

وامرح الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة

والنار الخ (مطالع المسرات للقاسم وعزتی جواہر النجارجلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

”یعنی مولیٰ علیٰ مشکل کشارضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم سے فرمایا تو بخار ہے برگزیدہ ہے اور تیرے ہاں میرا نور امانت ہے اور تیرے ہاں میری ہدایت کے خزانے امانت رکھے گئے ہیں تیری وجہ سے میں پتھری پستی والی زمین پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا اور بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور تیری وجہ سے ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ مقرر کی۔“

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:

وفي حديث رواه صاحب شفاء الصدور وغيره قال الله تعالى يا

محمد (صلى الله عليك وسلم) وعزتي وجلالي لولاك

ما خلقت ارضي ولا سمانى ولا رفعت هذه الخضراء ولا بسطت

هذه الغبراء (جواہر النجارجلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

”ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب شفاء الصدور وغیرہ نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے میری عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے تو نہ میں اپنی زمین پیدا کرتا اور نہ اپنا آسمان نہ اس آسمان کو بلند کرتا اور نہ اس زمین کو بچھاتا پھیلاتا۔“

وفي رواية من اجلك اسطح البطحاء واموج الماء وارفع

السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار.

(جواہر النجارجلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

لولاك لما اظهرت الربوبية (مکتوبات مجدد سرہندی جلد ۳، صفحہ ۲۳۲)

جواہر النجارجلد ۲ صفحہ ۱۰۷۔ شرح زین العابدین مولانا محمد گھلوی صفحہ ۱۷، دریک صفحہ ۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب (اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔“

ترا عز لولاك تمكيس بس است

ثنائے تو ط و یسئیں بس است

(بوستان سعدی صفحہ ۱۰)

رفت ازو منبر افلاک را رونق ازو خطہ لولاک را

(تختہ الاحرار جامی صفحہ ۱۷)

خصوصیت نمبر ۷

الست والے دن سب سے پہلے حضور ﷺ سے وعدہ لیا گیا۔

(مواہب و شرہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۲۔ کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۳۳، مدارج النبوة للذہبی جلد ۱، صغیر جلد ۱، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

خصوصیت نمبر ۸

بیثاق والے دن سب سے پہلے "نبلی" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، رواہ ابوسہل القطان فی جزء من اعمالہ عن علی۔ مواہب و شرہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳)

خصوصیت نمبر ۹

اللہ تعالیٰ نے عرش (کے پائے) پر اور ہر آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان ان سب پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا۔

(اخرجه الحاكم والبيهقي والطبراني في الصغير والا وسط وابونعيم و ابن

عساكر و ابن عدی و ابويعلى والحسن بن عرفة في جزء ۵ والبزار والدارقطني

والخطيب۔ ان محدثین کی مجموعہ روایتوں سے اوپر والی خصوصیت ثابت ہے تفصیل خصائص کبریٰ

للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۔ ۷ میں ملاحظہ ہو۔ کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۳۳۔ مدارج النبوة جلد ۱

صفحہ ۱۱۶، رواہ ابن عساكر عن كعب الاحبار۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۲۔ ۲۳۳

اشعة الملععات جلد ۳ صفحہ ۷۷۔ ۷۸۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۵۔ از شیخ دیرینی جواہر البحار جلد ۱

صفحہ ۲۸۱ از خصائص کبریٰ، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳۔

خصوصیت نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ہمارے آقا رسولی سید عالم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ

کی مدد کرنے کا پختہ وعدہ کرایا۔ (قرآن شریف وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ الْآيَةَ۔ مواہب و شرہ للزرقانی

جلد نمبر ۵، ۲۳۳، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

خصوصیت نمبر ۱۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (صحابہ و خلفاء اور آست) کی تعریف اور آپ کی تشریف آوری کی خوش خبری پہلی کتابوں میں تھی۔ (زرقاتی جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۳، کشف النور جلد ۲ صفحہ ۳۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، ہیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳)

خصوصیت نمبر ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب نسب شریف زنا سے مبرا ہے، طیب و طاہر ہے (حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ تک سب کے سب کے موحد، مومن، مسلمان تھے۔) (زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، کشف النور جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳، ہیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۸۷ و جلد ۲ صفحہ ۲۶۶، زرقاتی جلد ۱، صفحہ ۲۶ و جواہر البحار عن الشفاء، جلد ۱ صفحہ ۶-۱۹ و عن ابی نعیم جلد ۱ صفحہ ۷۱-۷۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۵۔ از امیر ابن الحاج مستقل بحث، مرام الکلام صفحہ ۱۶۰ اس خصوصیت کی بہت سی دلیلیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔ تسد رساکن سیوطی شمول الاسلام لاباءہ الکرام شیخ الاسلام و المسلمین سیدنا علیہ السلام ت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کا اس موضوع پر مستقل رسالہ ہے۔ مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۱) نیز حافظ مرتضیٰ زبیدی کا رسالہ "الانتصار لوالدی النبی المختار"۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے والدین کریمین معظمین کے متعلق فقہ اکبر میں رقمطراز ہیں۔ "ما ماتا علی الکفر" فی اکثر النسخ "مقدمة العالم والمتعلم" صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔ "الانتصار للزبیدی شارح الاحیاء و فی نخبة۔ ماتا علی الفطرة"۔ مقدمة العالم والمتعلم صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔ وقیل فی نسخة ماتا مؤمنین"۔ (نیز ایمان والدین شریفین مع عم ابوطالب ذکرہ الامام القرطبی صفحہ مختصرہ ذکرہ امام قرطبی للشعرانی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر۔ تفسیر امام المعانی بحوالہ اخبار الاحیاء صفحہ ۱۳۵) احیا ابویہ حتی آہنا۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ از خصائص کبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، نسب پاک از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۶۹-۷۲ ۷۲۳ تک مکمل رسالہ طہارت نسب پر، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۷۳-۷۴ صفحہ ۳۲۸ تک

خصوصیت نمبر ۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت بت گر گئے۔ (رواہ الخرائطی و ابن عساکر مواہب

وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳)

خصوصیت نمبر ۱۳-۱۵

آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے، آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم۔

رواہ الطبرانی، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۶ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰- صفحہ ۲۱۹، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۲، شرح شفا للخفاجی والقاری الحنفین جلد ۱ صفحہ ۳۶۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۹۲۔ ۳۳۵ ناقلا عن الامام النووی، جواہر البحار (از مواہب) جلد ۲ صفحہ ۱۱، جلد ۳ صفحہ ۳۳۹۔ از ابن حجر مکی، مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹، رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوة صفحہ ۱۱۰، قال ابن حجر تواترت به الاخبار، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۹۱، رواہ الطبرانی فی الاوسط و ابو نعیم و للخطیب و ابن عساکر من طرق عن انس مرفوعاً..... و صححہ الضیاء فی المختارہ..... و رواہ ابن سعد عن العباس بن عبدالمطلب۔ اخرجه البيهقي و ابو نعیم و ابن عساکر و اخرجه ابن عدی و ابن عساکر عن ابن عباس۔ و اخرجه ابن عساکر عن ابو هريرة و اخرجه ابن عساکر عن ابن عمر۔ قال الحاكم فی المستدرک تواترت الاحاديث ولد محتوناً الخ انصائس الکبرى جلد ۱، صفحہ ۵۳۔

خصوصیت نمبر ۱۶

آپ صاف ستمرے پیدا ہوئے کسی قسم کی میل کچیل نہیں تھی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۳، رواہ ابن سعد، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، شفاء شریف جلد ۱، جلد ۵۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳، نسیم الریاض، جلد ۱، صفحہ ۳۶۳، نیز ولدته امه عليه الصلوة والسلام بغير دم ولا وجع، شرح شفا شریف، جلد ۱۔ صفحہ ۳۶۳)

خصوصیت نمبر ۱۷

آپ سجدہ کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ (رواہ ابو نعیم مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳، مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹)

خصوصیت نمبر ۱۸

آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات نظر آئے، اسی طرح ہرنی کی والدہ دیکھتی ہے۔ (رواہ احمد و البزار و الطبرانی و صحیحہ ابن حبان و العاکم، زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳)

خصوصیت نمبر ۱۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھولا (گہوارہ) فرشتے جھلاتے تھے۔ (ذکرہ ابن سیح - مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۳)

خصوصیت نمبر ۲۰

مدینہ کے چاند سے آسمان کا چاند گہوارہ میں باتیں کرتا تھا اور جس وقت جدھر اشارہ فرماتے چاند اُدر جھک جاتا۔
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

چاند جھک جاتا جدھر اُنکلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلوتا نور کا

رواہ ابن طفریک وغیرہ کالیہقی والصابونی والخطیب
وابن عساكر عن العباس بن عبدالمطلب قلت يا رسول الله
دعاني الى الدخول في دينك امارة لبوتك رايتك في المهد
تناغى القمر وتشير اليه باصبعك فحيث اشرت اليه مال قال
اني كنت احدثه ويحدثني وبلهيني عن البكاء واسمع وجنته حين
يسجد تحت العرش۔

”اسے ابن طفریک نے روایت کیا اور اس کے غیر نے بھی جیسے بیہقی، صابونی، خطیب، ابن عساكر حضرت عباس بن عبدالمطلب سے راوی (وہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے دین میں داخل ہونے کی طرف مجھے آپ کی نبوت کی ایک علامت نے

بلایا (وہ یہ) کہ میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے تھے اور اس کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے توجس وقت (جدھر کو) آپ اسے اشارہ کرتے وہ ادھر کو جھک جاتا! فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ میرے سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے باز رکھتا اور میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا جب کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا۔“

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۴-۲۳۵ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۳، فتاویٰ عبدالحی جلد ۱ صفحہ ۴۳ و ذکر الشعرائی القول الاخر کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔)

و ذکر الشیخ التکلم مع القمر و میلہ بایمانہ مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۵)۔ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی میں اتنا اور زائد ہے حضرت عباس نے عرض کی کہ آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلنا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ مثلہ فی ”علم غیب رسول“ صفحہ ۳۳۔ و دلائل النبوة للبیہقی

اس حدیث پاک سے دو اور مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان زمین سب عالم کے ذرہ ذرہ پر حاکم و متصرف ہیں اور جب یہ کمال بچپن میں حضور کو حاصل تھا کہ جدھر اشارہ فرماتے چاند ادھر کو جھک جاتا تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ لَلْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْأُولَىٰ کہ آپ کی ہر آنے والی گھڑی بچھلی گھڑی سے بہتر ہے، افضل و اعلیٰ ہے تو اب حضور کے صفات کمالیہ کا کیا کہنا۔“

نہ حسن غایتہ دارد نہ سعدی را سخن پایاں

دوسرا یہ معلوم ہوا کہ جو ذات والا صفات گہوارہ میں رہ کر بحالت بچپن اتنی دور کی بات اور وہ بھی بے روح (چاند) کی سن لیں جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں میل دور ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کی آواز سن لیں اور شکم مادر میں رہ کر عرش کے قریب رہنے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سن لیں اور شکم مادر طیبہ میں رہ کر لوح پر قلم چلنے کی آواز سن لیں وہ اب مدینہ منورہ سے ہمارا درود اور ہماری فریاد نہیں سن سکتے؟ افسوس، صد افسوس! ہاں ہاں سنتے ہیں ضرور سنتے ہیں، خوش نصیب واپسی کا جواب بھی سنتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَآءُ

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

خصوصیت نمبر ۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گہوارہ میں کلام فرمائی۔ (رواہ الواقدی وابن سیح زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۵، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

خصوصیت نمبر ۲۲

گرمی میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سایہ کرتا تھا۔ (رواہ ابو نعیم والبیہقی، مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۵، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۵۸، شفا شریف، جلد ۱، صفحہ ۴۹، سیرت رسول عربی، صفحہ ۶۳۵)

خصوصیت نمبر ۲۳

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی درخت کے سایہ کی طرف جاتے تو وہ سایہ خود بخود آپ کی طرف تعظیم کے لئے جھک آتا۔ (رواہ البیہقی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۲۴

✓ چار دفعہ آپ کا صدر شق ہوا، نہ خون نکلا، نہ درد ہوا، دل باہر تھا، پھر بھی زندہ رہے۔ (شرح شفا القاری والخطابی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰-۲۲۱ نیز انہیں میں وجہ شق صدر کا بہترین بیان ہے اور زرقانی جلد ۶، صفحہ ۲۳-۲۴ پر بھی۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۵۸، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۵ و جلد ۶ صفحہ ۱۳، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۳۰)

خصوصیت نمبر ۲۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضور کے ایک ایک عضو ذکر کیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴) دل مبارک مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (نجم: ۱۱) تَزُولُ بِوَالرُّؤُوسِ الْأَوْبُنِ لِي عَلَى قَلْبِكَ (شعراء) (زبان مبارک) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ لِي (نجم) فَأَنصَبْتُ نَدِيَّ بِلِسَانِكَ (دخان: ۵۸) آکھ مبارک مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَعْنِي ۗ (نجم) چہرہ شریف قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (بقرہ: ۱۳۳) ہاتھ شریف اور گردن مبارک وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ (اسراء: ۲۹) پیٹھ شریف اور گردن مبارک أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۗ وَوَضَعْنَا عُنُقَكَ وَذُكِّرْنَا لِي الْأَنْفُسَ

فَقَهْرَكَ ۞ (الانشراح) مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۵-۲۳۶، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۶
 (مکمل سید عالم) وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُفْيَةٍ عَظِيمَةٍ ۞ (قلم) شرح شامک للمناوی جلد ۱ صفحہ ۳۵ علی ہاشم جمع
 الوسائل۔

خصوصیت نمبر ۲۶

حضور کا اسم شریف ”محمد و احمد“ اللہ تعالیٰ کے نام ”محمود“ سے مشتق ہوا۔ (زررقانی جلد ۵،
 صفحہ ۲۳۶، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اکثر (بل بجمع
 الاسماء) کما قال الجیلی، الفیضی) ناموں سے موسوم ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳-
 مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۶۱۲-۶۱۳۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۲۵، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶۔

خصوصیت نمبر ۲۷

حضور ﷺ بھوکے سوتے سیراب نختے رب جنت سے کھانا پلاتا۔ (مواہب و زرقانی
 جلد ۵، صفحہ ۲۳۶، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۳۶)

خصوصیت نمبر ۲۸

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے ایسے دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھا کرتے تھے یعنی آگے پیچھے
 ہا ہا دیکھتے (رواہ مسلم و البخاری و مالک مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۶۔ شفاء شریف جلد ۱
 صفحہ ۵۶، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ و جلد ۱ صفحہ ۱۸ و جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ از ابن حجر و صفحہ ۱۱۴۸ از مناوی و
 جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، تجتہ الاحرار جامی صفحہ ۲۱، وسائل الوصول صفحہ ۲۵، بحملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵،
 مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷) بلکہ ہر طرف سے دیکھتے تھے کیونکہ نور ہیں لہذا سایہ نہیں تھا۔ کشف الغمہ
 جلد ۲ صفحہ ۵۱، زرقانی جلد ۳، صفحہ ۸۳-۸۴، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۳ از شیخ اکبر و جلد ۲ صفحہ ۶۴
 از شعرانی و صفحہ ۶۷ از ابن مقرئ و ذکر یا انصاری، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸۔ سیرت رسول عربی
 صفحہ ۶۳۶، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۲۰۳ از نووی، فیض القدر للمناوی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔

خصوصیت نمبر ۲۹

حضور ﷺ رات اور اندھیرے میں اہلے دیکھتے تھے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔ (رواہ
 صحیح بخاری مواہب لدنیہ و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۶ و جلد ۳ ص ۸۲-۸۳، وسائل الوصول ص ۲۵، جواہر
 البحار ج ۲ ص ۲۹۷، فیض القدر للمناوی ج ۱ صفحہ ۱۳۵، السراج المبرور جلد ۱ صفحہ ۳۵، حاشیہ شیخ

الاسلام محمد بن سالم حنفی بہاش السراج المیر جلد ۱ صفحہ ۳۵، کملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵، مدارج
النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ شفاء شریف ج ۱ ص ۵۶ کشف الغمہ
ج ۲ ص ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶، شرح شمائل للمناوی علی جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۵،
کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۸ وعن عائشة جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۳ وهو
حدیث حسن قال خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رواه البيهقي في الدلائل عن
ابن عباس وابن عدی فی الکامل عن عائشة وهو حدیث حسن قاله برمزہ المقرره۔
جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، فیض القدير جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ نقله القاری وقال رواه البخاری۔ جمع
الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۶

خصوصیت نمبر ۳۰

حضور ﷺ قریب و بید کو برادری دیکھتے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۹۷، فیض القدير للمناوی
جلد ۱، صفحہ ۱۳۶، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۳، رویہ نجاشی، رویہ بیت المقدس۔ رویہ کعب۔ شفا شریف
جلد ۱ صفحہ ۵۶، انی واللہ لانظر الی حوضی الآن (رواه الشيخان مجموع الاربعین
اربعین صفحہ ۹۳، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، دن اور رات کو ثریا کہکشاں) میں گیارہ ستارے دیکھتے
زرقانی جلد ۳، صفحہ ۸۷، وعند السهلی انه كان يرى في الثريا اثني عشر نجماً وفي
الشفاء احد عشر نجماً۔ جمع الوسائل جلد ۱ صفحہ ۳۶)

خصوصیت نمبر ۳۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے یا ہوا، سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں
جیسے اپنے ہاتھ کی پتیلی کو۔ طبرانی البیہیم۔ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ
صلی علیہ وسلم ان اللہ قد رفع ای اظہر و کشف لی الدنيا بیحیث احطت بجمع
ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما هو کائن فیہا الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی ہذہ
اشارة الی انه نظر حقیقة دفع بہ احتمال انه ارید بالنظر العلم۔ مواہب ذرقانی جلد ۷،
صفحہ ۲۰۳۔ فتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۳۰، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵، طبع قدیم تخریج البیہیم و صفحہ ۱۰۵،
تخریج طبرانی و البیہیم، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳۳ از صاوی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰۶۔ از تاملی۔
مفہومہ من حدیث آخر وهو ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا ومغاربہا۔
مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۱

خصوصیت نمبر ۳۲

کھاری پانی کو حضور کا لعاب مبارک مٹھا کر دیتا تھا۔ رواہ ابو نعیم۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۶۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶

خصوصیت نمبر ۳۳

دودھ پینے والے بچے کو لعاب نبوی مل جاتا تو دودھ کی پروا نہ ہوتی۔ رواہ البیہقی مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۶، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶

خصوصیت نمبر ۳۴

چتر پر قدم شریف رکھتے تو نقش ہو جاتا، چتر موم بن جاتا، قدم نیچے چلا جاتا۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۶، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶

خصوصیت نمبر ۳۵

حضور ﷺ کے بغل شریف میں بال نہیں تھے علی قول کما قبل (جمع الوساکن جلد ۱ صفحہ ۳۱، فیض القدر للمناوی جلد ۵، صفحہ ۱۰۴، ۱۲) پاک و صاف اور خوشبودار سفید تھے، بہترین رنگ تھا، اس میں کسی قسم کی ناخوش بو نہ تھی مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۷، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی، پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۸، (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۶)

خصوصیت نمبر ۳۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آواز وہاں پہنچاتے جہاں دوسرے اپنی آواز عادتاً نہیں پہنچا سکتے تھے حضور دور و نزدیک سے سنتے تھے اور سنتے ہیں (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۸، طبرانی صغیر صفحہ ۲۱۰، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۷، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۹۔ تاریخ حبیب الہ صفحہ ۱۰۰ مستند قحانوی بہشتی زیور) سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۷، مع درود و سلام از دور بلا واسطہ، طبرانی کبیر، جلاء الافہام صفحہ ۷۳، طبع مصر، الجوبہ الأعظم لابن جریر صفحہ ۷۳، طبع مصر، حجة الله على العالمين للنہانی صفحہ ۷۱۳، اربعین نبویہ للفقیر الأعظم، ۳۹، انوار احمدی لمولانا انوار اللہ صفحہ ۶، انیس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲، دلائل الخیرات صفحہ ۳۲، مطالع المسرات للقاسی صفحہ ۸۱، مطبوعہ مصر

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
خصوصیت نمبر ۳۸

آپ کی آنکھ سوتی دل نہ سوتا تھا ایسے ہی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ الشیخان) نام
ولم یعوضا۔ رؤیا الانبیاء وحی، تمام عینہ ولاینام قلبہ [۱] آنکھوں کی آئینہ فی السّائر الآیۃ۔ صحیح بخاری
جلد ۱ صفحہ ۲۵۔ رؤیا الانبیاء وحی لم قرأ [۲] آنکھوں کی آئینہ فی السّائر التّوحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۹،
مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ تفسیر
عزیزی پ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، شفاء شریف ج ۱ ص ۶۶-۱۱۷، نیز حضور کی نیند بیداری ہے، شرح شفاء
للخفاجی و القاری ج ۱ ص ۳۳۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۷

خصوصیت نمبر ۳۹

حضور علیہ السلام نے کبھی جمائی نہیں لی، اسی طرح سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ ابن ابی
شیبہ و البخاری فی تاریخہ، مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۸، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱،
مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۱۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۷ (ف)
جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ تھے تو جمائی
نہیں آئے گی۔ (مغرب) رد المحتار جلد ۱، صفحہ ۳۵۳۔ وکذا قال الفاضل المجدد البریلوی
رحمہ اللہ تعالیٰ

خصوصیت نمبر ۴۰

حضور ﷺ دو دیگر سب انبیاء احکام سے بری تھے علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)
رواہ الطبرانی، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ
جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، حیات النبی ان لدیرزی جلد ۲، صفحہ ۳۸۸، سیرت
رسول عربی صفحہ ۶۳۷، جواہر البحار از نووی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ و جلد ۱ صفحہ ۷۹ از ابن مقرئ و ذکر یا
انصاری، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۳ از خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۱

آپ کا پینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (رواہ ابو نعیم)۔ مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۹،

کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۷، جملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۷

خصوصیت نمبر ۴۲

جب آپ لمبے سے لمبے قدم والے کے ساتھ چلتے ارفع و اعلیٰ بلند آپ ہی نظر آتے۔ رواہ البیہقی۔
مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۷۔

خصوصیت نمبر ۴۳

آپ کے (بدن مبارک اور) کپڑوں پہ کبھی نہیں میٹھتی تھی (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شرح شفا لطامۃ الخفاجی و القاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۴

مجھرنے کبھی آپ کا خون نہیں چوسا۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۹، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

خصوصیت نمبر ۴۵

آپ کے بدن اور کپڑوں میں جو تک نہیں ہوتے تھے (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۳۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، شرح للقاری و الخفاجی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۸)

خصوصیت نمبر ۴۶

حضور ﷺ نے معراج کیا، رب نے لگام دارسواری (براق) بھیجی، اس پر زین وہاں سے رکھی آئی، سب انبیاء علیہم السلام کے امام بنے، ملائکہ کے امام بنے، جنت و دوزخ کا معائنہ کیا (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹۔

خصوصیت نمبر ۷۴

آپ نے اپنے مولیٰ کریم کو جاتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور دنیا کی ہاتھیں کیں (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف النعمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، شفا شریف عن ابن عباس جلد ۱، صفحہ ۱۵۸ طبع مصر، شرح شفا للفقاری و النکاحی جلد ۲، صفحہ ۲۸۷۔

خصوصیت نمبر ۳۸

آپ جب کہیں تشریف لے جاتے ملائکہ کا دستہ پیچھے پیچھے بطور غلامی چلتا تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف النعمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)

خصوصیت نمبر ۴۹

ملائکہ نے آپ کے غلاموں کے ساتھ مل کر بدر و حنین میں جنگ کی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف النعمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، تفسیری عزیزی پ ۳۰، ص ۲۱۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۲)

خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں فلہذا جس کو جو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی وہ حضور قاسم مطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ملی اور مل رہی ہے اور ملے گی (آپ نگوین میں مختار کل ہیں مملکت خداوندی کے مالک و متصرف و مدبر اعظم ہیں) (مواہب لدنیہ و شرح للذرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۶۰ و عن الغزالی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۵۰)

ثبوت خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ

أَعْتَبْتُمْ اللَّهُ وَرَسُولَهُ مِنْ فَضْلِهِ (توبہ: ۷۴) ”انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔“
وَكُلُّكُمْ رَاعٍ مِمَّا أَنشَأَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ

فَصَلِّمْ وَسَلِّمْ وَرَسُولُنَا ۝ (توبہ: ۵۹) اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔“
 اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَانْعَمْتَ عَلَيْنَا (احزاب: ۷۳) ”اللہ نے اے نعت بخشی اور اے نبی تو نے اے نعت دی۔“

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (۱) (انبیاء) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔“

اِنَّا اَعْظَمْنَاكَ الْكُوْثُرَ ۝ (کوثر) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں (بہت بھلائی) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت اُمت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں (تفسیر خزائن العرفان لصدرا الافاضل صفحہ ۷۱۵)

دیکھا آپ نے کہ کوثر کے معنی میں کتنی وسعت ہے کہ دارین کی ہر نعمت اس میں داخل ہے، ہر خزانہ اور ہر خزانہ کی چابی اس میں داخل ہے، پھر بھی اس کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اہل عالم لفظ کوثر کے مفہوم اور ماصدق علیہ کا احاطہ و شمار نہیں کر سکتے۔ العاقل تکفیه الاشارة ومرنبلة من تشریحه فی اول الكتاب کوثر کا معنی خیر کثیر (بہت بھلائی بے شمار بھلائی) ہے ملاحظہ ہو:-

اخرج ابن ابی شیبۃ واحمد والترمذی وصححه وابن ماجہ وابن جریر وابن مردويه عن عطاء ابن السائب قال قال لی محارب بن دثار ما قال سعید بن جبیر فی الكوثر قلت حدثنا عن ابن عباس انه الخیر الكثير فقال صدقت والله انه للخیر الكثير۔

درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۲، تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۹۷، تفسیر ابوسعود علی حاشاں الکبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۸، تفسیر مدارک و خازن جلد ۴، صفحہ ۳۱۳، تفسیر روح البیان جلد ۶، صفحہ ۷۷، تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۷، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲، تفسیر حقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۸، زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۸۔

اخرج البخارى وابن جرير والحاكم من طريق ابى بشر عن
 سعيد بن جبیر عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم انه قال
 الكوثر الخير الذى اعطاه الله اياه قال ابو بشر قلت لسعيد بن
 جبیر فان ناساً يزعمون انه نهر فى الجنة قال النهر الذى فى الجنة
 من الخير الذى اعطاه اياه. درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳
 صفحہ ۵۵۷ وغوہ فی ابی سعود جلد ۸ صفحہ ۷۰۳۔

واخرج ابن جریر وابن عساکر عن مجاهد رضى الله تعالى عنه
 قال الكوثر خير الدنيا والآخرة (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۳)

” قوله “ إِنَّا آعْظِيكَ الْكُوْثَرَ هُوَ الْخَيْرُ الْعَظِيمُ الَّذِي اعطاه النبي
 صلى الله عليه وسلم۔ مفردات امام راغب صفحہ ۳۳۹ (الكوثر) اى
 الخير المفرط الكثير، تفسیر ابوسعود جلد ۸ صفحہ ۷۰۱، امام فخر الدين رازى
 كى تفسیر إِنَّا آعْظِيكَ الْكُوْثَرَ اى الخير الكثير فى الدنيا والدين.....
 الكوثر وهذا اللفظ يتناول خيرات الدنيا وخيرات الآخرة إِنَّا
 آعْظِيكَ الْكُوْثَرَ اى اعطاك خالق السموات والارض خيرات
 الدنيا والآخرة. (تفسیر مفتاح الغيب مطبوع مصر جلد ۸ صفحہ ۷۰۳۔
 (الكوثر) وهو ما يفيد المبالغة فى الكثرة..... فههنا الكوثر ان
 كان فى نفسه فى غاية الكثرة لكنه بسبب صدوره من ملك
 الخلاق يزداد عظمةً وكمالاً..... الكوثر شىء عظيم (تفسیر كبير
 جلد ۸ صفحہ ۷۰۳) اما الكوثر فهو فى اللغة فوعل من الكثرة وهو
 المفرط فى الكثرة. (كبير ج ۸ ص ۷۰۶) الكوثر الفضائل الكثيرة
 التى فيه (كبير ج ۸ ص ۷۰۹) (القول الخامس عشر) ان المراد من
 الكوثر جميع نعم الله على محمد (صلى الله تعالى عليه وآله
 وسلم) وهو المنقول عن ابن عباس لان لفظ الكوثر يتناول
 الكثرة الكثيرة، (تفسیر كبير للرازى جلد ۸ صفحہ ۷۱۱ وعن زرقانى جلد ۶
 صفحہ ۱۵۸-۱۵۹) عن ابن عباس قال الكوثر الخير الكثير وهذا

التفسير يعم النهر وغيره لان الكوثر من الكثرة وهو الخير الكثير من ذلك النهر كما قال ابن عباس وعكرمة وسعيد بن جبیر و مجاهد ومحارب بن دثار والحسن بن ابی الحسن البصری حتى قال مجاهد هو الخير الكثير فی الدنيا والآخرة. (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۵۸) (الکوثر) هو فوعل من الكثرة وهو المفرط الكثرة (مدارك جلد ۴ صفحہ ۴۱۳) (الکوثر) ای الخير المفرط الكثرة من العلم والعمل وشرف الدارين (تفسیر البیضاوی، صفحہ ۶۰۸) قال فی القاموس الكوثر الكثير من كل شيء والظاهر ان جميع نعم (۱) اللہ داخله فی الكوثر. (تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۷۷۶) عبارة السمين والكوثر فوعل من الكثرة وصف مبالغة فی المفرط الكثرة ۵۱..... وفي الشهاب انه صفة لموصوف محذوف ای انا اعطيناك الخير الكثير ای المفرط فی الكثرة ۵۱ والكوثر فی كلام العرب الخير الكثير (تفسیر جمل ج ۳ ص ۵۹۴) (الكوثر) فوعل من الكثرة وصف مبالغة فی البالغ الغاية فی الكثرة..... (القول السادس عشر فی تفسیر الكوثر) الخير الكثير الدنيوی والاخروي وكل من هذه الاقوال تحقق به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق ذلك مما لا يعلم غايته الا اللہ تعالیٰ (تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۳۰۶) کوثر درخت پیزے بسیار را گویند..... پس شامل است..... علم بسیار را..... ونیز شامل است عمل بسیار و خزان بسیار و مملکت بسیار را

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۸۶)۔ ملخصاً بلفظہ

مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی فاضل دیوبند نے اسی آیت کے ماتحت لکھا:-

1. وقال تعالى وَيَذُرُّ بُرُوعَةَ عَلَيْنِكَ (م: ۲) اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے (ترجمہ اعلیٰ حضرت) (دعویٰ بھی، آخر دعویٰ بھی) (تفسیر خزائن العرفان) ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر تمام (مخحقق) قال ابو سعید العارف اسمعيل الحطفي والبيضاوي في تفسيرها "واللفظ الاولين والثالث ذكر الى "النبوة" وَيَذُرُّ بُرُوعَةَ عَلَيْنِكَ باعلاء الدين وضم الملك الى النبوة وغيرهما مما افاضه عليه من النعم الدينية والدنيوية" تفسیر ابو سعید جلد ۷ صفحہ ۵۵۷، روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۱۸، بیضاوی صفحہ ۵۱۴، وقال تعالى إِنَّ كَثُورًا نِعْمَةً أَنشَأْنَا لَكَ لَخُصُوعًا ۱۲ ف نحوه فی التفسیر الحقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ و در ترجمانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۸-۱۴

إِنَّا آغْطِيكَ الْكَوْثَرَ اے پیغمبر ہم نے تمہیں بہت کچھ دیا ہے کوثر سے مراد خیر کثیر یعنی ہر قسم کی بھلائی اور بہتری اور نعمت اور برتری ہے..... اور پھر یہ لفظ کوثر جس کے معنی خیر کثیر کے ہیں بڑا وسیع المعنی ہے ہر ایک قسم کی خیر کثیر کو شامل ہے (تفسیر حقانی جلد ۸، صفحہ ۲۵۸)

ان کے ہاتھ میں ہر کئی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں

إِنَّا آغْطِيكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں مصلیٰ

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الاستد او صفحہ ۷)

فریق مخالف پر اتمام حجت کے لئے ان کے گھر کی گواہی

ترجمہ آیت مذکورہ از تھانوی صاحب۔ ”بے شک ہم نے آپ کو کوثر (ایک حوض کا نام ہے اور ہر خیر کثیر بھی اس میں داخل ہے) عطا فرمائی ہے۔“

کوثر بمعنی خیر کثیر است یعنی ٹھوٹی و بہتری زیادہ، صاحب بحر محیط پیست و شش قول ذکر کرد در نتیجہ اس قول را ترجیح دادہ کہ اس کی کلمہ بر ہمہ انواع نعمت ہائے دینی و دنیاوی، حسی و معنوی شامل است کہ خواہ بخود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ است خواہ بظلیل حضرت دے مرآستان اور اسیدنی است حوض کوثر..... نیز درین نعمت ہواصل است (تفسیر عثمانی قاری بر ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۰۳)

”کوثر کے معنی ”خیر کثیر“ کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے ”البحر الحیط“ میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیاوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے ظلیل میں امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں، ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت وہ حوض کوثر بھی ہے“

(تفسیر عثمانی اردو محمود صاحب کے ترجمہ پر صفحہ ۷۸۸، حاشیہ نمبر ۷)

امام الطائفہ کے بچا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ میں زبور مقدس سے نقل کرتے ہیں:

وامتلات الارض من تحمید احمد و تقدیسہ و ملک الارض

ورقاب الامم

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۶۹، الامن و الاعلیٰ صفحہ ۳۸، الاستد او صفحہ ۳۰، کلاهما للفاضل المجدد

الہریلووی -

”بھگتی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا۔“

لہذا امام اجل سیدی کہل بن عبد اللہ تسری سے امام قاضی عیاض اور امام احمد قسطلانی کھلا اور علامہ شہاب الدین خفاجی خفی و علامہ علی قاری خفی و علامہ محمد بن الباتی زرقانی شرفا فرماتے ہیں رضی اللہ عنہم:

من لم یر ولایة الرسول علیہ (۱) فی جمیع احوالہ ویری نفسہ فی ملکہ صلی اللہ علیہ وسلم لایذوق حلاوة ستہ۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶، باب لزوم محبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ مصر و صفحہ ۱۷۱ مطبع لاہور، شرح شفا القاری والکفاجی جلد ۳، صفحہ ۳۲۶-۳۲۷، مواہب لدنیہ جلد ۲، زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۳، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱، مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۲۹۴)

”جو ہر حال میں نبی کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملک نہ جانے وہ سنت نبوی کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔“

آیات و احادیث عطاءئے مفاتیح عالم بحضور پر نور مولائے اعظم ﷺ

آیت از توریت شریف (۲)، بیہی و ابوعیسیٰ، دلائل النبوة میں حضرت أم الدرداء سے راوی کہ میں نے ”کب احبار (۳)“ سے پوچھا تم توریت میں حضور اقدس کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا توریت مقدس میں حضور ﷺ کا وصف یوں ہے:

محمد رسول اللہ..... واعطی المفاتیح مختصراً ”محمد اللہ کے رسول ہیں، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں۔“ (ﷺ)

(خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۱، الامن والاطمین صفحہ ۴۰)

آیت از انجیل جلیل۔ حاکم باقائدہ صحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابوعیسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی

1۔ نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں: قال شیخ المحققین و امام العارفین تاج الدین ابن عطاء اللہ الشافعی (الترغی ۷۷۹) اذا فناء اللہ حلاوة مشربہ فی هذه الآیة فلا ذرئک لا یؤمسون حتی یهکتوک دلالۃ علی الامان الحقیقی لایحصل الا لمن حکم اللہ ورسوله ﷺ علی نفسه قولاً وفعلاً واخلأ و ترکا و حیا و بهشاً۔ مواہب جلد ۲۔ صفحہ زرقانی جلد ۶۔ صفحہ ۳۱۱)

2۔ کتب ماہیہ سابقہ سے حضور کی مدح نقل کر کے اہل اسلام حمد میں ملے۔ صفحہ ۱۱

3۔ (تباہی) ادرك زمن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یورہ وسلم فی زمن عمر الخ اکمال صفحہ ۶۱۵ لفة، تقریب صفحہ ۱۳۵۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۲

ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے۔

واعطی المفاتیح۔ (الامن والعلیٰ صفحہ ۳۰)

”انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔“

حضرت مقبہ سے روایت ہے کہ حضور مالک مفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض۔ هذا لفظ

للبخاری و المسلم (انی قد اعطیت الخ) صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۸۵

و صفحہ ۹۷۵ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ تفتیح علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ

۵۴۷، زجاج الصانع جلد ۵، صفحہ ۱۸۹)

”بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔“

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”بینا انا نامت ایت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت (۱) فی یدی“ صحیح بخاری جلد ۱،

صفحہ ۳۱۸۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸ و جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، دلائل النبوة

لابی نعیم صفحہ ۳۰، الی لفظ ”الارض“ (نیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۷۱) و ہکذا فی شرح

الشفاء للقاری۔

”میں سو رہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔“

فی روایۃ عنہ: بینا انا نامت اذ اوتیت خزائن الارض (۲)

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۲، صحیح مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۳۳، ابو عواز جلد ۱، صفحہ ۳۹۵، خصائص

کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۰، جواہر جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ عن السناد، جواہر البحار

جلد ۳ صفحہ ۱۱۲، از ابن زلمکانی متوفی ۷۷۷ھ)

و فی روایۃ عنہ ”بینا انا نامت اذ جی بمفاتیح خزائن الارض

فوضعت فی یدی“

و فی روایۃ عنہ ”والی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض“

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ باب ۳ فصل اول، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۰)

۱۔ قال القسطلانی قد حمل بعضهم علی ظاہرہ فقال ہی خزائن اجناس ارزاق العالم لیخرج لهم بقدر

ما یطلبونہ لئلا یتهم الخ ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۱۲۹۔

۲۔ یہ جملہ مستقل و مکمل ہے اور مرکب ۲م ہے۔ اگھا جملہ سواران والا علیحدہ ہے۔ سواران والے جملہ کو خزائن الارض والے جملہ

کی جڑ تیا کر اور خزائن الارض کو سواران کر محمول کرنا اعلیٰ یا عتاد کی سند ہے۔ ۱۴۲ھ

”نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مفتاح خزائن ارض پیش کی گئیں اور جبال تہامہ کو زمر اور یاقوت اور سونا اور چاندی بنا دینے کی پیش کش کی گئی۔ اخروجه الطبرانی بسند حسن والبیہقی فی الزهد عن ابن عباس (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۰) نیز رضوان خازن جنان نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں۔ رواہ ابن عساکر عن ابن عباس (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵) امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قد اوتی صلی اللہ علیہ وسلم خزائن الارض ومفاتیح البلاد

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۷۲ فصل واما الضرب الثالث الخ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا

نائم رأیت الیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ متفق

علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ زجاہ المصاحح جلد ۵ صفحہ ۸)

مالک خزائن دنیا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بینا انا نائم اوتیت بمفاتیح خزائن الدنیا (۱)۔ متفق علیہ

”میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن دنیا کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔“

(بخاری مسلم کنوز الحقائق للمناوی ج ۱ ص ۱۰۰)

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اعطیت مفاتیح الارض

”مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔“ (رواہ احمد فی مسندہ حدیث صحیح جامع

صغیر جلد ۱ صفحہ ۳۶ ورواہ ابو بکر بن ابی شیبہ والبیہقی، خصائص کبریٰ

جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مالک دنیا نے فرمایا:

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاءنی بہ جبریل علیہ

قطیفة من سندس۔

”دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل نے کراے

اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش و نگار پڑا ہوا تھا۔“

۱۔ ساتوں آسمان ساتوں زمین دیا ہے اہل لطفات اہل حضرت جلد ۳ صفحہ ۸۶۔ ۱۲۔

(رواه احمد بن حنبل في صحيحه ، والفضاء المقدسي في صحيحه المختارة وابونعيم في دلائل النبوة بسند صحيح جامع صغير جلد ۱ صفحہ ۹ خصائص كبرى جلد ۲، صفحہ ۱۹۵۔ موارد اللغمان الى زوائد ابن حبان صفحہ ۵۳۵، جواهر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ و جلد ۲ صفحہ ۱۲۸، الفتح الكبير جلد ۱، صفحہ ۳۰، كنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۱، فيض القدير جلد ۱ صفحہ ۱۳۷-۱۳۸، ۵۶۳، السراج المنير جلد ۱ صفحہ ۳۶، مجموع الاربعين اربعين صفحہ ۹۰، كشف الغممة استنباط جلد ۲، صفحہ ۳۳، جواهر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۶، عنده، نسيم الرياض جلد ۱، صفحہ ۳۷۱، كتاب الوفا بحواله نسيم جلد ۱ صفحہ ۳۷۱، الاسن والعلني صفحہ ۳۱)

والله اشارة الصرصرى رحمه الله تعالى بقوله

بعثت مقاليد الكنوز جميعها تهدي اليه على سراه حصان
جعلت عليه قطيفة من سندس فله استقام الزهد عن امكان

(نسيم الرياض جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

ہر چیز کی کنیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اوتيت مفاتيح كل شى الا الخمس (رواه احمد في مسنده جلد ۲ صفحہ ۸۵) والطبراني في المعجم الكبير عن ابن عمر - جامع صغير جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ - وقال السيوطي بسند صحيح - خصائص كبرى جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، الفتح الكبير جلد ۱، صفحہ ۳۶۱، كنز العمال جلد ۶ - صفحہ ۱۰۶، تفسير درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۶۹، الاربعين اربعين صفحہ ۱۳۶ - تفسير ابن كثير جلد ۳ صفحہ ۳۵۳، تفسير روح المعاني جلد ۲۱ صفحہ ۹۹) قال العزيزي قال الشيخ حديث صحيح، السراج المنير جلد ۲، صفحہ ۷۹، فيض القدير جلد ۳ صفحہ ۶۹، فتح الباري جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، جواهر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۱)

”مجھے ہر چیز کی کنیاں عطا ہوئیں سوائے پانچ کے یعنی خمس۔“

یعنی یہی مضمون احمد وابویعلی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے (خصائص كبرى جلد ۲، صفحہ ۱۹۵، الاسن والعلني صفحہ ۳۱، اخرجه احمد وابویعلی وابن جریر (جلد ۷، صفحہ ۱۲۶ - ۱۲۷) وابن المنذر رواہ ابن مردويه، تفسير درمنثور جلد ۵، صفحہ ۱۶۹ - تفسير ابن كثير جلد ۳ صفحہ ۳۵۳، فتح الباري جلد ۸ صفحہ ۳۱۷، فتح الباري جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، جواهر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۱، فتح الباري جلد ۸ - صفحہ ۲۳۳ و لفظه روى الطبري من طريق ابن مسعود قال اعطى نبيكم صلى الله عليه وسلم علم كل شى الا مفاتيح الغيب. فتح الباري جلد ۸ صفحہ ۲۳۳ - واخرج احمد عن ابن مسعود اوتى نبيكم علم كل شى سوى هذه الخمس واخرجه عن ابن عمر

بنحوہ مرفوعاً ۱۱ مرقات ج ۱ ص ۵۷۔ عن ابن مسعود کل شیء اوتی نبیکم غیر
 خمس، (ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۱۲۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۵۳، خازن جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، البحر المحیط
 جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۸۲) واللفظ له (روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۱)

اوتی نبیکم مفاتیح الغیب الا الخمس، اخرجہ الطیالسی فی
 مسنده (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۳۱۷)

”پانچ کے علاوہ اور تمام نبیوں کی چابیاں تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئیں۔“

”وقیل لفظہ“ اعطی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الغیب الا

الخمس إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَہُ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ

مسند طحاکی صفحہ ۵۱، مسند امام احمد جلد ۴۔ صفحہ ۳۳۸، مقالہ ابن مسعود

(ف) شیخ الاسلام علامہ حقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حاشیہ جامع صغیر میں
 فرماتے ہیں:

ثم اعلم بها بعد ذالک (حاشیہ السراج المنیر صفحہ ۷۹ جلد ۲)

”یعنی پھر یہ پانچ (غیوب خس) بھی عطا ہوئے ان کا علم بھی دے دیا گیا۔“

نیز علامہ نبہانی حدیث مذکور نقل کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

وقد قال هذا صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان ینعم اللہ علیہ بعلم

الخمسة المذكورة ایضاً ثم انعم علیہ بها كما ذکرہ السیوطی۔

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ و جواہر البحار ج ۱ صفحہ ۲۹۱) وغیرہ کما انعم علیہ بعلم الروح

وانہ امر بکنتم ذالک۔ (مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۶)

علامہ عزیزی اسی حدیث مرفوع کے ماتحت فرماتے ہیں: وقیل انه اعلمها بعد هذا

الحديث۔ (السراج المنیر جلد ۲ صفحہ ۷۹)

علامہ مدائنی شرح فتح البین امام ابن حجر کی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے واللہ الحمد

(الامین صفحہ ۳۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی ولادت کا
 واقعہ بیان فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد یہ اعلان ہوا:-

واذا قائل یقول قبض محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام علی مفاتیح

النصرة ومفاتيح الربح ومفاتيح النبوة..... بخ بخ قبض محمد

على الدنيا كله لم يبق خلق من اهلها الا دخل في قبضته

(هذا مختصر بغير تغيير لفظ) رواه ابو نعيم عن ابن عباس عن آمنه دلائل النبوة
صفحہ ۵۳۸ الی قولہ النبوة۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۸۳، رواہ الخطیب البغدادی، جواہر البحار
صفحہ ۷۷ عن الامام ابن حجر و جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ عندہ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۷-۳۸
مواہب لدنیہ، زرقاتی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

”اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، واہ واہ! ساری دنیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی
میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔“

حضرت آمنہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ رضوان خازن جنت نے بعد ولادت سرکار مدینہ حضور علیہ
الصلوة والسلام سے عرض کی:

معك مفاتيح النصر يا خليفة الله

”حضور! ﷺ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اے اللہ کے نائب“

(ملخص بغير تبدل لفظ) (رواه ابو زكريا يحيى بن عانذ في مولده

عن ابن عباس عن آمنه (خصائص كبرى جلد ۱ صفحہ ۳۹) (۱)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الکرامۃ (۲) والمفاتيح يومئذ
بيدي (رواه الدارمي في سننه صفحہ ۲۲)

”عزت دینا اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔“

جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۳۳ عن عیدروس، جواہر جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۔ ابن زلکاٹی، مشکوٰۃ باب فضائل سید
المرسلین فصل ۲ صفحہ ۵۱۲ رواہ الدارمی والترمذی والبیہقی عن انس، مواہب، جواہر البحار
جلد ۲ صفحہ ۳۸ عن جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ عن مکتوبات المجدد ونحوہ فی الدلائل

۱۔ اماما للحجة یہ جو الہم ملاحظہ ہو:-

فریق مخالف کے پیروں کا تانوی صاحب کی نشر الطیب کے صفحہ ۱۲۳ پر ہے:-

ولقد اوتی عزانن الارض ومفاتيح البلاد. اور آپ کو تمام خزانوں روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم
کشف میں) مطا کی گئی تھیں۔ ۱۳ فیض

۲۔ بزرگی و دان و کلید ہائے بہشت و ابواب رحمت آں روز بدست من است۔ احد المنعمات جلد ۳۔ صفحہ ۷۷-۴

لابی نعیم صفحہ ۲۸ و لفظہ لواء الکرامۃ و مفاتیح الجنۃ و لواء الحمد یومئذ بیدی
 ”جوہر البحار جلد ۱ صفحہ ۷۲۔ ۷۳ لواء الکریم بیدی و مفاتیح الجنۃ بیدی۔ اخرجہ
 الدارمی و الترمذی و ابویعلیٰ و البیہقی و ابونعیم عن انس، خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۱۸،
 جوہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)

انا سید ولد آدم یوم القیامۃ و اول من ینشق عنہ القبر و اول شافع
 و اول مشفع (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

قال تحته النووی قال الهروی السید هو الذی یفوق قومہ فی
 الخیر و قال غیرہ هو الذی یفزع الیہ فی النوائب و الشدائد فیقوم
 بامرہم و یتحمل عنہم مکارہم و یدفعہا عنہم قال النووی هو
 سیدہم فی الدنیا و الآخرة و انما یظهر لكل احد۔ یقول ان اللہ
 عزوجل اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام
 و اصطفیٰ قریشا من کنانۃ و اصطفیٰ من قریش بنی ہاشم
 و اصطفانی من بنی ہاشم (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

اسی لئے شیخ الحدیث و محققین حضرت مولانا محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-
 درال روز ظاہر گردد (کہ) وے صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الہی و سرور کائنات و مظہر فیوض تاتہای اوست
 جل و علا و خلیفہ رب العلمین و نائب مالک یوم الدین است روز روز اوست و حکم حکم او بکلم رب
 العالمین (مدارج النبوة شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن خازن بار فرشتہ اہل محشر سے کہے گا:-

ان اللہ امرنی ان ارفع مفاتیح جہنم الی محمد صلی اللہ علیہ

وسلم

”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔“

پھر رضوان خازن جنان کہے گا:

ان اللہ امرنی ان ارفع مفاتیح الجنۃ الی محمد صلی اللہ علیہ

وسلم۔

”مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں۔“

رواہ ابن عبد ربہ فی کتاب بہجة المجالس " اور وہ العلامہ
ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب
التحقیق فی فضل الصدیق من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعة
الخلفاء" وروی نحوہ الحافظ ابو سعید عبدالملک بن عثمان
فی کتاب شرف النبوة عن ابن عباس الامن والعلی صفحہ ۳۳-۳۴
مدارج شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۶ پر ہے" وکنیتہ ابو القاسم لانہ یقسم
الجنة بین اهلہا۔ (سطر ۲۰، ۱ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آمدہ است کہ ایسا وہی کند اور اپروردگاروے یمنین عرش و درر وایتے بر عرش و درر وایتے بر کرسی وے
سپارو بوے کلید جنت" (مدارج شریف جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)
حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضور مالک وقاسم جنت علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا:-

والتي مفاتيح الجنة يوم القيامة ولا فخر۔ (رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوة
صفحہ ۲۸ خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، جوامع جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

"یعنی قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی، یہ فخر انہیں فرماتا۔"

علم، برزق، بلکہ اللہ تعالیٰ کی برعت کے قاسم و خازن حضور ہیں۔

قاسم نعم اللہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ يعطى وانا اقسام۔ (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن ابی ہریرہ) "اللہ تعالیٰ ہی (بر
شے) عطا فرماتا ہے اور میں ہی (برشے) تقسیم فرماتا ہوں۔"

انما انا قاسم اقسام بینکم (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن جابر بن عبد اللہ)

عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا قاسم واللہ يعطى متفق
عليه۔ (صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۱۶، مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲-طب عن معاوية حسن جامع صغیر
جلد ۱، صفحہ ۱۰۳ وفی روایة عنه۔ وانما انا قاسم ويعطى اللہ۔"

(صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۸۷)

عن معاوية يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم..... واللہ

المعطى وانا القاسم۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۴۳۹)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا قاسم وخازن والله

يعطى (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۹)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔“

عن معاوية مرفوعاً انما انا خازن“ انما انا قاسم ويعطى الله

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۳)

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول والذي نفسي بيده ما

اعطيكم شيئا ولا امنعكموه انما انا خازن۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۰۹۔ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۳)

انما جعلت قاسما اقسام بينكم

(عن جابر متفق عليه، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۷)

بعثت قاسما اقسام بينكم رق اي للشيخين عن جابر (صح)

(جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۳۴)

فانما انا قاسم (عن جابر)

انما انا قاسم اضع حيث امرت (عن ابی ہریرة) (صحیح بخاری جلد ۱

صفحہ ۴۳۹ ونحو روایة جابر فی المستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۷۷ ونحو

روایة ابی ہریرة فی المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۳)

مشکوٰۃ باب رزق الولاة ص ۳۲۵

والترمذی اللہ پرزق وانا اقسام (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۲۰)

”اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور میں ہی (اُسے) تقسیم فرماتا ہوں۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ ”الخازن لعمال اللہ“ ابن دحید نے یہ نام اس حدیث سے لیا۔

ان انا الا خازن اضع حيث امرت (رواہ احمد وغیرہ) (زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لیتا دیتا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھا:

لا اله الا الله محمد رسول الله به اخذ واعطى۔ (الحديث)
 (اخرجه الرازي عن سلمان رضي الله تعالى عنه)

(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۱)

”اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے واسطے سے دوں گا۔“

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا اور ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لیٹا دینا، اخذ و عطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں، ان کے واسطے، ان کے واسطے سے ہے اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں۔ (از فتوحات امام اہلسنت سیدنا علی حضرت)

ان آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ مالک الملک، شہنشاہ قدیر، جل جلالہ، نے اپنے نائب اکبر علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کو فرزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔ واللہ الحمد و علیٰ حبیبہ الصلوٰۃ والسلام

حضور محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے قاسم نعمانہ نہ ہوں جب کہ آپ کے غلام یعنی دائرہ رسالت میں ہیں۔ تو جو کمال فرع میں موجود اصل میں بطریق اولیٰ موجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَالْمَعْصِيَةُ أَصْرًا (ذاریات)۔ ”پھر حکم سے باندھنے“۔ (کنز الایمان)

یعنی فرشتوں کی وہ حالتیں جو حکم الہی بارش و رزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مدبرات الامر کیا ہے اور عالم میں تدبیر و تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے (تذکرۃ العرفان، ۱۶، صفحہ ۶۱۵) اخرج عبدالرزاق و الفریابی و سعید ابن منصور و الحارث بن ابی اسامہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن الانباری فی المصاحف و الحاکم و صحیحہ و البیہقی فی شعب الایمان من طرق عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قوله۔

فریق مخالف کے پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کی تفسیر میں صحیح ہے:-

وَالْمَعْصِيَةُ ذَرْبًا قَالَ الرِّيحُ فَالْمَعْصِيَةُ وَقَرَّ قَالَ السَّحَابُ فَالْمَعْصِيَةُ يُسْرًا قَالَ السَّفِينُ فَالْمَعْصِيَةُ أَصْرًا قَالَ الْعَلَّامَةُ. (تفسیر زمخشری لیسلمی)

جلد ۶ صفحہ ۱۱۱ ونحوہ عن علی تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳۱، تفسیر کبیر

جلد ۷ صفحہ ۶۵۳ (حاشیہ القرآن صفحہ ۶۷۵)

”اور حضرت علی وغیرہ سے منقول ہے کہ ”ذاریت“ ہوائیں ”حالات“ بادل جاریات کشتیاں ہورمقسما فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔“

واخرج البزار والدارقطنی فی الافراد وابن مردويه وابن عساكر عن سعيد بن المسيب قال جاء صبيغ التميمي الى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال اخبرني عن المقسمات امرا قال هن الملائكة ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما قلته الحديث ” (تفسیر در منثور جلد ۶، صفحہ ۱۱۱، ومنہ فی تفسیر ابن کثیر جلد ۴، صفحہ ۲۳۱، وایضا فیہ“ وھكذا فرھا ابن عباس وابن عمر رضي الله عنهم ومجاهد وسعيد بن جبیر والحسن والقناده والسدى وغير واحد، صفحہ ۲۳۲.

فَالْمَقْسِمَاتُ أَمْرًا اى الملائكة التي تقسم الامور من الامطار والارزاق وغيرها“ تفسیر ابی سعود جلد ۷ صفحہ ۶۵۲، تفسیر مظہری، جلد ۹ صفحہ ۷۹، ونحوہ فی الکبیر جلد ۷، صفحہ ۶۵۳-۶۵۵ (تفسیر مدارک وھازن ج ۳ ص ۱۸۰) ولفظ الاول الملائكة لانھا تقسم الامور من الامطار والارزاق وغيرها، (تفسیر جلالین صفحہ ۳۳۲) ولفظہ الملائكة تقسم الارزاق والامطار وغيرها بين العباد والبلاد.

مسلمانو! قرآن اور مفسرین جن جن چیزوں کی تقسیم کی تو لیت حضور سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نوابوں، خادموں، غلاموں، امتیوں یعنی ملائکہ کے لئے ثابت کر رہے ہیں انہیں فریق مخالف مانتا ہے جیسا کہ ابھی عثمانی صاحب کے حوالے سے گذرا لیکن انہیں (رزق وغیرہ) چیزوں کی تقسیم کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متولی مانیں (جو بطور اصالت و آمریت سید عالم وازدوئے احادیث صحیحہ صریحہ مذکورہ حضور علیہ السلام کے لئے ثابت ہے) تو انہیں فریق مخالف شرک، مناقض توحید اور ذلیل صفت قسمت ربانیہ کہنے لگتا ہے اگر باذن اللہ و امور من اللہ ہو کر بھی غیر اللہ کی تقسیم شرک ہے اور غیر ثابت ہے تو ملائکہ کے لئے کیوں ثابت ہے اور وہ شرک کیوں نہیں۔ کیا کریں ان کو تو دشمنی حضور

سے ہوئی (العباد باللہ) قَاعَصِدُوا اَيُّوَالِي الْاَنْصَابِ

قارئین کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرزانوں کی چابیوں کی عطا کی احادیث اور اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم مطلق ہونے کی احادیث اپنے مفہوم میں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور قاسم مطلق ہونے میں بالکل صاف، صریح اور واضح ہیں۔ صرف ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہو جاتا ہے لیکن خدا برائے تعصب، بغض، حسد اور عناد کا کہ یہ جہاں گھسا اس نے صاف صریح آیات و احادیث میں ریک و باطل تاویلیں نکلوائیں۔ فقیر اگرچہ اس تالیف میں صرف اثباتی پہلو اختیار کئے ہوئے ہے لیکن دل چاہتا ہے کہ بطور اختصار فریق مخالف کے شبہات کا قلع قمع کرنا چلوں۔ فریق مخالف کی تمام پونجی کا جائزہ اور شبہات و شکوک اور اوہام اور عیاریوں اور خیانتوں کا تفصیلی رد اگر مولیٰ کریم نے توفیق بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کیا جائے گا۔

حدیث صحیح انما انا قاسم اور مؤلف ”دل کا سرور“ کے شبہات

شبہ نمبر ۱۔ یہ خبر واحد ہے لہذا اثبات عقیدہ کے لئے ناکافی ہے۔

شبہ نمبر ۲۔ کتاب و سنت میں قاسمیت کا ثبوت بلکہ قاسمیت کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لہذا قرآن کے مقابلہ میں خبر واحد کا پیش کرنا بالکل ناجائز ہے۔

شبہ نمبر ۳۔ قاسمیت میں عموم نہیں بلکہ صرف علم اور مال غنیمت کی تقسیم مراد ہے۔ محدثین نے اس حدیث کو باب العلم، باب غنیمت میں ذکر کیا ہے۔

شبہ نمبر ۴۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں تو بدکاروں کو بدکاری تقسیم فرماتے ہیں۔ مخالفوں (کافروں، مشرکوں) پر یہ فیاضی کہ ان کو مالی، ملکی و سعت عطا کی اور انہوں (مسلمانوں) پر یہ ستم کہ ان کی بہو بیٹیاں کفار و مشرکین کے قبضہ میں دیں اور مالی ملکی عطا سے بھی بے رخی۔ (ملخصاً از ”دل کا سرور“ از صفحہ ۱۱۳ تا ۱۳۳)

ازالہ شبہات مذکورہ

جواب شبہ نمبر ۱۔ علی الاطلاق احاد کو باب عقائد میں ناکافی بتانا علم کلام، علم عقائد اور تحقیق سے بیگانگی کی دلیل ہے۔ بعض عقائد کا قطعاً پر مدار اور بعض عقائد کے لئے ظلمات اور احاد قابل اعتبار، اگر ذراغ کے شور بے سے فرصت ملے تو ملاحظہ ہو۔ نیز اس شرح شرح عقائد صفحہ ۲۳-۵۹۸۔

(۳۴۹-۳۵۰)

عقیدہ قاسم مطلق کے اثبات کے لئے صحیحین وغیرہا کی یہ خبر صحیح بالکل کافی و دوانی ہے۔

۲۔ علی سبیل التنازل حضور ﷺ کی قاسمیت میں عموم والا مسئلہ باب عقائد سے نہیں بلکہ باب فضائل سے ہے اور اثبات فضیلت و منقبت کے لئے خبر واحد صحیح درکنار حدیث ضعیف بھی بالاتفاق قابل اعتبار، ملاحظہ ہو مرقات جلد ۱ صفحہ ۲۵۳)

جواب شبہ نمبر ۲۔ جن آیات اور احادیث میں اللہ تعالیٰ ہی کی تقسیم کا ذکر و ثبوت ہے اس سے حقیقی، ذاتی، خود مختاری، غیر ماموری، غیر محکومی تقسیم مراد ہے اور ایسی تقسیم کا مالک و متولی ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں مانتے اور جن احادیث میں حضور ﷺ کے قاسم ہونے کا ثبوت ہے، اس تقسیم سے تقسیم ماموری، مازونی، محکومی کا مالک و متولی ہوتا مراد ہے۔ جس طرح آیت حبیۃ تقسیم ملائکہ قائمہ تیسرے اموراً دلائل مشبہ تقسیم ربانی کے منافی نہیں اسی طرح احادیث مشبہ تقسیم نبوی بھی ان کے منافی و مقابل نہیں۔ فرشتے مامور و مازون من الہی ہو کر تقسیم کرتے ہیں۔ (کیونکہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں (خصائص کبریٰ) اور آپ نذیر للعالمین (قرآن) اور رحمۃ للعالمین (قرآن) اور ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم) کی وجہ سے حاکم و مطاع جمع خلق ہیں نیز تمام ملائکہ جبریل علیہ السلام کے محکوم و مطیع ہیں کیونکہ وہ ان سب کے رسول ہیں اور جبرائیل و میکائیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو آسمانی وزیر ہیں (حدیث) جبریل امین خادم دربان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سحری) مطیع کا مطیع مطیع ہوا کرتا ہے محکوم کا محکوم محکوم ہوا کرتا ہے۔ تو حضور سلطان دارین اور سید الکونین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور و مازون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ تقسیم ملائکہ درحقیقت تقسیم نبوی ہے۔ اور تقسیم نبوی درحقیقت تقسیم ایزدی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ہر قول و فعل وحی ہے اِنَّ اَشْتَمُ اِلَّا مَا يُؤْتِيَنِ اِنِّی (قرآن) (اور آپ کی ہر ادائیگی کے مطابق ہے) یہ تو تخصیص اور مختصر معانی پڑھنے والے طالب علم بنی امیر المدینہ کو سانسے رکھ ل کر سکتے ہیں کہ ایک ہی فعل امر و حاکم کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور مامور و محکوم کی طرف بھی۔ عبد مازون کا تصرف اس کے آقا و مولیٰ کا تصرف ہے۔ وکیل کی جیت ہار و مکمل کی جیت ہار ہوا کرتی ہے۔ تدبیر فافہم ولا تمکن من العاقلین المعاندین۔

جواب شبہ نمبر ۳۔ (۱) قاسمیت میں عموم ہے کیونکہ یہ مسئلہ اصول سے ہے کہ ایسی (۱) جگہ مفعول، متعلق کا ذکر نہ ہونا، مجزوف، ہونا مفید عموم ہے دیکھو تخصیص المفتاح صفحہ ۲۳، ۲۴ مختصر المعانی صفحہ ۱۶۸، ۱۷۵، مطول صفحہ ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۷۹، جواہر البیہار جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ عن السنائی) یہاں اس حدیث پاک میں بھی يعطی، المعطی اور قاسم، اقسام کا مفعول مذکور نہیں جو مفید عموم ہے تو اس

۱۔ مقام نظابی میں ۱۲ فیضی علمی مز

قانون کی رو سے اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہی ہوا کہ "اللہ يعطى" اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے وانا اقسام اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔
۲۔ شرح محمد شین نے بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے عطا اور تقسیم میں عموم بیان فرمایا۔
علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

(فانى انما جعلت قاسما لاقسم بينكم) اى العلم والنعمة ونحوهما ويمكن ان تكون قسمة الدرجات والدرجات مفوضة اليه صلى الله عليه وسلم ولا منع من الجمع كما يدل عليه حذف المفعول لتذهب انفسهم كل الملعب ويشرب كل واحد من ذلك المشرب بل لوحظ فى معنى القاسمية باعتبار القسمة الازلية فى الامور الدينية والدينية فلسست كاحدكم لا فى الذات ولا فى الاسماء والصفات (۱) قال الطيبى لانه صلى الله عليه وسلم يقسم بين الناس من قبل الله تعالى اما بوحى اليه وينزلهم منازلهم التى يستحقونها فى الشرف والفضل وقسم الغنائم ولم يكن احد منهم يشاركه فى هذا المعنى

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۹۸)

شیخ محقق اس حدیث کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"قسمت سے کیم میان شما از جانب حق و آن چودہی کرده شدہ است بسوئے من و فرستادہ شدہ بر من از علم و عمل و سے رسانم ہر یکے را آں چہ نصیب اوست و مستحق است مرآ تراوے کیم ہر کس را در جائے کہ در مرتبہ اوست از فضل و شرف..... و این صفت در پنج کس جز من وجود ندارد و پنج کس در این صفت شریک من نبود....." (ایضاً للمعات جلد ۴ صفحہ ۳۴)

امام اوصد امجد محمد مہدی قاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں۔ جن سے علامہ شامی رو میں جبکہ جگہ استناد کرتے ہیں:-

قال صلى الله عليه وسلم انما انا قاسم واللّٰه يعطى واخرج الحاكم فى المستدرک عن ابى هريرة برفعه انا ابو القاسم اللّٰه يعطى وانا اقسام وكان يوصل الى كل احد نصيبه الذى كتب له

۱۔ عاش مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۷، ۱۲ فیض مغز و فیض

من الصدقات والمغانم وغيرها وهو خليفة الله في العالم
 وواسطة حضرته والمتولى لقسمة مواهبه و اعطيه (جمع عطاء)
 فكل من حصلت له رحمة في الوجود او خرج له قسم من رزق
 الدنيا والآخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات
 فانما خرج له ذلك على يديه و بواسطته صلى الله عليه وسلم
 وهو الذى يقسم الجنة بين اهلها ولاجل هذا عد من خصائصه
 صلى الله عليه وسلم انه اعطى مفاتيح الخزائن قال بعض العلماء
 وهى خزائن اجناس العالم فيخرج لهم بقدر ما يطلبون فكل ما
 ظهر فى هذا العالم فانما يعطيه سيدنا محمد صلى الله عليه
 وسلم الذى بيده المفاتيح فلا يخرج من الخزائن الالهية شىء الا
 على يديه صلى الله عليه وسلم. (مطالع السراة صفحہ ۲۳۶، مطبوعہ
 مصر، وزاد العيدروس، وهو معنى اسم الخليفة وخليفة الله جواہر
 البحار جلد ۲ صفحہ ۳۵۳)

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے امام حاکم متدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً تخریج کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں ابوالقاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو اس کا وہ حصہ جو صدقات اور غنیمت وغیرہ سے مقدر ہو چکا تھا، پہنچاتے رہتے تھے۔ جہان میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و نائب ہیں اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں تو جس کسی کو اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے یا جس کسی کو دنیا اور آخرت، ظاہر، باطن، علوم، معارف، طاعات سے جو رزق ملا تو وہ بجز اس نیست اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور آپ کے واسطہ سے ملا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو مستحقین جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں اور ائمہ کرام نے آپ کے خصائص سے گنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (اللہ تعالیٰ کے) خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بعض علماء نے (صراحتاً) فرمایا ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تو حضور ﷺ ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں تو جو کچھ (یعنی بر نعمت) اس جہان میں ظاہر ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے۔ جن کے پاس

(اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی) چابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔"

مسلمانو! دیکھا آپ نے حدیث قاسمیت میں کتنا عموم ہے۔ ہر شے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تقسیم ہو رہی ہے۔ حضور قاسم مطلق ہیں۔ عالم ربانی عارف صدیقی استاذی سیدی و مولائی و والدی حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی دام رضاہ علی لامع نے کیا خوب فرمایا ہے:

قاسم مطلق ہے تو یا رحمۃ للعالمین
بخشش و رحمت کی دولت آپ کے قدموں میں ہے

قارئین! ایک صاحب کہ جس نے عموم حدیث کو دیکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا۔ کائنات میں آپ قاسم نعم الہی ہیں اس پر خود حدیث شاہد ہے "اس پر مقرر مذہب و پایہ یوں برسے ہیں:

کوئی حدیث؟ کن الفاظ سے اور کہاں اس میں نعم الہی کا ذکر؟ مگر ج ہے کہ

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

(دل کا سرور صفحہ ۱۲۳) طابق النعل بالنعل ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ "انما انا قاسم واللہ يعطی حذف مفعول سے۔ حذف مفعول میں۔ مگر ج ہے کہ مصرعہ کے بجائے مکمل بیت ملاحظہ فرمائیں

۔ میں اصول و شروح روایتی کن

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

باقی رہا یہ شبہ کہ محدثین نے اس حدیث کو چونکہ باب علم اور باب غنیمت میں ذکر کیا ہے لہذا اس سے علم اور غنیمت کی تقسیم مراد ہے تو جو اباعرض ہے کہ اولاً جن حضرات نے حضور ﷺ کی قاسمیت کے عموم پر نص فرمائی۔ کیا ان کو چودھویں صدی کے ایک چالاک مژول (۱) ملا کے برابر اتنا علم نہیں تھا کہ محدثین نے تو اس حدیث کو مخصوص بابوں میں ذکر کیا ہے اور کسی حدیث کو مخصوص باب میں ذکر کرنا اس کے عموم کے منافی ہے؟ ثانیاً محدثین نے اس حدیث کو صرف باب علم اور باب غنیمت ہی میں ذکر نہ فرمایا بلکہ اور بھی بہت بابوں میں حضور ﷺ کی قاسمیت والی احادیث موجود و مذکور ہیں اسی لئے تو خصم بہت چالاک کے باوجود بھی ان چیزوں کی تعیین نہ کر سکا اور ان اجناس کا حصہ و احاطہ نہ کر سکا جن سے حضور کی تقسیم کو تعلق ہے، خصم کا جگہ جگہ دو، تین اجناس بتقسیم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کر کے لفظ "و غیرہ"

۱۔ جس کی ملٹی حالت یہ ہے کہ متحد نصاب کا مؤلف خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کو گردانتا ہے۔ (راہ سنت صفحہ ۲۴) متحد نصاب کے ابتدائی اوراق اگر سامنے ہوتے تو اتنی قس غلطی نہ کرتا۔ یہ تو وہ درسی امر و ذبح کتاب ہے جس کے مؤلف کو متحد پڑھنے والے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ تاثرین جب یہ مولوی صاحب ایسی حد اول درجہ کتاب میں بھی ایسا جھگڑا استعمال کر گیا۔ تو بالائی کتب کے حوالوں، عباراتوں اور مؤلفین کے بارہ میں کتنا دیانت سے کام لیا ہوگا یہ آپ خود سوچ لیں۔ ۱۲ منہ

کا بڑھانا (۱) اس کا بین ثبوت ہے کہ حضور صرف میری محدودہ اجناس کو ہی نہیں تقسیم فرماتے بلکہ اس کے علاوہ اور چیزیں تقسیم فرماتے ہیں۔ چنانچہ کس آیت اور حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ وہ نصوص جن میں عموم ہو کسی خاص باب یا خاص ابواب میں مذکور ہونے کی وجہ سے مخصوص ہو جایا کرتی ہیں؟ ان کا موبہ ختم ہو جاتا ہے؟ باقی رہا خصم کا یہ کہنا کہ رزق تقسیم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس میں کسی دوسری ذات اور ہستی کو کوئی دخل نہیں“ (دل کا سرور صفحہ ۱۲۲) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی باعتبار حقیقت کے رزق (کیا بلکہ ہر چیز کے) تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں اور کسی کو اس میں شریک نہیں سمجھتے۔ باقی رہا ماذونی طور پر رزق تقسیم کرنا (فریق مخالف اسی کی نفی کرنا چاہتا ہے) یہ تو حضور سید المرسلین اور فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ ابن تیمیہ (۲) قصہ کے شاگرد خاص ابن کثیر کے حوالہ سے یہ حدیث مذکور ہوئی۔ “اللہ یوزق وانا اقسام اور قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقسیم میں کتب تفسیر سے یہ جملہ مذکور ہوا۔“ الملائکہ..... تقسیم الارزاق اور خود فریق مخالف کے گھر سے یعنی مولوی عثمانی صاحب سے بحوالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ گواہی ملی کہ فرشتے رزق تقسیم کرتے ہیں۔

یوں نظر دوڑانہ برجھی تان کر اپنا بے گانہ ذرا پہچان کر

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سنیو! ان سے پوچھو کہ عثمانی صاحب بچے یا گھروسی صاحب؟ بقول ثانی اول مشرک ہوئے یا نہ؟ یا بقول اول ثانی کا دعویٰ غلط ہوا یا نہ؟

من تجویم کہ ایں بکن آں کن مصلحت بین وکار آساں کن

جواب شہ نمبر ۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مامور و ماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ اس محبوب خدا کی تقسیم پر اعتراض درحقیقت ان کے آمر اور اذن عام دینے والے صولی پر اعتراض ہے جس نے یہ کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اور جو نبی کی ہر تقسیم اپنے امر اور حکم اور وحی سے کراتا ہے۔ (کیونکہ حضور معصوم ہیں) نیز یہی اعتراض اس وقت یا نہیں آتا جب کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے تقسیم کرنے والا مانتے ہو۔ یہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم اور قانون کا پابند نہیں لیکن جو تقسیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زیب نہیں دیتی رب قدوس و سبحان کے لئے کیسے بھتی ہے۔

نیز حضور جس کے حکم کے پابند ہیں اس کے حکم اور ارادے کے مطابق تو تقسیم فرماتے ہیں۔ پھر اعتراض کیسا۔ نیز اعتراض اگر حضور کی قاسمیت عامہ کی طرف راجع ہو سکتا ہے۔ تو اس جیسا اعتراض

1۔ دیکھو دل کا سرور صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳۔ ۱۲ فیضی

2۔ ابن تیمیہ ابن کثیر وغیرہ سارے گروہ کا تعارف فقیری تالیف “تعارف“ میں ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی ہے۔ ۱۲ فیضی غفرلہ

کاسیت خاصہ اگرچہ صرف تقسیم علم کو ہی لو تو اس کی طرف بھی راجع ہو سکتا ہے۔ تو ما جو اہکم فہو جو اہنا کاش فریق مخالف کا یہ عیار خصم اپنی کتاب کی ایک دو عبارات پر نظر کرتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا۔ وہ عبارات یہ ہیں:-

علامہ عزیزی علامہ مناوی کے حوالہ سے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

فلا تنکر والفاضل ای کونی الفضل بعضکم علی بعض فانه ہامر
اللہ..... (شرح جامع الصغیر جلد ۲۔ صفحہ ۷۳)

”یعنی اگر میں تم میں سے بعض کو کم اور بعض کو زیادہ دیتا ہوں تو یہ قابل انکار امر نہیں۔ کیونکہ
میں خدا کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔“

اور علامہ الحنفی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:-

اقسم بینکم ما امرنی اللہ بقسمتہ..... (ہاشم عزیزی جلد ۲۔ صفحہ
۳۷) دل کا سرور صفحہ ۱۲۱

ع چاہ کن را چاہ در پیش

ہكذا ينبغي التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق

یہ بطور اختصار مخالف کے شبہات کا رد ہے۔ مانی الصدر و انظر تفصیلی رد پہ اکساتا ہے۔ لیکن اب
حالات اجازت نہیں دیتے۔ اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو خصم کی ساری پونجی کا جائزہ لیا جائے
گا۔

احادیث عطاءے مفاہیح پہ فریق مخالف کے اعتراضات اور ان کے جوابات
سوال:- قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عَشْرِي خَرَّ آيُنُ اللَّهِ (قرآن شریف)

جواب:- (۱) قول اور دعویٰ کی نفی اصل شے کی نفی کو مستلزم نہیں۔ دعویٰ نہ کرنا اور ہے اصل چیز کا نہ
ہونا اور ہے۔

۲۔ تو اضعا نفی فرمائی (خازن جلد ۲۔ صفحہ ۱۷، جمل جلد ۲۔ صفحہ ۳۲) احادیث میں بطور تحدیث نعت
ثبوت ہے۔

۳۔ خزان اللہ سے اللہ تعالیٰ کے مقدمات ممنوعہ مراد ہیں۔

(مفردات راغب صفحہ ۱۳۶ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

۴۔ خزان اللہ محدود و متناہی نہیں جن کا کوئی احاطہ کر سکے تو تمام خزان غیر محدودہ و غیر متناہیہ کی نفی سے

بعض (شبت فی الحدیث) کی نفی نہیں ہوتی۔

۵۔ قبل اعطای کی نفی ہے۔

۶۔ خزائن اللہ سے قدرت خداوندی مراد ہے۔ فالعنی لیس عندی خزائن قدرتم

(قرطبی جلد ۶ صفحہ ۴۳۰)

۷۔ ای لا ادعی ان خزائن مقلوداتہ تعالیٰ مفوضۃ الی انصراف

فیہا کیف یشاء استقلالا۔ (روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

سوال:- لَمَّا مَقَالَيْتُمُ السُّنُوتِ وَالْأَرْضِ (شوری: ۱۴)

إِنْ تَنْ كُنْتُمْ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ (الحجر: ۲۱)

وَيَذَرُهَا آيُنَ السُّنُوتِ وَالْأَرْضِ (منافقون: ۷)

جواب:- مالک حقیقی کے لئے ذاتی ملکیت کا ثبوت عطا کی نفی کو مستلزم نہیں ورنہ دینارہ (فریق مخالف) کی مملوکہ اور مقبوضہ چیزیں بیس قرآنی ”وَلَهُ مَا فِي السُّنُوتِ وَالْأَرْضِ“ ان کی ملکیت سے خارج متصور ہوں گی۔

سوال:- عطاء مفاتح خزائن، فتح بلاد سے استعارہ و کنایہ ہے بقول نووی و عزیزی و مجددیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب:- جب احادیث کے الفاظ کا معنی و مطلب بالکل صاف و صریح ہے صرف لفظی ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہے تو کسی اور کا بیان کردہ معنی اور مطلب (جو احادیث عبارت اللص کے صاف صریح ظاہری معنی سے پھیرتا ہے) کیونکر حجت ہو سکتا ہے؟ (۱) اور آ خر بعض شرح محدثین نے بھی تو صراحتاً مذکورہ احادیث کے صریح معنی و مطلب کی تائید کی ہے (عبارات ائمہ کرام عنقریب پیش ہوں گی) بعض گذر چکی ہیں) نووی کی عبارت فریق مخالف کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے۔ ارے خدا کے بندے تم جن کے آقا و مولیٰ کیلئے خزائن ارض کی ملکیت نہیں مانتے (بلکہ تمہارا بڑا تو یوں لکھ گیا” جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲) امام نووی تو ان کے غلاموں کے لئے خزائن ارض کی ملکیت مان رہے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔ ”ان امنہ تملک خزائن الارض“ (نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۵) سچ ہے فرمن المطر و قام تحت المیزاب۔ غلام تو خزائن ارض کے مالک ان کے آقا فارغ! یہی امام نووی ایک مقام پر اسی حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں: قال العلماء

هذا محمود على سلطانها وملكها وفتح بلادها واخذ خزائن اموالها
 (نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)
 عزیز می کی عبارت تو دیکھی اوپر علامہ حنفی کی شرح حدیث مذکور بھی ملاحظہ فرمائیے تو ہمارے
 بیان کردہ مطلب جو درحقیقت عبارت النص احادیث کا واضح اور صاف و صریح مطلب ہے اس کی
 تقلید نہ کرتے،
 ملاحظہ ہو علامہ حنفی فرماتے ہیں:-

ويحتمل ان المراد جميع الارض لا خصوص بلاد الكفار اى ان
 جميع ما فى ايدى الناس ملكه الله اياه صلى الله عليه وسلم.
 (ہاشم السراج المبرج جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)
 ”اعطيت مفتاح الارض والى حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس سے ساری
 زمین مراد ہے نہ صرف کفار کے شہر یعنی جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں (ملکیت میں) ہے اس
 تمام کے تمام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالک بنا دیا۔“
 باقی رہا یہ کہنا کہ خود حضور نے حدیث عطاء مفتاح کی تشریح و تفسیر فتح بلاد سے کی ہے کس حدیث میں
 کن الفاظ سے اور کہاں اس میں یہ ذکر ہے کہ احادیث عطاء مفتاح ارض اور مقالید دنیا فتح بلاد سے
 استعارہ و کنایہ ہیں مگر سچ ہے کہ ع

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن
 اور سچ فرمایا حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: من كذب على متعمداً فليتبوا مقعده من
 النار۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۷)
 بہر حال احادیث مفتاح سے مفتاح حقیقی کی عطا مراد ہے۔ اس مطلب کی تقلید کرنا الفاظ حدیث اور
 ائمہ محدثین سے بغاوت کی دلیل ہے۔
 شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی حدیث وانہی قد اعطيت مفتاح خزائن الارض کے ماتحت
 رقمطراز ہیں:-

واما دخر خزائن معنوی مفتاح آسمان وزمین و مکتب (۱) و ملکوت است تخصیص زمین ندارد۔
 (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۰۵)

”یعنی خزان معنوی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان، زمین، ملک، ملکوت کی چابیاں عطا ہوئیں۔ صرف زمین کی تخصیص نہیں۔“

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حدیث صحیح مفتاح خزائن الارض اور حدیث، مقالید الدنیا نقل فرمانے کی بعد رقم طراز ہیں:

ومثله ثابت من طریق (1) عبیدة وهذا يدل على ان الله تعالى اعطاه ذلك حقيقة. (تسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۷۱)

”یعنی اور اس کی مثل بہت سے طریقوں سے ثابت ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خزانوں کی یہ عطا عطاء حقیقی ہے (نہ یہ کہ صرف فتح آباد سے کنایہ ہے)۔“

علامہ علی قاری حنفی موضع فی یدی کی شرح کرتے ہیں:

ای فی تصرفی و تصرف امتی (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۷۱): ”یعنی خزان میرے اور میری امت کے تصرف میں ہیں۔“

سوال:- خزانوں کی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش تضرع ہوئی ہیں لیکن حضور نے ان کو قبول نہ فرمایا بلکہ رد فرمایا۔

جواب:- اس کا جواب علامہ شہاب الملت والدین خفاجی حنفی: ”اللہ تعالیٰ نے اپنی صفیٰ مفتاح خزائن الارض والی حدیث کے ماتحت رقم طراز ہیں:-

وفی المواهب اللدنیة انہا خزائن من اجناس العالم بقدر ما يطلبون فان الاسم الالہی لا یعطیہ الا محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم الذی بیده مفتاح الغیب التی لا یعلمها الا هو..... والقول بان المراد العناصر وما يتولد منها وانہ لم یقبل ذلك تصف وكونه صلی اللہ علیہ وسلم لم یقبلہ یاباہ عدہ خاصیة له بل قبلہ فان عطاء الکریم لایلیق ردہ. (تسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”یعنی مواہب لدنیہ میں ہے کہ ان خزان سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں کہ جس قدر لوگ طلب کرتے ہیں تو اسم الہی جس کے ہاتھ میں مفتاح غیب ہیں، جن کو (ذاتی طور) پر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا لوگوں کی مطلوبہ چیزیں تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی

۱- ملک ہاشم ماسوی اللہ از کمکات موجودہ و مقدرہ در اصطلاح صوفیہ از عالم شہادت مہارت است چنانچہ ملک عالم غیب۔
نیاث اللغات صفحہ ۳۳۲۔ حافظہ فانہ یقیدک فی ملک المسلمین لئلا یکن تکافؤ۔ ۱۲ بعضی غفرلہ

عطا فرماتا ہے، اور یہ قول کہ ان سے عناصر اور ما يتولد من العناصر مراد ہے اور حضور نے ان خزانوں کو قبول نہ کیا، یہ تعسف ہے۔ حضور ﷺ کا اس عطاء خزان کو اپنی خصوصیات میں گننا عدم قبول کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور نے یہ خزانے قبول فرمائے، کریم کی عطا کو رد کرنا لائق نہیں۔

علاوہ ازیں الفاظ احادیث ”اعطیت فوضع فی یدی۔ فوضعت فی یدی۔ اوتیت وغیرہ اشلہ پر غور ہو تو یہ اعتراض سرے سے ہباء منثور ابو جاتا ہے۔ بطور اختصار یہ جملہ معترضہ مفیدہ واقعہ اعتراضات دیا نہ برا حدیث قاسمیت و منافع خزان ختم ہوا۔ اب آئندہ احادیث کو سابقہ احادیث مشیت اختیار فی النکون لیسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر تسلسل قائم کر لو۔ بعدہ حضور کے اختیاری النکون پر عبارات ائمہ کرام و محدثین اعلام پیش ہوں گی۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .. واعطيت
الكنزین الاحمر والابيض۔ (رواه مسلم و مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)
”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
مجھے سرخ اور سفید (سونا اور چاندی) دو خزانے عطا فرمائے گئے۔“

عن ربیعہ بن کعب الاسلمی قال کت اتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بوضوئہ وبحاجتہ فقال سلنی (۱) فقلت مرافقتک
(ولفظ المسلم اسئلک مرافقتک) فی الجنة قال او غیر ذالک
قلت هو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود۔ رواہ
النسائی فی کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود واللفظ له
(جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ رحیمیہ) مطابق مطبوعہ تہذیبی جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ مطابق
مطبع نور محمد۔ ومسلم فی صحیحہ باب فضل السجود
والحدیث علیہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ وقال القاری فی المرقاة جلد ۱ صفحہ ۵۵۱
قال میرک رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف باب السجود وفضلہ جلد ۱،
صفحہ ۸۳۔ زجاج جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ قال المنذری رواہ الطبرانی فی
الکبیر۔ ولفظہ ”سلنی فاعطیک“۔ (الفیضی)

۱۔ طرق واللہ اعلم۔ ۱۲ منہ
۲۔ سلونی عما شنتم۔ رواہ البیہقی، الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۳، ورواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹، ۱۳ منہ

”یعنی حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو کر تھی (مسواک، مصلیٰ وغیرہ) لایا کرتا تھا (تو ایک مرتبہ دریائے رمت جوش میں آیا) آپ نے فرمایا اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو (جو جی میں آئے مجھ سے مانگو) میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ بہشت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس حضرت یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تم کثرت جود سے میری مدد کرو۔“

ورواہ مسلم و ابو داؤد مختصر او لفظ مسلم۔ فقال لی سنی الحدیث (الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۲۳۹-۲۵۰ مطبوعہ مصر) اس حدیث صحیح کے ان لفاظ ”سنی فاعطیک، اسلک مرافقتک فی الجنة او غیر ذالک، اعنی سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آجاتی ہے لیکن بیچاری و باہیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر کھٹکنے لگ جاتی ہے، مجبوس نبی کی طرح اچھلتی ہے، کودتی ہے کبھی شاخیں ٹکاتی ہے۔ کبھی پنچے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید برآں علامہ ملا علی قاری اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی بیخیں اس بیچاری کو نکلنے نہیں دیتیں۔ کبھی کہتی ہے کہ صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میرا اسلام میں تو بدایہ نہا یہ کی طرف جاتی ہوں، کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام ایمان نہیں یہ علماء کی غلطیاں اور لغزشیں ہیں۔ اری مظلومہ! جب ائمہ محدثین کے تشریحانہ و تفسیرانہ کلمات و عبارات لغزشیں ہیں، جو ہزاروں لاکھوں کے مقتدی و مستند ہیں تو تیری کون سنتا ہے، جا جنم میں۔ تیری بات جو ائمہ محدثین اور الفاظ حدیث کے مخالف ہے اس کو ردی کے نوکرے میں ڈال کر آگ لگا دے۔

اس صحیح حدیث پاک کی شرح میں علامہ امام ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز و باطل سوز کلمات طیبات ملاحظہ فرمائیں:-

ویؤخذ من اطلاقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الامر بالسؤال ان اللہ
نعالیٰ مکنتہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق و ذکر ابن
سبع فی حصانہ و غیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنة بعطی
منہا ما شاء لمن یشاء۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۵۰)

”یعنی حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل

نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (پھر لکھا) امام ابن سبیح وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص کریم میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے (آپ کے نام الاٹ ہو چکی) اس میں سے جو چاہیں، جس کے لئے چاہیں بخش دیں۔"

شیخ الحدیث ابن سبیح صاحبین مجدد مایہ حادی عشر امام شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متونی ۱۰۵۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقتدائے دہابیت میاں صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد اس حدیث کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

(فقہال لہی مسل) پس گفت آں حضرت مر اطلب ہر چہ می خواہی از خیر دنیا و آخرت و از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرہ بمطلوبے خاص معلوم سے شود کہ کار بمرہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کار خواہد باذن پروردگار خود بدہد

"یعنی حضرت ربیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا، دنیا اور آخرت کی جو خیر چاہے مانگ اور اطلاق سوال سے جو فرمایا اسل مانگ کسی مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی۔ معلوم ہو گیا ہے کہ تمام کام حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں:

بیت

فان من جودک الدنیا و ضررتها ومن علومک علم اللوح والقلم
 "دنیا اور آخرت یا رسول اللہ آپ کے جود و سخا سے کچھ حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم سے کچھ حصہ ہے۔"

بیت

اگر خیریت دنیا و عقبی آرژو داری بدرگاہش بیاو ہر چہ سے خواہی تمنا کن
 (احمد المذہبات جلد ۱ صفحہ ۳۹۶ واللفظ لہ و نحوہ فی مسک الختام، شرح بلوغ العرام لہجو پالی جلد ۱ صفحہ ۵۲۱)
 "(اے مسلمان) اگر تو دنیا اور آخرت کی خیریت کی آمد و رکھتا ہے تو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ۔"

۳۱۔ اعلیٰ حضرت ت امام اہل سنت شیخ الاسلام و المسلمین سیدنا مولانا امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ

عنه فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں واقعی کلام الامام امام الکلام "طبرانی (۱) معجم اوسط اور خرائلی معکرم الاخلاق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور ﷺ کو منظور ہوتا تو نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے۔ کسی چیز کو لایعنی "نہ" نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ حضور خاموش رہے اس نے پھر سوال کیا، آپ نے سکوت فرمایا اس نے پھر سوال کیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز میں فرمایا: سَلْ مَا شِئْتَ يَا غَرَابِيُّ اے اعرابی جو تیرا بی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: فَفَبَطْنَاهُ فَعَلْنَا الْاَنَ يَسْتَأَلُ الْمُخْتَفَ۔ یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا۔ ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زاد راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا۔ کنار دریا تک پہنچے۔ سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود وہاں پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الہی یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو، ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ فرمایا اتر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو۔ اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم

1. و اخرج بعضه نحوه ابن ابی حاتم عن سعید بن عبدالعزیز و اخرجہ ابن اسحق و ابن ابی حاتم عن عروة بن الزبير نحوه۔ تفسیر در منثور جلد ۳، صفحہ ۳۹۔ اخرجہ الحاكم و صححه علی شريطا۔ تفسیر جلالین صفحہ ۸۳۱۲۔ ۹۔ از کمالین۔ تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۲۸۱۔ تفسیر قرطبی جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۸ تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔ و اخرج نحوه بالفاظ معیدة لاهل السنة و قاتلة للملت الوهابية عد بن حميد و القرابى و ابن ابی حاتم و الحاكم و صححه عن ابی موسى مرفوعاً و فيه قال موسى لها "سلى ماشئت قالت فاسى اسئلک ان اکون انا و انت فى درجة و احدة فى الجنة و یرود علی بصرى و شبابى الحدیث و اخرج نحوه عد بن حميد و ابن المنذر عن عکومة موقوفاً۔ و اخرج نحوه ابن عبدالحکم من طریق الکلبى عن ابی صالح عن ابن عباس موقوفاً (تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۸۸۔ نحت قوله تعالى: فَوَيْحًا اِنْ مَوْسَىٰ اَنْ اَسْرَبَ بِمَضَاكَ الْبَيْتِ تَفْسِير روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۱۴ نحت اَنْجِيْنِ بِاَنْتَبِغِيْنِ۔ يوسف۔ رواه ابن ابی حاتم نحو نقل الامام احمد رضا المجدد البريلوى ، تفسیر ابن کثير جلد ۳ صفحہ ۳۳۵۔ تفسیر جمل جلد ۲ صفحہ ۳۸۵۔ ۱۲۔ القيسى عفى عنه)

ہے کہا ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتا دے۔ عرض کی لا واللہ حتی تعطينی ما اسئلك۔ خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمائیں۔ فرمایا ذالک لک تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلك ان اکون معک فی الدرجة التي تکون فیہا فی الجنة یعنی زن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ رہوں اُس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جنت مانگ لے۔ یعنی تجھے یہی کافی ہے، اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معک بیرون نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یرددها فاوحی اللہ ان اعطها ذلک فانہ لن ینقصک شیئاً فاعطاها۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی، موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اُسے عطا کر دی۔ اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نقش مبارک کو ساتھ لے کر دریا عبور فرما گئے۔

اقول وباللہ التوفیق بحمد اللہ تعالیٰ۔

اس حدیثِ نفس کا ایک ایک حرف جان و باہی پر کوب شہابی ہے۔

اولاً: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیثِ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علماء کرام نے عموم مستند کیا۔ یہاں صراحت ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ قدر جو وہ و نوالہ و نعمہ و افضالہ۔

ثانیاً: یہ ارشاد کن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد و اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرمائی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا معلوم ہوا کہ بجز اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزان رحمت دنیا و آخرت کی برکت پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور بہت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا۔ بیرون اسراہیلیہ کی طرح جنت، نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے۔ اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں

ہے۔ وہی اسے عطا فرمادیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و ابغوا۔ ان بڑی بی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، بھلائیوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسا اعلیٰ درجہ عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ بااثر شان غضب و جلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے۔ اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو قرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں۔ بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں۔ ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر اور کفران میں فرمائیں گے کہ انبیاء علیہم السلام میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔ میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اترے گا۔ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکیں، نیز کہا جائے گا پیغمبر نے سب کو اپنی جہی تک کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو، سو یہ میرا مال موجود ہے، اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے، وہ جس کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے۔ اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی بی کیا تم سٹھی ہو؟ دیکھو تو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی ون محمد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود ان کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لیا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں۔ وہ اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو؟ پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ کچھ نہ فرمایا؟ اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خاصنا:- انکار دکنار اور رجسری کردی صلی الجنة اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو، ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں۔ عطا کر دیں گے، تمہیں یہی بہت ہے، افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت

ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے۔ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جذبہ قرآن تقویہ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا۔ اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحتاً عطا فرمادینے کا متوقع کر دیا۔ اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے، ان کا نام سو سو گستاخوں سے نہ لے تو اور کیا کرے۔ کیا بیچارہ کلیم کا مردود، حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے؟ مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ جلے کسی کی زبان۔ **وَاللّٰهُ الْجَدُّوَّةُ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْكَافِرُونَ لَا يُعْتَمُونَ** (منافقون)

سادنا:۔ سب فیصلوں کی ابتدا خدا پر ہوتی ہے کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اُسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود کو مابین خود حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویہ الایمان کی یہ صریح تہلیل و تفصیل فرمائی تو اُسے آنسو پونچھے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امی ہیں، پڑھے لکھے نہیں کہ تقویہ الایمان پڑھ لیتے، ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب سبیل و کھل فرمادیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطھا ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تو اسے عطا کر بھی دو اس کی بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا ہے۔ یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے! ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرا بھرا اختیار ہے ہی نہیں، یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے، تم ایک بڑھیا کو جنت بھٹائے دیتے ہو۔ اپنی گرم جوشی اٹھا رکھو۔ تقویہ الایمان میں آپکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم اُلنا یہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کہئے یہ بے چارہ کس کا ہو کر رہے؟ جس خدا کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی، دین و ایمان پر دو لٹی جھاڑی، صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کو ماننا محض خطبہ ہے، اسی خدا نے یہ سلوک کیا، اب وہ بے چارہ ازیں سومانہ و زان سوراندہ سو اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چمر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم خود غلط بود آں چہ ما پنداشتیم

سابقاً:۔ پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ فاعطاھا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الامن والعلنی شریف از صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲)

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل
الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما
وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر (رواه الترمذی جلد ۲،
صفحہ ۲۰۸، وقال هذا حدیث حسن غریب) (مشکوٰۃ شریف
جلد ۲ صفحہ ۵۶۰) وقال القاری ورواه الحاكم عن ابی سعید
والحکیم عن ابی ہریرہ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۵۰ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

”حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا برنبی کے
دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں تو میرے دو
زیر آسمان والوں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں سے ابوبکر
اور عمر ہیں۔“

بلا تشبیہ و تمثیل جس بادشاہ کا ایک گورنر مشرقی پاکستان کا ہے اور دوسرا گورنر مغربی پاکستان کا تو اس
بادشاہ کی صدارت اور آمریت و حکومت و تصرف دونوں صوبوں کو محیط ہے۔ اسی طرح جس بادشاہ معظم
خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر آسمانوں کے ہیں اور دو زمین کے اس کی سلطنت و حکومت
آسمان و زمین کو محیط ہے اور آسمان و زمین کے ذرہ ذرہ پران کا قبضہ و تصرف ہے (۶) اور ذرہ ذرہ پران
کی حکومت جاری و ساری۔ فللہ الحمد۔
حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب الی جذع فالتخذ له منبر
فلما فارق الجذع وعمد الی المنبر الذی صنع له جذع الجذع
فحن کما تحن الناقۃ فرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ
علیہ وقال اختر ان اغرسک فی المکان الذی کنت فیہ فحکون

1- حضور تو حضور، بلکہ آسمان و زمین کا ہر ذرہ غلامان سید عالم کے تابع ہے کہ قل تعالیٰ سَعَىٰ لَكُمْ مَتَالِي السَّنَاتِ وَمَتَالِي
الْأَشْرَافِ (قرآن - کلیات امدادیہ صفحہ ۲۹-۳۰) نیز ارواح اولیاء مملکت خداوندی کے مدبر و متصرف و مختصم ہیں کہ قل
تعالیٰ فَالَّذِينَ هَبْتُمْ آمْتُمْ (قرآن - بیضاوی صفحہ ۵۸۶، کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۰- روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰- مقرر جلد ۱۰
صفحہ ۱۸-۱۲)۔

كما كنت وان شئت ان اغرسك في الجنة فتشرب من انهارها
وعيونها فيحسن نيتك وتثمر فياكل اولياء الله من ثمرتك
فسمع النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول نعم قد فعلت مرتين
فستل النبي صلى الله عليه وسلم فقال اختار ان اغرسه في الجنة
اخرجه الدرامي صفحہ ۵۵۔ وخرجه الطبرانی فی الاوسط۔
وابونعیم مثله من طریق عبداللہ بن ہریدۃ عن عائشۃ بہ۔ (دلائل
النبوة، صفحہ ۳۳۳-۳۳۵ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۵-۴۶ حاشیہ نمبر ۱
مولوی اعجاز علی دیوبندی علی نور الایضاح صفحہ ۲۱۳ طبع نور محمد اتحاما للحجۃ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شنگ کھجور کے تائے ایک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے تو جب حضور
کے لئے منبر تیار کیا گیا تو آپ نے جب اس تاکو چھوڑ کر اس منبر کا ارادہ کیا جو آپ کے لئے
تیار کیا گیا تھا تو وہ تاگھبرا کر اس طرح رویا جیسے اذنی روتی ہے، تو حضور اس کی طرف گئے،
اس پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا (اے تان دو باتوں سے ایک چن لے) اگر تو چاہے تو میں
تجھے اس مکان میں گاڑ دوں کہ جہاں تو تھا تو تو ایسا سرسبز و شاداب ہو جائے گا جیسا کہ تھا اور
اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بودوں تو تو اس جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب
ہوگا اور اچھی طرح اُگے گا اور پھل دے گا اور تیرا پھل یعنی کھجور اولیاء اللہ کھائیں گے۔
حضرت بریدہ نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ نے دودھ فرمایا کہ ہاں میں نے ایسا
کر دیا۔ حضور سے پوچھا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس تنے نے اس بات کو
پسند کیا کہ میں اُسے جنت میں بودوں۔“

واخرج البیہقی وابونعیم (فی دلائل النبوة، صفحہ ۳۳۳) وابن
عساکر عن ابی بن کعب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یخطب الی جذع فصنع له منبر فلما قام علیہ حن الجذع فقال
اسکن ان تشاء اغرسک فی الجنة فیاکل منک الصالحون وان
نشاء ان اعبدک رطباً کما کنت فاختار الآخرة علی الدنيا

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۶)

حدیث نمبر ۳۳-۳۴ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار اور متصرف ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک تھے کو سرسبز و شاداب بنا سکتے ہیں۔ جنت حضور کا اپنا مملوک باغ ہے۔ اُس تک ہاتھ پہنچا کر خشک تادواں اگا کر سرسبز کر سکتے ہیں (چنانچہ ایسا کر بھی دیا) درخت کی سن سکتے ہیں اور اُس کو سنا سکتے ہیں اور خاموش کر سکتے ہیں۔ یہ اختیار فی السکون کے جلوے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم بقدر تصرفہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لوشنت لسارت معی جبال الذهب

”اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔“

رواہ فی شرح السنة مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۱ ورواہ ابو نعیم فی دلائل النبوة صفحہ ۵۴۲ و فی روایة فو اللہ لوشنت لاجری اللہ معی جبال الذهب والفضة۔ اخرجہ ابن سعد والبیہقی عن ام المؤمنین۔ خصائص بہری جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ معلوم ہوا کہ حضور مالک مختار ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انی رايت الجنة فتناولت منها عنقودا ولو اخذته لا كلتم منها ما

بقیت الدنيا (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف باب صلوة الخوف صفحہ ۱۲۹)

”یعنی ہم نے اس زمین کی نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تمہارا اس وقت تک حیات رہتے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت دیکھ لیتے ہیں اور اپنی اس مملوک و مقبوضہ جنت تک زمین سے کھڑے ہو کر ہاتھ مبارک پہنچا کر خوشہ توڑ کر غلاموں کو دنیا میں جنت کے پھل کھا سکتے ہیں باقی ایسا نہ کیا اپنی مرضی سے نہ کیا۔ رب کی طرف سے تو کوئی رکاوٹ نہ تھی یہ بے اختیار و قدرت و تعریف و عظمت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے حضور ﷺ کا تعریف و اختیار و قدرت نمایاں ہے۔ یہاں رب معجزات کا نام تو نہیں ہو سکتا۔ بطور اجمال بعض کا ذکر ہوتا ہے۔

۳۷۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے تلامذہ قبیل کو اب مبارک سے شیعہ بنا دیا۔

۳۸۔ یہاں میں ہاتھ مبارک ﷺ کو پیالہ میں پانچ دریا بہا دیئے۔ (گویا کہ پیالہ مرکز پنجاب

رحمت (۱) بنا ہوا تھا)

۳۹۔ کوئیں میں تیر ڈال کر اس کا پانی بڑھا دیا۔

۴۰۔ ایک بڑھیا کے مشکیزہ سے سب کو سیراب کیا لیکن مشکیزہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔

۴۱۔ استنجا کرنے کے لئے درختوں کو چڑھ کر پرودہ بنا دیا۔

۴۲۔ سرکش گھوڑے پر قدم رکھا ہمیشہ کے لئے وہ مطیع ہو گیا۔

۴۳۔ درخت نے جھک کر آپ پر سایہ کیا۔

۴۴۔ سوکھی بکری کے تھنوں سے دودھ کے برتن بھر لئے۔

(حدیث نمبر ۳۳۳۳ تا ۳۳۳۴ از مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

۴۵۔ حضرت انس کے باغ میں قدم رکھا وہ سال میں دو دفعہ پھلنے لگا۔ (مشکوٰۃ باب انکرامات)

۴۶۔ حضرت عثمان نے حضور ﷺ سے جنت خریدی۔ اشتری عثمان من رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم الجنة۔ راوی الحاکم وابن عدی وابن عساکر۔

۴۷۔ سورج پر حضور ﷺ کی حکومت، ایک دفعہ سورج غروب ہونے سے روک دیا (جب کہ معراج

سے واپس تشریف لائے تھے) (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، نشر الطیب صفحہ ۶۰)

۴۸۔ نیز ایک دفعہ ایام خندق میں بھی سورج کو غروب سے روک دیا۔

(شرح شفا للقاری والحفا جلد ۳ صفحہ ۱۳)

۴۹۔ نیز طلوع سے روک دیا۔ (نیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۱۳)

۵۰۔ نیز غروب شدہ سورج کو واپس لوٹایا۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، صحیح البخاری (مشکل آثار،

جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۸-۱۲ فیضی) والقاضی عیاض واخرجه ابن مندہ وابن شاہین من حدیث

اسماء وابن مردویہ من حدیث ابی ہریرۃ۔ قال القسطلانی وروی الطبرانی ایضاً

فی معجمہ الکبیر باسناد حسن۔ وروی الطبرانی ایضاً فی معجمہ الاوسط بسند

حسن عن جابر۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۱۳ وشرح للحفا جی صفحہ ۱۱-۱۲ ج ۳ خصائص کبریٰ

جلد ۲ صفحہ ۸۲)

۵۱۔ چاند پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت (چاند کو اشارے پر چلاتے تھے۔ کما مر۔ فیضی) دو دفعہ

چاند کو انگلی سے چیر دیا (قرآن صحیح بخاری، صحیح مسلم عن انس، البخاری و مسلم عن ابن مسعود البیہقی عن و ابو

۱۔ انھیاں میں فیض پرونے میں پیاسے مجوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری وادو

(انجلی معجزات) ۱۲

نعیم ایضا عنہ، الشیخان عن ابن عباس مسلم عن ابن عمر، البیهقی وابونعیم عن جبر بن مطعم۔ ابونعیم عن ابن عباس۔ خصائص کبری جلد ۱، صفحہ ۱۲۵-۱۲۶۔ شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۲۳۷

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(اہل حضرت)

۵۲۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چادر میں قوت حافظہ عطا فرمادی۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۲ الشیخان، خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۳)

۵۳۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کو لعاب مبارک اور سینہ پر ہاتھ مبارک رکھنے سے قوت حافظہ عطا فرما دی۔ (دلائل النبوة لابن نعیم، صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱)

۵۴۔ کعبور کی سببی کو تلوار بنایا۔ (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

۵۵۔ حضرت قتادہ کی آنکھ جوڑ دی۔ (خصائص جلد ۱، صفحہ ۲۰۳-۲۱۷)

۵۶۔ حضرت ابو ذر کی آنکھ درست کر دی۔ (خصائص جلد ۱ صفحہ ۲۱۸)

۵۷۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۸۔ حضور نے کوزہ منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۹۔ حضور نے حمزہ الاسلمی کی آنکھوں کو منور فرما دیا۔ (خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۶۰۔ ابونعیم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تخریج، آنبوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر تشریف لائے اور فرمایا۔ ان جبریل اتانی فبشیرنی ان اللہ ایدنی بالملائکة و اتانی النصر و جعل بین یدی المرعب و اتانی السلطان و الملک۔ الحدیث۔

(خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، جواہر التہذیب جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

”جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے میری امداد کی اور مجھے نصرت عطا فرمائی اور میرے آگے رعب کیا اور مجھے سلطنت اور ملک عطا فرمایا۔“

اختیار فی السنین میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحیح تابعداروں

فرمانبرداروں کی زبان کن کن کجی سے اس سے بڑھ کر امور نکویہ میں اختیار کیا ہوگا؟

ملاحظہ ہو فرمان الہی، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قوله جل و علا فی بعض کتبہ ”یا ابن آدم انا اللہ الذی لا اله الا

انا القول لشيء كن فيكون اطعنى اجعلك نقول للشيء كن
فيكون“ (فتوح الغيب شريف مقالہ نمبر ۳۶ صفحہ ۱۰۹ اعلیٰ ہاشم بیہ الاسرار
شريف مطبوعہ مصر، شرح فتوح الغيب صفحہ ۸۷-۱۰۰، مقالہ ۱۳-۱۶)

”اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں وہ کہ
میرے سوا کوئی معبود نہیں، کسی چیز کے لئے کن فرماتا ہوں وہ ہو جاتی ہے تو میرا فرمانبردار
بن جا۔ تجھے ایسا مقام عطا فرماؤں گا کہ تو بھی جب کسی چیز کے لئے کن کہے گا وہ فوراً
ہو جائے گی۔“

نیز حضرت غوث الاعظم اور شیخ محقق فرماتے ہیں رضی اللہ عنہما

(ثم يرد عليك التكوين) بعد ازاں رد کردہ سے شود بر تو و پردہ می شود تو
ہست کردن و پیدا گردانیدن کائنات و تصرف دادہ سے شود تر اور عالم برودج
کرامت و خرق عادت (شرح فتوح الغيب صفحہ ۹۹-۱۰۰)

”یعنی اے بندے جب تو مقام فنائیت میں پہنچے گا تو تجھ پر تکوین رد کی جائے گی یعنی
فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کر دیا جائے گا اور عالم میں تجھے
تصرف کرنے کی طاقت دی جائے گی کرامات اور خرق عادت کے طور پر تو جہان میں
تصرف کرے گا۔“

نیز رسالہ غوث الاعظم میں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفقير الذى له امر فى كل شىء كن فيكون۔ (شامل الاتقياء صفحہ ۷۱)
”یعنی فقیر وہ ہے جس کو ہر شئی میں کن فیكون حاصل ہو، یعنی جب جس چیز کے متعلق کہے
کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جائے۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ از عارف بچگونگن است از پروردگار تعالیٰ
و تقدس۔ ایضاً الممعات جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ عن
الامیر عبدالقادر، مطالع المسرات صفحہ ۳۲۳، الکلب والرقیم صفحہ ۵)

اب چند حدیثیں ایسی ملاحظہ فرمائیں جن میں امام الانبیاء والرحلین رحمۃ اللعالمین
خاتم النبیین، مالک کون و مکان سید الانس والجان، مختار کل، فخر رسل، تائب اکبر
اللہ اکبر خلیفہ اعظم مولائے اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کن کے

جلوے نظر آتے ہیں۔

۶۱۔ امام ابن سعد حضرت عمرو بن میمون سے راوی کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پہ گز رہے۔ حضور حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے تھے:

يُنَاثِرُ كُوْفِي بَرْدًا وَ سَمْنَا عَلَى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَةَ.

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۰)

”اے آگ عمار پر ایسی سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا جیسا کہ تو حضرت ابراہیم پہ ٹھنڈی ہوئی تھی۔“

۶۲۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا کہ حکم بن ابی العاص حضور بے عیب محبوب کے پاس بیٹھتا تو حضور جب کلام فرماتے تو حکم اپنا چہرہ بگاڑتا (تو ایک دن حضور نے اس سے فرمایا:-

کن کذلک فلم یزل یختلج حتی مات اخرجه الحاكم و صححه

والبيهقي والطبراني (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

”ایسا ہی ہو جا تو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگاڑ رہا۔“

۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، ایک مرد حضور کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اُتارنے لگا۔ کن فیکون کے مالک ﷺ نے فرمایا:

كذالك فكن ”ایسا ہی ہو جا۔“

تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو اس کو اس کے گھر اُٹھالے گئے، دو ماہ تک بے ہوش رہا پھر جب اسے بے ہوشی سے افادہ ہوا تو اس کا منہ ویسے ہی بگاڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل کے وقت تھا۔

(اخرجه البيهقي، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

۶۴۔ حکم بن عاص نے بطور استہزاء حضور کے چلنے کی نقل اُتاری تو حضور مالک کن نے فرمایا:-

کن کذلک فكان يرتعش حتى مات۔ (جو اہل بحار جلد ۳ صفحہ ۱۹ عن الغزالی)

”ایسا ہو جا تو مرتے دم تک اس کو رعش رہا۔“

ذخیرہ دزد آں حضرت مردے بدست چپ پس امر کرد بدست راست بخور گفت نے تو انم فرمود ہرگز نتوانی پس نتوانست برداشت دست راست را بسوئے دہان خود بعد ازاں اھ

(مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۳۳۹۔ شرح الحق و مثلنی جواہر البحار۔ ۱۲ ف)

۶۵۔ حضور مالک کل نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، اس کے والد نے حضور ﷺ سے کہا اسے برس کا مرض ہے حالانکہ برس نہ تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

فلتكن كذلك فبرصت۔ (جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۱۹ عن الامام الغزالی)
 ”وہ برس والی ہو جائے تو وہ برس میں مبتلا ہوگی۔“

۶۶۔ امام عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا اسما الہیہ سے ایک ایک ام سے متصف ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:-

واما المصور فانه كان صلى الله عليه وسلم متصفاً بذلك
 والدليل على ذلك قوله للاعرابي كن زيدا فاذا هو زيد۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

”بہر حال اللہ تعالیٰ کا اسم مصور (تصویر بنانے والا) تو حضور ﷺ بے شک
 اس اسم سے بھی متصف تھے اور اس پر دلیل حضور ﷺ کا وہ قول ہے جو اعرابی
 کے لئے فرمایا (جو درحقیقت زید نہ تھا) کہ زید ہو جا تو وہ زید ہو گیا۔“

۶۷۔ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم راکبا من بعید فقال له کن
 اباذر فکانہ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۶۰)

”یعنی حضور ﷺ نے دور سے ایک سوار دیکھا تو اسے یہ حکم دیا کہ ابوذر ہو جا تو
 ابوذری ہو گیا۔“

۶۸۔ اس قسم کے الفاظ صحیح مسلم میں بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
 ایک مرد کو دیکھا تو فرمایا

کن ابا خيشمة فاذا هو ابو خيشمة الانصاری (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ
 ۳۶۱) وغیر ذلک من الاحادیث الكثيرة۔

کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

انتظام احادیث پر پھر قرآن پاک کی ایک آیت سن لیجئے جس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے بعض بندے جہان میں تصرف کرتے ہیں اور نظام عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَالْمَدِيرَاتِ أَمْرًا ۝ (نازعات)

”قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔“

یہاں مدبرات امر سے مراد فرشتے ہیں جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں (تفسیر معالم المتزیل جلد ۷ صفحہ ۱۷۰، تفسیر روح البیان جلد ۶، صفحہ ۵۹۰، تفسیر خازن و مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۴۹-۳۵۰، مفردات امام راغب صفحہ ۱۶۳، تفسیر جلالین صفحہ ۳۸۸، تفسیر صاوی جلد ۳، صفحہ ۲۳۱، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷، تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶ مطبوعہ مصر۔ تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۱۰-۳۱۱ عن علی و ابی صالح و مجاہد و قتادہ و عبدالرحمن بن سابط و ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۶ عن علی و مجاہد و عطاء و ابی صالح و الحسن و قتادہ و الربیع بن انس و اسدی رضی اللہ عنہم۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۲۰ تفسیر ابی سعید جلد ۸ صفحہ ۳۳۸ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۳۸) (۱) اتصافاً للبحث ملاحظہ ہو اس آیت کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:- ”یادہ فرشتے مراد ہوں جو ان کمونین کی تدبیر پر مسلط ہیں۔“ حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ۷۵۹ حدیث میں فرمایا القرآن ذو وجوہ رواہ ابو نعیم عن ابن عباس مرفوعاً۔ قرآن شریف متعدد معنی رکھتا ہے، علماء کرام فرماتے ہیں قرآن کریم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔ اب اندر کرام کے دوسرے معنی ملاحظہ ہوں:-

او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع من الابدان
غرقاً ای نزاعاً شدیداً من اغراق النازع فی القوس فتشظ الی
عالم الملكوت وتسبح فيه فتسبق الی خطائر القدس فتصیر
لشرفها وقوتها من المدبرات .

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶۔ تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷) واللفظ لهما
ونحوه فی تفسیر مفاتیح الغیب للرازی جلد ۸ صفحہ ۳۵۰-۳۵۱۔
تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰)

یا ان آیات میں اللہ عزوجل ارواح اولیائے کرام کا ذکر فرماتا ہے۔ جب وہ اپنے پاک مبارک

۱۔ ایمان آری بفرشتگان اللہ تعالیٰ کہ متصرف اندر عالم باذن و سے تعالیٰ
(حدیث المدعات جلد ۱ صفحہ ۳۰) ۱۲۔ فیضی

بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرا می اور دریائے
ملکوت میں شناوری کرتے خطیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی و طاقت کے
باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔“

شیخ متحق امام محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ اولیاءِ را (بعد از وصال) کرامات و تصرف در
اکوان حاصل است و آن نیستے مگر ارواح ایشاں را و ارواح باقی ست

(احیاء الممات جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

اب تو بجز اللہ یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاءِ کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں اور کاروبار جہان
کی تدبیر کرتے ہیں۔ علامہ خفائی عنایت القاضی و کفایۃ الراضی میں امام غزالی اور امام رازی
سے اس معنی کی تائید نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولذا قبل اذا تحیرتم فی الامور فاستعنوا من اصحاب القبور (۱)

”یعنی اسی لئے فرمایا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو مزارات والے اولیاء سے مدد
مانگو۔“ (از افادات مجدد بریلوی رضی اللہ عنہ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں (فرشتوں اور ولیوں) کے لئے عالم میں تصرف کرنا
اور کاروبار جہان کی تدبیر کرنا ثابت ہے اور وہ شرک نہیں (حالانکہ یہ صفت بھی بالذات اللہ تعالیٰ کی
ہے قال تعالیٰ یدبر الامر) تو ان کے آقا و موئی (جو ہر کمال کا مرکز و مصدر اور ہر نعمت کے قاسم
ہیں) کے لئے یہ کمال ثابت ہو تو کیوں شرک لازم آتا ہے۔ شرک متقید با فرد و ازمان و امکان نہیں ہوا
کرنا شرک ہر مکان میں شرک ہی ہوگا۔ اور شرک ہر زمان میں شرک ہی ہوگا اور اگر بعض غیر اللہ کے
لئے کسی کمال و صفت کا اثبات شرک نہیں تو غیر اللہ کے ہر فرد کے لئے اس کا اثبات شرک نہ ہوگا۔ یہ اور
بات ہے کہ عدم ثبوت کی وجہ سے اس کے لئے ثابت نہ ہو بہر حال اگر بالفرض اثبات کیا جائے تو شرک
ہرگز نہ ہوگا فاحفظہ فانہ یفیدک فی عدۃ مواضع۔

اب حضور مالک کون و مکان متصرف و مدبر و جہاں قاسم نعم رب رحمن کے مختار کل ہونے پر عبارات ائمہ
ملاحظہ ہوں:-

۱۔ قول بزرگمست (نادی مزینی جلد ۱ صفحہ ۱۴۱) ۱۴ ف

وقد ورد فی الحدیث اذا تحیرتم فی الامور فاستعنوا من اهل القبور۔ ذکرہ الکاشفی فی الرسالة
العلیۃ و ابن الکمال فی الاربعین حدیثاً۔ تغیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۲۳۔ زیر بحث و عائشہ ریل پانڈیٹ ایشونیکا
صفحہ ۶۶۔ زیر بحث قال قد اؤتیت سوک لک یتوسل۔ ۱۴

فضیلت و خصوصیت نمبر ۵۰ یعنی مسئلہ مختار کل سید زسل کے اثبات کے لئے عبارات ائمہ کرام و علماء عظام:-

۱۔ حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی (متوفی ۵۰۵ھ) رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ:-
خاتم الحفاظ امام جلال الملک والدین متوفی ۹۱۱ھ ارقام فرماتے ہیں:-

وكان يحمى صلى الله عليه وسلم بقطع الاراضى (هذا لفظ
الخصائص وفي الجواهر وكان صلى الله عليه وسلم يقطع
الاراضى الخ. ف) قبل فتحها لان الله تعالى ملكه اياها يفعل فيها
ما يشاء وقد اقطع تميم الدارى وذريته قرية بيت المقدس قبل
فتحها وهي في يد ذريته الى اليوم واراد بعض الولاة التشويش
عليهم فافتى الغزالي بكفره قال لان النبي صلى الله عليه وسلم
كان يقطع ارض الجنة فارض الدنيا اولي. خصائص كبرى جلد ۲
صفحة ۲۴۲. جواهر البحار جلد ۱- صفحه ۳۳۸ عنه. ونقله الامام القسطلاني
في المواهب وزاد الزرقاني في شرحه ما بين القوسين (الغزالي
الفيضي) انه صلى الله عليه وسلم كان يقطع ارض الجنة. (ما
شاء لمن يشاء) فارض الدنيا اولي (ونقله عن الغزالي ابن العربي
في القانون واقروا فتى به السبكي ايضا روى الشافعي والبيهقي
عن طاوس مرسلًا عن النبي صلى الله عليه وسلم عادى الارض
لله ولرسوله (2) ثم لكم من بعد..... المراد هنا من عادى الارض-
ف) الارض غير المملوكة الآن زرقاني على المواهب جلد ۵- صفحه ۲۴۲

”یعنی ارض دنیا اور ارض جنت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام
چاہتے الٹ کر دیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام زمین کا مالک بنا دیا

1۔ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء اہل کتاب سے اسرائیل کی تعمیر و تانیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے
پیش کیا اور غزالی پر نقل کیا۔ جواهر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ عن الامام الخفاجی شرح اللغات جلد ۴ صفحہ ۳۹۳ نیز اس صفحہ ۳۸۸۔ ثم
ادایہ صفحہ ۳۳ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۰۱ زیر آیت وَلَمَّا فَبَّحَا ثَمَّارَهُنَّ اُخْرٰى نَزَلَ مِنْ غُرٰلٍ لَّعْرِبِيفٍ الْاَحْيَاءُ
علی هامش الاحیاء اور جامع کرامات جلد ۱ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲۔

2۔ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً علّموا ان الارض لله ولرسوله. شفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲۔

ہے۔ اس ارض دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بے شک حضور ﷺ نے بیت المقدس میں ایک ہستی فتح ہونے سے پہلے حضرت حمیم داری اور ان کی اولاد کے نام جاگیر کر دی۔ وہ ہستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت و قبضہ میں چلی آتی ہے۔ بعض حاکموں نے اس ہستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پر تشویش کا ارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفرنا فتویٰ دیا۔ فرمایا کہ حضور علیہ و السلام جنت کی زمین جس کے نام چاہتے جاگیر کر دیتے تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ (جس کے نام چاہیں الاٹ کر دیں)۔“

۲۔ قال الغزالی فی الاحیاء لاجل اجتماع النبوة والملک
والسلطنة لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم کان افضل من سائر الانبیاء
فانہ اکمل اللہ تعالیٰ بہ صلاح الدین والدنیا۔

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۳۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۹۰ عنہ)

”یعنی امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا۔ چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت، ملک اور سلطنت کے جامع ہیں اسی لئے باقی سب انبیاء سے افضل ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے واسطہ اور وسیلہ سے دین و دنیا کی صلاح مکمل فرمائی۔“

۳۔ شیخ الاسلام امام بومیری رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۹۵ھ - ۶۹۳ھ) فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا و حضرتها و من علومک علم اللوح والقلم (۱)

یعنی دنیا و آخرت (کی ہر نعمت) یا رسول اللہ! آپ کے خزانہ سخاوت سے ایک ذرہ ہے اور لوح و قلم کا سارا علم آپ کے علوم غیر متناہی یعنی لایقف عند حد سے ایک قطرہ ہے۔“

(نوٹ :- یہ قصیدہ حضور کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہو چکا ہے (شرح للمہاجر جوری و خالد صفحہ ۳-۵)

تھانوی صاحب کے نزدیک بھی قصیدہ بردہ شریف مستند ہے۔ (نثر الطیب صفحہ ۳-۴)

۴۔ امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۲۳ھ) مواہب میں اور علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:-

هو صلی اللہ علیہ وسلم خزانه السر (ای محل لاسرارہ تعالیٰ

و کمالاتہ) و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منه صلی اللہ علیہ

وسلم ولا ینقل خیر الا عنہ۔

الابایی من کان ملکا وسیدا و آدم بین الماء والطين واقف

۱۔ نیز فرمایا و کلمہم من رسول اللہ ملتئم

(قصیدہ بردہ) ۱۲۴

غرفا من البحر او ر شفا من الدیم

اذا رام امرا لا يكون خلافه وليس لذاك الامر في الكون صارف
(مواهب و زرقانی جلد ۱۔ صفحہ ۲۸-۲۹) البیتین فتوحات مکہ باب ۱۲۔ صفحہ ۱۸۵۔ جواہر البیہار جلد ۱۔
صفحہ ۱۱۳۔ ۱۱۴ عنہ جواہر البیہار جلد ۲۔ صفحہ ۳-۳، عن المواہب۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے
در بار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم خبردار ہو
میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی
آب و گل کے اندر ٹھہرتے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان
میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:-

ما اری ربک الا یسارع فی ہواک۔

”یا رسول اللہ ﷺ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش کے پورا کرنے میں

جلدی کرتا ہوا۔“

(رواہ البخاری جلد ۲۔ صفحہ ۷۰۶-۷۰۷) مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲

۹۔ بود آں حضرت کہ تصرف سے کرد در ایشاں وہی گردانید۔ غنی راقعیر وے ساخت شریف را بر امہ وضع..... وادخدائے تعالیٰ عزت و قدرت و مکنّت و مدد و نصرت و قوت اختیار اولاد اللہ سو گند بخدائے کہ مسخر گردانید اور ایں ہمہ امور شک نمی کند دریں بیچ عالمے۔

(مدارج النبوة جلد ۱۔ صفحہ ۱۷۳۔ نحوہ فی الموہب و عن جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے تھے غنی کو فقیر کر دیتے اور شریف کو وضع (ادنی) بنا دیتے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنی عزت، قدرت، طاقت، مدد و نصرت، قوت اور شکوت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام نمبر لے گیا اور سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا۔ اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا۔“

۱۰۔ ہم چناں کہ حیوانات ہمہ مطیع و منقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطہ فرمانبرداری و طاعت وے بودند (مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۳)

”جس طرح حیوانات (جاندار ایشیاء) سب کے سب حضور (حاکم مطلق) کے حکم کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ نباتات (اگے والی چیزیں) بھی آپ کی فرمانبرداری اور طاعت کی دائرے میں تھیں (حیوانات پر بھی آپ کی حکومت اور نباتات پر بھی آپ کی حکومت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ بقدر تصرفہ و نفاذ امرہ وسلم“

۱۱۔ ہم چناں کہ نباتات را منقاد و مطیع امر وے صلی اللہ علیہ وسلم ساختہ بودند جمادات نیز ہمیں حکم دارند۔

(مدارج شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۳)۔

”جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا۔ جمادات (وہ چیزیں جن میں حس و حرکت اور نشوونما کی قوت نہیں جیسا کہ پتھر وغیرہ) بھی یہی حکم رکھتی ہیں۔ یعنی نباتات اور جمادات سب پر حضور کی حکومت جاری و ساری ہے۔“ یہ ہے سلطنت مصطفیٰ فی کل الوری صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۲۔ و کنیتہ ابو القاسم لانہ یقسم الجنة بین اهلہا

(مدارج شریف جلد ۱، صفحہ ۲۶۶۔ ۲ سطر)

”یعنی حضور کی کنیت ابو القاسم تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں۔“

۱۳۔ تصرف وے صلی اللہ علیہ وسلم بتصرف الہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین و آسمان را شامل است بلکہ تمام شراب و اطعام ہائے دنیا و آخرت و ارزاق حسی و روحانی و نعمت ہائے ظاہری و باطنی بواسطہ و طفیل

آں حضرت است۔

”یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی و روحانی رزق اور ظاہر و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطہ سے ہیں۔“

ع آخراے باوصایاں ہمہ آوردہ تست

”اے باوصایاں سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے۔“

بیت

شکر فیض تو چمن چونکند اے ابر بہار کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست
”چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح کرے اے ابر بہار کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں۔“

وانشد الشيخ العالم العارف محمد البکری قدس سرہ شیخ عالم عارف بکری قدس سرہ
نے پڑھا:

نظم

ما ارسل الرحمن او يرسل من رحمة يتصعد او يتنزل فی ملکوت اللہ او ملکہ من کل ما يختص او يشمل الا وطه المصطفیٰ عبده ونبه المختار المرسل واسط فیها واصل لها يعلم هذا کل من يعقل	اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا۔ اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے۔ اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں۔ ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے۔“ (مدارج شریف جلد ۱۔ صفحہ ۳۱۱۔ مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲ تحت درد و خزانہ رحمتک جو ابراہیم جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۹)
---	--

۱۳۔ روح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آں عالم مربی ارواح انبیاء و مفيض علوم البیہ بود
برایشان (مدارج شریف جلد ۲۔ صفحہ ۳)

”عالم ارواح میں حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی مربی (پرورش کرنے والی تھی) اور ان پر علوم

الہیہ کے فیضان کرنے والی تھی۔“

۱۵۔ تصرف و قدرت سلطنت و صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود و ملک و مملکت جن و انس و تمامہ عوالم بتقدیر و تصرف الہی عز و علا در حیطہ قدرت و تصرف وے بود۔ (اشعۃ الملمعات جلد ۱۔ صفحہ ۴۳۲)

حضور ﷺ کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی۔ ملک اور مملکت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ماسوی اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)۔“

نیز حضرت شیخ محقق، شیخ اجل اکرم ابو محمد البکری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل:

۱۶۔ آنحضرت متولی امور مملکت الہیہ و گماشتہ در گارہ عزت بود کہ تمامہ امور احکام کون و مکان یوسے مغضوب بود کہ دام دائرہ مملکت و اسع تر از مملکت و سلطنت وے نبود۔ (اشعۃ الملمعات جلد ۱۔ صفحہ ۶۴۳)

”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مملکت خداوندی کے امور (کار و بار) کے متولی تھے (اور ہیں) اور بارگاہ خداوندی کے (مختار عام) مقرر تھے (اور ہیں) اس طرح کہ تمام امور اور کون و مکان کے احکام حضور کے سپرد تھے۔ (اور ہیں) حضور کی مملکت اور سلطنت سے کسی مملکت کا دائرہ وسیع نہ تھا (اور نہ ہے)“

سبحان اللہ والحمد للہ علی ذالک صلی اللہ علیہ وسلم بقدر
وسعة تصرفه ومملكته.

۱۷۔ نیز شیخ محقق حدیث عادی الارض للہ ورسولہ نم ہی لکم منی (۶) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:-

زمین قدیم مرخدا کی راست و رسول خدا کی راہ پستراں زمین مرشاراست ازمن۔ یعنی من تصرف سے کئی داروں بہر وجہ کہ سے خواہم وہی بخشم ہر کرا کہ میں خواہم و ظاہر آن بود کہ گفتہ شود منی و من اللہ۔ زیرا کہ ہمہ از خدا است و خدا اور ہمہ جا بنغیر خود را تصرف دادہ است

(اشعۃ الملمعات جلد ۳۔ صفحہ ۷۶۔ نحوہ فی المرقات جلد ۳۔ صفحہ ۷۱)

”حضور نے فرمایا ہے (قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے۔ پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔ یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا صرف منی کے بجائے ”منی و من اللہ“ ہوتا یعنی پھر وہ

زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے، اس لئے کہ ہر چیز (کی عطا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ میں اپنے رسول کو تصرف عطا فرمایا ہوا ہے۔“
۱۸۔ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است سے کندوے دہد ہر چہ خواہد باذن وے

فان من جودك الدنيا وضررتها ومن علومك علم اللوح والقلم

(اشعۃ الملمعات جلد ۳۔ صفحہ ۳۱۵)

”حضور علیہ السلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں) یا رسول اللہ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جودِ لا محدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے۔“
۱۹۔ و جود شریف وے پشت و پناہ عالیشان ست صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اشعۃ الملمعات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۷۷۲)

۲۰۔ قدرت و قوت تصرف پیغمبر مصلی اللہ علیہ وسلم در کائنات و قرب و عزت اور حضرت صمدیت پیش ازاں (از قدرت و تصرف سلیمان علیہ السلام) ہو۔ دریں قوت و تصرفات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تمام ہو۔ (شرح سفر السعادت صفحہ ۴۴۲ اللشیخ المحقق)
”ہمارے نبی کی قدرت اور کائنات میں تصرف کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور قرب، سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور تصرف اور عزت سے زیادہ تھی اور یہ قوت اور تصرفات حضور کو مکمل اور علی وجہ الاتم حاصل تھے۔

۲۱۔ چوں روح مقدس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جان ہمد عالم ست باید کہ در ہمد اجزائے عالم متصرف باشد۔ (اخبار الاخیار اللشیخ المحقق صفحہ ۲۵۵۔ اخبار میر سید عبدالاول)
”یعنی حضور کی روح مقدس تمام جہان کی جان ہے تو اس کا تمام اجزائے عالم میں متصرف ہونا مسلم ہے۔“

۲۲۔ ملک مملکت احدیت۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اخبار الاخیار اللشیخ صفحہ ۴)

۲۳۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا..... ای نورث
تلک الجنة محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم و يعطی من یشاء
و يمنع عن یشاء وهو السلطان فی الدنيا و الآخرة فله الدنيا وله

الجنة وله المشاهدات صلى الله عليه وسلم. (اخبار الاخير

صفحہ ۲۱۶۔ للشيخ از شيخ عبدالوهاب بخارى متوفى ۵۹۳۲ھ)

”یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُسے بتاتے ہیں جو توفیق ہوا۔ (قرآن) یعنی ہم اس جنت کا وارث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے ہیں۔ پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جس سے چاہیں منع کریں۔ دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں۔ انہیں کے لئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لئے مشاہدات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۳۔ امام محدث محمد عبدالرؤف السناوی (المتوفى ۱۰۳۱ھ)

حدیث: اعطيت مفاتيح خزائن الارض کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

المراد خزائن العالم باسره ليخرج لهم بقدر ما يستحقون فكما
ظهر في ذلك العالم فانما يعطيه الذي بيده المفتاح باذن الفتح
وكما اختص سبحانه بمفاتيح علم الغيب الكلي فلا يعلمها الا
هو خص حبيبه باعطاء مفاتيح خزائن المواهب فلا يخرج منها
شيء الا على يده صلى الله عليه وسلم۔

(فيض القدر جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۲ عن)

”یعنی حدیث شریف میں جن خزانوں کی چابیوں کی عطا کا ذکر ہے ان سے تمام جہان کے تمام خزانے مراد ہیں تاکہ حضور ﷺ ان لوگوں کو بقدر استحقاق عطا فرمائیں تو جو چیز جب اس جہان میں ظاہر ہوتی ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا وہی فرماتے ہیں جن کے ہاتھ کنجی ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا کہ اللہ تعالیٰ علم غیب کلی کی کنجیوں سے مختص ہے کہ اُس کے سوا (ذاتی طور پر) کوئی ان کو نہیں جانتا۔ اپنے حبیب کو بخششوں کے خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے خاص فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کے ہاتھ ہی سے ملتی ہے۔“

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:-

۲۵۔ عوض التصرف في خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها
وشق القمر و رجم النجوم واختراق السموات وحبس المطر و
ارساله و ارسال الرياح و امساكها و تظليل الغمام و غير ذلك من
الخوارق۔ (فيض القدر جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۸ و نحوه علی هامش السراج

العنبر جلد ۱۔ صفحہ ۴۶۔ للخصنی)

”یعنی حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب شدہ سورج کو رد کرتا۔ چاند چیرنا، رجم نجوم، آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا اور برساتنا، ہوائیں چلانا اور اُن کا روکنا، ایرکاسایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں۔“

امام ربانی عارف شعرانی متوفی ۹۷۳ھ خاتم الحفاظ امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ سے نقل:

۲۶۔ وكان صلى الله عليه وسلم يقطع الاراضى قبل فتحها لان

الله ملكه الارض كلها وله ان يقطع ارض الجنة من باب اولى

صلى الله عليه وسلم۔ (كشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰)

”حضور ﷺ زمینوں کو فتح ہونے سے پہلے (جس کے نام چاہئے) الاٹ کر دیتے۔ اس

لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا۔ اور حضور ﷺ کو بطریق اولیٰ

اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین (جس کو چاہیں) جاگیر کر دیں۔“

۲۷۔ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:-

وفى هذا الحديث (قال انس فما يشير صلى الله عليه وسلم

بيده الى ناحية من السماء الا نفرجت رواه الشيخان) دليل عظيم

على عظم معجزاته عليه الصلوة والسلام وهو ان سخرت

السحاب له كلما اشار اليها امتلت امره بالاشارة دون الكلام.

(زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۵۶-۵۸۔ ونحوہ فی فتح الباری)

”اور اس حدیث میں (کہ حضور ﷺ نے ایرکوا اشارے سے بنا دیا، حضور ﷺ کے

معجزات کی عظمت پر دلیل عظیم ہے اور وہ یہ کہ ایرکوا حضور ﷺ کے لئے مسخر کر دیا گیا۔ آپ

جب اس کی طرف اشارہ فرماتے وہ فوراً حکم بجالاتا صرف اشارہ سے بغیر کلام کے۔“

۲۸۔ امام عارف عبدالکریم فرماتے ہیں:-

فی کل وقت للامور مدبر قطب علیہ مدار امر ملزم
 مستخلف لله فی ارض نہ جاء ته تلك وراثه عن آدم
 خلفاء حق لله بملكه يقضون ما یغونه بتعلم
 اتوا مقالید السموات والاعلا والملک والملکوت حقا فاعلم
 فهم الملوک ومن سواهم اعبد لهم علی المخلوق کل تحکم
 نفذت اوامرهم علی کل الوری من غیر ما نقض وغیر تلوم
 لا یستلون اذا اتوا فعلا ولا یعصون امرا معقا متدم

انه علیہ الصلوة والسلام الراعی الاعظم
 المتصرف والمتخلف علی تدبیر العالم

(جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۳۹)

۲۹۔ نیز فرمایا:

هو العاقب الماحی الذی عم فضله جمیع البرایا من عدو و صاحب
 اتی آخراً ان السلاطین یا فتی یكونون حقاً آخراً فی المواكب
 فکل الوری للهاشمی رعیة نعم وهو راعی شرقها والمغرب
 الیه مقالید الامور جمیعها بدنیاً واخری وهو معطى المآرب

(جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۳۹-۲۵۰)

۳۰. لانه علیہ الصلوة والسلام روح العالم المدبره له

والمتصرفه فیہ۔ (جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۶۹)

حضور عالم کی وہ روح ہیں جو اس کی مدبر ہے اور اس میں متصرف ہے۔

۳۱. اعطاه علیہ الصلوة والسلام رتبة الفاعلیة بان جعله خلیفة

متصرفاً فی الوجود العینی معطياً لكل من الوجود العینی فی

العالم کماله فالروح المحمدی هو المظہر الرحمانی الذی

استوی علی العرش فتعم رحمته علی العلمین كما قال تعالیٰ وَ

مَا آتٰرَسُلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (جواہر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۷۱)

”انہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رتبہ فاعلیت عطا فرمایا اس طرح کہ ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ وجود

یعنی میں ان کو متصرف کیا۔ عالم میں ہر وجود یعنی کو کمال عطا کرنے والا بنایا۔ روح محمدی مظہر ربانی ہے جو عرض پر مستوی ہے۔ ان کی رحمت عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے آپ کو نبیجا مگر رحم کرنے والا سب جہان والوں پر۔“

۳۲-۳۳-۳۴-۳۵۔ نیز ملاحظہ ہو جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۷۸-۷۹ عن ابی نعیم۔ اعطی مفاتیح خزائن الارض۔ فتوحات۔ باب ۶۵۔ صفحہ ۳۱۶۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۰۔ فهو الملک والسید۔ انہ ملک وسید علی جمیع بنی آدم۔ فهو الحاكم غیبا وشهادة۔ جنس الانسان وهو الخليفة علی هذه المملكة۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۲-۱۱۳ عن الشيخ الاکبر تظہر فی هذه المرتبة (آدم فمن دونه تحت لوانی) خلافة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجمیع۔ فتوحات مکہ باب ۷۵ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵ عن)

۳۶۔ شیخ اکبر محمد الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدس سرہ متوفی ۶۳۸ھ فرماتے ہیں:
 اخبر صلی اللہ علیہ وسلم انہ اعطی مفاتیح الخزائن وہی خزائن اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبونہ بذواتهم وما اعطیها صلی اللہ علیہ وسلم حتی کان فیہ الوصف الذی یتحققہا بہ ولہذا طلب یوسف علیہ سلام من الملک صاحب مصر ان یعملہ علی خزائن الارض لانه حفیظ علیم لیتفقر الکل الیہ فتصح سیادته علیہم واخبر بالصفة التي یتحقق من قامت بہ هذا المقام فقال إني حَفِیظٌ عَلِیْمٌ حفیظ علیہا فلا یخرج منها الا بقدر معلوم كما انہ سبحانہ وتعالیٰ یقول وَ اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلاَّ عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنزِلُہُ اِلاَّ بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ فاذا كانت هذه الصفة فی من کان ملک مقالیدها ثم قال بعد قوله حَفِیظٌ عَلِیْمٌ اخبرانه علیم بحاجة المحتاجین لما فی هذه الخزائن التي حزن فیہا ما بہ قوامهم علیہم بقدر الحاجة.

فلما اعطى صلى الله عليه وسلم مفاتيح خزائن الارض علمنا انه
حفيظ عليهم فكل ما ظهر من رزق العالم فان الاسم الالهى لا
يعطيه الا عن امر محمد صلى الله عليه وسلم الذى بيده
المفاتيح كما اختص الحق بمفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو
واعطى هذا السيد منزلة الاختصاص باعطائه مفاتيح الخزائن۔

(فتوحات مكية باب ۳۳۷- صفحہ ۱۸۶ و عنہ جوارح البحار جلد ۱- صفحہ ۱۳۳)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ مجھے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ ان
خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تاکہ ان کے لئے بقدر طلب ان کو عطا
فرمائیں اور حضور کو خزان کی یہ کنجیاں نہ دی گئیں مگر اس وصف سے عطا ہوئیں کہ جس کی وجہ
سے آپ اس عطیہ کے مستحق تھے اور اسی لئے یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے یہ طلب
کیا کہ مجھے خزان ارض کا متولی بنا دے کیونکہ میں حفیظ و عظیم ہوں تاکہ کل ان کی طرف محتاج
ہوں اور آپ کی سرداری ان پر صحیح ہو اور اس صفت کی بھی خبر دی کہ جس کی وجہ سے وہ اس
کے مستحق ہیں۔ چنانچہ فرمایا میں حفیظ و عظیم ہوں محافظ ہوں بقدر معلوم ہی نکلے گا۔ جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا۔ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم بقدر معلوم اسے نازل فرماتے
ہیں۔ پس جب کہ یہ صفت ہے اس کی جو ان خزان کی کنجیوں کا مالک ہے پھر فرمایا حفیظ
علیہم اس میں اس بات کی خبر دی کہ وہ محتاجوں کی اس حاجت کو جانتا ہے جو ان خزان میں
ہے وہ خزان کہ ان کا قوام ہے اور عظیم یعنی بقدر حاجت کو جانتا ہے۔ تو جب زمین کے
خزانوں کی کنجیاں حضور کو عطا کی گئیں۔ ہم نے جان لیا کہ حضور بھی حفیظ اور عظیم ہیں تو جو کچھ
بھی رزق عالم سے ظاہر ہوتا ہے اسم الہی وہ عطا نہیں کرتا مگر حضور کے حکم سے۔ صلی اللہ علیہ
وسلم کہ جن کے ہاتھ میں کنجیاں ہیں جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مفاتیح غیب سے مختص ہے (ذاتی
طور پر) ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس مولیٰ نے اس سید کریم کو خزانوں کی
کنجیوں کی عطا سے مختص فرمایا۔

۳۷۔ امام شعرانی اپنے شیخ علی الجواہر سے ناقل رحمہما اللہ تعالیٰ:

وما بقی (باب) مفتوحا الا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فانزل کل شیء توجہ بہ الناس الیک ہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فانه شيخ الناس كلهم وحكم الخلق كلهم بالنسبة اليه
كالعبد والفلان الذين في خدمته فهو يحكمهم بهما فيه
بمختلفون والله اعلم (درر القوام، جواهر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۵۲ عن)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ کھلا نہیں ہر اس چیز کو حضور ﷺ کے توسط سے نازل کر کہ جس کے سبب لوگ تیری طرف متوجہ ہوئے حضور ﷺ تمام لوگوں کے شیخ ہیں۔ سب قلوب حضور ﷺ کی بہ نسبت ان عہدوں اور غلاموں کی طرح ہے جو ان کی خدمت میں ہیں۔ حضور ﷺ ان کے ہر مختلف معاملہ میں حکم ہیں۔ وہی فیصلہ فرمائیں گے۔“

۳۸۔ امام مناوی فرماتے ہیں:

فانه عليه الصلوة والسلام انقذك وانقذ اباك من النار.....

انه عليه الصلوة والسلام الواسطة لكل فيض
”حضور ﷺ نے تجھے اور تیرے باپ کو آگ (جہنم) سے نجات دی۔ حضور ﷺ ہر فیض کے لئے واسطہ ہیں۔“ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۱)

۳۹۔ وهو عليه الصلوة والسلام واسطة كل فيض۔

حضور ﷺ ہی ہر فیض کا واسطہ ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰) عن الامام المناوی۔

۳۰۔ (حضور) الخليفة الاكبر الممد لكل موجود (جواہر البحار

جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۵ عن الامام المناوی)

”حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب و خلیفہ اکبر ہیں۔ ہر موجود کے آپ ہی مدد و معاون ہیں۔“

۳۱۔ مجدد سر ہندی فرماتے ہیں:

ويكون وصول احد الى المطلوب بلا توسطه عليه الصلوة

والسلام محالا ان وصول الفيوض من المبدء الفياض

سبحانه الى الظل انما هو بتوسط الاصل (وهو محمد عليه السلام)

(مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۱۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۱ عن)

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔ مبداء فیاض تعالیٰ سے ظل

تک فیوض کا پہنچنا وہ اصل ہی کے توسط سے ہوتا ہے۔ اور اصل حضور ہیں (اور کل عالم ظل و فرع ہے)“

۳۲۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں:

هو الواسطة بين الله وبين خلقه في الجنة لا يصل الى احد شيء
الا بواسطته (مطالع المسرات - جواب البخار جلد ۲ - صفحہ ۱۹۷-۱۹۸ عن)

”جنت میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان حضور ہی واسطہ ہیں۔ کوئی چیز کسی کو نہ پہنچے گی مگر حضور کے واسطے۔“

۳۳۔ نیز علامہ ماقی، اہل شریف کے لفظ و خزان رحمتک کے تحت فرماتے ہیں:

وهو صلى الله عليه وسلم خزان رحمة الموضوع في العالمه فلا
يرحمه احد الا على يديه وبما خرج له من خزائنه

(مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲ - جواب البخار جلد ۲ - صفحہ ۱۹۸-۱۹۹)

”حضور ﷺ اس عالم میں رکھی ہوئی رحمت کے خزانے ہیں۔ کسی پر رحم نہیں کیا جاتا مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں سے اور اس چیز سے جو اس کے لئے آپ کے خزانے سے نکلا۔“

۳۴۔ علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

عرض عليه مفاتيح خزائن السموات والارض.

(جواب البخار جلد ۲ - صفحہ ۲۱۳)

”حضور ﷺ پر آسمانوں اور زمین سے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔“

۳۵۔ کھبعض كاف انت كهيف الوجود الديو باوى اليه كل

موجود انت كل الوجودها وهما لك الملك وهيتا لك

الملكوت. (جواب البخار جلد ۲ - صفحہ ۲۶۲ عن البرز صفحہ ۱۳۸)

”(کھبعض) کاف سے مراد یا رسول اللہ آپ بے الوجود ہیں۔ یعنی وجود کی بجائے پناہ

ایسی کہ جس کی طرف ہر موجود پناہ لیتا ہے۔ آپ کل موجود ہیں۔ باء سے مراد ہے کہ ہم نے

آپ کو ملک بخشا اور حکومت آپ کے لئے تیار کیا۔“

۳۶۔ انه في الجنة بمنزلة الوري من الملك بغير تمثيل لا يصل

الى احد شيء الا بواسطته -

(شفاء القام صفحہ ۲۲۰ لمام السبکی، جواب البخار جلد ۲ - صفحہ ۳۱۰ عن الزرقانی عن القصری)

”باتشبیہ تمثیل حضور ﷺ جنت میں بمنزلہ وزیر کے ہوں کے بادشاہ سے۔ کوئی چیز کسی کو نہ ملے گی مگر

حضور ﷺ کے واسطے۔“

۴۷۔ فهو ملکوتی الباطن بشری الظاهر وهذه الرتبة لها الاحياء

والامانة واللطف والقهر والرضا والسخط وجميع الصفات

تتصرف في العالم. (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۴۸ عن العیروس)

”حضور ﷺ باطن میں ملکوتی ہیں اور ظاہر میں بشری ہیں اور اس رتبہ کے لئے زندہ کرنا ہے اور مارنا ہے اور لطف کرنا اور قہر کرنا ہے اور رضا ہے اور تاراجگی ہے اور جمع صفات اس رتبہ کے لئے ثابت ہیں تاکہ عالم میں تصرف کریں۔“

۴۸۔ علامہ سلیمان جمل حضور کے اسم ”قنم“ کا معنی کرتے ہیں:-

القائم بامور الخلق ومدبر العالم في جميع امورهم..

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۳)

”امور خلق کے منتظم اور جمع امور عالم کی تدبیر کرنے والے۔“

۴۹۔ نیز علامہ سلیمان جمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم ”وکیل“ کا معنی بیان فرماتے ہیں:-

انه بمعنى اسم المفعول بمعنى انه الموكول والمفوض اليه

جميع الامور والقائم بهما ويكون على هذا فيه اشارة الى تولية

الله تعالى له التصرف في الكون على سبيل الخلافة والنيابة

وذلك امر ثابت قطعاً لا شك في ثبوته و حصوله للنبي صلى

الله عليه وسلم. (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۲)

”یعنی وکیل اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی جن کی طرف تمام کاروبار عالم سپرد کر دیئے گئے۔ اور ان

امور کے منتظم ہیں۔ تو اس معنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بطور نیابت

و خلافت کون و مکان میں تصرف کرنے کا متولی بنایا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہے جس کے ثبوت میں

اور حضور ﷺ کے لئے حصول میں شک نہیں۔“

۵۰۔ نیز وہی فرماتے ہیں:-

فلا نعيم في الدنيا والآخرة ولا نعم تصل للخلق فيها الا بسببه

صلى الله عليه وسلم وبواسطته (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۹۰)

”یعنی دنیا اور آخرت میں ہر نعمت مخلوق کو حضور ﷺ کے سبب اور واسطے پہنچ رہی ہے۔“

۵۱۔ عارف صاوی فرماتے ہیں:

وهذه الآية (اى اَلَّذِيْ اٰذَىٰ بِاَلْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ) اعظم دليل على انه صلى الله عليه وسلم هو الواسطة العظمى فى كل نعمة وصلت للخلق . لانه صلى الله عليه وسلم الواسطة العظمى فى كل نعمة وصلت لهم. (جواب البخار جلد ۳ صفحہ ۲۴)

”یعنی اور یہ آیت (اَلَّذِيْ اٰذَىٰ بِاَلْمُؤْمِنِيْنَ) بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ بر نعمت جو مخلوق تک پہنچی اس میں واسطہ عظمیٰ حضور ہی ہیں۔ بر نعمت جو ان تک پہنچی اس میں واسطہ عظمیٰ حضور ہی ہیں۔“
۵۲۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:

انه صلى الله عليه وسلم الخليفة على الاطلاق الذى صرفه الله فى الملك والملكوت بسبب انه خلق عليه اسرار الاسماء والصفات ومكنه من التصريف فى البسائط والمركبات.

(جواب البخار جلد ۳ صفحہ ۲۸)

”حضور علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک و ملکوت میں تصرف بخشا ہے اس سبب سے کہ ان پر اسماء و صفات کے راز اُتارے اور بسائط و مرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی۔“
۵۳۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:-

(اللهم انه عليه الصلوة والسلام) خزان رحمتك اى انعاماتك دنيا و اخرى فمفاتيحها بيده صلى الله عليه وسلم.

(جواب البخار جلد ۳ صفحہ ۳۶)

”اے اللہ حضور تیری رحمت کے خزانے ہیں۔ یعنی تیری دنیاوی و اخروی انعامات کی کنجیاں ان کے پاس ہیں۔“

۵۴۔ نیز عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتح الله به على عباده انواع الخيرات وابواب السعادات الدنيوية والاخروية فكا الارزاق من كفه صلى الله عليه وسلم وفى الحديث اوتيت مفاتيح خزائن السموات والارض. اى التى قال الله تعالى فيها لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اى مفاتيحها فقد اعطاها عز وجل لحبيبه صلى الله عليه وسلم وفى الحديث ايضا

اللہ معط وانا القاسم۔ (جواہر الہما جلد ۳۔ صفحہ ۷۷۳)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کے سب اپنے بندوں پر قسم و قسم کی خیرات اور دنیوی و آخروی سعادتوں کے دروازے کھولے۔ ہر قسم کا رزق حضور کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ وہ کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اللہ کے لئے کنجیاں آسمان اور زمین کی“ وہ کنجیاں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔“

۵۵۔ عارف تجائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اتخذ خليفته في الاكوان منه (ای من جنس الانسان وهو الفرد الجامع المحيط بالعالم كله والعالم كله في قبضته وتحت حكمه وتصرفه يفعل فيه كل مايرد بلا منازع ولا مدافع وقصارى امره انه كان حيشما كان الرب الهاً كان هو خليفته فلا خروج لشيء من الاكوان عن الوهبة اللّٰه تعالیٰ كذلك لا خروج لشيء من الاكوان عن سلطنة هذا الفرد الجامع يتصرف في المملكة باذن مستخلفه۔ (جواہر الہما جلد ۳۔ صفحہ ۶۰)

”اللہ تعالیٰ نے جنس انسان سے اکوان میں خلیفہ مقرر فرمایا اور وہ فرجامع ہیں۔ کل عالم کو محیط ہیں کل عالم ان کے قبضہ میں ہے۔ اور ان کے حکم اور تصرف کے ماتحت ہے۔ اس میں جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں بغیر منازع اور مدافع کے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں رب کی الوہیت وہاں معصیت کی خلافت۔ کوئی چیز اکوان سے اللہ کی الوہیت سے خارج نہیں۔ اور اسی طرح اکوان سے کوئی چیز اس فرد جامع صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت سے خارج نہیں۔ اس مملکت خداوندی میں رب کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں۔“

۵۶۔ امام علی متوفی ۷۷ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد اوتى خزائن الارض ومفاتيح الكنوز (جواہر الہما جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

”حضور کو خزانہ ارض اور خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔“

۵۷۔ نبی وافت الدنيا اليه... وجاءته مفاتيح الكنوز۔

(جواہر الہما جلد ۳۔ صفحہ ۱۱۱)

امیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۶۔ حقیقۃ الڪامل هو الذی لا یمتّع عن قدرته ممكن كما لا یمتّع عن قدرة خالقه فان خزائن الامور فی حكمه و مفاتيحها بيده ينزل بقدر ما يشاء فكيف به صلى الله عليه وسلم الذی هو البرزخ بين الحق و الخلق فهو المنفذ لمراده تعالى فی عباده من ضلال و هدى و كفر و ايمان من حيث حقیقۃ فهو مظهر العلم القديم و الارادة الازلیة فلا ارادة له الا ارادة الحق تعالى۔

(جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۲۶۲)

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل کی حقیقت ہیں۔ آپ وہ ہیں کہ کوئی ممکن آپ کی قدرت سے خارج نہیں جیسا کہ آپ کے خالق کی قدرت سے کوئی ممکن خارج نہیں۔ تمام کاروبار کے خزانے حضور کے زیر فرمان ہیں۔ اور تمام کاروبار کی کنجیاں حضور کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور خلق کے درمیان بزرخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد (گمراہی، ہدایت، کفر، ایمان وغیرہ) کو عباد اللہ میں جاری کرنے والے حضور ہی ہیں۔ درحقیقت حضور علم قدیم اور ارادہ ازلیہ کے مظہر ہیں۔ حضور ﷺ کا ارادہ حق تعالیٰ کا ہی ارادہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔“

۵۹۔ نیز امیر عبدالقادر فرماتے ہیں:

لا یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ما اراد اللہ تعالیٰ ولا یحب الا ما احبہ اللہ تعالیٰ وهو واسطۃ بین الحق و الخلق ولا شیء الا وهو به منوط اذ لولا الواسطۃ لذهب كما قبل المتوسط فهو مظهر مرتبة الصفات التي لها الفعل و التأثير
ففي الآیة اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اثبات لما قلنا من نيته صلى الله عليه وسلم في الهداية و غيرها و خلافته الكبرى و انه الهادي من يشاء بهدایة اللہ تعالیٰ (جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۲۶۳)

۶۰۔ علامہ مولانا علی قاری حنفی زید ریث الکرامة و المفاتيح یومئذ بیدی فرماتے ہیں:

و مفاتيح كل خير يوم القيمة بتصرفی (مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۷۱)

”قیامت میں ہر چیز کی کنجی میرے تصرف میں ہوگی۔“

۶۱۔ علامہ زرقاتی فرماتے ہیں:

وهو واسطة كل فيض (زرقاتی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

”ہر فیض کا واسطہ حضوری ہیں۔“

۶۲۔ علامہ زرقاتی فرماتے ہیں:

فهو قائم بامرهم في الدارين في حال حياته وموتہ۔

(زرقاتی علی المواہب جلد ۸۔ صفحہ ۲۵۱)

”دونوں عالم میں مخلوق کے معاملہ کے منتظم حضوری ہیں حال حیات میں بھی اور بعد پردہ پوشی کے بھی۔“

۶۳۔ وكنه ابو القاسم لانه يقسم الجنة بين اهلهما

(شرح شامک للماوای جلد ۲، صفحہ ۱۸۳)

”حضور کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے کہ آپ اہل جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں۔“

۶۴۔ امام محمد مہدی قاسی حضور کے اسمِ قیم کا معنی بیان فرماتے ہیں:

القائم بامور الخلق ومدبر العالم في جميع امورهم۔ كل خير

وبركة قلت او جللت منه حصلت الخ عجب جدا۔

(مطالع المسرات صفحہ ۹۳)

”حضور تمام مخلوق کے کاروبار کے منتظم ہیں اور مخلوق کے جمع کاروبار میں مدبر عالم ہیں۔ ہر خیر و برکت

بڑی ہو یا چھوٹی حضور ہی سے ملی ہے۔“

۶۵۔ نیز وہی امام فرماتے ہیں:

وهو مؤمل اصحابه وامته في تعليم دينهم و امدادهم واصلاح

حالههم و شفاعته فيهم دنيا و اخري و كل خير و بركة انما يمولونه

من قبله و بواسطته و كرم و سيلته و اتساع جاهه

(زرقاتی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ مطالع المسرات صفحہ ۱۱۳)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ربی تعلیم اور امداد اور اصلاح حال اور دنیا اور عقبی کی شفاعت میں اپنے

اصحاب اور اپنی امت کی امید گاہ ہیں اصحاب اور امت ہر خیر اور برکت میں حضور کی طرف اور آپ کے

توسط اور آپ کے وسیلہ اور فراخی جاہ منزلت سے امیدوار ہیں۔“

۶۶۔ نیز وہی امام فاسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم "وکیل" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ويحتمل انه بمعنى الموكل والمفوض اليه الامر والقائم به ثم
يحتمل مع ذلك ان يكون اشارة الى تولية التصريف في الكون
على سبيل الخلافة والنيابة وذلك ما لا شك في ثبوته
وحصوله له للنبي صلى الله عليه وسلم على وجه اخص مما ثبت
منه لغيره وانما ثبت ما ثبت منه لغيره صلى الله عليه وسلم
والتع ليه كيف وهو صلى الله عليه وسلم الخليفة الاكبر
والواسطة في الدارين والرابطة لكل المخلوقين۔

(مطالع المسرات شریف صفحہ ۱۳۳)

”اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وکیل بمعنی موکل ہو اور آپ کی طرف کاروبار عالم سپرد ہوں اور آپ امر عالم کے منتظم ہوں۔ اس کے ساتھ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس اسم وکیل میں بطور خلافت و نیابت کون میں تصرف کرنے کی تولیت کی طرف اشارہ ہو۔ یہ ایسی بات ہے کہ بلاشک جس کا ثبوت اور حصول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت ہے۔ وجہ اخص پر اس سے کہ جو کچھ اس سے غیر کے لئے ثابت ہوا۔ اور جو کچھ اس تولیت اور تصرف سے حضور کے غیر کے لئے ثابت ہوا وہ حضور ہی کی تولیت و تصرف اور وقع سے ان کو ملا، کیسے حضور کے لئے ثابت نہ ہو۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفہ اکبر ہیں اور ہر مخلوق کے لئے دارین کے واسطہ اور رابطہ ہیں۔“

۶۷۔ نیز وہی امام فاسی الفاتح لما اغلق کا معنی کرتے ہیں:

فالمعنى انه فتح الله به صلى الله عليه وسلم على عباده انواع
الخيرات وابواب السعادات الدنيوية والاخروية.

(مطالع المسرات صفحہ ۱۶۶)

”کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے اپنے بندوں پر انواع خیرات سعادت دنیویہ اور سعادت اخرویہ کے دروازے کھولے۔“

۶۸۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:

وكل شيء يشهد الله سبحانه بالوحدانية فانه يشهد لبيه صلى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ مِنْ كُلِّ مَنْ رُبَّهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولَهُ وَلَا يَصِلُ إِلَيْهِ مَدَدٌ إِلَّا بِوِاسِطَتِهِ. الخ

(مطالع المسرات صفحہ ۱۷۹)

”اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔ اور وہ جو جس کا رب اللہ ہے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے رسول ہیں۔ ہر ایک کے پاس مدد حضوری کے واسطے پہنچ رہی ہے۔“

۶۹۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:-

وَيُمْكِنُ (٦) أَنْ يُقَالَ هُوَ إِمَامٌ لِلْخَيْرِ يُقْتَدَى بِهِ الْخَيْرُ وَيَتَّبِعُهُ فَيُؤْتِيهِ

صَلَاةً لَاهِلَهُ بِمُقْتَضَى الرَّحْمَةِ الْمَمْتَدَةِ مِنْهُ السَّارِيَةِ فِي أَطْوَارِ الْعَالَمِ

بِحُكْمٍ وَمَا أَنْزَلْنَاكَ إِلَّا رَاحَةً لِّلْعَالَمِينَ. (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۲)

”اور ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضور امام خیر ہیں۔ خیر حضور کا اقتدار اتباع کرتی ہے۔ تو حضور اس خیر کو اس رحمت کے سبب جو آپ کی طرف سے ممد ہے اور اطوار عالم میں جاری و ساری ہے بحکم وَمَا أَنْزَلْنَاكَ إِلَّا رَاحَةً لِّلْعَالَمِينَ اہل تک پہنچاتے ہیں۔“

۷۰۔ نیز وہی فرماتے ہیں:

جمع له بين النبوة والسلطان. (مطالع المسرات صفحہ ۲۷۶)

”حضور کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع فرمادیا۔“

۷۱۔ نیز امام فاسی فرماتے ہیں:

(السيد الكامل) السيادة لصبورة وياستها على الدنيا بما فيها من

الانس والجن وغيرهم في البر والبحر والمتقدم والمتأخر و

ساكنى السموات واهل عرصات القيامة كلهم واهل الجنة

باجمعهم. (مطالع المسرات صفحہ ۲۹۷)

”اور حضور سید کامل ہیں۔ سیادت بوجہ حفاظت ریاست علی دنیا و ما فیہا انس اور جن وغیرہ کے ہے جو بحر و بر میں نافذ متقدم اور متاخر ساکنان سموات اور اہل قیامت گل کے گل اور اہل جنت سب کے سب کو شامل ہے۔“

1۔ امکان ہی کسی احتمال ہی کسی شریک تو نہیں۔ کیونکہ وہ ممکن نہیں بلکہ مستح ہے۔ ”دعویٰ مسلم“ اس کے بعض دلائل قطعی الدلالت اور بعض علمی الدلالت تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ناظم ۱۲۔

۷۲۔ نیز امام فاسی فرماتے ہیں:-

والمصطفى صلى الله عليه وسلم هو الانسان الكبير الذي هو الخليفة على الاطلاق في الملك والملكوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء والصفات ومكن من التصرف في البسائط والمركبات. (مطالع السمرات صفحہ ۲۲۳)

”حضور انسان کبیر ہیں جو علی الاطلاق ملک اور ملکوت میں خلیفہ ہیں جن پر اسماء اور صفات کے اسرار نازل فرمائے اور جن کو بساط اور مرکبات میں تصرف کی قدرت بخشی۔“

۷۳۔ نیز فرماتے ہیں:-

والناس يحشرون اليه صلى الله عليه وسلم من كل مكان يستظلون في ظل جابه ويلوذون به السلطان ظل الله في الارض فهو سلطان ذلك اليوم العظيم يرغب اليه فيه الخلاق كلهم حتى ابراهيم الخليل الخ (مطالع السمرات صفحہ ۸۷)

”تمام لوگ بروز قیامت ہر مکان سے حضور کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ حضور کے ظل مرتبت میں پناہ اور ظل طلب کریں گے اور حضور ﷺ سے التجا کریں گے۔ سلطان زمین میں اللہ کا ظل ہے تو حضور اس دن سلطان ہیں۔ تمام مخلوق حضور ﷺ کی طرف رغبت کرے گی۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔“

وہ جنہم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(المحضر ت)

۷۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ”سید“ ہیں اس کا معنی علماء کرام کی زبانی سنئے:

(السید) هو الكامل المحتاج اليه باطلاق او العظيم المحتاج اليه غيره (مطالع السمرات صفحہ ۹۱)

”سید کا معنی علی الاطلاق محتاج الیہ ہے یا غیر کا عظیم محتاج الیہ۔“

۷۵۔ والسید هو الذي يلجأ الناس اليه في حوائجهم

(شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۷۰)

”سید وہ ہے کہ لوگ قضا، حوائج میں جس سے التجا کریں۔“

فصل فی ذکر تفضیلہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القيامة بخصوص
الكرامة (1) وشرحہ للقراری و الخفاجی جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ وقال
الخفاجی تحته.

۷۶۔ اذ المعنى (انا سيد ولد آدم) انا من يقضى حوائج جميع
الناس في الموقف..... وقد كان صلى الله عليه وسلم يحب
قضاء الحاجة وهو دأبه في الدنيا والآخرة ولله درالصرصرى في
قوله -

الا يا رسول الاله الذى هدانا به الله فى كل تيه
سمعت حديثا من المسندات يسر فؤاد النبيل النبيه
وانك قد قلت فيه اطلبوا(2) الحوائج عند حسان الوجوه
ولم از احسن من وجهك الكريم فجد لى بما ارتجيه

” حدیث انا سید ولد آدم کا معنی یہ ہے کہ میں موقف میں (یعنی میدانِ حشر میں) تمام لوگوں کی حاجات کو پورا کروں گا۔ اور حضور قضاء حاجت کو محبوب رکھتے۔ دنیا و آخرت میں حضور کا یہی دستور ہے امام صرصری نے کیا خوب فرمایا۔

1. ونحوه فى الزرقانى على المواهب جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ ولفظه الذى يلجأ اليه فى الحوائج
2. اقول ايماء الى قوله عليه الصلوة والسلام اطلبوا الخير عند حسان الوجوه. رواه البحارى فى التاريخ وابن ابى الدنيا فى قضاء الحوائج ابو يعلى فى مسنده والطبرانى فى الكبير عن عائشة رضى الله تعالى عنها والطبرانى فى الكبير والبيهقى فى شعب الايمان عن ابن عباس وابن عدى فى الكامل عن ابن عمر وابن عساکر عن انس والطبرانى فى الاوسط عن جابر. وتمام والخطيب فى التاريخ وقيل بدل الخطيب الدارقطى فى السنن. فيض القدير جلد ۱ صفحہ ۵۳۰. فى رواية مالك عن ابى هريرة وتمام فى فوائده عن ابى بكرة الجامع الصغير للسيوطى جلد ۱ صفحہ ۳۴. وادما فيه انه حديث حسن. وقال فى اللآلى هذا الحديث فى نقدى حس صحيح (فيض القدير للمناوى جلد ۱ صفحہ ۵۳۰) ونحوه قوله عليه الصلوة والسلام اطلبوا الحوائج الى ذوى الرحمة من امتى ترزقوا و تنجحوا الحديث. رواه المفيل فى الضعفاء والطبرانى فى الاوسط عن ابى سعيد الجامع الصغير جلد ۱ صفحہ ۳۳ ونحوه قوله عليه الصلوة والسلام ابتغوا الخير عند حسان الوجوه. رواه الدارقطى فى الافراد عن ابى هريرة الجامع الصغير للسيوطى جلد ۱ صفحہ ۵ ونحوه قوله عليه الصلوة والسلام "سل الصالحين". رواه ابوداؤد والنسائى مشكوة جلد ۱ صفحہ ۶۳ باب من لا تحل له المستلثة فى هذه الاحاديث تدبروا وصدوركم نردوا، ووجوه الوهابية سودوا، وبالعمل عليهن لى ولكم تزودوا كنه منظور احمد الفيضى السنى الحنفى غفر الله له وتوالديه واحسن اليهما واليه وعفى عنه ذنبه الخفى والحلى بحرمت النبى (عليه الصلوة والسلام) والولى ۱۲

اے اللہ کے وہ رسول کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر میدان میں ہدایت عطا فرمائی۔ جس نے ایک حدیث سنی ہے جو نبیل نبیہ کے دل کو سرور کر دیتی ہے اس میں آپ نے فرمایا کہ حسین چہرے والوں (یعنی اولیاء اللہ) سے اپنی حاجات طلب کرو۔

۷۷۔ علامہ زرقاتی حدیث ”انا سید الناس“ کی تشریح کرتے ہیں:-

ای انا الفائق المفزوع الیہ فی الشدائد (زرقاتی جلد ۸۔ صفحہ ۷۰-۷۱)

”میں وہ ہوں کہ فائق ہوں اور جس کی طرف سختیوں میں جزع فزع کی جائے۔“

۷۸۔ علامہ زرقاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”مفتاح الجنة یومئذ بیدی“ کی شرح میں رقم طراز ہیں:-

یعنی اشفع فیمن شئت فکان المفاتیح بیدی افتح بها لمن شئت

و ادخله و امنع من شئت۔ (زرقاتی جلد ۸۔ صفحہ ۳۹۹)

”یعنی جس کے حق میں چاہوں گا شفاعت کروں گا کنجیاں تو میرے ہاتھ ہوں گی۔ ان کنجیوں سے جس کے لئے چاہوں گا۔ (جنت) کھولوں گا۔ اور اس کو اس میں داخل کروں گا اور جسے چاہوں گا منع کروں گا۔“

۷۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غلق عظیم کے مالک ہیں اور غلق عظیم کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ:-

هو الجود بالکونین والتوجه الی خالقها (نور الانوار صفحہ ۵)

”کونین پر سخاوت کرنا اور خالق کی طرف توجہ کرنا۔“

۸۰۔ عارف صادی رحمہ اللہ تعالیٰ ”لیس لک من الامر شیء“ کے تحت رقم طراز ہیں:-

فهو صلی اللہ علیہ وسلم الدلیل الشفیع المشفع جعل اللہ

مفاتیح خزائنه بیده فمن زعم ان النبی کاحاد الناس لا یملک

شیئاً اصلاً ولا نفع به لا ظاهراً ولا باطناً فهو کافر خاسر الدنیا

والآخرة واستدلاله بهذه الآیة ضلال مبین

(تفسیر صادی جلد ۱۔ صفحہ ۱۵۸)

”حضور دلیل ہیں۔ شفیع (سفاہت کرنے والے) مشفع (سفاہت قبول کئے ہوئے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں ان کو دے دیں۔ تو جس نے یہ گمان کیا کہ حضور عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز

کے مالک نہیں، حضور سے کوئی نفع نہیں (۱) نہ ظاہری اور نہ باطنی تو وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں خاسر

۱۔ فریق آخر کے عثمانی صاحب نے زیر آیت قُلْ لَآ اَمْلِكُ بِتَقْدِیرِکُمْ تَلْعَاؤَہُ صَرَآءُ مَا شَاءَ اللہ لکھا ہے ”سید الانبیاء (ج)

علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزان ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔“ ۱۴

ہے اس کا اس آیت سے استدلال صاف گمراہی ہے۔“

۸۱۔ فریق مخالف کی اگر مذکورہ بالا حوالوں پر نظر نہیں چھتی، تو خاندانِ دہلوی کے ایک صہری گواہی بھی سن لے۔ شاید یہ دل میں اتر جائے۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

صلى عليك الله يا خير خلقه	ويا خير مامول و ياخير واهب
یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے	”اے بہترین خلق خدا اللہ تعالیٰ آپ پر
بہترین خلق خدا و اے بہترین کے کہ امید او	رحمت بھیجے اور اے بہترین امید کئے ہوئے
داشتہ شو و اے بہترین عطا کنندہ۔	اور اے بہترین عطا فرمانے والے۔“

يا خير من يرجمي لكشف رزية	ومن جوده قد فاق جود السحاب
یعنی و اے بہترین کے کہ امید او داشتہ شود	”اور اے وہ بہترین کہ جن سے ازالہ مصیبت
برائے ازالہ مصیبت و اے بہترین کسیک	کے لئے امید کی جائے اور اے بہترین ان
سخاوت او زیادہ است از باران بارها	کے کہ جن کی سخاوت بارش سے زیادہ ہے۔“

فاشهد ان الله رام خلقه	وانك مفتاح لكنز المواهب
یعنی گواہی سے دہم کہ خدا تعالیٰ رحمت کنندہ	”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
بر بندگان خود است و تو اے رسول خدا کلید گنج	پر رحم کرنے والا ہے اور آپ اے رسول خدا
بخشش ہائے۔	بخششوں (نوازشوں) کے خزانہ کی چابی ہیں“

(قصیدہ اطیب النغم بمع شرح از شاہ صاحب صفحہ ۲۲)

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ پر غور ہو بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اُر اس پر بھی گزارہ نہیں تو لیجئے فریق مخالف اپنے گمراہی گواہیاں سن لیجئے۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

۱۔ اتانا (اللہ تعالیٰ) بركة رسالته و يمن سفارته خیر الدنيا

والآخرة.

”اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت کی برکت سے ہم کو خیر دنیا اور خیر آخرت عطا کی۔“ (الصارم المسلول

صفحہ ۲)

من تیمیہ نے لکھا ہے:۔

ليس في الارض مملكة قانعة الا بنبوة او اثر نبوة وان كل خير

الارض فمن آثار النبوات (الصارم المسلول صفحہ ۲۵۰)

”کوئی مملکت زمین میں قائم نہیں مگر نبوت یا اثربت کی وجہ سے قائم ہے۔ زمین میں ہر خیر آثار نبوت سے ہے۔“

۳۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:-

ان جهة حرمة الله تعالى ورسوله جهة واحدة فمن آذى الرسول فقد آذى الله، فمن اطاعه فقد اطاع الله لان الامة لا يصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطة الرسول ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سب سواه وقد اقام الله مقام نفسه في امره ونهيه واخباره وبيانه فلا يجوز ان يفرق بين الله ورسوله في شيء من هذه الامور۔ (الصائم المسلول صفحہ ۴۱)

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرمت اور عزت ایک ہی جہت سے ہے۔ جو جس نے حضور کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے حضور کی فرماں برداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی۔ اس لئے کہ امت تک جو چیز بھی رب کی طرف سے پہنچتی ہے وہ حضور کے واسطے پہنچتی ہے۔ کسی کے لئے بھی حضور کے راستہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان کرنے میں حضور کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تو ان امور میں سے کسی ایک امر میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرتا ناجائز ہے۔“

۴۔ ابن تیمیہ کے شاگرد خاص ابن قیم نے لکھا ہے:-

ان كل خير نالته امته في الدنيا والاخرة فانما نالته على يده صلى الله عليه وسلم۔ (زاد المعاد علی باش الزرقانی جلد ۱۔ صفحہ ۷۳۔ ۳۔ مواہب وشرح للزرقانی جلد ۲۔ صفحہ ۷۷۔ ۳۵۔ مدارج النبوة جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۳۔ مطالع السرات صفحہ ۴۳)

۵۔ امام الطائف مولوی اسمعیل دہلوی نے لکھا ہے:-

(انبیاء)۔ افسران الملوک قدس بنحو بیض مناصب عظیمہ لائق اند و در سر انجام مہمات خمیہ فائق۔ (منصب امامت صفحہ ۴)

”انبیاء اللہ تعالیٰ کی الملوک کے افسر ہیں۔ مناصب عظیمہ کی پردہ گی کے لائق ہیں اور مہمات عظیمہ کے سر انجام کرنے میں سب سے فائق ہیں۔“

نیز لکھا ہے:-

(انبیاء) در حل مشکلات فہم ممتاز دارند و در سرانجام مہمات ہمت بلند پرواز (منصب امامت صفحہ ۷) سیادت عبارت از وساطت ایشاں (انبیاء) در میان حق جل و علا و بندگان او در باب وصول فیض نبی (منصب امامت صفحہ ۱۱)

”انبیاء کرام مشکلات کے حل کرنے میں ممتاز فہم رکھتے ہیں اور مہمات کے سرانجام کرنے میں بلند پرواز رکھتے ہیں۔ سیادت سے مراد انبیاء کرام کا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان فیض نبی کے لئے واسطہ ہونا ہے۔“

نیز اسی دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء میں ایک کمال کا نام ”سیاست“ ہے۔

۷۔ سیاست دریں مقام عبارتست از تربیت بندگان الہی بر قانون اصلاح معاش و معاد بطریق امامت و حکومت۔ پس مقصود از سیاست اصلاح ایشاں است تکلم الی خود و نفع رسانی ایشاں در معاش و معاد (منصب امامت صفحہ ۲۲)

”سیاست اس مقام میں عبارت ہے بطریق امامت اور حکومت موافق قانون اصلاح معاد و معاش بندگان الہی کی تربیت کرنا۔ تو سیاست سے مقصود ان کا اپنی حکمرانی سے اصلاح کرنا ہے اور معاش اور معاد میں ان کی نفع رسانی ہے۔“

۸۔ نیز دہلوی مذکور نے لکھا ہے:-

حال ایشاں (بزرگاں) مثل حال ملائکہ است۔ پس چنان کہ ملائکہ اللہ دو قسم ملاء اعلیٰ و مدبرات الامر، املاء اعلیٰ پس شان ایشاں اطلاقی است کہ باصلاح توئے خاص یا شہرے خاص اختصاص ندارد بلکہ نظر ایشاں متوجہ است باصلاح تمام عالم و خدمت کافہ بنی آدم و امامد برات الامر پس ہر یکے از ایشاں موکل ست بکارخانہ معین و ہمت ایشاں مصروف ست باصلاح ہموں کاروبار کہے از ایشاں موکل ست بکارخانہ ابرو منج و کہے موکل ست برارحام بنا بر تصویر صورت و کہے از ایشاں موکل ست بر حفاظت بنی آدم الی غیر ذلک وہم چنین بعضے ازین بزرگواراں بنا بر اصلاح حال مطلق بنی آدم مامور است اختصاص بتومی از اقوام یا ببلد سے از بلدان نمی دارند مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد و افراد و بعضے دیگر بتوئے خاص یا ببلد سے خاص یا بمسکری سے خاص اختصاص سے دارند الخ (منصب امامت صفحہ ۵۱-۵۲)

نیز ان کا حال ملائکہ کی طرح ہے۔ تو جس طرح ملائکہ دو قسم ہیں ایک ملاء اعلیٰ اور دو مدبرات

الامراء، اعلیٰ کی شان اطلاق ہے جو کسی ایک قوم اور خاص شہر کی اصلاح سے اختصاص نہیں رکھتے بلکہ ان کی نظر تمام عالم کی اصلاح اور سب نئی آدم کی خدمت میں متوجہ ہے۔ اور مدبرات امر تو ان میں سے ہر ایک فرشتہ کسی معین کارخانہ پر مقرر ہے اور ان کی ہمت اسی کام کی اصلاح میں مصروف ہے۔ کوئی ان میں سے ابر کے کارخانہ پر مقرر ہے اور کوئی رحوم میں تصویر بنانے پر مقرر ہے اور کوئی نئی آدم کی حفاظت پر مقرر ہے وغیر ذلک۔ اور اسی طرح بعض بزرگ مطلقاً نئی آدم کی اصلاح پر مامور ہیں کسی خاص قوم اور خاص شہر سے اختصاص نہیں رکھتے جیسے خضر علیہ السلام اور ابدال اور اوداد اور افراد اور بعض بزرگ کسی خاص قوم یا خاص شہر خاص لشکر سے اختصاص رکھتے ہیں وہ صرف ان کی ہی تدبیر کرتے ہیں۔

۹۔ نیز وہی مولوی اسماعیل دہلوی عبد مقرب ولی کامل کی مثال دے کر اس کا مقام بتاتا ہے۔

جیسے ایک غلام فرماں بردار اپنے مولیٰ کے مال و ملک میں اس کی اجازت سے بے کھچکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۲)

ایک اور مقام پر ان کا مقام بیان کرتا ہے:

۱۰۔ جس طرح کہ بعض مہربان مولیٰ اپنے برگزیدہ غلاموں کو اپنے مال و متاع میں تصرف کرنے کی مطلق اجازت دے دیتے ہیں۔

(یعنی اولیاء کو بھی اسی طرح اجازت تصرف حاصل ہے) صراط مستقیم صفحہ ۵۵

۱۱۔ اور جو صاحب کمال نوع انسانی کی تربیت کے واسطے نیابت عن اللہ کے مقام میں قائم ہو چکا ہو۔ صراط مستقیم صفحہ ۷۷۔

۱۲۔ نیز دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے۔

(حضرت علی کی) وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہوتا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے۔ اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۰۹) نیز لکھا ہے:-

۱۳۔ خلیفۃ اللہ وہ ہے جس کو تمام مہموں کے فیصلے کے واسطے نائب کی مانند مقرر کریں۔ (حضور خلیفۃ اللہ ہیں) کما مر فی الحدیث۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۳۵)

۱۴۔ نیز لکھا ہے: کہ اللہ والے کو خلافت عن اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ (محصلاً صراط مستقیم صفحہ ۲۷۰)

۱۵۔ نیز دہلوی صاحب نے لکھا ہے:-

آئندہ اس طریقہ واکا برائیں فریق درزمرہ ملائکہ مدبرات الامر کہ درتدبیر امور از علماء اعلیٰ ملہم شدہ دراجرائے آں سے کوشند۔ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۳۲) صراط مستقیم اردو صفحہ ۶۵)

”اس راستے کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں جن کو علماء اعلیٰ کی طرف سے تدابیر امور کے بارے میں الہام ہوتا ہے اور اس کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔“

۱۶۔ نیز مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:-

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مآذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔

(صراط مستقیم اردو خانہ تیسرا افادہ۔ صفحہ ۱۰۳) ماخوذ از سلطنت صفحہ ۳۴)

۱۷۔ یہی مولوی اسماعیل صاحب اسی جگہ لکھتے ہیں:-

”مثلاً ان کو جواز ہے کہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے“ (ماخوذ)

۱۸۔ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

”دریں مرتبہ عارف متصرف عالم گردد سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ظہور پذیر و صاحب اختیار باشد۔“

”اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔ اور سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے۔“ (ضیاء القلوب فارسی اردو مطبع مجیدی صفحہ ۳۴-۳۵ و کلیات امدادیہ، مشورہ از کتب خانہ اشرف راشد کیمینی دیوبند صفحہ ۲۹-۳۰)۔

۱۹۔ ضیاء القلوب کے حاشیہ پر مولوی صبغت اللہ صاحب شہید آیت مذکورہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:-

”جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا۔“

۲۰۔ نیز مولوی صبغت اللہ صاحب ضیاء القلوب کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:-

”عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہیں۔“

--- (حاشیہ نمبر ۱، ضیاء القلوب کلیات امدادیہ صفحہ ۱۲، مطبوعہ مجیدی صفحہ ۱۹)۔

۲۱۔ نیز علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو بھی ہوں سو ہوں پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یا رسول اللہ تم نے بھی گرنے کی خبر اس حال زار کی اب جائے کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسول اللہ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول اللہ
 کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم سے تم سا شفیق ہو جس کا مددگار یا رسول اللہ
 شفیق عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ذباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 انہار فیوضات ہیں علم میں جہاں تک
 ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

(گلزار معرفت صفحہ ۳-۵ کلیات امدادیہ منشورہ از دیوبند)

۲۲۔ نیز حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:-

حکم ان کا ہے جہاں میں سر بسر وہ یہاں آئے ہیں سب سے خوشتر

(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

۲۳۔ نیز انہوں نے فرمایا۔

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

(مثنوی تحفۃ العشاق صفحہ ۵)

۲۴۔ بانی دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے کہا ہے:

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سی زمیں پر جلوہ نما ہیں محمد مختار
 ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
 خدا تیرا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت جہاں کو کچھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار
 مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
 جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۵، ۷، ۸)

۲۵۔ دیوبندیوں کے شیخ البند مولوی محمود حسن نے اول کاملہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے:-

”آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔
 القضا آپ اصل میں مالک ہیں۔“ (ماخوذ)

۲۶۔ میاں صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ حدیث ربیعہ کے تحت گزرا وہاں دوبارہ دیکھ لیں۔

۲۷۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے لکھا ہے:-

”اولیٰ ما خلق اللہ کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کے سپرد خلق اللہ کی ہدایت و ارشاد، قلوب کی اصلاح، نفس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔ یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں..... دوسرے وہ حضرات جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت پابنی سے باذن الہی ان امور میں تصرف کرتے رہتے ہیں۔ ان کو اہل نگوین کہتے ہیں۔ (کلید مشنوی مدارج العلوم دفتر اول جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۲ ملخصاً بلفظ)

(جن کے غلاموں کی یہ شان ہے ان کے آقا کتنے مدبر و متصرف و حاکم ہوں گے۔ فیضی)

۲۸۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:-

”امت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔ (دل کا سرور صفحہ ۱۵۲)

۲۹۔ جو کچھ بھی ہے اور جتنا کچھ بھی ہے وہ حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بدولت ہے اور آپ ہی کے واسطے ہے۔“ (بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۳۷۔ از سرفراز گکھڑوی دیوبندی)

۳۰۔ عرش پر گرفتش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے

جس میں محو خواب ہے کون و مکان کا تاجدار

(ایضاً بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۳۷)

اس مسئلہ پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال آئمہ و اقوال مجتہدین کا استیعاب نہیں کیا گیا ہے۔ بہت کچھ بوجہ خوف طوالت ترک کیا ہے۔ ع

بمیر و تشنہ مستقی و دریا ہم چناں باقی

یہ بطور اختصار، تفصیل کے لئے دفتر درکار۔ و صلی اللہ وسلم علی النبی الممالک المتصرف

المختار و علیٰ الہ و اصحابہ و اولیاءہ الاخیر

اس مسئلہ کی مزید تحقیق شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب لاجواب ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل المودی“ اور الامن و العلیٰ شریف میں مذکور ہوئی۔

خصوصیت نمبر ۵۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دون من اللہ ہو کر شارع ہیں۔ شریعت گر ہیں۔ شریعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے احکام حضور کو سپرد کر دیئے جو چاہیں جس کے لئے چاہیں احکام شریعت سے خاص فرمائیں۔ (اور جو چاہیں جس کے لئے چاہیں حلال و حرام فرمائیں۔ آپ

حلال بھی فرماتے ہیں حرام بھی فرماتے ہیں اور فرض بھی فرماتے ہیں)

(مواہب لدنیہ قسطلانی، زرکاتی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۲)

ولفظهما "ومن خصائصه عليه الصلوة والسلام انه كان يخص
من شاء بما شاء (1) من الاحكام وغيرها" وقال السيوطي باب
اختصاصه صلى الله عليه وسلم بانه يخص من شاء بما شاء من
الاحكام. (الخصائص الكبرى جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۲)

آیات شریفہ

آپ حلال اور حرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَيُحِلُّ لَكُمْ الصَّيِّتَ وَيُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ الصَّيِّتَ (اعراف: ۱۵۷)

"اور حلال کرے گا (وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے ستمی چیزیں اور حرام کرے
گا ان پر گندی چیزیں۔"

۲۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (حشر: ۷)

"اور جو چیز تمہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دین اس کو لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے
رک جاؤ۔"

۳۔ ارشاد باری ہے:-

وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (حشر: ۲۹)

"اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا اس کو وہ (کفار) حرام نہیں سمجھتے۔"

۴۔ فرمان خداوندی ہے:-

مَا كَانَ لِيُؤْمِنَ وَلَا يُؤْمِنُوا إِذْ أَقْبَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مِنْ أَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ
صادر فرمائیں تو وہ اپنے معاملہ میں اپنی رائے اور اختیار کو دخل دیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف پیغام رساں ہی نہیں بلکہ شارع ہونے کی وجہ سے مطاع بھی ہیں۔ آمر

اور حاکم اور قاضی بھی۔

۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا“

۶۔ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (النساء: ۵۹)

۷۔ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ (النساء: ۶۱)

۸۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّبِّكَ سُوِّلًا إِلَّا لِيُطَاعَ بِذَنِّ اللَّهِ (النساء: ۶۳)

وغیر ذلک من آیات الاطاعة

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریح میں حاکم ہیں (نیز حکمین میں بھی)

۹۔ فَلَا تَرْتَابَ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا حَتَّىٰ يَخْتَضِعُوا لَكُم بَيْنَ يَدَيْكُمْ (النساء: ۶۵)

”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے

جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔“

ان مذکورہ بالا آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی حیثیت صرف

پیغام رساں کی طرح نہیں بلکہ ماذون من اللہ ہو شارع مجلل محرم، حاکم و مطاع ہوتا ہے۔

احادیث منقیدہ

کولہ حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی اکرم ﷺ نے حرم کر دیا۔

۱۔ عن انس (1) مرفوعاً انی احرم ما بین لابتیہا (2) رواہ

الشیخان (3) واحمد والطحاوی (4) فی شرح معانی الآثار

۲۔ عن عبد اللہ بن زید مرفوعاً وانی حرمت المدینہ کما حرمت

ابراہیم مکة (الحديث) رواہ الشیخان

(صحیح بخاری، صحیح مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۰)

۳۔ عن ابی ہریرة مرفوعاً۔ وانی احرم ما بین لابتیہا۔ رواہ

الشیخان (5) لفظ البخاری ”حرم ما بین لابتی المدینة علی لسانی“۔

۱۔ رضی اللہ عنہ

۲۔ دونوں مسکنان مدینہ طیبہ ۱۴

۳۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۳۱

۴۔ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸

۵۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۳۲

۳۔ عن سعد بن ابی وقاص مرفوعاً۔ ”انی احرم ما بین لابتی
المدينة“ رواه مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۰) واحمد والطحاوی۔

۵۔ عن رافع ابن خدیج مرفوعاً وانی احرم ما بین لابتيها“۔

(رواه مسلم جلد ۱، صفحہ ۳۳۱، والطحاوی)

۶۔ عن ابی سعید الخدری مرفوعاً۔ ”وانی حرمت المدينة حراما

ما بین مازميها(۱)“ رواه مسلم (فی صحيحه جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۳)

۷۔ عن ابی قتادة مرفوعاً۔ ”وانی حرمت المدينة ما بین لابتيها“۔

(رواه مسلم احمد والروایان)

۸۔ عن جابر مرفوعاً وانی حرمت المدينة ما بین لابتيها مسلم

والطحاوی،

۹۔ عن ابی هريرة۔ حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بین

لابتی المدينة الشيخان واحمد وعبدالرزاق ونحوه ابن جریر۔

۱۰۔ عن رافع بن خدیج، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

حرم ما بین لابتی المدينة، مسلم والطحاوی۔

۱۱۔ عن عاصم الاحول، قلت لانس بن مالك احرم رسول الله

صلى الله عليه وسلم المدينة قال نعم۔ مسلم والطحاوی۔

۱۲۔ عن سعد بن ابی وقاص، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

حرم هذا الحرم ابوداؤد

۱۳۔ عن زيد بن ثابت، ”ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم

صيدها“۔ الطحاوی ونحوه ابوبكر بن ابی شيبة۔

۱۴۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

حرم ما بین لابتی المدينة

۱۵۔ عن عبدالرحمن بن عوف، حرم رسول صلى الله عليه

وسلم صيد ما بین لابتيها۔

۱۶۔ عن صعب بن جثامة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم البقيع وقال لا حمى الا لله ورسوله۔ الثلاثة الامام الطحاوى۔ (رضى الله عنهم رضوانه وارضاه عنا)

۸۵ حدیثیں، جن سے مستفاد کہ احکام نبی ﷺ کو سپرد ہیں

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم مکہ کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی۔ حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ گیاہ اذخر کس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی،، عن ابن عباس متفق علیہ۔ عن ابی ہریرۃ نحوه متفق علیہ۔ عن صفیۃ بنت شیبۃ رواہ ابن ماجہ۔ یہ مضمون کہ میں نماز عشاء کو موخر فرمادیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر واحمد والشیخان والنسائی۔ عن ابن عباس واحمد وابو داؤد ابن ماجہ، وابن ابی حاتم والنسائی والترمذی عن ابی ہریرۃ واحمد والترمذی والضیاء عن زید بن خالد الجہنی والیزار عن علی۔ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرماؤں توجہ ہر سال فرض ہو جائے۔ متعدد احادیث صحاح میں ہے رواہ احمد وسلم والنسائی۔ عن ابی ہریرۃ ورواہ احمد والترمذی وابن ماجہ، عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ واحمد والدارمی والنسائی عن ابن عباس، ابن ماجہ، عن انس بن مالک۔

واقعات اختیار فی التشریح

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بردہ کے لئے شش ماہ بکری کے بچے کی قربانی جائز فرمادی۔ رواہ الشیخان (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۴۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۴) عن البراء موہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۵، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

۲۔ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقبہ بن عامر کو (بھی) اس کی اجازت عطا کی رواہ الشیخان عن عتبۃ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۵) و زاد المعاد ص ۱۵۵ ولا رخصۃ فیہا لاحد بعدک۔ مشکوٰۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۷

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام عطیہ کو ایک جگہ نوہ کرنے کی رخصت بخش دی۔ رواہ مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۳۰۳ عن ام عطیہ ورواہ النسائی والترمذی واحمد نحوه۔ البخاری وابن مردویہ والطبرانی (زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۳) خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳

۴۔ نیز ایک بار خولہ بنت حکیم کو بھی اس کی اجازت فرمادی۔ ابن مردويه عن ابن عباس۔

۵۔ یوں ہی اسماء بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروا بھی عطا فرمائی۔ الترمذی عن اسماء۔ نیز ایک بڑھیا کو بوقت بیعت نوحہ کا بدلہ آٹارنے کا اذن دیا۔ احمد والطبرانی عن مصعب۔

۶۔ اسماء بنت عمیس کو عدت و قات کا سوگ معاف فرمادیا۔ ابن سعدنی الطبقات عنہا مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۵۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔

۷۔ ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھانا کافی کر دیا۔ ابن سکن عن ابی نعمان، الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورواہ سعید بن منصور مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۷ و ابودانود عن مکحول و ابن عوانہ، عن اللیث بن سعد نحوہ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ ابن ثابت ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے قائم مقام کر دیا۔ ابوداؤد (1) و النسائی و طحاوی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ عن عم عمارہ بن خریمہ بن ثابت و ابن ابی شیبہ فی المصنف و البخاری فی التاریخ و ابو یعلیٰ فی المسند و ابن خزیمہ فی صحیحہ و الطبرانی فی الکبیر عن خزیمہ و حارث ابن (ابی) اسامہ عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۳ و جلد ۲ صفحہ ۷۰۵۔ جامع مسانید الامام الاعظم جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ طبع دکن مسند امام اعظم طبع نور محمد صفحہ ۱۸۵۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔

۹۔ ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا۔ البخاری و مسلم ابوداؤد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ (و الطحاوی جلد ۲۔ صفحہ ۸۳ طبع لاہور و جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، طبع رحیمیہ) عن ابی ہریرہ و مسلم (و الطحاوی، جلد ۲، صفحہ ۸۳ طبع لاہور و جلد ۱، صفحہ ۲۷۶ طبع رحیمیہ)۔ نحوہ عن الصدیقتہ و البزار فی مسندہ و الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر و الدارقطنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ قال کلہ انت و عیالک فقد کفر اللہ عنک (ہدایہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۰ میں ہے۔ فرمایا کل انت و عیالک یجزئک و لا تجزئ احدًا بعدک، سنن ابی داؤد (2) میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے: انما کان ہذہ

۱۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲

۲۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ طبع لاہور کتاب الصیاء باب کفارہ من اتی اہلہ فی رمضان (فیض الباری جلد ۳ صفحہ

رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلك اليوم لم يكن له بد من التكفير) امام سيوطي وغيره علماء نے بھی اسے خصائص سے گنا۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔ مک الختام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱

۱۰۔ ایک صاحب (سالم) کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۶۹ والنسانی وابن ماجہ و احمد فی مسندہ عن زینب بنت ام سلمہ وابن سعد والحاکم عن سہلته۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۶۳ و البخاری عن ام سلمة۔

۱۱۔ حضرت عبدالرحمن اور حضرت زبیر ان دو صاحبوں کو دشمنین کپڑے پہننے کی اجازت فرمادی۔ الصحاح الستہ عن انس۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۲۔ مولیٰ علی کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرمایا۔ الترمذی و ابو یعلیٰ و بیہقی عن امی سعید الحاکم فی المستدرک عن ابی ہریرة عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸ و خصائص کبریٰ ج ۲ صفحہ ۲۳۳۔ کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۰، فتح الکبیر جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۹۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، تحفۃ الاخوانی جلد ۳۔ صفحہ ۳۳۰۔ کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۱۔ منتخب کنز العمال علی ہاشم مسند احمد جلد ۵۔ صفحہ ۲۹۔ جمع القوائد جلد ۲ صفحہ ۳۶۶۔ مستدرک جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۵۔ تعقیبات سیوطی صفحہ ۶۸۔ ۶۹ مع تائید حافظ ابن حجر وقاضی اسماعیل والکلبادی والخطاوی ونووی مزید تائید از ترمذی الاباب علی تحفۃ الاخوانی جلد ۳۔ صفحہ ۳۳۱ ولغات شرح مشکوٰۃ وفتح الباری فی المناقب جلد ۷۔ صفحہ ۱۱۔ ۱۲۔ مشکوٰۃ لایحل) مناقب علی عن ابی سعید صفحہ ۵۶۳۔ الاباب علی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۵۷۶۔ مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۵۷۵۔ تائید از احمد والضیاعن زید بن ارقم و احمد بن معرو و احمد عن سعد بن مالک۔ عمدۃ القاری جلد ۱۶۔ صفحہ ۱۷۶۔ ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۸۳۔ ۸۵۔ ارشاد الساری جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ لفظ الطیرانی " الا ان هذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجه وفاطمہ بنت محمد وعلی الانبیت لکم ان تفضلوا (الامن والعلی الاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ حزب الاحناف لاہور)۔ و اخرج البیہقی عن ام سلمة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل هذا المسجد الجنب ولا لحائض الا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی وفاطمہ والحسن والحسین (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳) قال السیوطی فی التعقیبات صفحہ ۶۹) و اخرج البیہقی

فی (سننہ) عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب الا لمحمد وآل محمد (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ سنن کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۰۷- سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۳۳۲۔ اخرجہ فی سننہ و تعقیبات صفحہ ۶۸۔ کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۶-۸۷-۸۸-۳۸۹-۳۹۰) و منتخب کنز العمال علی حاشیہ۔ سند امام احمد

۱۳۔ ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرمادیا الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن وابن عساکر فی التاریخ عن ام سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۴۔ حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی کا پہننا جائز فرمادیا۔ ابن ابی شیبہ بسند صحیح عن ابی السفر و روی نحوه البہوی فی الجعدیات عن شعبة عن ابی اسحاق واحمد فی مسندہ عن محمد بن مالک عن البراء۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۵۔ سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے پہنائے گئے۔ بیہقی فی الدلائل بطریق الحسن۔

۱۶۔ مولیٰ علی کو اپنا نام و کنیت جمع کرنے کی اجازت فرمادی۔ ابن سعد فی الطبقات عن المنذر الثوری عن علی عن جماعت قریش وعن علی احمد وابوداؤد۔ والترمذی وصحیحہ ابو یعلیٰ والحاکم فی الکنی والطحاوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳، ۵۳۴ والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸۔

خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔

۱۷۔ عثمان غنی کو بے حاضری جہاد اسم غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطا کیا۔ البخاری والترمذی واحمد وابوداؤد عن ابن عمر زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۸۔ معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرمادیا۔ کتاب الفتح۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۹۔ ایک صاحب کے لئے بیچ میں خیار بن مقرر فرمادیا (۱)۔ الشیخان عن ابن عمر۔ مسلم جلد ۲۔ صفحہ ۷ والحمیدی وابوداؤد۔ والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن انس۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

1. قال النووي فی شرحہ، اختلف العلماء فی هذا الحدیث فعملہ بعضهم خاصا فی حقہ (وہو) الصحیح۔ نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۷۔ ۱۲ الفیسی غفرلہ

۲۰۔ ام ابومعین عائشہ صدیقہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرمادیئے۔ رواہ الشیخان۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۱۔ ایک بی بی کو احرام میں شرط لگانا جائز فرمادیا اس طرح کہ ان معلیٰ حیث حبستی۔ الطبرانی والنسائی عن ابن عمر۔ عدۃ المتنا من مخصصاتہ بل وافقنا علی اختصاصہ بہا بعض الشافعیۃ کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدۃ القاری من باب الاحصار زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۲۔ ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمایا کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا۔ رواہ الامام احمد فی سند (۱) بسند رجال ثقات۔ بل رجالہ رجال مسلم۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۳۔ حضرت عباس سے دو سال کا صدقہ پہلے وصول فرمایا۔ اخروجه ابن سعد عن علی وعن الحکم بن عیینہ۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔ خصوصیت علی وجہ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۴۔ تین طلاقیں کے بعد بغیر حلالہ کے ابی رکانہ کو بیوی واپس پھیر دی۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۵۔ حضرت انس کو سورج نکلنے کے وقت سے روزہ رکھنے کی اجازت عطا کی۔ تدبیر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۶۔ حضرت علی کے لئے ان کے گھر سے مسجد میں دروازہ کھولنے کی اجازت عطا کی۔ تدبیر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۷۔ حضرت ابوبکر کے لئے مسجد میں خود (روشدان۔ چھانک میں چھوٹا درازہ) کھولنے کی اجازت بخشی۔ (بخاری جلد ۵ صفحہ ۵۱۶ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸)

۲۸۔ موالی بریرہ کے لئے ولا کی شرط کو برقرار رکھا۔ تدبیر۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۲۹۔ نبی عباس اور نبی ہاشم کے لئے بوجہ سقایہ منیٰ میں رات گزارنا ترک فرمادیا۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۳۰۔ ابوظہر کے اسلام کو ام سلیم کا مہر مقرر کیا۔ الحاکم فی المستدرک وغیرہ عن انس جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۳۱۔ صحابہ کرام میں مواخات کر کے ان میں توارث ثابت کر دیا۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

اخروجه ابن جریر عن علی بن زید۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔

۳۲۔ مہاجرین کی عورتوں سے یہ خاص کر فرمایا کہ وہ تو وارث ہوں گی نہ ان کے شوہر۔ زرقانی جلد ۵۔
صفحہ ۳۲۸۔

۳۳۔ ام ایمن جب حضور کے ہاں آتی سلام لایا علیکم کہتی۔ حضور نے صرف ”السلام“ کہنے کی
رضخت عطا کر دی۔ علی وجہ ابن سعد عن جعفر بن محمد عن ایبہ۔ خصائص کبریٰ
جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۴۔

۳۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فضالہؓ کو صرف فجر و عصر کی محافظت کا حکم دیا نہ باقی نمازوں کا
باقی نمازوں کی محافظت سے بوجہ ان کے سوال کے انہیں مستثنیٰ فرمادیا۔ رواہ ابو داؤد عن فضالہ
جلد ۱۔ صفحہ ۶۱۔ باب المحافظة علی الصلوٰۃ (و غیر ذلک من الواقعات۔ الفیضی)
۷۹، حضرت خزیمہ سے روایت سے کہ:-

جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمساہر ثلثاً ولو مضی

السائل علی مسألته لجعلها خمساً رواہ ابن ماجہ (۱) (واللفظ له)

وفی روایۃ ابی داؤد (۲) وفی روایۃ للطحاوی (۳) وللبیہقی.

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسک موزوں کی مدت تین رات مقرر فرمائی۔ اور اگر

مانگئے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔“

ولو استزدناہ لزدان اوفی روایۃ للطحاوی ولو اظن له السائل

فی مسألته لزدادہ

”اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے اور اگر مانگتے والا مانگے جاتا تو حضور اور

زیادہ مدت عطا فرماتے۔“

وفی روایۃ للبیہقی ”وایم اللہ مضی السائل فی مسألته لجعلہ خمساً“ (۴) قال

1۔ طبع نور محمد ۱۲۔ 2۔ جلد ۱ صفحہ ۲۱۔ ۳۔ شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ طبع لاہور ۱۴۔

4۔ اقوال و صحوہ ہذا الحدیث، عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال ثلاث
سات او مثلہن من الاخوان فادبہن ورحمہن حتی یغیہن اللہ تعالیٰ او حب اللہ له الجنة فقال رجل
یا رسول اللہ او انسیب قال او تنسیب حتی یوفالوا او واحدة رواہ البہوی فی شرح السنۃ مشکوٰۃ شریف
کتاب الآداب باب الشفقة و الرحمة فصل تاسی جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ و ایضا صحوہ ہذا الحدیث عن ابی
ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسوة من الاہصار لایموتن لاحد اکن ثلثہ من الولد
فحنسہ الا دخلت الحة فقالت امرأۃ صہب او اتان یا رسول اللہ قال او اتان رواہ مسلم وفی روایۃ
لہما (ای للشہحین) ثلثہ لم یبلغوا الحد و صحوہ عن ابن عباس رواہ الترمذی عن (یرتالکے صحیح)

لمجدد البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا منوکندہ قسم کہ واللہ ساکنے مانتے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتے کھلا لا بھضی اور یہاں جزم مخصوص ہے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی غیر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا فشاوی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھی کہ احکام پر اختیار سید الامام ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہ فضل الصلوٰۃ والسلام۔
انہی کلام الامام۔

احادیث وضو و مسواک

۸۱۔۸۰۔ لو لان اشق علی امتی لامرتهم بالمسواک عند کل

صلوٰۃ۔

”حضور نے فرمایا اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔“

رواہ مالک و احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و ابو داؤد و النسائی عن زید بن خالد (جامع سفیہ جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۲۔ حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ ”قال المصنف وهو متواتر“۔ (فیض القدر جلد ۵۔ صفحہ ۳۳۷ و فی روایتہ احمد و النسائی عنہ) ”لو لان اشق علی امتی لامرتهم عند کل صلوٰۃ بوضوء ومع کل وضوء مسواک۔“ قال الامام المجدد البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
اقول امر دو قسم سے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت اور نذرانی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت اور نذرانی تو یہاں قطعاً حاصل ہے۔ تو وضو و نئی حتمی کی ہے۔ امر حتمی بھی دو قسم سے۔ ظنی جس کا منہ دو ایجاب اور قطعی۔ جس کا متفقین فرضیت ظنییت خواہ من جہتہ الروایتہ یا من جہتہ الدلالہ بہرے۔ حق میں ہوتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقین ہیں جس کے سر پر وہ عزت کے گردنوں و اصلاً ہائیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں تحقق نہیں۔ وہاں یا فرض ہے یا مندوب نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح
(بقرہ صفحہ ۱۲) ابی سعید رواہ البخاری و عن معاذ رواہ احمد و عن ابن مسعود رواہ الترمذی و ابن ماجہ کلہم فی مشکوٰۃ باب الکاء علی البیت صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲۔ زبد لک سنۃ احادیث ان تدبرن و فکرت فیہم تحدیثہم دالین علی احتیابہ فی التشریح و التکوین فله الحمد ۱۲ کتبہ منظور احمد فیضی غفرلہ و عنی عنہ

اب واضح ہو گیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یکساں معنی ہیں۔ کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت سواک کرنا فرض فرمادیتا (۱) مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے۔ اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟۔ واللہ الحمد۔ انتہی کلام المجدد ملخصاً۔

۸۲۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک مع کل وضوء۔

رواہ مالک والشافعی والبیہقی عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

۸۳۔ ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ (السواک) علیہم "اخرجه ابن ماجہ عن ابی امامہ۔

۸۴۔ لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل

صلاة (زاد غیر الدارقطنی) کما فرضت (۲) علیہم الوضوء۔

اخرجه الطبرانی والبخاری والدارقطنی والحاکم عن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۸۵۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک والطیب عند

کل صلوة۔ رواہ ابونعیم فی کتاب السواک عن ابن عمر وبسند حمن وسعید بن منصور فی سننہ عن مکحول مرسلًا۔

۸۷۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم ان یستاکوا بالاسحار۔

ابونعیم عن ابن عمر۔

۸۸۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل

۱۔ قال الکشمیری "قال لولا ان اشق علی امتی لامرتہم ای لاجلہ علیہم واجباً، العرف الشذی

صفحة ۳۸، ۱۲ منہ

۲۔ عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر الحدیث متفق علیہ (بخاری

جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۷) عن ابن عباس قال ... فرض رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم هذه الصدقة (ای صدقة الفطر۔ ف) رواہ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۲) والنسائی

(جلد ۱ صفحہ ۲۳۹) عن ابن عمر صفحہ ۲۵۰، ۲۵۱ عن ابن عباس وعن ابی سعید الخدری۔ مطبع

نور محمد۔ کتاب الزکوۃ باب فرض زکوۃ رمضان (الخ) عن ابن عباس قال فرض رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم زکوۃ الفطر۔ الحدیث رواہ ابوداؤد (جلد ۱ صفحہ ۱۶۳) عن ابن عمر الثلاثة فی

المشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰ باب صدقة الفطر فرضها (مرہ کا ۱۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لاہل نجد من قرن الحدیث بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، ۱۲ الفیضی

صلاة، الحديث رواه احمد والترمذى والضياء عن زيد بن خالد
الجهنى بسند صحيح، والبزار عن على بن رضى الله تعالى عنه.
وروى عن على بن رضى الله تعالى عنه. وروى عن زيد احمد
ابوداؤد والنسائى كحديث ابى هريرة والحاكم والبيهقى بسند
صحيح عن ابى هريرة كحديث زيد وفيه (1) لفرضت عليهم
السواك مع الوضوء الحديث وللنسائى عن ابى هريرة بلفظ ،
لامرتهم بتأخير العشاء بالسواك عند كل صلاة“.

۹۰۔ قد عفوت عن الخيل والرقيق۔

”گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی“۔

(الحديث، رواه احمد وابوداؤد والترمذى عن على المرتضى رضى الله تعالى عنه
بسند صحيح)۔

۹۱۔ حضور نے صحابہ سے فرمایا: ماتقولون فى الزنا۔ عرض کی، حرام حرمه الله ورسوله رواه
احمد بسند صحيح والطبرانى فى الاوسط والكبير عن المقداد۔

۹۲۔ انى احرم عليكم حق الضعيفين اليتيم والمرأة۔ رواه الحاكم على شرط مسلم
والبيهقى فى الشعب واللفظ له عن ابى هريرة۔

۹۳۔ ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، رواه الشيخان
عن جابر مرفوعاً۔

۹۴۔ انى حرمت كل مسكر رواه النسائى بسند حسن عن ابى موسى الاشعري۔
۹۵۔ حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم الحمرا لاهلية۔ رواه البخارى فى

صحيحه جلد ۲۔ صفحہ ۸۳۰ عن ابى ثعلبة۔

۹۶۔ سيدہ طيبہ خاتون جنت قاطرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے مولیٰ علی کو اور نکاح کرنے سے
منع کر دیا۔ شیر خدا کے لئے دوسرا نکاح حرام ہو گیا۔

(بخارى جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۸ و جلد ۲ صفحہ ۷۸۷ و مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ و الترمذى صحیح)

ويحتمل ان المراد تحريم جمعها (نووی شرح مسلم جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۰)

اگر یہ یحتمل سے ہے تو اول بھی قالوا سے ہے۔ جو میثرت ریش و تضعیف ہے فان قلت ذلك جائز شرعا فلم منع صلى الله عليه وسلم من ذلك قلت لانه موجب لا يذاء فاطمة المستلزم لا يذاء الرسول صلى الله عليه وسلم كذا في الكرماني والخير الجارى۔

باش بخاری جلد ۸ سطر ۸ صفحہ ۳۳۸۔

عیار مؤول اینڈ پارٹی کے لئے لکھو فکر یہ، درج ذیل عبارت بغور ملاحظہ ہو۔

قال ابن التين اصح ما تحمل عليه هذه القصة ان النبي صلى الله عليه وسلم حرم على علي ان يجمع بين ابنته وبين ابنة ابي جهل لانه علل بان ذلك يوذيه واذيته حرام بالاتفاق ومعنى قوله لا احرم حلالا اى هي له حلال لولم تكن عندة فاطمة واما الجمع بينهما الذى يستلزم تاذى النبي صلى الله عليه وسلم لتاذى فاطمة به فلا۔ باش صحیح بخاری حاشیہ نمبر ۶ جلد ۲۔ صفحہ ۷۸۷۔ عن الفتح

قال ابن داود حرم الله على علي ان ينكح على فاطمة حياتها لقوله عز وجل وَمَا أَسْكَنَهُمُ الرَّسُولُ فَحُذُّوهُ وَمَا نَهَيْتُمُ عَنْهُ فَاتَّبِعُوا فَلَمَّا قَالَ النبي صلى الله عليه وسلم لا آذن لم يكن يحل لعلي ان ينكح على فاطمة الا ان ياذن رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ نحوه (مرقاة شرح مشکوٰۃ باب مناقب ابي بيت جده ۵۔ صفحہ ۵۹۳)

۹۷۔ ما امرتكم به فخذوه وما نهيتكم عنه فانتهوا (۱)

(ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ صفحہ ۲)

۹۸۔ من اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى فقد عصى الله"

(ابن ماجہ عن صفحہ ۲)

۱۔ روى البيهقى في باب صلوة المسافر من سه عن عمر رضى الله عنه انه سئل عن قصر الصلوة في السفر فيل له انما لحد في الكتاب التعريف صلاة الحواف ولا يجد صلاة السفر فقال للسائل يا ابن ابي ان الله تعالى ارسل اليها محمدا صلى الله عليه وسلم ولا يعلم شيئا وانما فعل ما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم بفعله قصر الصلاة في السفر سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم اه فتأمل ذلك فانه نفيس كتاب الميران للشعراني فصل شريف في بيان الدم الخ جلد ۱ صفحہ ۵۳۔ ۵۲ حجازى و صفحہ ۵۶ حلی ۱۲ مہ

۹۹۔ انی لا احل المسجد لحائض ولا جنب (ابوداؤد، کنز العمال، جلد ۱ ص ۸۳۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۳۰۔ الحدیث صحیح بیل الاوطار للشوکانی جلد ۱ ص ۲۵۰)

۱۰۰۔ ان ما حرّم رسول اللہ مثل ما حرّم اللہ۔ رواہ احمد والدارمی و ابودؤد (جلد ۲ ص ۲۷۲) والترمذی وابن ماجہ (صفحہ ۳) عن المقدم بسند حسن (مکتوبہ صفحہ ۲۹)

۱۰۱۔ جمیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اندس میں حاضر ہوئے قصیدہ عرض کیا۔ اس کے بعض اشعار یہ ہیں:-

ألا یا رسول اللہ انت مصدق فیورکت مہدیا وبورکت عادیا
شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما عبدنا کما نال الحمیر طواغیا

”یا رسول اللہ حضور تصدیق کئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق و ہدایت فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارح ہوئے (شہادت اسمانی حضور کی مقرر ہوئی ہے) بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔“

(رواہ ابن مندہ عن ابی ہریرة)

حدیثیں تو ابھی بہت ہیں۔ لیکن اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آ گیا۔ ایک لفظ شارح تمام احکام تشریحیہ کو جامع ہوا۔ ابھی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونہی وقضی کی احادیث یہاں نقل نہ ہوئیں۔ ان سے لئے دفتر کے دفتر درکار۔

(اقوال رفیعہ، عبارات ائمہ)

۱۔ عارف صمدانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی حضرت سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ۔
نقل فرماتے ہیں:

۱۔ کان الامام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکثر الانعمۃ ادباً
مع اللہ تعالیٰ ولذلك لم يجعل النیۃ فرضاً وسمى الوتر واجباً
لكونهما ثبتا بالسنة لا بالكتاب فقصد بذلك تمييز ما فرضه اللہ
تعالیٰ و تمييز ما اوجبه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فان ما فرضه اللہ تعالیٰ اشد مما فرضه رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من ذات نفسه حين خيره اللہ تعالیٰ ان یوجب ما شاء او لا
یوجب (كتاب میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء
جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۵ مطبعہ حجازی بالقاہرہ و جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ و صفحہ ۱۲۵۔ مطابق
مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبي بمصر)۔

”یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے
ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر
کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے۔ تو امام نے ان
احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض میں فرق
و تیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہو اس سے زیادہ مؤکد ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا۔ جب کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اختیار
دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔“

۲۔ امام ربانی عارف شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

كان الحق تعالیٰ جعل له صلی اللہ علیہ وسلم ان یشرع قبل
نفسه ما شاء كما فی حدیث تحریم شجر مکة فان عمه العباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما قال له یا رسول اللہ الا الاذخر فقال
صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان اللہ تعالیٰ لم یجعل له ان

بشرع من قبل نفسه لم يتجرء صلى الله عليه وسلم ان يستثنى
شيئا مما حرمه الله تعالى. (کتاب میزان جلد ۱ صفحہ ۳۵
مطبعة حجازی بالقاهرة ۱۳۵۳ھ و صفحہ ۳۸ مطبعة مصطفى البابی

الحلی بمصر)

”یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ
شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو
حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے
ممانعت فرمائی حضور کے بچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ گیاہ
اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی۔ اس کا کاشا جائز کر دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ
نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمادیں۔ تو حضور ہرگز
جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔“

۳۔ نیز انہیں امام شعرانی نے شریعت کی کئی قسمیں بیان کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسنہ
علی رأیہ ہو ... کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقوله فی
حدیث تحریم مکة الا الاذخر ... ولولا ان اللہ تعالیٰ کان یحرم
جميع نبات الحرم لم یسن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الاذخر ... ونحو حدیث لولا ان اشق علی أمتی لآخرت العشاء
الی ثلث اللیل ونحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطعوا فی
جواب من قال له فی فريضة الحج اكل عام یا رسول اللہ قال لا
ولو قلت نعم لوجبت وقد کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یخفف علی امته وینہامهم عن كثرة السؤال ویقول اترکونی
ما ترکتکم ا باختصار. (کتاب المیزان جلد ۱ صفحہ ۵۲ موافق مطبعة
حجازی صفحہ ۵۵ مطابق مطبعة مصطفى البابی الحلی۔

”شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب سے پہلے سے مانگی
فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور ﷺ

نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثنا فرمادیا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جزی بوئی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر سے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اُرامت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک بنا دیتا اسی بات سے ہے کہ جب حضور ﷺ نے فرض حج بیان فرمایا۔ کسی (اقرع بن حابس) نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے۔ فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے ادا نہ ہو سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ چھیننے سے منع کرتے اور فرماتے۔ مجھے چھوڑ۔ رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

۳۔ نیز وہی عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رحم اللہ الامام اباحنیفة حیث غایر بین لفظ الفرض والواجب
وبین معانہما فجعل ما فرضہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ مما فرضہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان کان لا یطق عن الہوی ادبا
مع اللہ تعالیٰ و نفس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یمدح الامام اباحنیفة علی مثل ذلك لانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یحب رفع رتبة تشریع ربہ علی تشریعہ ہو ولو کان ذلك
باذنه تعالیٰ۔ (کتاب المیزان باب صلوة النفل جلد اصفیٰ ۱۶۷ مطبعہ
حجازی و صفحہ ۸۲ مطابق مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر)

۵۔ امام عبد الواب شعرانی فرماتے ہیں:

”ان للشارع (۱) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ینسخ ما شاء لقوم
ویحرّمہ علی قوم آخرین“۔ کتاب المیزان فصل قال المحققون
الح جلد اصفیٰ ۷۰ حجازی و صفحہ ۷۵ صبی)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لفظ شارع (شریعت ساز، شریعت ر، موجد شریعت) کا اطلاق ائمہ کرام و
ماما عظام کی عبارات میں اس قدر واقع ہے کہ جس کے احصاء کے لئے کئی مجلد درکار ہوں۔ خصوصاً
کتاب المیزان تو اس سے مملو ہے۔“ چیتھ چیتھ ایک درسی کتاب کے چند حوالے پیش کرتا جاؤں ”(نور

۱۔ کواکب الدراری۔ حکوماسی۔ میں زہر حدیث ”ای بوہ ہدا فسکتا“ یہ اشارہ الی تعویض الامور

بالکلیۃ الی الشارع“ صحیح بخاری جلد اصفیٰ ۶۔ ۱۲

الانوار صفحہ ۲۵۶، قمر الاقمار (لوالدمولانا عبدالحی لکھنوی علی نور الانوار صفحہ ۱۶۷، ۲۳ و نور الانوار صفحہ ۱۹ حاشیہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
 "قدیم سے عرف علماء کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقاتی شرح مواہب (۱) میں فرماتے ہیں: قد اشہر اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانه شرع الدین والاحکام

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور معروف ہے۔ اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی"۔ (الاسن والعلنی صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

۶۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں حدیث ابو بردہ کے ماتحت ہے جو پچھلے صفات پر گزری ہے:-

خصوصیہ له لاتفکون لغيره اذ کان له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام.

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمائیں"۔

۷۔ حافظ الدین حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث ابو بردہ کے نیچے رقم طراز ہیں:-

وفی الحدیث من الفوائد غیر ما تقدم، ان المرجع للاحکام انما

هو الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانه قد یخص بعض

امته بحکم ویمنع غیره منه ولو کان بغير عذر۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۔ صفحہ ۱۳)

"گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث شریف میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں

جن کی طرف رجوع کیا جائے وہ حضور ہی ہیں۔ اور آپ بغیر کسی عذر کے اپنے بعض امتیوں

کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اس حکم سے منع فرماتے ہیں"۔

۸۔ شیخ الحدیث وسند محققین حضرت الشاہ الشیخ محمد عبدالحق محدث و بلوچی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث عقبہ کے نیچے رقم طراز ہیں:-

۱۔ جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "شارح" ہے مواہب زرقاتی صفحہ ۱۶۷ و ارشاد الباقی جلد ۱ صفحہ ۲۶۵۔

۱۲۔ البصیحی مغرلہ وغنی عن

آن حضرت رائے رسدک تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص و احکام مفوض بود بوی صلی اللہ علیہ وسلم بقول صحیح۔ (اشعۃ الملمعات جلد ۱ صفحہ ۶۰۹)

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا حق پہنچتا ہے (اور اس بات کا اختیار ہے) کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرمادیں اور جمیع احکام حضور کے پرہتے۔ (ان میں جس طرح چاہیں کٹ وٹ کریں) صحیح بات یہی ہے۔“

۹۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث ام عطیہ کے نیچے یوں گوبرفتاں ہیں:-

وللشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یخص من العموم ما شاء (۱)

(نووی تحت مسلم جلد ۱، صفحہ ۳۰۳، مرقات جلد ۱، صفحہ ۵۵۰۔ مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۱۳۷)

”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (شریعت ساز) کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔“

۱۰۔ علامہ فتاحی قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح فرماتے ہیں:

نبینا الأمر الناهی فلا احد ابر فی قول لا منه ولا نعم

”ہمارے نبی صاحب امر وہی ہیں تو ان سے زیادہ بااثر اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔“

معنی نبینا الأمر الخ انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو

حاکم غیر محکوم الخ (نیم الریاض ذکر فی فضل جوہدہ) جلد ۲۔

(صفحہ ۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر وہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم

ہیں۔ حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔ شیخ الحدیث سنداً محققین مجدد مآثرہ حادی عشر شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر حدیث لو قلت نعم لو جبت رقطرازیں:-

و ظاہر اس حدیث درآن است کہ احکام مفوض اندبآں حضرت (اشعۃ الملمعات جلد ۲، صفحہ ۳۰۲)

”یعنی اس حدیث کی ظاہر دلالت اس بات پر ہے کہ احکام حضور کو سپرد کر دیئے گئے (اس میں جس طرح

چاہیں ترمیم و اضافہ فرمادیں)۔“

۱۲۔ نیز وہی شیخ محقق محمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر حدیث الا الاذخرا رقم فرماتے ہیں:-

۱۔ وقال ”فہذا صواب الحکم فی ہذا الحدیث وہ زاد الرافضی بعد قولہ ماشاء“ لمن شاء“ زرقانی علی

المواہب جلد ۵ صفحہ ۳۴۵۔ ۱۲۷

مذہب بعضے آنت احکام مفوض بود بوی صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و برہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند
 یعنی کہ یہ باجہتا و گفت و اول اصح اظہر است (اشعۃ اللمعات جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۵)
 یعنی یہ استثناء بعض آئمہ کے نزدیک اس حقیقت پر مبنی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں جس
 پہ چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ اور بعض نے کہا یہ استثناء اجتہاد پر مبنی ہے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں
 پہلا قول بہت صحیح اور زیادہ ظاہر ہے کہ احکام سپرد ہونے کی وجہ سے یہ استثناء فرمایا۔
 ۱۳۔ نیز وہی شیخ محقق حضرت محمد عبدالحق محدث دہلوی مداری کے باب پنجم ذکر فضائل میں رقم طراز
 ہیں:-

وازاں جملہ آنت کہ آنحضرت تخصیص سے کر دہ ہر کر اہر چہ سے خواست از احکام

(مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۳)

”یعنی حضور ﷺ کے خصائص اور فضائل سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور جس کو جس سے چاہتے خاص
 فرمادیتے۔“

پھر آگے شیخ نے بطور دلیل پانچ نظیریں۔ ”شہادت خزیمہ، نوحہ ام عطیہ، ترک سوگواری، اسما، انجیہ
 ابو بردہ، مہر سورت قرآن“ والے واقعات بیان فرمائے ہیں جو گزرے۔

۱۳۔ شیخ الحدیث وسند احققین مجدد مائتہ حادی عشر برکت رسول اللہ فی البند حضرت شاہ شیخ محمد عبدالحق
 محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ نور اللہ مرقدہ و قدس سرہ فرماتے ہیں:

مذہب صحیح و مقارآن است کہ احکام مفوض است بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ وہ ہرچہ خواہد حکم
 کند یک فعل بریکے حرام کند بر دیگرے مباح گرداند و ایں را اشلہ بسیار است کما لا ینحی علی
 المتع حق جل و علی پیدا کردہ و شریعتی نہادہ و ہمہ بر رسول خود و حبیب خود سپردہ است صلی اللہ علیہ
 وسلم۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲۔ صفحہ ۱۸۳)

”یعنی صحیح اور مقارآن مذہب یہی ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں جس پر جو چاہیں حکم کریں۔ ایک
 کام ایک پر حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پر مخفی نہیں۔ حق
 تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالے کر دی کہ اس میں
 جس طرح چاہیں ترمیم و اضافہ فرمائیں“

۱۵۔ شیخ محقق حدیث من عال ثلاث بنات الذی مو فی الحاشیة کے تحت رقم طراز ہیں:-

وایں بر مذہب مختار کہ سے گویند احکام مفوض است ہاں حضرت ہرچہ خواہد کند و بہر کہ خواہد نہ کند و ہر کر

خواہد تخصیص نماید ظاہر است۔ (اشعۃ الممعات جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۳۔ ۱۲۴)

”یعنی یہ کہ حضور ﷺ کا اولاد تین لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری دینا پھر سوال کرنے پر روکی پرورش پر بشارت جنت۔ پھر راوی حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ اگر ایک کی پرورش کے متعلق بھی پوچھتے تو ایک کی پرورش پر بھی بشارت جنت عطا فرماتے۔ مذہب مختار پر تو ظاہر ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں اور جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کے لیے چاہیں تخصیص فرمادیں۔“

شیخ کی اس عبارت پر مولوی امیر علی یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں:-

مذہب مختار دور توریت و انجیل نیز آمدہ کہ خاتم النبیین پیغمبرے باشد کہ اللہ تعالیٰ کلام خود اور دین و سے اندازد ہرچہ گوید از کلام حق بود۔ بر کہ سر تسلیم بروے فرد نیار حق تعالیٰ ازوے انتقام کشف و تصدیق این در قرآن ہم آمدہ است لقولہ تعالیٰ وَ مَا يَلْقَىٰ مِنْ عَنِ النَّفْثَاتِ الَّتِي اِنْ هُوَ اِلَّا وَّ سَوْفَىٰ نَسْفِیٰ۔ و در حدیث آمدہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے درختے یکے را در جنت درختے داد اگر فلاں محتاج را و ہر دو اگر دو۔ باز یکے از صحابہ بخد مت مبادرت کردہ عرض کرد کہ اگر بمن ہماں ارزانی فرمائی من آن درخت را خریدہ و ہاں کس وہم فرمود برائے تو گردانیدم پس رفتہ بقیمت گران خریدہ ہاں سبحان اللہ جمادے چند دادہ جاں کریدہ۔ وللہ الحمد والمنة (اشعۃ الممعات جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۳)

۱۶۔ امام شعرانی امام سیوطی سے نقل:

وكان له ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام كجعل شهادة خزيمة بشهادة رجلين وكما رخص في النياحة لحولة بنت حكيم وفي الاحداد لاسماء بنت عميس واسلم رجل على انه لا يصلي الا صلاتين فقبل منه ذلك نساء المهاجرين بان يرثن دون ازواجهن لكونهن غرائب لا ماوى لهن . وكان انس رضى الله عنه يصوم من طلوع الشمس لا من طلوع الفجر فالظاهر انها خصوصية له الخ (كشف الثمره جلد ۲۔ صفحہ ۵۰ مطبعة مصطفى البابي الحلبي بمصر، وعنه جواهر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۶۳)

۱۷۔ علامہ مائل قاری حنفی حدیث ربیعہ کے تحت رقم طراز ہیں:-

عد امتنا من خصائصه عليه الصلوة والسلام انه يخص من شاء بما شاء كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين رواه البخارى

وكتبر (۱) خيصه في النياحة لام عطية في آل فلان خاصة رواه مسلم..... وبالتضحيه بالعناق لابي بردة بن دينار وغيره.

(مرقات، جلد ۱۔ صفحہ ۵۵۰)

”یعنی ہمارے آئرنے حضور کے خصائص سے یہ گنا کہ آپ کو یہ اختیار تھا کہ جس کو جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں جیسے شہادت خزیمہ دو کے قائم مقام کردی (بخاری) ام عطیہ کو خاص جگہ نوحد کی اجازت بخشی (مسلم) شش ماہہ بکری کے بیچ کی قربانی ابو بردہ کے لئے جائز فرمادی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔“

۱۸۔ علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ رقم طراز ہیں:-

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہئے کر دیتے۔ الخ“

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۷)

فریق مخالف کے گھر کی گواہی

۱۔ علامہ ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:-

وقد اقامه الله (الصلوة والسلام) مقام نفسه في امره ونهيه
واخباره وبيانه (الصارم السلول صفحہ ۴۱)

”یعنی امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان میں حضور ﷺ کے قائم مقام ہیں۔“

كانت افضيه عليه الصلوة والسلام الخاصة تشریعا عاما

(زاد المعاد علی الزرقانی جلد ۶۔ صفحہ ۲۷۳)

۳۔ غیر مقلدوں و بایوں کے پیشوا قاضی شوکانی زیر حدیث ”لو قلت نعم لو جبت“ لکھتے ہیں:-

استدل به علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مفوض فی شرع

الاحکام (نیل الاوطار جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۵ مطبعہ مصطفیٰ البابی الخلی بمصر)

”یعنی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ احکام کی مشروعیت حضور ﷺ کے پر ہے۔“

1۔ قال القاسمی تحت اسمه ”وکیل“ و یحتمل ان یكون المراد التفویض الیه فی الاحکام الشرعیة فیحکم باجتہاده حسبما ذکر و فی خصائصه انه یحور ان یقال له احکم بما تشاء فما حکمت به فهو صواب موافق لحکمی علی ما صححه الاکترون فی الاصول و لیس ذلك لغیرہ۔“

(مطالع اسرار صفحہ ۱۲۳-۱۲۴)

۳-۵۔ ان تشریح الاحکام واقع علی یدہ۔ (نیل الاوطار جلد ۸۔ صفحہ ۲۹۱)

۶۔ وہابیوں، غیر مقلدوں کے پیشوا میاں صدیق بھوپائی زیر حدیث الا الاذخر، لکھتے ہیں:
 وذب بعض آنت کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خوابد بربر کہ خوابد حلال و حرام گرداند
 و بعضے گویند باجہتہا دگفت و اول اصح و انظہر است (مسک الختام صفحہ ۵۱۲۔ ۵۱۳)

”یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور ﷺ کے پر وہیں جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ اور بعض کہتے ہیں یہ استثناء، اجتہاد سے فرمایا۔ پہلا قول وذب بہ زیادہ صحیح اور بہت ظاہر ہے۔
 ۷۔ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱۔ صفحہ ۹۱)

۸۔ دیوبندیوں کے مولوں محمد انور کشمیری زیر حدیث ”مجامع فی رمضان“ لکھتے ہیں:-

وهو عندی محمول علی خصوصیتہ۔ فحملوہ علی

الخصوصیۃ (فیض الباری جلد ۳۔ صفحہ ۱۶۲۔ ۱۶۳)

۹۔ نیز وہی صاحب زیر حدیث ”لو قلت نعم لوجب“ رقم طراز ہیں:-

ولیعلم ان الفرض والحرام ینبت بالحديث ایضا کما یدل حدیث

الباب“ (العرف الشذی صفحہ ۳۱۱)

الحمد لله تعالیٰ کہ بطور اختصار خصوصیت ۱۵ اختیار فی التشریح کا ثبوت کمال ہوا فضیلت و خصوصیت ۵۰ (جس میں اختیار فی التکوین کا ثبوت گزرا) اور ۵۱ کے ملانے سے ”مختار کل“ کا رسالہ تیار ہو جائے گا۔ جس کا نام یہ تجویز کرتا ہوں:-

القول الرفیع فی بیان انه مختار فی التکوین والتشریح والحمد

لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وآلہ

واصحابہ اجمعین۔

خصوصیت و فضیلت نمبر ۵۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے، تمام جنوں کے، بلکہ تمام فرشتوں کے، نباتات کے، جمادات کے، تمام مخلوق کے، عالمین کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:-

۱- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا حَافِظًا لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿سبا﴾

”اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دینا اور ڈر سنانا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔“

۲- قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ أَيُّكُمْ حَبِيبًا (اعراف: ۱۵۹)

”تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

۳- تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدٍ لَدَيْكَ يُدْعَىٰ لِلْعَلَمِينَ نَذِيرًا ﴿۱﴾

(فرقان: ۱)

”بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتار قرآن اپنے بندہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تاکہ وہ (محبوب) سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔“

۴- إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۱﴾

”وہ (قرآن شریف) تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لیے۔“

(ف) جس قدر کتاب (قرآن) کا دائرہ اس قدر صاحب کتاب کی رسالت کا دائرہ، اگر قرآن شریف ذکر للعالمین ہے تو صاحب قرآن بھی رسول للعالمین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس جیسی آیات قرآن شریف میں بہت ہیں۔

۵- وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿انبیاء﴾

”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:-

ارسلت الی الخلق كافة (صحیح مسلم جلد ۱- صفحہ ۱۹۹)

”میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔“

مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول

امام ابو نعیم احمد بن محمد علی بن حنفی متولد ۲۳۹ھ متوفی ۳۲۱ھ۔

وهو (صلى الله تعالى عليه وسلم) المبعوث الى عامة الجن

وكافة الورى بالحق والهدى وبالنور والضياء

متقيه اهل السنن والجماعت المعروف عقيدة طحاوية بشرح صفحہ ۱۱۳ طبع دمشق۔

علامہ ابن ابی شریف قدس متوفی ۹۰۶ھ فرماتے ہیں کہ خوارق بمع دعوی نبوت کی وجہ سے گویا کہ حضور

بروقت یوں فرماتے ہیں (انی رسول اللہ) الی الخلق مسامرہ شرح مسامرہ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ

السعادة بمصر۔ بحث حجرہ واثبات نبوت۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام متولد ۷۹۰ھ متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں :-

نشهد ان محمدا رسول الله ارسله الى الخلق اجمعين۔ مسامرہ مع شرح مسامرہ اصل

عاشر صفحہ ۲۳۶ وجواب البحار جلد ۱۔ صفحہ ۳۶۵ عن

امام ابن حجر کی رضی اللہ تعالی عنہ رقمطراز ہیں :-

انه صلى الله عليه وسلم مبعوث اليهم (اي الى الملائكة)

ورحجه التقى السبكي وزاد انه صلى الله عليه وسلم مرسل الى

جميع الانبياء والامم السابقة وان قوله بعثت الى الناس كافة

شامل لهم من لدن آدم الى قيام الساعة ورحجه ايضا البارزي

وزاد انه مرسل الى جميع الحيوانات والجمادات قال

الجلال السيوطي وانا ازيد على ذلك انه مرسل الى نفسه

(فتاوى حديثية۔ صفحہ ۱۸۱)

نیز وہی امام ابن حجر کی ایک نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (جس اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا کے

ذرہ ذرہ پر حضور کا نام لکھا ہوا۔

وفي هذا الاثر فائدة لطيفة هي انه صلى الله عليه وسلم ارسل الى

الحوور العين والى الولدان وصح كذلك انه لم يدخل احد

الجنة ولم يستقر بها ممن خلق فيها الا من آمن به صلى الله عليه

وسلم ولعل من فوائد الاسراء ودخوله الجنة تبليغ جميع من فى

السموات من الملائكة ومن فى الجنان من الحور العين والولدان
ومن فى البرزخ من الانبياء رسالته ليؤمنوا به ويصدقوه فى زمه
مشافهة بعد ان كانوا مومنين به قبل وجوده.

(فتاوى حديثيہ صفحہ ۱۸۳)

نیز وی امام ابن حجر کی ارشاد فرماتے ہیں:-

الذی رحجه شیخ الاسلام التقى السبکی وجماعة من محققى
المتأخرين انه ارسل اليهم (اى الى الملائكة) ويدل له ظاهر قوله
تعالى ليكون للعالمين نذيرا وهم الانس والجن والملائكة) ومن
زعم انه صلى الله عليه وسلم ارسل الى بعض الملائكة دون
بعض فقد تحكم من غير دليل كما ان من ادعى خروج الملائكة
كلهم من الآية يعجز عن دليل يدل على ذلك كفى بالاخذ
بظاهر الآية دليلا سيما و خبر مسلم الذى لا نزاع فى صحته
صريح فى ذلك وقوله صلى الله عليه وسلم وارسلت الى
الخلق كافة فتامل قوله الخلق وقوله كافة ومن تم احد من هذا
شيخ الاسلام الجمال البارزى انه صلى الله عليه وسلم الى جميع
المخلوقات حتى الجمادات الخ فتاوى حديثيہ صفحہ ۱۳۳
ونحوه فى اليواقيت والجواهر للشعرانى جلد ۲ صفحہ ۳۹-۴۰ وجواب
البحار جلد ۲- صفحہ ۳۸، والخصائص للسيوطى جلد ۱ صفحہ ۳ وجواب البحار جلد ۲
صفحہ ۱۰۳، ۱۰۵ عن ابن حجر۔

امام رازى زير آيت تِلْكَ الرُّسُلُ فَصَلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ فرماتے ہیں:

انه عليه الصلوة والسلام بعث الى كل الخلق۔

(تفسیر کبیر جلد ۲- صفحہ ۳۵۱، جواب البحار جلد ۱- صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰ عن)

”حضور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے (بھیجے گئے)۔“

فیہ امام رازى تحت قوله تعالى لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فرماتے ہیں:-

انه صلى الله عليه وسلم مبعوث الى كل العالمين تفسیر کبیر جلد ۳۔

صفحہ ۱۳۰، جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۵۶ اعتد۔ ونحوہ عنہ فی جواہر
البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۲ او عن الشفاء جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۔ قال علیہ
الصلوة والسلام انہما (ابرهیم وعیسیٰ) من امتی۔ جواہر البحار جلد ۱
صفحہ ۳۷، عن الشفاء جلد ۱، صفحہ ۶۲۔ عموم بعثت الی الاسود والاحمر
و الخلق عن الحکیم الترمذی۔ علامہ قاضی فرماتے ہیں: وهو الرسول
المطلق لکافة الخلق من الاولین والآخیرین فرسالته عامه ودعوته
تامة ورحمته شاملة وامدادہ فی الخلق عاملة وکل من تقدم من
الانبياء والرسول قبلہ فعلى حسب النيابة عنہ فهو الرسول على
الاطلاق۔ (مطالع المسرات صفحہ ۹۲)

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:-

(انہ ارسل الی الملائکة رحمة السبکی، والبارزی وابن حزم
والسیوطی ... ودلیل رحجان هذا القول ما قال تعالیٰ تَبَيَّرَتْ
النَّبِيُّ نَزَلَ الْفُرْقَانُ عَلَىٰ عَبْدٍ مَدِينَةٍ يُعْمِيْنَ تَبَيَّرَتْ اولا نزاع ان المراد
من العبد ههنا محمد عليه الصلوة والسلام والعالم هو ما سوى
الله) ... قال المجد الخلق كله فيتناول جميع المكلفين
على انه الخلق كله. (... وبطل بذلك قول من قال انه كان
رسولا الى البعض دون البعض) لمخالفة التخصيص لصريح الآية
لان لفظ العالمين يتناول جميع المخلوقات فتدل الآية على انه
رسول الى الخلق) كلهم (ولو قيل لمدعى خروج الملائكة
من هذا العموم اقم الدليل عليه ربما عجز عنه، اه باختصار.

(مواهب لديني، وشرح زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۳)

علامہ قاضی شیخ ابومیدانہ رحمہ اللہ سے نقل:

(ورسول رب العالمين) اضافة الرسول الى هذا الاسم الكريم
الاضافي الذي هو رب العالمين اشعار بعموم رسالته صلى الله
عليه وسلم من حيث كان رسول لفظا مطلقا لا تفيد فيه من

حيث المرسل اليه وانما هو مقيد بالاضافة الى المرسل
المقتضى..... استغراق الربوبية لكل العالمين فحيث تعينت
الربوبية استتبعت الرسالة والربوبية مستولية على الجميع
فالرسالة تابعة لها بالتوجه الى الجميع والقول بعبثه صلى الله
عليه وسلم اليهم (اي الى الملائكة) رجحه التقى السبكي
محتجا بآية الفرقان المتقدمة اذ لا نزاع ان المراد بالعبد فيها
محمد صلى الله عليه وسلم والعالم هو ما سرى الله تعالى وقال
ابن حجر الهيتمي هو الاصح عند جمع المحققين وقال صاحب
المواهب نقل بعضهم الاجماع على ذلك وزاد البارزى والى
الحيوانات والجمادات والحجر والشجر..... وقال بارساله الى
الجمادات جماعة واختاره بعض المحققين لتصريح خبر مسلم
اه باختصار. (مطالع السمرات صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

علامہ قاری حنفی حدیث مسلم کے تحت رقم طراز ہیں:-

(وارسلت الى الخلق كافة) اي الى الموجودات باسرها عامة من
الجن والانس والملك والحيوانات والجمادات كما بينت في
الصلوة العلية على الصلوات المحمدية. (مرقات شرح مشکوٰۃ
جلد ۵-صفحہ ۳۶۱) وقال نحوه في جمع الوسائل شرح الشامل -
جلد ۲، صفحہ ۱۵۰

”یعنی حضور نے جو فرمایا کہ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ
تمام موجودات کے رسول ہیں، جن ہوں، انسان ہوں، فرشتے ہوں، جاندار چیزیں ہوں، یا
جمادات ہوں۔ جیسا کہ میں نے الصلوٰۃ العلیہ میں اس کو بیان کیا ہے۔“

علامہ صاوی مالکی زیر آیت ”وَتَعَزَّوُتُ وَتُؤَدُّ وَتُؤَدُّ“ رقم طراز ہیں:

وتعظیم رسوله اعتقاد انه رسول الله حقا وصدقا لكافة الخلق“.

(تفسیر صاوی جلد ۴-صفحہ ۸۲)

علاوہ ازیں درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مدرج نبوت شیخ محقق جلد ۱ صفحہ ۱۴۰، جواہر النجار

جلد ۲۔ صفحہ ۲۔ از قسطلانی و صفحہ ۷۲، ۷۳، از ابن حجر۔ و صفحہ ۱۹۳۔ از قاسی و صفحہ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ از روح البیان و صفحہ ۳۵۲۔ از عیدروس و جلد ۳۔ صفحہ ۲۶۔ از صاوی مرقات جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۔ شیخ عطار علیہ رحمۃ السائر فرماتے ہیں:-

گشت او مبعوث تا روز شمار از برائے کل خلق روزگار
چوں طفیل نور او آمد ام سوئے کل مبعوث زان شد لاجرم

(منطق الطیر صفحہ ۱۶)

۵۳۔ ایک ماہ کی مسافت تک حضور کا رعب تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۶۳۔ کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۱ شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۳)

۵۴۔ حضور سر اپا نور و معجزہ و برہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سب انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ ساتھ ہزار معجزہ قرآن شریف میں ہے اور تین ہزار معجزہ اس کے علاوہ ہیں (حکاکہ البیہقی) مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۶۵۔ بلکہ بے شمار ہیں۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۶۷، شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۲۱۲ و شرح خفاجی و قاری جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، جواہر النکار جلد ۳۔ صفحہ ۳۲۸

نیز حضور بر نبی کے معجزات و فضائل کے جامع ہیں۔ کشف الغمہ شعرانی جلد ۱۔ صفحہ ۴۳۔

۵۵۔ حضور آخری رسول و آخری نبی ہیں (نہ اسلی نبی آپ کے بعد ہوگا نہ ظنی نہ بروزی) مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۶۷۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۔ مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۲۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے:-

مَا كُنْ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ قَبْلَ نَزْجَالِيكُمُ وَلَكِنْ تَرَسُولًا نَبِيًّا وَمَوْلَا فِئْتَانَةٍ مِّنْكُمْ

(احزاب: ۴۰)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا۔ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بان

اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ آخری نبی ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کہ حضور یہ المرسلین تا المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا:-

ان الرسالة والسورة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

”ابن شک (اب) رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہو گئی۔ میرے بعد کسی قسم کا رسول نہیں اور نہ میرے

بعد کوئی نبی ہے۔“ (رواہ احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح۔ زرقانی جلد ۵۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی آپ نے فرمایا:-

انه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبیین لاني بعدي۔ (رواہ ابن مردويه۔ تفسیر درمنثور جلد ۵، صفحہ ۲۰۳)

”بے شک میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ایسے ہوں گے کہ ہر ایک ان میں یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور تمہم تقرر نبوت ہیں۔ (احمد و مسلم عن ابی سعید، البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ابی حاتم و ابن مردويه عن جابر، احمد و البخاری و مسلم و ابن مردويه عن ابی ہریرة، احمد و الترمذی و صحیحہ عن ابی کعب، القیس۔)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

في امتي كذابون ورجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة واني خاتم النبیین لا نبي بعدي۔ (رواہ احمد (تفسیر درمنثور جلد ۵۔ صفحہ ۲۰۳) و الطبرانی و الطحاوی فی مشکل الآثار جلد ۳۔ صفحہ ۱۰۴) و خاتم النبیین (ختم اللہ بہ النبیین قبلہ فلا يكون نبي بعده (تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۶۲) و خاتم النبیین) فيه انه لا نبي بعده وان من ادعى النبوة بعده قطع بكذبه (الاکلیل للسيوطی صفحہ ۱۷۸)

(تنبیہات) (۱) لفظ نبی و رسول نکرہ ہے۔ جولانہ کے بعد واقع ہوا۔ نکرہ تحت نفی کے مفید عموم ہوا کرتا ہے۔ (اصول) تو حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کے نبی کی نفی ہوئی۔ (۲) لانی بعدي (میرے بعد کوئی نبی نہیں) میں آخری نبی ہوں) قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین کا وہ معنی ہے جو زبان رسالت کا بیان کیا ہوا ہے۔ پھر جو کوئی اس معنی کو عوام کا خیال بتائے وہ کتنا کور باطن اور فرمان رسول کا باغی اور معنی قرآن کا منکر ہے۔ ۳۔ اختلاف عدد میں تاقض نہیں ہوا کرتا جیسا کہ محدثین نے متعدد مقامات پر فرمایا۔ عدد تیس زیادتی سے ساکت نہ زاد کا تانی اور عدد کثیر زیادتی کا مثبت فلاحنا قض بینہما۔

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (بظاہر) حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ نہ یہ کہ وہ نزول کے

بعد نبی نہیں گئے یا اپنی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ بلکہ وہ امتی کی حیثیت سے حضور ﷺ کی شریعت کے قبیح و ناشرہوں گے۔ اور آپ ہی کی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ علامہ علی قاری فرماتے ہیں:-

ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

”اور نبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے۔“

۵۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ذرہ ذرہ پر رحم کرنے والے ہیں۔

(مواہب زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۴، اراج المنہج جلد ۱، صفحہ ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۱﴾ (الانبیاء)

”اور نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر رحم کرنے والا تمام جہان والوں پر۔“

۵۷۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو نام لے کر پکارا۔ اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے پکارا (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۳۳) دیکھو۔

يَا دَاؤُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ

”اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔“

يُنَاوِضُوهُمْ وَأَسْلِمُ مِنَّا

”اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ

ارتد“

”اے ابراہیم اس سے اعراض کرو۔“

يَا بُرْهَيْمُ ائْتِنَا بِعَذَابِ الْكَاذِبِينَ

”اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔“

وَمَا تَلْكَ بِبَيْتِنَا يَا عِيسَىٰ

”اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا“

يَا دَاؤُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ

”اے زکریا ہم تجھے لڑکے کی خوشخبری دیتے

يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ

ہیں“

۱۔ اقوال قال العلامة ابوسعود ما ارسلاک فی حال من الاحوال الا حال کونک رحمة لهم (تفسیر ابوسعود) جلد ۶ صفحہ ۲۰۰ الا رحمة ينصب على الحال بمعنى راحم تفسیر حمل جلد ۳ صفحہ ۱۳۹۔ الا رحمة يجوز ان يكون حالا بمعنى راحم، املاً ما من به الرحم لابي القفا جلد ۳ صفحہ ۲۰، ۲۱، ۱۴ صہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَرَأَ كِتَابَ كُتُوبِ اللَّهِ بِمَنْزِلَةٍ مِنْهَا، أَقْبَلَتْ لَهُ بِهَا أَمْرًا مِنْ رَبِّهِ»

”اے نبی کتاب کو قوت سے پکڑو۔“

”اے نبی میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔ اور تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

اور جب اپنے محبوب کی باری آئی تو یوں فرمایا

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

”اے رسول جو آپ کی طرف نازل ہوا آپ اس کی تبلیغ کر دیں۔“

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

”اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے تمہیں (ساری امت) پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔“

يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ قَدْ لُقِيَ قَوْمَ الْبَيْتِ

”اے حجر مٹ مارنے والے رات میں قیام فرما۔“

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ

”اے بال پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈرناؤ۔“

۵۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر یہ حرام کیا کہ آپ کو نام (یا کنیت) لے کر پکارے۔ بلکہ تعظیم و توقیر سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہے۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۷۷، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳، مدارج النبوة جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۳)

فرمان باری ہے:-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرُّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور: ۹)

”رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔“

اس کے دو مطلب بیان کئے گئے۔ ایک یہ کہ اسم ذاتی اور کنیت اور ہر لفظ غیر مفید تعظیم سے ندانہ

ہو۔ دوسرا یہ کہ اوروں کی دعائیں بعض مقبول اور بعض نامقبول بخلاف حضور کی دعاؤں کے کہ وہ مقبول

ہیں (۱)۔

۱۔ ہکذا قال الشيخ المحقق۔ مدارج جلد ۱ صفحہ ۳۳۔ ۱۲۴

وقال البغوی قال ابن عباس معنی الآیة احذروا عن دعاء الرسول علیکم اذا اسخطتموه فان دعاءه موجب لیس کدعاء غیرہ۔ روی البخاری فی الصحیح عن عائشة قالت ان الیہود اذا نوا الیسی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا السام علیک قال وعلیکم فقالت عائشة السام علیکم ولکم اللہ وعصب علیکم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مهلاً یا عائشة علیک بالرفق وایاک العف والمعشر قالت اولم لسمع ما قالوا قال اولم تسمعی ما قلت رددت علیہم فاستجاب لی فیہم ولا یتستجاب لہم فی یمکن علی هذا معنی الآیة لاتجعلوا دعاء الرسول ربہ کدعاء صعیبکم کبیر کم یحبہ مرة ویردہ اخری فان دعاءہ مستجاب لایرد لامحاله۔ تفسیر مظہری سورہ زمرہ ۶ صفحہ ۵۶۸ (بتقریر اگلے صفحہ پر)

ازالہ شہرہ۔ سالت ربی فلنا کا مطلب یہ ہے کہ میں زمانہ مستقبل میں مانگنے والا تھا۔ مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک سے منع کر دیا۔ جو چیز زمانہ مستقبل میں ہونے والی ہو اس کو بیخبر ماضی بیان کرنا کتاب و سنت میں واقع ہے یہ تاویل اولہ استجابت ادعیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ وہ اولہ یہ ہیں جو تقصیراً اس کتاب کے دوسرے مقام پر مذکور ہوئے۔ ”لَهُمْ قَائِمًا وَعُونَ عِندَ رَبِّهِمْ (القرآن) لَآ تَجْعَلُونَ دُعَاءَ الرَّسُولِ (قرآن) مآاری ربک الا یسارع فی ہواک (بخاری) ولئن سألنی لاعطینہ (بخاری) لو اقسم علی اللہ لابره (بخاری) وغیرہ دعوی امام عینی و امام قسطلانی مواہب و زرقانی و جوابہ ربہانی (۱۶)

۵۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ حضور ﷺ کے لئے محبت اور خلوت کلام اور روایت کو جمع کیا گیا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸۔ مدارج جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۳)

(بخاری جلد ۱۰) اِسْتَفْرَضْتُمْ اَوْ لَآ تَسْتَغْفِرُوْنَهُمْ اِنَّ كَسْتَفْقِرُوْنَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَمَنْ يُغْفِرْ لَهُمْ تَبَّ (توبہ: ۸۰) قال الرازی تحتہا۔ ومنہم من قال ان المسالکین طلبوا من الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لہم قالہ تعالیٰ نہاہ عنہ والنہی عن الشیء لا یدل علی کون المنہی مقدماً علی ذلك الفعل واما قائلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اشغل بالاستغفار لہم لوجوہ الرابع انہ تعالیٰ اذا کان لایجبہ الیہ بقی دعاء الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوداً عند اللہ وذلك یوجب نقصان منہ۔ ۱۰ تفسیر جلد ۳ صفحہ ۶۰۔ (حدیث) ان لكل نبی دعوة الخ حم ق۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۲

عن انس (جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹۷ قال العزیزی المتوفی ۱۰۷۰ تحتہ وقال بعض سراج المصابیح مالفظہ اعلم ان جمیع دعوات الانبیاء مستجابہ۔ (السراج المصغر جلد ۲ صفحہ ۱۷)

وقال الحنفی المتوفی ۱۰۸۱ تحتہ (قوله دعوة) ای مرة من الدعاء متبقا احسانہا فی حال دعائہ فلا یافی ان نغیہ دعوات الانبیاء کلہا مستجابہ الا انہا حال الدعاء بہا کانت مرجوۃ الاحیاء وقد تحقق اجابتها بعد۔ حاشیہ شیخ الاسلام الحنفی علی سراج المصیر جلد ۲ صفحہ ۷۱ امام بدر الدین عینی حدیث ان لكل نبی دعوة کے تحت رقم طراز ہیں:-

قلت لایحسن ان یقال فی حق نبی من الاسباء ان یقال من دعواتہ ما لا یستجاب والمصنی الذی یلیق بحالہم ان یقال من دعواتہم ما یستجاب فی الحال ومنها ما یزجر الی وقت اراد اللہ عروجہ۔ (عمدة القاری شرح بخاری جلد ۲۲۔ صفحہ ۷۷۔ اول کتاب الدعوات۔ حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۳۰۲)

ہلک کسری۔ متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۶۔ اما عرعرہ بالمصنی لتحقق ووجوہ مرفقات ۳۔

وبین السطور

حتى دخل اهل الجنة صار لهم. انصافہم ذریعتہ۔ (طور ۴۱) عمدة القاری ۲۵۰۔

انصافہم ذریعتہم

۱۔ حق آست کہ دعوت (دعا) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برقبول و استجاب است۔ چنانچہ گفت شد۔ مدارج جلد ۱ صفحہ ۳۳۹ تفسیر الحق محمد عبد الحق لحدیث الدعوی ۱۲۔ الفہم علی من

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران: ۳۱)

”اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔“

جب حضور ﷺ کے تابعدار اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور بطریق اولیٰ محبوب خدا ہوئے۔ امام بیہقی حضرت ابو بریرہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اتخذ الله ابراهيم خليلا وموسى نجيا واتخذنى حبيبا ثم قال
وعزتي و جلالى لاؤثرن حبيبي على خليلي ونجى

(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

”اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسیٰ کو نجی (ربائی پانے والا، رازدار) بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل و نجی پر ترجیح دوں گا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الا وانا حبيب الله - ”خبردار (میرے غامو من لو) میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔“ ✓

(رواہ الترمذی۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۲ والداری۔ منقولہ شریف صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴ باب فضائل سید المرسلین)

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء عارفین نے حبیب اور خلیل کے فرق میں بہترین بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ خلیل غلت سے ہے بمعنی حاجت تو ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف محتاج و مقتر تھے تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا اور حبیب فعلیل کے وزن پر ہے۔

فاعل یا مفعول کے معنی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام بے وساطت غرض محبت بھی ہیں اور محبوب بھی اور فرمایا کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام خدا کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ خدا کا کام جس کی رضا کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَكُنُوا لِيَنبِتَ قَيْلَانًا وَتَرْتُهًا (2) - وَكَسَوَىٰ يُعْطِيكَ رَبِّكَ فَتَرْضَىٰ (3) - اور خلیل کبھی محبوب کی ملاقات کی طرف جلدی نہیں کرتا۔ جیسا کہ آیا ہے کہ جب ملک

1. قال العلامة على القارى الحنفى "والاظهر فى الاستدلال على ان مرتبة محبوبيه فى درجة الكمال قول ذى الجلال والحمام "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ".

مرفقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ و ہامش صفحہ ۵۱۳ ۱۱ - ۱۲. الفيضى عفى عنه ص جلد ۱ صفحہ ۳۳۹

باب دہم مقام رسول خصوصیت نمبر ۳ نورالبت قبیل الاختتام ۱۲ ف

2- تفریر ہم صہیں پھر دیں گے اس قبل کی طرف جس میں تمہاری رضا ہے۔ (قرآن شریف) ۱۲

3- اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب اتنا ہے کہ تمہاری رضا ہو جائے۔ ۱۲

الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا خدا سے پوچھو کہ کیا حکم ہے۔ جلدی آتا ہے یا کچھ دیر سے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اخترت الرفیق الاعلیٰ (1) اور دعائیں عرض کرتے تھے: اللھم انی اسئلک النظر الی جلال وجهک والشوق الی لقانک (2) اور خلیل کی مغفرت حدیث میں ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

وَالَّذِي أَطَّلَعْنَا أَنْ يَعْفِرَ لِي خَلِيلِي يَوْمَ التَّوْبَةِ - اور حبیب کی مغفرت حدیقین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِيَعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِمَا نَسُوا لَمْ يَلْجَأُوا إِلَىٰ تَحْوِيلٍ يَوْمَ يُبْعَثُونَ - اور حبیب سے فرمایا گیا: يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ (شخص فرماتے ہیں) بلکہ اس پر زائد یوں فرمایا: وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ظَلِيلٍ نَفْسًا وَجَاهًا وَمِمَّا كَسَبُوا - اور حبیب سے فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ - ظلیل نے عرض کیا: وَاجْعَلْنِي مِنْ دَرَجَاتِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ - اور حبیب سے فرمایا: إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوفَرَةَ - ظلیل نے عرض کیا: وَاجْعَلْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا صَاحِبَهُ - اور حبیب سے فرمایا: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا - مدارج النبوة جلد ۱ - صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ ونحوہ فی اللمعات للشيخ والمرقات للقاری جلد ۵ - صفحہ ۳۶۹ وفيہ والخلیل محب لحاجتہ الی من یحبہ والحبیب محب لا لغرض وحاصلہ ان الخلیل فی منزلة المرید السالک الطالب والحبیب فی منزلة المراد المجذوب المطلوب۔“ وہامش مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، ۱۱۰ عن المرقات ونحوہ فی هامش الترمذی جلد ۲ - صفحہ ۲۰۲ حاشیہ نمبر ۱

۶۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پہ قسم اٹھائی۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ - صفحہ ۲۷۸، کشف الغمہ جلد ۲ - صفحہ ۴۳۔

يَسُّ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

”حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم رسولوں سے ہو۔“

۶۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ - صفحہ ۲۷۸، کشف الغمہ جلد ۲ - صفحہ ۴۳۔

1۔ میں نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا۔ ۱۲

2۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے جلال و جب کی طرف نظر کرنے اور تیری ملاقات کے شوق کو طلب کرتا ہوں۔ ۱۲

فرمان باری ہے:-

لَعَنَّاكَ إِكْثَمَ لَيْفٍ سَكَنَ قَوْمٌ يَعْتَمُونَ ۝ (الحجر: ۷۴)

”اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔“

۶۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر بلکہ خاکِ قدم کی قسم یاد فرمائی۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۷۷۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْكَلْبِ ۚ وَأَنْتَ حَيٌّ بِهَذَا الْكَلْبِ ۚ (البلد)

”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“

وَهَذَا الْكَلْبِ إِلَّا وَثِقِينَ ۚ (والثمن)

”اور اس امان والے شہر کی قسم۔“

امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:-

بابی انت وامی یا رسول اللہ قد بلغت من الفضيلة عنده تعالی ان

اقسم بتراب قدمیک فقال لا أقسم بهذا الكلب۔ (نیم الریاض شرح

شفا قاضی عیاض جلد ۱ صفحہ ۱۹۶۔ فصل ۴) مواہب لدنیہ، لامام قسطلانی مقصد

سادس، زرقانی، جلد ۶، صفحہ ۲۳۳۔ مدارج النبوة جلد ۱، صفحہ ۶۵۔ قال

المجدد البریلوی نقله الامام الغزالی فی الاحیاء وابن الحاج فی

المدخل۔ تجلی البقین صفحہ ۲۰)

”یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان بے شک آپ اللہ کے ہاں اس فضیلت اور مرتبہ پر پہنچے کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدمین شریفین کی خاک پاک کی قسم اٹھائی ہے۔ چنانچہ (قرآن شریف میں)

فرمایا: لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْكَلْبِ

۶۳۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمان اقدس کی قسم اٹھائی ہے۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۷۷۸)

وَالْعَصْرِ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (عصر)

”اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

ما حلف اللہ بحیة احد الا بحیة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

رواہ ابن مردویہ۔ (زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

”اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم یاد نہ فرمائی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کی قسم اٹھائی ہے۔“

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام (۱) و بقا کی قسم

۶۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حتیٰ کہ تمام رسولوں سے افضل، سب فرشتوں

سے افضل، جبریل امین سے افضل، (موہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۰ و جلد ۶ صفحہ ۱۳۳۔ کشف

الغمرہ جلد ۲ صفحہ ۴۴، مدارج النبوة جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۳۔ ۱۳۳، شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۱۳۶)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: صلی اللہ علیہ وسلم

ثم اقوم عن یمین اللہ تعالیٰ مقاما یغبطنی الاولون والآخرون۔

رواہ الدارمی (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعة۔ فصل ۲ صفحہ ۴۹۳)

”پھر میں اللہ تعالیٰ و تقدس کے دائیں ہاتھ کی جانب (2) ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا اولین اور

آخرین مجھ پر رشک کریں گے۔“

شیخ محقق اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:-

ودریں حدیث دلالت ظاہرست بر فضل پیغمبر ماصلی اللہ علیہ وسلم بر کافذ کائنات از ملائکہ و انبیاء و مرسلین و

سائر مقربین صلی اللہ علیہ وآلہ و علیہم اجمعین۔ (اشعۃ للمعات جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ و فی الحدیث (انما

سید ولد آدم) دلیل علی فضلہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کل الخلق (مرقات جلد ۵۔

صفحہ ۳۵۷-۳۵۸) اشعۃ للمعات جلد ۳ صفحہ ۴۷۶۔ نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۵۔ جواہر

المحارج جلد ۲ صفحہ ۳۱۔ الیواقیت و الجواہر، بحث ۳۳ للشعرانی۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے

معتزلہ (سابقین و ہابیہ کما بین فی کتابی "تعارف") بھی اس مسئلہ میں اہلسنت سے متفق ہیں۔ زخمی

۱۔ وَ قَبْلِهِ لِيَدَيْتَ اِنَّ هُوَ لَآءَ تَوَّابٌ لَا يُؤْمِنُونَ "مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں

لائے۔" ۱۲۔

2۔ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے۔ یہ کتابیات سے ہے۔ ۱۲۔

معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۰ جواہر البحار، جلد ۶، صفحہ ۱۶، زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع امت۔ جواہر البحار ۲ صفحہ ۵۳۔ ۵۴ ضرور جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۶۷۔ ۶۸ ضرور از ابن حجر و صفحہ ۱۰۹، ۱۰۷۔ از ابن حجر و صفحہ ۱۳۹۔ ۱۵۰۔ از مناوی و صفحہ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ از قاسمی و صفحہ ۲۱۲۔ از خفاجی۔ اجماع امت صفحہ ۲۶۷۔ از ابریز صفحہ ۳۱۱، از زرقانی و صفحہ ۳۴۲۔ ۳۴۳ از عیدروس ضرور بہترین اجماع امت صفحہ ۳۸۵۔ از سلیمان جمل۔ مکمل رسالہ افضلیت جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۸۱۔ از امام ابن الجزیر۔ کتاب الاربعین لاصول الدین للفرارازی مسئلہ ۳۳۔ صفحہ ۳۶۸۔ تفسیر کبیر جلد ۲۔ صفحہ ۴۵۱ و جلد ۴ صفحہ ۱۲۳۔ اعلیٰ حضرت مجددین و ملت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمہ اللہ المتان نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "فجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین جس میں دس آیتوں اور سو اسو سے زیادہ حدیثوں سے حضور کے افضل الخلق ہونے کا بیان ہے۔ اسی میں فرماتے ہیں۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاقوالین و الآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی از عانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندہ شیطین۔ تجلی الیقین صفحہ ۲/۲ مطبع مراد آباد۔ نیز اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

ناظرین فقیر بطور اجمال ایک ایک مسئلہ پر بہت کچھ نشان دہی کرتا جا رہا ہے۔ عقلمند و فہم ایک ایک مسئلہ پر مستقل کتاب تیار کر سکتے ہیں۔ مستفیدین دعاء خیر سے یاد فرماویں۔ اور ناقلمین امام قسطلانی و امام سیوطی والا نقشہ نہ جمائیں۔ کما ذکر فی بستان المحدثین للمحدث الدہلوی۔ العارض و الملتصق هو القیضی۔

۶۵۔ حضور ﷺ کے اجتہاد میں خطا نہیں۔ مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۱، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۔ مدارج النبوة جلد ۲۔ صفحہ ۳۶۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۱۸۳۔

فریق مخالف کی گواہی

رہا آپ کا اجتہاد تو وہ بھی حق اور وحی کی ایک قسم ہے۔ دل کا سرور صفحہ ۱۳۵

۶۶۔ میت سے حضور کے متعلق سوال ہوتا ہے۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱۔ کشف الغم جلد ۲۔

صفحہ ۳۴۔ مدارج النبوة جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵۔ کیا میت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کرائی

جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں اور بعض کہتے ہیں ہاں۔ فقیر کے نزدیک قول اخیر راجح ہے۔ فقیر نے اس مسئلہ کی تحقیق پر ایک رسالہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ اس سے کچھ بطور اجمال یہاں پیش ہوتا ہے۔ اقول وباللہ التوفیق۔ میت سے فرشتوں کا حضور کے متعلق لفظ عذا۔ کہنا سات صحابہ (۱) (انس۔ جابر۔ ابوسعید خدری۔ ابو ہریرہ۔ اسماء۔ عائشہ صدیقہ۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ائمہ محدثین مخزجین نے تعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ اور ذال اسم اشارہ سے محسوس مبصر قریب کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور معبودی الذہن کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ شرح جامی صفحہ ۲۲۳ پر ہے: اسماء الاشارة ماوضع للمشار اليه اى لمعنى مشار اليه اشارة حسية بالجوارح والاعضاء لان الاشارة عند اطلاقها حقيقة فى الاشارة الحسية..... ومثل ذلكم الله ربكم مما ليست الاشارة اليه حسية محمول على التجوز“ اور کافیہ صفحہ ۶۹ پر ہے۔ ”ذا للقریب“ اى للمشار اليه القریب۔ اور جب تک معنی حقیقی پر عمل ممکن معنی مجازی ساقط و مدفوع ہوا کرتا ہے۔ متنی امکان العمل بها۔ (ای بالحقیقۃ) سقط المجاز۔ نور الانوار شرح منار صفحہ ۹۶۔ تو ثابت ہوا کہ حضور میت کے قریب ہوتے ہیں۔ اور میت کے سامنے محسوس و مبصر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کے لفظ عذا کا صریح و صحیح اور حقیقی معنی ہے۔ جو لوگ ہذا سے اشارۃ ذہنی مراد لیتے ہیں۔ انہیں اس مجازی معنی کی طرف آنے سے پہلے پہلے“ معنی حقیقی کا غیر ممکن مجال، متنع ہونا ثابت کرنا ہوگا (۲)۔ اور ہرگز ہرگز یہاں معنی حقیقی کا مجال و متنع ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ اب ان حوالوں کی فہرست ملاحظہ ہو کہ جن میں میت کے لئے دیدار نبوی کی نشان دہی کی گئی ہے۔ حاشیہ ۲ نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۸۸ طبع رحیمیہ دیوبند۔ اشعۃ اللمعات جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۵، شرح الصدور صفحہ ۶۰، مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۔ فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۲۳ فیہ ادعاہ بعض مستند (ہم) هذا الرجل قبل

۱۔ فی علمی بغیر الاستقراء التام و فوق کل ذی علم علیہ۔ ۱۲ منہ

۲۔ اس کا ثبوت تو مشکل ہاں اس کا خلاف ثابت ہے۔ ”قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ و الرسول علیہ الصلوٰۃ و السلام له الحیاء فی طواف العوالہ مع ارواح الصحابة لقد رآہ کثیر من الاولیاء الخ۔ تفسیر روح البیان اختتام سورۃ ملک جلد ۶ صفحہ ۳۹۳۔ خیال رہے کہ امام غزالی ابن جریر اور سیوطی اور سہلانی سے پہلے کے ہیں نیز خود امام سیوطی کے فتاویٰ میں ہے۔ و لا یمتنع رویۃ ذاته الشریفۃ بحسبہ و روحہ و ذلك لانه صلی اللہ علیہ و سلم و سایر الانبیاء احیاء و دت البیہم ارواحہم بعد ما فیسوا و اذن لهم بالحروج من قبورہم و التصرف فی الملکوت العلوی و السفلی“ الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۳۵ و زرقانی جلد ۱ صفحہ ۸۔ و بیہدویوں کے مولوی محمد انور شمشیری زیر حدیث ”من رانی فی الصام سیرانی فی البقعة“ لکھے ہیں۔ ”فالرؤیۃ فی البقعة متحققۃ و انکارها جهل“ فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ ۱۱۲ لفظی معنی عز۔

بکشف للمیت حتی یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری
جلد ۲ صفحہ ۹۰۔ للقطرانی حاشیہ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۔ حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ صفحہ ۳۲۵۔
ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۷۔ ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷۔ ابن ماجہ صفحہ ۳۲۵۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۳،
صفحہ ۱۰۶۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جان دے دو وعدہ دیدار پر نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
(حدائق بخشش جلد ۱۔ صفحہ ۱۳)
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظار تیرا
(حدائق جلد ۱ صفحہ ۵)
دہائی مولوی وحید الزمان مترجم ابوداؤد نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا آپ کی صورت مبارک اس کو
دکھائی جاتی ہے۔ جلد ۳۔ صفحہ ۵۱۱

وله الحمد وعليه الصلوة والسلام اللهم ارزقنا النظر الی وجه

حبیبک دائمًا ابداً

۶۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد بھی حضور کی ازواج پاک سے نکاح حرام ہے۔
مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۔ مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۶۔
۶۸۔ اللہ تعالیٰ پر حضور کی قسم ڈالنا جائز ہے۔ مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۲، کشف الغمہ جلد ۲۔
صفحہ ۳۳، مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۶
۶۹۔ محمد و احمد نام رکھنا بڑا مبارک ہے۔ دنیا و آخرت میں نافع ہے۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۱۔
مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۲

۷۰۔ نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں خطاب (۱) کرتا ہے اور پکارتا (۲) ہے۔ السلام

۱۔ جس پر شاہد علیک کا کاف ہے۔ جو واحد کر مخاطب کی ضمیر ہے۔ ۱۳
۲۔ فریق مخالف کے بعض رہنماؤں (جو بزم خویش علم کے اعلیٰ محکیم دار ہیں اور حق یہ ہے کہ ذرے جاہل ہیں) سے جب یہ کہا گیا
کہ اگر خدا غیر اللہ شکر و تاجز ہے تو نماز میں ایہا النبی کہہ کر کیوں حضور کو ندا کی جاتی ہے تو وہ علم کے دعوے دار غوسے نے خبر
فرمانے لگے۔ یہ ندا نہیں اس میں کون سا حرف ندا ہے۔ استہزاء فرمایا کہ ای حرف ندا ہے یا حار ف ندا ہے۔ حالانکہ ان بے
علموں کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ ای اور حار صحیحہ کا ایسے مقامات پر آ باؤہ محض اس لیے ہے تاکہ وہ آل تعریف مع نہ ہوں ایک آل تعریف
تو لام تعریف ہوا جو ایہا کے بعد سے اور در آل تعریف ایہا سے پہلے کون سا ہے کہتا ہے گا کہ وہ "یا" حرف ندا ہے جو کبھی
مخدوف اور کبھی ملفوظ ہوا کرتا ہے۔ کافی میں ہے۔ "والذا نودی المعروف باللام قبل یا ایہا الرجل" (اگلے صفحہ پر)

علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ باب ہر تالی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸۔ مارج المہجۃ
جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ ومنہ عون العبود جلد ۱ صفحہ ۳۶۵۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی
نقل عنہ فی جواهر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔

شب معراج ان بن الفاظ میں تحیات و سلام پیش ہوئے تھے۔ قال الکشمیری فی العرف
السندی صفحہ ۱۳۹ الم احد سندھذہ الروایۃ اور ذکایت ہی ختم ہوئی۔ ۱۲۴ فاقیمہ ف
نمازی کو پتے کہ یہ الفاظ سلام بلکہ تتبع الفاظ تشہد بطور حکایت و انبار نہ کہے بلکہ انشاء کا قصد کرے اور
نبی و پیغمبر اور خطاب کرے اپنی طرف سے سلام بھیجے۔
تویر الابصار، پچہ اس کی شرح درمختار، پچہ اس کے حاشیہ رد المحتار میں ہے:-

(و یقصد بالفاظ التشهد معانیها مراداً لہ علی وجه (الانشاء)

کانہ یحیی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ) (لا

الاحبار) (عن ذلک) ای لا یقصد الاحبار والحکایۃ عما وقع فی

المعراج منہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ربہ سبحانہ (۱)

یعنی نمازی الفاظ تشہد کے معانی کا ارادہ کرے ان کو بطریق انشاء کہے گویا کہ وہ نمازی اپنی طرف
سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیہ پیش کر رہا ہے اور اپنی طرف سے اپنے نبی پر اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ
پر سلام پیش کر رہا ہے ان الفاظ تشہد کے ادا کرتے وقت اس چیز کے خبر دینے اور حکایت کا ارادہ نہ ہو جو
شب معراج حضور اور رب سے واقع ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلال

(رد المحتار المعروف فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ و نحوہ فی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷ مطبوعہ کانپور،
صفحہ ۳۷۷ ط، والدراستی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰، مرقی الفلاح صفحہ ۷۰ و منہم، اوجز المسائل جلد ۱،
صفحہ ۲۶۵)

”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت اور وہابیہ کا رد“۔ الشباب الثاقب
صفحہ ۶۵، کلمات امدادیہ صفحہ ۹-۵۵۔ بعد الاذان درود و سلام اصل سنت ہے۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۶

(۱) یعنی نبی اور بحور حذف حرف النداء (لقیاء عربیہ) بحو ایہا الرجل ۵ ملخصاً صفحہ ۳۰
و صفحہ ۳۳۔ اب الرجل کے تحت میں مرقوم ہے ای یا ایہا الرجل لان صورة ایہا یحیی بالنداء ۵
ولکن الودیۃ فود جاہلون۔ ۱۲ النبی صلی علیہ
۱ یعنی ان الفاظ تشہد و بحور اللہ جہا الیہ ۲۰۰۔ یعنی سنن شریف صحیح بخاری کی اس حدیث سے گئی ملتی ہے۔ ”فانکم اذا
فلموہا اصابت کل عبد لله صالح فی السماء والارض جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۔ ۱۲

نسائی جلد ۱ صفحہ ۷۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۷، ترمذی بیہقی - ابن زنجویہ - ابن ابی عاصم - القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۸۶ - مشکوٰۃ باب فضل الاذان صفحہ ۶۳ - ۶۵ - جامع صغیر، جلد ۱ صفحہ ۲۹ مستد احمد جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، سعادت الدارین صفحہ ۱۶۹، ہرمانہ کیفیت جدیدہ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۹۲ - ۱۹۳، مرقات جلد ۱، صفحہ ۳۲۳، درمختار و رد المحتار جلد ۱ - صفحہ ۲۸۷، سعادت الدارین صفحہ ۱۷۲ - ۱۷۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۲ - صفحہ ۳۵۳ - ۳۷۷، بہار شریعت جلد ۳ - صفحہ ۳۷ - ۱۱۲ الفیض عنی عن حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی کا نورانی ارشاد مبارک :-

واحضر (۱) فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل "السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"
(احیاء علوم الدین جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ ونقلہ العلامة علی القاری الحنفی -
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ - صفحہ ۵۵۷)

"یعنی التیارات پڑھتے وقت جب تو السلام علیک ایہا النبی تم پہنچتے تو اپنے دل میں نبی پاک اور آپ کی ذات با برکات و حاضر سبحو اور پھر عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔"

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود حاضر ہوتے ہیں۔ لہذا نمازیوں کو چاہیے کہ حضور پر سلام پیش کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ سید عالم یہاں موجود ہیں۔ برکت رسول اللہ فی البند شیخ اجل شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ - حدیث تشہد کے ماتحت السلام علیک ایہا النبی کے خطاب کی وجہ بیان فرماتے ہیں :-

آل (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب الیمین (۲) مومنوں و قرۃ الیمین عابدوں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخران کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر قوی تر است۔ و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ اس خطاب

۱. وقال شیخ الشیوخ الامام العارف السہروردی فی عوارف المعارف جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ علی ہامس

الاحیاء. "وسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعثتہ بین عبیدہ ۱۲ مہ

۲. ولعمہ ما قال مولانا محمد باز دامہ السنارفی حوار حبیبہ المحتار

محمد مصطفیٰ نبی نادرہ نوارہ شان دہسائی نادرہ

نہاں نصب الیمین مومن است خیالیں نخلتہ رائی نادرہ

بجہت سر بیان (۱) حقیقت محمدیہ است در ذرارہ موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود حاضر است۔ پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متشور و فائض گردد (۲)۔

(اشعۃ الملمعات جلد ۱ صفحہ ۳۰۱)

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے سامنے ہیں۔ اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹخنڈک ہیں۔ ہر وقت اور ہر حالت میں خصوصاً عبادت کے وقت کیونکہ نورانیت کا موجود ہونا اور انکشاف اس وقت بہت زیادہ اور بہت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب (السلام علیک ایہا النبی) بوجہ جاری ہونے حقیقت محمدیہ کے ہے جو موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں جاری و ساری ہے تو حضور نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں پس نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس حضور حاضری سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے رازوں سے روشن اور فیضیاب ہو۔“

(و نقلہ الشیخ مولانا سراج احمد السہندی النقشبندی فی شرح الترمذی (شرح اربعہ ترمذی جلد ۱۔ صفحہ ۲۹۷ مطبع نظامی کانیپور) اتمام حجت کے لئے مزید سنیل۔ یہی عبارت حدیث تشہد کے ماتحت غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق خاں بھوپالی نے بھی بتحیر بیر لکھی ہے۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام جلد ۱۔ صفحہ ۳۵۹۔ ۳۶۰)

نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:-

در بعض کلام بعض عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی بہلا حظہ شہود روح مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سر بیان و سے در ذرارہ موجودات خصوصاً در ارواح مصلین ست و بانجملہ دریں حالت از شہود وجود و حضور از آں حضرت غافل و ذائل نباید بود یا میدرد و فیوض از روح پر فوج و سے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مدارج المنہوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۵)

امام بدر الملت والدین محمود یعنی حنفی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ زرقانی، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی اور ان کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب سب کے سب بیک زبان حدیث تشہد کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

1۔ وانہ الورد الاعظم الساری فی جمیع الموجودات ۱۲ جوارہ آثار جلد ۱ صفحہ ۳۔ ۱۲ فیضی

2۔ بیحد یہی عبارت تیسیر القادی شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ مطبع طوی لکھنوی صفحہ ۱۷۲۔ ۱۷۳ باب النشہد فی

الاحرفہ میں بھی موجود ہے۔ ۱۲

ويحتمل ان يقال على طريق اهل العرفان ان المصلين لما استفتحوا باب الملكوت بالتحيات اذن لهم بالدخول في حريم الحي الذي لا يموت فقرت اعينهم بالمناجات فنبهوا على ان ذلك بواسطة نبي الرحمة وبركة متابعتة فاذا انفتوا فاذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر فاقبلوا عليه قائلين السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته. (عمدة القاري شرح صحيح بخاري جلد ۶- صفحہ ۱۱۱- فتح الباري شرح صحيح بخاري جلد ۲- صفحہ ۲۵۰ مواہب لدنيہ- جلد ۲ صفحہ ۲۳۰- زرقاني شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۳۲۹- ۳۳۰، زرقاني شرح موطا جلد ۱ صفحہ ۱۹۰، مدارج النبوت جلد ۱- صفحہ ۳۶۶، سعایہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷، نور الايمان بزيارة آثار حبيب الرحمن صفحہ ۱۰- بلکہ یہی عبارت ان کے گھر میں بھی ہے دیکھو فتح السليم جلد ۲ صفحہ ۴۳، او جز المسالك جلد ۱ صفحہ ۲۶۵۔

”اہل عرفان کے طریق پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حسی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے شغولی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حبيب علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔“

مولوی عبدالحی کہنوی نے مذکورہ عبارت نقل کر کے کہا:-

وقال والدي العلام واستاذي القمقام ادخله الله في دار السلام في رسالة "نور الايمان بزيارة آثار حبيب الرحمن" السر في خطاب التشهد ان الحقيقة المحمدية كانها سارية في كل وجود وحاضرة في باطن كل عبد وانكشف هذه الحالة على الوجه الاتم في حالة الصلوة فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل

المعرفة ان العبد لما تشرف بشاء الله فكأنه في حريم الحرم
الالهى ونور بصيرة ووجد الحبيب حاضراً في حرم الحبيب
فاقبل عليه وقال السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته.
۵۱۔ سعایہ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۲۷-۲۲۸)

”میرے والد علام اور استاد تقام نے (اللہ تعالیٰ انیس وار السلام میں داخل فرمائے) اپنے رسالہ
”نور الایمان بزیارۃ آثار حبيب الرحمن“ صفحہ ۱۰ میں فرمایا۔ خطاب تشہد یعنی التحیات میں السلام
علیک ایہا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری اور بندہ کے باطن
میں حاضر و موجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے۔ لہذا مکمل خطاب حاصل ہو گیا۔
اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الہی سے شرف ہوا تو اسے حرم حريم الہی میں داخل
ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ اس نے حرم حبيب میں حبيب
کو حاضر پایا۔ نور ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا السلام علیک ایہا النبی اے نبی صلی اللہ
علیک وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور ابرس کی برکتیں ہوں۔“

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کے بیان میں ارقام فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ یقول انما امر
الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی التشهد لتنبہ الغافلین فی جلوسہم بین یدی اللہ
عزوجل علی شہود نبیہم فی تلک الحضرة فانه لا یفارق حضرة
اللہ تعالیٰ ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافهة ۵۱ (کتاب المیزان
جلد ۱ صفحہ ۱۵۳ مطبعہ حجازی بالقابریہ و صفحہ ۱۶۷ مطابقت مطبعہ معصنی البابی الحلی
ونحوہ فی صفحہ ۱۵۳ مطبعہ حجازی و صفحہ ۱۶۶ مطبعہ البابی الحلی

”میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد
میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صنوۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے
در بار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ در بار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس
نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔“

یعنی محقق رحمۃ اللہ علیہ فی کل حین و آن بعدد معلومات اللہ تعالیٰ فاذا الحیب فی حرم الحیب حاضر والی عبارت مواہب لدنیہ شریف سے با ترجمہ نقل فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:-

”و بعضے از ارباب تحقیق گفتند اندامی خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدیہ است در ذرات موجودات و حضور اوست در باطن عبدالمکشاف ایں حال است در وقت صلوة کرا فضل حالات و اقرب مقامات است هذا“

(مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۳۶۶)

نیز حجۃ اہل تحقیق و امام اہل اہد قس حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی فرماتے ہیں۔ و بعضے عرفاء از ارباب تحقیق گفتند اندک آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در ذرات موجودات و احاطہ ذرات بابرکات وے بسا ممکنات (۱) در ذرات مصلی حاضر و شاہد است و در و صیغہ خطاب (ای بالسلام علیک ایہا النبی) در تشہد در حقیقت بملاحظہ و شہود است صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم۔ (مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۳۱۶ علی ہاشم اخبار الاخیار)

آئمہ محدثین و علماء کاملین کے یہ کلمات طبقات السلام علیک ایہا النبی کے ماتحت بیان کئے گئے۔ کہ جن سے حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ حاضر و ناظر کے مزید بعض دلائل قاہرہ بطور اجمال ملاحظہ فرمائیں۔ اصل دعویٰ جس کو بغور سمجھنے سے مخالف کے اعتراضات رد ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرم روح حیات و اصل عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار حقیقت محمدیہ کے اور باعتبار اصل موجودات کے اور بوجہ علم و نظر اور نورانیت و نور نبوت و روحانیت کے عالم کے ذرہ ذرہ کے قریب اور حاضر ہیں اور خلق کے ایک ایک ذرہ کو ناظر (دیکھنے والے ہیں) موجودات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ جاری ساری ہے۔ جسم مثالی ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں ہو سکتے ہیں۔ لہذا جسم مثالی سے آن و احد میں متعدد مقامات میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جسم بشری و عنصری ایک ہی ہے۔ اس سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے ہم دعوے دار نہیں۔ ہاں اس جسم پاک سے جہاں چاہیں آئیں جائیں۔

نقل و حرکت، آمد و رفت فلاں جگہ تھے اور فلاں جگہ نہ تھے۔ یہ سب جسم بشری و عنصری سے متعلق

۱۔ قال الامام عبدالکریم الحلی رحمہ اللہ تعالیٰ ”فہو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات لانہ ہیولی العالم والدلیل علی ذلک ان اللہ تعالیٰ خلق العالم منہ فہو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات سریان الحیاة فی کل حی فہو حیات العالم“۔ جواہر انجاء جلد ۱ صفحہ ۲۵۹۔ ۱۱۴ الفیضی علی من

ہے) جو ہر مسلمان اور کافر کو محسوس ہوا کرتا تھا) اور اس کے ہر جگہ حاضر ہونے کے ہم مدعی نہیں (۱)۔

خذ هذا فاحفظه۔

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک یعنی قرآن شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت :-

۱- وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۲) (بقرہ: ۱۴۳)

”اور یہ رسول تمہارے گواہ (اور تم پہ حاضر و ناظر ہیں)۔“

دو تفسیریں

نمبر ۱: کیا گواہ وہی ہوا کرتا ہے جو نہ موقع میں حاضر ہونے واقعات کو دیکھے اور نہ اس کو واقعات کا علم ہو۔

۱- یہ فہم ظاہر میں ہے۔ ورنہ بعض عرفاء و محققین تو یکم اور زیادہ کہتے ہیں۔ لغویات اہل حضرت جد امجد ص ۳۸ میں ہے: ”عرض: حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔“

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ عرض مؤلف حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہوجاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اور یہ ہے تو اس پر شہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا جو وہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا جو نہ ظہیر ہے۔

ارشاد: امثال اُن ہوں گے تو جسم کے، ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تعریف فرمائے گی۔ تو زر کے رون، حقیقت وہی ایک ذات ہے جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سچ شامل شریف (سنبلہ ششم قبل از اختتام صفحہ ۹۶ فیضی) میں حضرت سید فتح محمد ابو الفتح قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس جگہوں میں تشریف لے جایا تو فرمایا اور یہ ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ شیخ نے فرمایا: بیش محلیا کا فر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اُن چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا عجیب ہے۔

یہ ذکر کر کے علامہ حارف باہنہ علی میر سید مہد الواحد بقرانی قدس سرہ السنی مؤلف سچ شامل شریف ممدون علماء و یونانہ نے

(۱) جو محلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور، شمارہ اول صفحہ ۱۱۰۰ (۲) فرمایا

(خرمند اتوانہ) از جمیل صل من یعنی چند بار کتب مشتمل بائے شیخ چندین جا با حاضر شدہ واست او انہ بحدیث ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود، کیا یہ مان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی مثالیں عا شائیکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار: فہم ظاہر سے در او میں۔ خوش و غریب ہا ہے۔ اللہ۔

میرے اسٹنڈرڈ ملامت قبیلہ: ما یہ ایدہ، ما یہ شہد، ما یہ عالمی شیخ امدیثہ غلامی حسین انظر (۱) جد امجد صفحہ ۱۶ کے اربعہ دوم) میں رقم طراز ہیں :-

”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قوت قدیم اور نور نبوت سے یہ امر بعینہ ان کے ان حد میں شرق و مغرب جنوب و شمال نعت موقوف توں جہات ۱۔ امن جمید متعدد و اقد و احسن میں رکا، اپنے وجود مقدس جہاں ہر جگہ جن میں سے ہر جگہ تشریف فرما کر اپنے مشرق میں کو اپنے شمال کی زیارت اور انکا و ہر جگہ رحمت و برکت سے ہر فرار فرما میں ۱۴۔ الطبعی نظروں

2- قال البصاوی نعت هذه الآية. كان الرسول عليه الصلوة والسلام كالقرب المہمیں علی امتہ“ (تفسیر بیضاوی علی باش القرآن صفحہ ۳۳-۱۴ امت)

ذرا سوچو تو سمجھی۔ جو گواہ جس واقعہ کی گواہی دے۔ اصلاً اور حقیقتاً یہ ہے کہ وہ اس واقعہ میں حاضر ہو اور اس کا مشاہدہ کرے۔ اور مجازاً یہ کہ اس کو اس واقعہ کا علم ہو۔ ورنہ اس کی گواہی مردود قابل رد ہے۔ حضور کس پر گواہ ہیں۔ علیکم اُمت پر۔ تو ثابت ہوا کہ حضور امت کے جمع حالات و واقعات پر حاضر و ناظر ہیں۔ جب تک حقیقی معنی ممکن مجاز کی طرف آنا مشکل اور اگر مجاز کی طرف آ بھی جائیں تو علم جمع احوال امت سے گواہی ثابت اور علمی اعتبار سے پھر بھی حاضر و ناظر ہونا ثابت لہٰذا لعن المفسر۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کا بھی جواب ہو گیا جو شاہد اور شہید کا لفظ اوروں کے لئے دکھا کر ان کے حاضر و ناظر ہونے کا قائل کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت کا دائرہ اتنا وسیع نہیں جتنا حضور ﷺ کی شہادت کا دائرہ وسیع ہے۔ لہٰذا وہ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہدہ یا عالم اور حضور ﷺ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہدہ و عالم ہیں۔ بہر حال کما کیفا شہادت شہادت اور شہود شہود میں فرق ہے۔ اشتراک لفظی وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں ہوا کرتا۔ کما مرہنی ورنہ معترضین یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے۔ تو دونوں کے شہید ہونے میں کما کیفا کچھ فرق اگر نہیں تو تو حید صاف ہے۔ اور اگر ہے تو جس طرح خالق اور صیّب خالق میں فرق اسی طرح نبی اور امتی کی شہادت میں فرق ہو گا کا حفظہ“

۲۔ ”شہیداً“ کا معنی حاضر و ناظر ہے (۱)۔ دیکھو دیوبندیوں کے تھانوی صاحب کا ترجمہ (آیت نمبر ۵۵ سورہ احزاب) ”دیوبندیوں کے گھر کی لغت“ مصباح اللغات صفحہ ۳۶ میں شہد شہوداً کا معنی حاضر ہونا“ لکھا ہے۔ اور شہید کا معنی حاضر..... وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔“ یہ گھر کی گواہی بہت بھاری ری۔ فَللّٰہ الحمد۔

۳۔ وَجُشْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝ (۲) (النساء)

”اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ (اور حاضر ناظر) بنا کر لائیں گے۔“

۴۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ مَّحَلِّيٰ اُمَّتِكَ شَهِيدًا (النحل: ۸۳)

”اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ (وہ اس امت کا نبی ہوگا)۔“

۵۔ وَجُشْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلٰی هٰؤُلَاءِ (النحل: ۸۹)

”اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر لائیں گے۔“

آیت نمبر ۱ کی تفسیر میں عمدۃ المفسرین فاضل غلام عارف بانہ حضرت شیخ السبیلی حقی حنفی اور خاتم

1۔ روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۳۹۔ ۱۲۔

2۔ ”لعلمک عقائدہم“ تفسیر بیضاوی صفحہ ۶۷۔ ۱۲۔

محمد شین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:-

ومعنى شهادة الرسول عليهم اطلاعه على رتبة كل متدين بدينه وحقيقته التي هو عليها من دينه و حجابہ الذی هو به محجوب عن كمال دينه فهو يعرف ذنوبهم و حقيقة ايمانهم و اعمالهم و حسناتهم و سيئاتهم و اخلاصهم و نفاقهم و غير ذلك نور الحق۔ ۱ھ (تفسیر روح البیان جلد ۱۔ صفحہ ۲۳۰۔ طبع قدیم۔

”یعنی وہ باشند رسول شامیر شاگواہ زیر اک او مطلع است بنور نبوت بررتبہ بر متدین بدین خود کہ در کد ام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و تجاہے کہ بدان محجوب ماند ہاست کد ام است، پس او سے شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار او لہذا شہادت او در دنیا حق امت مقبول و واجب العمل است“۔ تفسیر عزیزی پارہ ۲۔ صفحہ ۵۱۸۔ محرمی لاہوری۔

”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا“ یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور نور نبوت سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو (جو قلبی کیفیات ہیں اور مافی الصدور کی چیزیں ہیں) جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اسی لئے حضور کی شہادت دنیا اور آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔“

۵۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَمْرُنَاكَ شَاهِدًا (الاحزاب: ۴۵)

”اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (بنا کر)“

۶۔ إِنَّا أَمْرُنَاكَ شَاهِدًا (۱) (الف: ۸)

۱. قال العارف العلام الشيخ اسمعيل الحنفى تحت هذه الآية فانه لما كان اول مخلوق خلقه الله كان شاهدا بو حدانية الحق وربوبيته وشاهدا بما اخرج من العلم الى الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والاركان والاجسام والاحساد والمعادن والنبات والحيوان والملك والجن والشيطان والانسان وغير ذلك لتلايشد عنه ما يمكن للمخلوق دركه من سرار افعاله وعماتب صمبه وغراب قدرته بحيث لا يشاركه فيه غيره ولذا قال عليه السلام علمت ما كان و ما سيكون لانه شاهدا لكل وما غاب لحظفة فحصل له بكل حادث جرى على الانبياء والرسل والامم فهوم وعلوم ثم انزل روحه فى قلبه ليزداد له نور على نور فوجود كل موجود من وجوده و علوم كل نبي وولى من علومه وقال بعض الكبار ان مع كل سعيد رقيقة من روح النبي صلى الله عليه وسلم هي الرقيب العتيد عليه ۵۱ تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۱۲۔

”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر (بنا کر)“

۷۔ اِنَّا اَنْرَسْنَا اِلَيْكُمْ رَسُولًا مَّا شَاهَدَا عَلَيْكُمْ (مزل: ۱۵)

”بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ہیں کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں۔“

ان آیات قرآنیہ کے سمجھنے کے لئے دو باتیں خوب ذہن نشن کر لیں۔ ایک یہ کہ ”شاہد“ کس سے ماخوذ و مشتق ہے اور اس کا کیا معنی ہے۔ دوسری یہ کہ حضور کس پر شاہد ہیں۔

۱۔ ”شاہد“ شہود و شہادۃ سے ماخوذ ہے۔ شَهِدَ يَشْهَدُ وَ شَهِدَتْ يَشْهَدُ شَهِدُوا شَهَادَةً حاضر ہونا۔ گواہی دینا۔ ان کے گھر کی نخت مصباح۔ صفحہ ۳۲۶۔

امام اہل اللغۃ و التفسیر امام راغب اصفہانی (التوتنی ۵۵۰۲) شہود اور شہادۃ کا معنی بیان فرماتے ہیں:-
الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالصورة۔ شہود اور شہادت کا معنی، بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہونا۔

(المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ و الادب و التفسیر و علوم القرآن صفحہ ۲۶۹)۔

تو ثابت ہوا کہ شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہیں۔ و لا يجوز للشاهد ان يشهد بشيء لم يعاينه الخ ”قدوری کتاب الشہادات“ صفحہ ۳۵۰۔ ۱۳ فیضی

۲۔ اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغابنا(الدعا الماثور)

۳۔ کتب فی المسئلۃ۔ صفحہ ۱۹۹۔ تحت اسمہ تعالیٰ۔ الشہید“ ای الحاضر۔ ۱۴

۳۔ باقی رہا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس پر حاضر و ناظر ہیں۔ اگر علم معانی بیان سے کس ہے تو تخصیص و مختصر المعانی و مطول وغیرہ سے معلوم ورنہ مفسرین قرآن کی زبانی سنو کہ حضور کس پر حاضر و ناظر ہیں۔

آیت نمبر ۵۔ کی تفسیر میں مفسر قرآن، امام علامہ ابوسعود خنی (متوفی ۹۸۱-۹۸۲ھ) فرماتے ہیں:-

(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَنْرَسْنَاكَ شَاهِدًا) على من بعث اليهم تراقب

احوالهم و تشاهد اعمالهم و تتحمل منهم الشهادة بما صدر

عنهم من التصديق والتكذيب وسانر ما هم عليه من الهدى

والضلال و تودبها يوم القيمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم

تفسير ارشاد العقل السليم الى المزايا الكتاب الكريم المشهور

تفسير ابوسعود۔ على هامش تفسير مفاتيح الغيب المشهور

تفسیر کبیر جلد ۶۔ صفحہ ۷۹۰۔

”اے غیب کی خبر میں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد حاضر و غائب بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی تمبہانی فرماتے ہیں۔ اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا مقبول ہوگی۔ ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی۔ اور ان تمام باتوں میں جو ان کے نقصان کے لئے ہوں گی۔“

مفسر قرآن امام علامہ قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۶ھ ۶۹۲ھ و قبل ۷۹۱ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(شاهدا) علی من بعثت الیہم بتصدیقہم وتکذیبہم ونجاتہم وضلالہم“
تفسیر ”انوار التنزیل و اسرار التاویل“ المعروف تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۲۵ علی ہامش القرآن مطبعة المصطفیٰ البابی الحلبي بمصر) و ذرقانی علی الموابہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۳۔ یہی قاضی صاحب آیت نمبر ۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
”شاهدا علی امتک“ تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۱۲۔

مفسر قرآن امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب کنزالدقائق و منار رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۰۱۔ ۷۱۰ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:-

(شاهدا) علی من بعثت الیہم و علی تکذیبہم و تصدیقہم ای مقبولاً قولک عند اللہ لہم و علیہم تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الحازن جلد ۳۔ صفحہ ۳۷۲ و نحوہ فی روح البیان جلد ۳۔ صفحہ ۶۱۹۔

مفسر قرآن امام محمدی السنۃ علاء الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۳۱ھ) زیر آیت نمبر ۵ فرماتے ہیں:
شاهدا علی الخلق کلہم یوم القیامۃ۔ تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف خازن۔ جلد ۳۔ صفحہ ۳۷۲۔

مفسر قرآن امام علامہ جلال الدین مجلی (متوفی ۸۶۴ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-
شاهد اعلیٰ من ارسلت الیہم۔ تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ نور محمد دہلی۔

مفسر قرآن علامہ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۶-۱۲۰۳ھ) اس کے تحت فرماتے ہیں:

(قوله علی من ارسلت الیہم) ای لتتربح احوالہم وتشاہد
اعمالہم و تتحمل الشہادۃ علی ما صدر عنہم من التصدیق
والتکذیب وسائر ما ہم علیہ من الہدی والضلال تودبہا یوم
القیمة اداءً مقبولاً فیما لہم وفیما علیہم تفسیر الفتوحات
الالہیۃ المعروف تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۳۴۲۔

علامہ محمود آلوسی حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:-

(شاہدا) علی من بعثت الیہم تراقب احوالہم وتشاہد اعمالہم و
تتحمل الشہادۃ علی ما صدر عنہم من التصدیق والتکذیب
وسائر ما ہم علیہ من الہدی والضلال تودبہا یوم القیمة اداءً
مقبولاً فیما لہم وما علیہم (تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲-صفحہ ۳۵)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

انہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد علی الخلق تفسیر مفاتیح الغیب
المعروف تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۷۸۸۔

عن ابن عباس مرفوعاً . . . شاہدا علی امتک۔ اخرجہ ابن ابی
حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب وابن عساکر (تفسیر
درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۹۷۔ تفسیر روح البیان
جلد ۵ صفحہ ۶۲۳ تحت آیت ۶۔ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۸۶۔

ابن تیمیہ کا شاگرد ابن کثیر (متوفی ۷۷۳ھ) رقم طراز ہے:-

(شاہدا) علی الناس باعمالہم۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۷۔

مفسر قرآن عارف بانہ تعالیٰ علامہ احمد صاوی علیہ رحمۃ الباری آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے
ہیں:-

(شاہدا) (علی من ارسلت الیہم) ای لتتربح احوالہم وتكون

مشاہدا لما صدر منهم من الاعمال الحسنة والقبیحة ۵۱ (تفسیر

صاوی شریف جلد ۳- صفحہ ۲۳۳)

علامہ زرقانی اور امام قسطلانی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

(شاهدا علی الوحداية وشاهدا فی الدنيا باحوال الآخرة) ای

يكون فيها ذاتا اوصفة (من الجنة والنار والميزان والصراف

وشاهدا فی الآخرة باحوال الدنيا) وذلك بان يشهد للمطيع

(بالطاعة) وعلى العاصي (بالمعصية والصلاح) الواقع من المطيع

(والفساد) من العاصي۔ زرقانی جلد ۶- صفحہ ۱۷۴۔

علامہ ملا علی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

(شاهدا) ای علی من بعثک الیہم۔ (شرح شفا جلد ۱، صفحہ ۱۱۳)

نیز علامہ ملا علی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

(شاهدا ای علی ما بعث الیہم بتصدیقہم وتکذیبہم ونجاتہم

وضلالہم یوم القیامة) (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

اتمام حجت۔ ”محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول

کیا۔“ تفسیر عثمانی صفحہ ۵۵۰

مفسرین اور محدثین کی عبارات منقولہ بالا ”شاهدا علی من بعث الیہم“ ”علی من بعثک

الیہم۔“ ”علی ما بعث الیہم۔“ ”علی من ارسل الیہم“ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ

کائنات میں کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔ اس کا بیان خصوصیت و فضیلت نمبر ۵۲ میں

مذکور ہوا۔ دوبارہ صحیح مسلم شریف کی حدیث سن لیں۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

ارسلت الی الخلق كافة۔ (مسلم شریف جلد ۱- صفحہ ۱۹۹- مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد

”یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملائے اور یوں کہیے:-

شاهدا علی من ما ارسل الیہم و ارسلت الی الخلق كافة۔

”حضور ان تمام پر شاہد (حاضر و ناظر) ہیں جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ ساری مخلوق

کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔“

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں۔ جس کو امام رازی اور علامہ خازن نے ان الفاظ سے بیان کیا۔ (کما مر)

انه شاهد على الخلق (رازی) شاهد على الخلق کلهم (خازن)

فله الحمد

در نظر پوش مقامات العباد زراں سبب ناش خدا شاہد نہاد

ناظرین کرام یہ ہے ہمارا وہ قرآنی عقیدہ کہ جس کی وجہ سے دیوبندی، وہابی کتب فکر کے لوگ ہمیں اور ہمارے سلف صالحین اور بزرگان دین اور عارفین کا ملین اور ائمہ محدثین کو شرک کہتے ہیں اور ابو جہل کے برابر گردانتے ہیں۔

(دیکھو۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۸ باب ۱۔ مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۱۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ و جلد ۲ صفحہ ۴، ہشتی زیور جلد ۱ صفحہ ۳۳-۳۴، فتوئی المحدثہ جلد ۱ صفحہ ۲ تا ۴، تہذیب صفحہ ۱۰۔

مسلمانو خدا را انصاف کرنا کہ جو مسئلہ صاف صاف قرآن شریف کی آیتوں سے ثابت ہو اُس کے ماننے کا نام شرک ہے تو ”وید“ کے ماننے کا نام اسلام ہوگا۔ ان لوگوں کو ہمیشہ کفار و ہنود سے انس و پیار رہا۔ اور اسلام اور بانی اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عناد رہا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ (جنگ آزادی مطبوعہ ملتان۔ تاریخی حقائق مطبوعہ لاہور۔ مکالمۃ الصدرین حیات طیبہ (رضائے مصطفیٰ جلد ۶-۸، شماره ۱۲-۱۸ نمبر ۱۶ حسینی سبیل نادرست و حرام، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳- صفحہ ۱۱۳۔ اور ہندوؤں کی سودی سبیل درست فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۳۔ طعام پر فاتحہ پڑھنا بدعت۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ و صفحہ ۱۵۰۔ روایات صحیحہ والا میلاد شریف بھی ناجائز۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۔ جس محفل میلاد شریف اور عرس میں صرف قرآن خوانی ہو اور تقسیم شرعی ہو وہ بھی ناجائز۔ چالیس روزہ روٹی بدعت۔ گیارہویں بدعت۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳- صفحہ ۹۴، دیکھی تو اکھانا ثواب، چوہڑے چہار کے گھر کی روٹی ٹھیک۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۔ ہندو تہوار ہونی، دیوانی کا طعام کھیلیں اور پوریاں درست ہیں فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳۔ اور اس کے علاوہ ان کے اتباع نے اور بہت اضافے کئے ہیں۔ جیسے گاندھی اور نہرو پر سلام کہا گیا اور پڑھایا گیا (ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بدعت) سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ ”يقروءون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية..... فيقتلون اهل

الاسلام ویدعون اهل الاوثان الحديث) (بخاری و مسلم مشکوٰۃ - صفحہ ۵۳۵)۔
ناظرین حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت ایک اور آیت قرآنی سے ملاحظہ فرمادیں۔

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (احزاب: ۶)

”نبی مسلمانوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔“

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:-

روئے مبارک سوائے یارانِ کرد و فرمودہ استم تَعْلَمُونَ اَيُّيْ اُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ نے
دانید شام کہ نزدیک تر و دو سترم بمومنان از ذات بائے ایشاں چنان کہ در قرآن مجید ہم مذکور است کہ
الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوا بَلَىٰ لَنَنْتَهِيَنَّ عَنْ رِءُوسِهِمْ يَوْمَئِذٍ
بمومنان ہستی از نفوس ایشاں (مدارج النبوة جلد ۲ - صفحہ ۳۰۱)

”یعنی جب حضور منزلِ غدیر خم پر پہنچے صحابہ کی طرف رخ انور کیا۔ اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بے
شک میں مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہوں۔ جیسا کہ قرآن
مجید میں بھی مذکور ہے۔ کہ نبی مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک ہے۔ صحابہ نے
عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ! آپ مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ
دوست ہیں۔“

شیخ محقق کے اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کا مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے
نزدیک ہونا۔ (۱) فیصلہ قرآن ہے۔ (۲) اور فرمانِ محبوبِ رحمن ہے۔ (۳) اور صحابہ کرام کا اقرار و
ادغان ہے۔

نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:-

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

پیغمبر نزدیک تر است بمومنان از ذات بائے ایشاں۔ (مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۸۱)

”حضور مومنوں سے بہ نسبت ان کی ذات کے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“

فریقِ مخالف کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:-

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے۔ اگنی ان کی جانیں
ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے۔ اصل معنی اولیٰ کے اقرب ہیں۔ (آب حیات

(اَنْتُمْ اَوْلَى) اى حق واقرب اليهم (مِنْ اَنْفُسِهِمْ) تفسیر روح المعانی، جلد ۱۱، صفحہ ۱۵۱-۱۱۲ الفیضی
عفی عنہ

بیزوی نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

اَللّٰهُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ گو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہوا۔ تحذیر الناس صفحہ ۱۰۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ سے موافق و مخالف کے ترجموں اور تفسیروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ ان مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ میں انہیں پراکتفا کرتا ہوں۔ ماننے والے کے لئے اس قدر کافی اور ضدی لائسلم والے کے لئے مکمل قرآن غیر وائی۔ اس موضوع پر یہ چند حدیثیں ملاحظہ فرمادیں:-

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ما من مؤمن الا وانا اولی الناس به فی الدنيا والاخرۃ۔ اخرجہ ✓
البخاری جلد ۱ صفحہ ۳۲۳ و جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ و ابن جریر وابن ابی حاتم وابن
مردویہ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲۔

”کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ قریب ہوں۔“

ایک اور روایت میں یوں ہے:-

انا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ اخرجہ الطیالسی وابن مردویہ
عنه۔ تفسیر درمنثور جلد ۵۔ صفحہ ۱۸۲

”میں تمام مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ قریب ہوں۔“

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

انا اولی بکل مؤمن من نفسه اخرجہ احمد وابوداؤد وابن مردویہ، درمنثور جلد ۵
صفحہ ۱۸۲

”میں ہر مومن سے اس کی جان کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوں۔“

۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ نے فرمایا:-

يا بريدة الست اذلى بالمؤمنين من انفسهم قلت بلى يا رسول الله
اخرجه ابن ابى شيبة واحمد والنسائي

(تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

”اے بریدہ! کیا میں تمام مومنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ واقعی تمام مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

اولیٰ ولی سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اور ولی کا معنی ابواب الصرف صفحہ ۱۱۲ ہی میں دیکھ لیں۔ ”الولیٰ“ نزدیک شدن“ نزدیک ہونا“۔ اور صفحہ ۹۲۔ ان کی مصباح صفحہ ۹۵۵ پر ہے۔ ”ولیا“۔ قریب ہونا۔ اگر اب بھی میں اس معنی میں مجرم ہوں تو مجھ سے پہلے شیخ متحق اور فریق مخالف کے پیشوانا تو تو ہی مجھ سے پہلے مجرم ہوں گے۔ یہ تو پڑھا کہ حضور سب کے قریب ہیں۔ اب یہ سنو کہ حضور سے قریب کون ہیں۔ ان کے قرب سے کون مستفیض ہوتے ہیں۔

عن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى اليمن خرج معه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوصيه
ومعاذ راكب ورسول الله صلى الله عليه وسلم يمشى تحت
راحلته فلما فرغ قال يا معاذ انك عسى ان الا تلقاني بعد عامي
هذا ولعلك ان تمر بمسجدى هذا وقبرى فبكي معاذ جشعا
لفراق رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم التفت فاقبل بوجهه
نحو المدينة فقال ان اولى الناس بي المتقون من كانوا وحيث
كانوا۔

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۵ مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۳۔ صفحہ ۳۳۵۔۳۳۶)

”یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے اور حضور ﷺ ان کی سواری کے نیچے پیادہ چلتے تھے۔ جب آپ

(وہیت سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! قریب کہ تو مجھے نہ ملے گا۔ میرے اس سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر پر گزرے۔ یہ سن کر حضرت معاذ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق کے غم سے رونے لگے۔ تو آپ نے ادھر سے التفات کر کے مدینہ طیبہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ میرے بہت قریب وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں جو ہوں اور جہاں ہوں۔“

اس حدیث پاک سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ (۱) حضور فخر عالم کی تواضع و انکساری (۲) حضور کو اپنے وصال شریف کا علم (۳) اور حضرت معاذ کی زندگی کا علم (۴) اور حضرت معاذ کے مزار شریف پر آنے کا علم (یہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا) (۵) محبوب خدا کے فراق میں رونا (۶) معاذ کو ارشادات نبویہ کے وقوع کا یقین (۷) متقی لوگوں کا حضور کے قریب ہونا اگرچہ ظاہراً کتنا دور کیوں نہ ہوں (۸) حضور کا حضرت معاذ کو تسلی دینا کہ تو بظاہر یمن میں ہوگا اور باطن میں میرے قریب ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔
ولنعلم ما قبل۔

گر بھنی در بھنی پیش منی گر بے منی پیش منی در بھنی

شیخ محقق اس حدیث پاک کے ماتحت رقم طراز:

ان اولی الناس بی المتقون و فرمود قریب ترین مردم یمن پر بیہ زگار اندمن کانوا و حیث کانوا ہر کسانے کہ باشند و ہر جا کہ باشند اس وصیت و تسلیہ است مرعاز را کہ باید تقوی درزی و بر فراق مانم نغوری چون از مستقیان باشی بصورت را اگر جدا باشی بمعنی بامانی (احمد المصنعات جلد ۴ صفحہ ۲۰۸)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تو سب کے قریب اور ہر ایک کے نزدیک ہیں مگر ہیں ملائکہ کی طرح پوشیدہ۔ آپ کے قرب اور دیدار سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں جن سے بوجہ مجاہدات و ریاضات و کثرت درود شریف کے حجابات دور کر دیئے گئے پھر وہ تقویٰ کی وجہ سے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ششرا کرتے ہیں اور قلوب کو تسکین بخشنے ہیں۔ اور نور ایمان بڑھاتے ہیں۔ اللهم اجعلنا منهم اللهم اجعلنا من المتقین لکنی نبرد انظارنا و نسکن قلوبنا من رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باقی رہے اندھے نہ دیکھنے والے (یعنی غیر متقی، حضور کے قرب سے فیضیاب نہ ہونے والے) تو وہ دو قسم ہیں۔ ایک تسلیمی اندھے جو آنکھ والوں اور دیدار کرنے والوں کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ضدی بد بخت اندھے۔ جو خود تو دیکھ نہیں سکتے۔ پھر آنکھ والوں کی بات بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔
انام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ان موت الانبياء انما هو راجع الى ان غيوا عنا بحيث
لاندرکھم، و ان كانوا موجودين احياء و ذلك كالحال في
الملائكة فانهم موجودون احياء ولا يراهم احد من نوعنا الا من
خصه الله تعالى بكرامته. اه تذكرة للقرطبي تنوير الحلك في
امكان رؤية النبي والملك للسيوطي، الحاوي للفتاوى
للسيوطي جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۱۔

”یعنی انبیاء کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم (عوام) سے غائب ہو گئے۔ ہم (عوام) انکا ادراک
نہیں کرتے۔ اگرچہ انبیاء کرام اب بھی بعد پردہ پوشی کے موجود ہیں، زندہ ہیں۔ تو یہ ملائکہ کی طرح ہے
کہ فرشتے بھی زندہ موجود ہیں ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھتا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت
و فضل و کرم سے مخصوص فرمایا“

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے دعوات و احادیث روایت سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم (یقظۃ) نقل کر کے فرماتے ہیں:

فحصل من مجموع هذه النقول والاحاديث ان رسول الله عليه
الصلوة والسلام حتى بحسده وروحه وانه يتصرف ويسير حيث
شاء في اقطار الارض وفي الملكوت وهو بهيئته التي كان عليها
قبل وفاته لم يتبدل منه شيء وانه مغيبٌ عن الابصار كما غيبت
الملائكة مع كونهم احياء باجسادهم فاذا اراد الله تعالى رفع
الحجاب عن اراد اكرامه برويته راہ على هيئته التي هو عليها
لا مانع من ذلك ولا داعي التخصيص برؤية المثال (الحاوي
للفتاوى جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۳۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲۔ صفحہ ۳۵)۔

”یعنی ان نقول اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
روح بمعبد زندہ ہیں اور بیٹک آپ زمین کے گوشوں میں اور عالم غیب فرشتوں کے عالم میں عالم
ارواح میں جہاں چاہتے ہیں یہ فرماتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔ اور آپ اسی ہیئت پر ہیں جس پر
قبل از پردہ پوشی تھے۔ اس ہیئت و شکل و صورت سے کچھ نہ بدلا۔ اور اسے شب آپ آنکھوں سے
چھپائے گئے ہیں جیسے فرشتے چھپے گئے ہیں حالانکہ... بھی بمعبد زندہ ہیں۔ تو جس کو اللہ تعالیٰ

وہ ارسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے اس سے پردے ہٹا لیتا ہے تو وہ خوش قسمت حضور کو ان کی اصلی و حقیقی بیعت و شکل و صورت پر دیکھتا ہے۔ جسد عنصر کے دیکھنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور روایت جسم مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی داعی نہیں۔

ابن اولی الناس بی العقون کے ماتحت واقعات کثیرہ سے چند واقعات ملاحظہ فرمادیں کہ متقی لوگ کیسے حضور کے نزدیک ہیں اور آپ کے قرب سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں (۱)

۱۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵ مرتبہ جاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور بہت سی حدیثوں کے متعلق حضور سے پوچھا اور آپ کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کہا جن کو محدثین نے اپنے طریق سے ضعیف کہا تھا کما مر (میزان کبریٰ للشعرانی جلد ۳۱ صفحہ ۳۱ مطبوعہ حجازی قابرہ، و جلد ۳۳ صفحہ ۳۳ مطابق مطبع مصطفیٰ الباہی الجلیسی بمصر۔ سعادت دارین للنہجانی صفحہ ۷۷-۳۳۸، الفتح القدیر للنہجانی، جلد ۷ صفحہ ۷ مطبوعہ مصر و ایضاً فیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال له رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقظۃ "یا شیخ الحدیث" و بشرہ بانہ من اهل الجنة من غیر عذاب بسبق۔ و رحمت کائنات و فیض الباری شمیمی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۔ اس میں ۷۵ کی بجائے ۲۲ مرتبہ کا ذکر ہے)

۲۔ امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۷۷۳ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھی (ان آنحہ میں ایک حنفی تھا) فیض الباری شمیمی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳) و هذا ایضاً مر۔

۳۔ امام ابو محمد بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث منتخبہ من البخاری کی تعلیقات میں فرماتے ہیں:-

وقد ذکر عن بعض الصحابة قال السیوطی اظنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فتذکر هذا الحدیث۔ یقول الفیضی یعنی الحدیث الصحیح " وهو هذا" من رآنی فی المنام فسیرانی فی القیظۃ رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد عن ابی ہریرۃ و الطبرانی من حدیث مالک بن عبد اللہ الخثعمی، و من حدیث ابی بکرۃ و الدارمی من حدیث ابی قتادۃ. و بقی یفکر فیہ ثم دخل علی بعض ازواج النبی، قال

۱۔ بقول جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ انہ روز نماز میں بعد نماز بیاری میں صحیح بخاری کی زیارت ہوتی تھی۔ (خلاصہ اللہ صفحہ ۲۵-۱۱۲)

السيوطي اظنها ميمونة. فقص عليها قصته فقامت واخرجت له
مرآته صلى الله عليه وسلم قال رضى الله عنه فنظرت في المرآة
فرايت صورة النبي صلى الله عليه وسلم ولم ارنفسى صورة ابي
(تنوير المحلك والحاوي للفتاوى للسيوطي جلد ۲ صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹ مطبعہ سعادت
بمصر۔ سعادت الدارين للنہجانی صفحہ ۳۱۳)

”یعنی صحابہ کرام سے یہ منقول ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میرے گمان میں یہ حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ پھر
اس حدیث صحیح کو یاد کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے
جاگتے ہوئے دیکھے گا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی فکر میں رہے۔ پھر ازواج مطہرات
سرور کائنات میں سے بعض کے پاس حاضر ہوئے (بظن امام سیوطی وہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا تھیں) اور ان کو اپنا قصہ سنایا تو ام المؤمنین انہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا
آئینہ مبارک صحابی رسول کو دیا۔ حضور ﷺ کے صحابی فرماتے ہیں میں نے جو آئینہ میں دیکھا تو حضور
کی صورت پاک نظر آئی۔ مجھے اپنی شکل و صورت آئینہ میں نظر نہ آئی۔“
جزء الاسلام امام غزالی صوفیہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

”انہم وهم فی یقظتہم یشاہدون الملائکة وارواح الانبیاء
ویسمعون منهم اصواتا ویقتبسون منهم فوائد ثم یترقى الحال
من مشاهدة الصور والامثال الی درجات یضیق عنہا. نطاق
النطق“ (المنقذ من الضلال للغزالی
والحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ فتاوی حدیثیہ لابن حجر
صفحہ ۲۵۵۔)

شیخ اکمل الدین بابر تی حنفی حدیث من رآنی کے تحت شرح مشارق میں فرماتے ہیں:-

ومن حصل الاصول الخمسة (الاشتراک فی الذات او فی صفة
فصاعدا او فی حال فصاعدا او فی الافعال او فی المراتب) وثبت
المناسبة بينه وبين ارواح الكمل الماضين اجتمع بهم متى شاء

(الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۳۳۳)

۴۔ غوث المتقین حضرت میر محبوب سبحانی سیدی شیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے قبل جاگتے ہوئے بغداد شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے تقریر کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم (سید العرب والجم) میں مجھی مرد ہوں، فصحاء بغداد پر کیسے کلام کروں تو آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو سات دفعہ حضور نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور حکمت و موعظہ حسنت سے لوگوں کو رب کے راستہ کی طرف بلاؤ۔ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ میرے پاس لوگ جمع ہو گئے اور مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا تو میں نے حضرت علی کو اپنے سامنے مجلس میں کھڑا دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تم اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو میرے منہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ دفعہ اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ میں نے عرض کی سات دفعہ کیوں نہیں پورا فرماتے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا لحاظ ہے (کہیں برابری نہ ہو) پھر مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان لفظوں سے تقریر شروع کی۔ "غواص الفکر بغوص فی بحر القلب علی دور المعارف فیستخرجها الی ساحل الصدر فینادی علیہا ترجمان اللسان فنشتری بنفانس الثمان حسن الطاعة فی بیوت اذن اللہ ان تُؤقَمَ"۔ (طبقات اولیاء اللہ)

سراج الدین بن السلطن، الحاوی للفتاویٰ للسیح علی ج ۲ ص ۴۳۳، ۴۳۴، سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۴۲۱، بیچہ الاسرار شریف صفحہ ۲۶، ۲۵۔ قنادی حدیثیہ لابن حجر تحت سوال هل تمکن رؤیة النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظة صفحہ ۲۵۶۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵)

۵۔ شیخ عبدالغفار بن نوح القوسی اپنی کتاب "وحید" میں فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں شیخ عبداللہ دلاہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ تمام عمر میں میری ایک نماز صحیح ہوئی ہے۔ فرمایا وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز کے لئے مسجد حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریر کی۔ میں نے بھی تکبیر تحریر کی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے عشرہ (مشرہ) ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز پڑھا رہا۔ یہ ۶۷۴ھ کا واقعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی رکعت میں سورہ مدثر پڑھی اور دوسری رکعت میں عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللهم اجعلنا هداة مهدين غير ضالين ولا مضلين، لا طمعاني
برك ولا رغبة فيما عندك لان لك العنة علينا بايجادنا قبل
ان لم نكن فلک الحمد علی ذلك لا اله الا انت۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعائے فارغ ہوئے تو ہم سے ظاہر امام نے سلام پھیرا تو میں نے
اس کا سلام سنا۔ پھر میں نے بھی سلام پھیرا۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۴۴۵۔)

الْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ الْأَعْلَى كَمَا مِير۔ استاذ اول و مرشد شیخ کامل
قطب العارفین سید الواصلین والموصلین عدیم النظیر فی العلم والعرفان والحد رئیس والاحسان والمطلق
والمدعان، سند العشق والوجد محبت النبی الاحد حضرت قبلہ سیدی و مولائی فیض محمد شاہ جمالی قدس سرہ
العالی (متوفی ۸۔ رجب ۱۳۶۳ھ مرقده فی قریۃ سندیلہ من مضافات دیرہ غازی خان
بزارو بیتروک ویستفادو یستفاض منه) آپ بارہ عالم رویا میں اور جاتے ہوئے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور بہت دفعہ حضور ﷺ سے مسائل دریافت کئے اور
حدیثوں کے متعلق پوچھا۔ ایک دفعہ آپ نے حضور قاسم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت کی نکت
مانگی۔ حضور نے فرمایا ابو بکر صدیق سے مہر لگواؤ۔ چنانچہ آپ ابو بکر صدیق سے مہر لگوا لائے۔ پھر
جنت کی نکت حاصل کی۔ اخیر نبی بہ ابی قال حدثنی الشیخ الشاہجمالی ۱۲ف

آپ تو آپ آپ کے بعض مریدوں کو بھی شیخ عبد اللہ دلاصی کی جیسی ایک نماز نصیب ہوئی ہے۔ ماہ
شوال ۱۳۸۷ھ کا واقعہ ہے۔ جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی۔ رازی دوراں شیخ الحدیث حضرت
قبلہ علامہ سیدی و استاذی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا
سالانہ جلسہ تھا حضرت مرشد کریم قبلہ شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز
ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور سرور کائنات کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لائے
خان کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کے لئے بلا تے
تھے۔ فلله الحمد۔

کاتب الحروف فقیر منظور احمد فیض ابن استاذ العلماء العارف الکامل حضرت مولانا محمد ظریف صاحب
دام رضاه علی لامعا ہے مرشد کریم حضرت قبلہ شاہ جمالی غریب نواز کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے

خواجہ من قبلہ من دین من ایمان من
یک نگا ہے گا ہے از طفیل پنجتن

آتاں کہ خاک را بنظر کیسا کنند

آیا بود کہ گوہر چشم بما کنند

۶۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی۔ ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں اور فرما رہے ہیں یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے بنا لئے گئے چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ (الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۴۳۶۔ سعادت دارین۔ صفحہ ۴۳۲)

۷۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محاصرہ کے وقت حضور میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:-

يا عثمان حصروك قلت نعم قال عطشوك قلت نعم فادلى لي

دلوا فيه ماء فشربت حتى رويت حتى اني لاجد برده بين ثدي و

بين كفتي فقال ان شئت نصرت عليهم وان شئت افطرت عندنا

فاخترت ان افطر عنده فقتل ذلك اليوم.

”یعنی اے عثمان تمہیں انہوں نے گھیرا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ یا رسول اللہ! حضور نے فرمایا تجھے انہوں نے پیسا سا رکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں تو حضور ﷺ نے ڈول نکا دیا۔ اس میں پانی تھا تو میں نے سیراب ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ میں اس پانی کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں اور دو کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر چاہے تو تیری ان پر امداد کی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے ہاں انتظار کرتا۔ تو میں نے حضور کے ہاں انتظار کرنے کو پسند کیا۔ تو اسی دن حضرت عثمان شہید کئے گئے۔“

یہ واقعہ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سلام کو بیان فرمایا جب کہ وہ بوقت محاصرہ ان کو ملنے کے لئے گئے۔ آخر جہا الحارث بن ابی اسامہ فی مسندہ وغیرہ۔

(الحاوی للفتاویٰ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳۸)

دو حدیثیں اور سن لیں۔ اگرچہ وہ نومی واقعے ہیں لیکن میرے موضوع سے کچھ نہ کچھ متعلق ضرور ہیں۔

۸۔ امام احمد و بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ایک روز میں دو پہر کے وقت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں شرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سنبل

معنہ و گیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ دست مبارک میں ایک خون بھری شیشی ہے۔ یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے آقا قربانت شوم یہ کیا حال ہے؟ فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون ہے۔ میں اسے آج صبح سے اٹھا تا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے اس تاریخ و وقت کو یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام اسی وقت شہید کئے گئے (مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت فصل ۳ صفحہ ۵۷۲) ایہ العلوم للغزالی جلد ۳ صفحہ ۳۳۱۔ عجیب جدا اخرجہ ابن بنت منیع و ابو عمر و الحافظ السلفی و فی الذخائر (مرقات جلد ۵ صفحہ ۶۰۹)

۹۔ بی بی سلئی سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی۔ آپ رورہی تھیں۔ میں نے عرض کی کس چیز نے آپ کو رلایا۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک پر غبار تھی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا شہادت قتل الحسین انفاً۔ ابھی ابھی شہادت حسین پر پہنچا (رواہ الترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸) قبیل و الحاکم و البیہقی۔ قواہ القاری فی البرق جلد ۵ صفحہ ۶۰۵) مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت فصل ۲۔ صفحہ ۵۷۰۔ حاضر و ناظر ہونے والے محبوب پر اور ان کے پیارے نواسے پر انکھوں درود و سلام ہوں۔

۱۰۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ بزرگ (جو حافظ قرآن تھے) اور لوگوں کے اختلاط سے بچنے کے لئے جنگل کی مسجد میں ربا کرتے تھے) اور حضرت حافظ سید عبداللہ قدس سرہ قرآن شریف کا دور کر رہے تھے کہ عربی شکل کے لوگ سبز پوش فوج در فوج ظاہر ہوئے اور ان کے سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اس حافظ و قاری صاحب سے قرآن شریف سنتے رہے اور فرمایا: بارک اللہ تعالیٰ ادبیت حق القرآن ” اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ تو نے قرآن شریف کا حق ادا کیا۔“ یہ کہہ کر واپس ہو گئے۔ اس حافظ صاحب کی عادت یہ تھی کہ بوقت تلاوت قرآن پاک آنکھوں کو خوب بند کر لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب نے سورۃ فہم کی تو حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے کہ جن کی میت کی وجہ سے میرا دل کانپتا تھا لیکن عزت قرآن کی وجہ سے میں نہ اٹھا؟ سید صاحب نے فرمایا۔ اس شکل و صورت و لباس کے لوگ تھے۔ جب ان کے سردار پہنچے تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ (تعظیم قیام کیا)

سید صاحب فرمانے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گذشتہ رات اصحاب کے جمع میں بیٹھے تھے اور اس جنگل کے رہنے والے حافظ صاحب کی تعریف کر رہے تھے اور فرماتے تھے کل علی الصبح اس کو دیکھیں گے اور اس کا قرآن سنیں گے۔ تو کیا حضور تشریف لائے ہیں یا نہ؟ اگر تشریف لائے تھے تو اب کہاں گئے ہیں؟ جب حافظ صاحب اور سید صاحب نے یہ کلمات سنے دائیں بائیں دوڑے اور کچھ اثر نہ دیکھا شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد کافی مدت تک اس جنگل میں خوشبو محسوس ہوتی رہی۔ یہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔

(انفاس العارفين صفحہ ۶۷ مطبوعہ مجتہائی دہلی)

۱۱۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مجھے بخار چڑھا اور مرض اتنا لسا ہوا کہ زندگی کی امیدیں ختم ہو گئیں تو اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوئی، اس غنودگی میں شیخ عبدالعزیز ظاہر ہوئے۔ فرمایا اے بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیری طبع پر سی کے لئے تشریف لانے والے ہیں اور شاید اس طرف سے آئیں کہ جس طرف تیرے پاؤں ہیں لہذا چار پائی کو بدل لو تاکہ حضور ﷺ کی طرف پاؤں نہ ہوں۔ اس کے بعد مجھے اتفاق ہوا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چار پائی کو بدلو چنانچہ چار پائی کی سمت کو بدلا گیا۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا کیف حالک یا بنی۔ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے۔ کل تقی فہو آلی کے تحت فرمایا ورنہ آپ ظاہر آل رسول نہیں، سید نہیں بلکہ فاروقی ہیں) تیرا کیا حال ہے؟ اس بیماری گفتار کی حلاوت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ وجد اور بکا اور عجب اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے اس طرح گلے لگایا کہ حضور کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا قیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس وجد سے تسکین ہوئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کافی عرصہ سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف کی آرزو رکھتا ہوں، کتنا کرم ہوگا اگر اس وقت کچھ عطا فرمائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اس دل کے بھید پر مطلع ہو گئے اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ شریف پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ دو بال مبارک عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہوں گے یا نہ؟ میرے اس راز پر بھی حضور مطلع ہو گئے اور فرمایا کہ یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی تیرے پاس باقی رہیں گے۔ اس کے بعد صحت کلی اور درازی عمر کی خوشخبری دی تو اس وقت مجھے اتفاق ہوا۔ میں نے چراغ طلب کیا اور وہ بال مبارک میں نے اپنے ہاتھ میں نہ پائے۔ میں مغموم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں نے توجہ

کی۔ اونگھ آئی حضور متحمل ہوئے اور فرمایا: اے بیٹے! میں نے وہ دو بال حفاظت کے لئے تیرے چمکے کیے رکھ دیئے ہیں وہاں سے اٹھ لینا مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے ان بالوں کو وہاں سے اٹھالیا اور ایک جگہ میں نے ان بالوں کو تعظیم سے محفوظ کر لیا۔ ان دو بالوں کی خاصیتوں سے ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیچیدہ ہوتے۔ جب درود شریف پڑھا جاتا ہر ایک ان میں سے جدا جدا کھڑا ہو جاتا۔ دوسری یہ ہے کہ ایک مرتبہ تین شخصوں نے منکرین سے امتحان طلب کیا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا (کہ حضور کے بالوں کا امتحان کرتے رہیں۔) جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو وہ منکرین ان بالوں کو باہر دھوپ میں لے گئے فوراً اسی وقت ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور ان پر سایہ کر لیا۔ حالانکہ سورج سخت گرم تھا۔ ابر کا موسم نہ تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ان تین میں سے ایک نے توبہ کر لی۔ وہ منکر سے مقرر بن گیا کہ یہ واقعی حضور کے بال ہیں اور باقی دو کہنے لگے کہ یہ اتفاقی بات ہے تو دوسری دفعہ بالوں کو باہر لے گئے فوراً ابر ظاہر ہوا اور سایہ کر لیا۔ دوسرے نے بھی توبہ کر لی۔ تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقی بات ہے وہ تیسری بار دھوپ میں لے گیا۔ فوراً ابر نے سایہ کر لیا پھر اس نے بھی توبہ کر لی۔ ایک اور دفعہ بہت سے لوگ زیارت کے لئے جمع ہوئے۔ میں نے قفل (تالا) کھولنے کی ہر چند کوشش کی۔ تالا نہ کھلا۔ میں نے توجہ کی (مراقبہ کیا) معلوم ہوا کہ اس مجمع میں فلاں شخص بحالت جب (۲ پاکی) ہے۔ اس کی ناپاکی کی وجہ سے تالا نہیں کھلتا۔ میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے حکم دیا کہ سب غسل کر لیں۔ وہ جب والا مجمع سے باہر گیا تو اسی وقت تالا باآسانی کھل گیا اور ہم نے زیارت کی۔ (انفاس العارفين صفحه ۳۱-۳۲ مطبوعہ مجتہدائی دہلی)

۱۲۔ شیخ عبدالغفار بن نوح قوصی اپنی کتاب ”الوحید“ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو یحییٰ کے اصحاب سے ایک بزرگ ابو عبد اللہ اسوانی ختم میں مقیم تھے۔ وہ خبر دیتے تھے کہ

انه يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم في كل ساعة. (الحدادی

للفوائد جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ سعادت دارین صفحہ ۴۳۱ مطبوعہ مصر)

”میں ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں۔“

۱۳۔ شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

لی اربعون سنة ما حجبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

طرفة عين ما عدت نفسي من المسلمين. (طبقات کبریٰ للشعرائی

جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۔ جامع کرامات الاولیاء للنہبانی جلد ۱ صفحہ ۵۲۰۔ لطائف

الحسن للشيخ الحاج الدين بن عطاء الله، تنوير الحلك في امكان رؤية
النبي والملوك۔ الحاوی للفتاویٰ للسبیل جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔ طبع ثالث
مطبع السعادة بمصر ۱۳۷۸ھ۔ سعادت الدارين للنهباني صفحہ ۳۱۹۔ تفسیر
روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳۔ ۳۴)

”یعنی مجھے چالیس سال ہو گئے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی حضور ﷺ سے اوچھل نہ ہوا۔
ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں۔ اور اگر پلک جھپکنے کے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اوچھل
ہو جائیں اور میں حضور کو نہ دیکھوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔“

۱۲۔ عارف بہانی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

وقد بلغنا عن الشيخ ابي الحسن الشاذلي وتلميذه الشيخ ابي
العباس المرسي وغيرهما انهم كانوا يقولون لو احتجبت عنا رؤية
رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفة عين ما عددنا انفسنا من
جملة المسلمين، فاذا كان هذا قول آحاد الاولياء فالائمة
المجتهدون اولى بهذا المقام۔ (کتاب الميزان صفحہ ۴۱ جلد ۱ مطبوعہ
حجازی قاہرہ جلد ۱ صفحہ ۳۳ مطبوعہ مطبعة البابي الحلبي بمصر)

”یعنی تحقیقاً ہمیں شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ
اور بزرگان دین اولیاء کاملین سے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کا یہ دعویٰ تھا وہ فرماتے تھے کہ اگر
پلک جھپکنے کے برابر بھی ہم دیدار مصطفیٰ سے محجوب و محروم ہوں تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں
میں شمار نہ کریں۔ جب اولیاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے تو انہم مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک،
امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔“

۱۵۔ چونکہ ائمہ مجتہدین اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسی لئے ہمارے امام، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان
بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنك قولاً طيباً واذ نظرت فما اري الاك
(قصيدة النعمان المنسوبة الى الامام الاعظم ابي حنيفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجموعہ
قصائد صفحہ ۳۲ مطبوعہ مجتہدانی دہلی)

”یعنی یا رسول اللہ (میں ابوحنیفہ) جب بھی سنتا ہوں تو آپ سے قول طیب سنتا ہوں اور

جب بھی دیکھتا ہوں تو مجھے تو آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا بس آپ ہی بروقت نظر آتے

ہیں۔“

۱۶۔ شیخ صفی الدین بن ابی المصنوع اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار ”الوحید“ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن دتانی سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابوالعباس طحی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں سیدی احمد بن رفاہی کے ہاں (مرید ہونے کی غرض سے) حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا بیبر میں نہیں بلکہ تیرے مرشد شیخ عبدالرحیم ہیں جو ”قا“ میں رچے ہیں تو میں نے ”قا“ کا سفر اختیار کیا اور شیخ عبدالرحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی نہ، میں حضور کو نہیں پہچانتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بیت المقدس جا، تاکہ تجھے حضور ﷺ کی معرفت ہو تو حسب الحکم جب میں بیت المقدس پہنچا اور میں نے بیت المقدس میں اپنا پاؤں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

وإذا بالسماء والأرض والعرش والكورسى مملوءة من النبي
صلى الله عليه وسلم.

”سارے آسمان اور سب زمینیں اور عرش اور کرسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں (کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جہاں حضور نہ ہوں، ہر جگہ حضور ہی حضور نظر آتے ہیں۔“

تو میں منظر دیکھنے کے بعد شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اب حضور کو پہچانتا ہے، حضور کی شان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ فرمایا اب تیرا کام مکمل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے بغیر اقطاب اقطاب نہیں ہو سکتے اور اوتاد اوتاد نہیں ہو سکتے اور اولیاء اولیاء نہیں ہو سکتے (اور معرفت نبی یہی ہے کہ ہر جگہ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مشاہدہ کریں۔ فیض) تنویر الحلک والحاوی للفتاویٰ کلاهما للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۳۴۵۔ سعادت دارین صفحہ ۳۳۱ فریق مخالف کی پیاری پیاری تفسیر رد العانی ج ۱۲ ص ۱۲۲، ۳۵ مطبوعہ مصر۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب ایک دو حوالے خاندان دہلی کے بڑے پیشوا کے دکھاتا ہوں تاکہ ذریت اسماعیل کی بدگامی کا قافیہ تنگ ہو اور کفر و شرک کی مشین کا منہ بند ہو، نہ تسلیم کرتے بنے اور نہ انکار کرتے، نہ جائے رخصت نہ روئے مانند۔

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

لما دخلت المدينة المنورة وزرت الروضة المقدسة على صاحبها الفضل الصلوة والتسليمات رأيت روحه صلى الله عليه وسلم ظاهرة بارزة لا في عالم الارواح فقط بل في المثال القريب من المحس فادرکت ان العوام انما يذكرون حضور النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوات وامامته بالناس فيها وامثال ذلك من هذه الدقيقة.

”جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضہ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب۔ پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے۔“ (نوٹ) یہ ترجمہ بھی ان کے گھر کا ہے۔

فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند مع ترجمہ اردو۔

نیز وہی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:-

ثم توجهت الى القبر الشامخ المقدس مرة بعد اخرى فبرز النبي صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد رقيقة فتارة في صورة مجرد العظמות والهيبة وتارة في صورة الجذب والمحبة والانس والانسراح وتارة في صورة السريان حتى اتخيل ان الفضاء ممتلئ بروحه صلى الله عليه وسلم وهي تتموج فيه تتموج الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذلك من الرفائق (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

”پھر میں متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لطافت میں بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظمت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذب و محبت اور انس و انسراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں ماری ہی ہے مانند

ہو اے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور لٹانوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا۔“
نیز وہی شاہ صاحب فرماتے ہیں:-

لم يزل صلى الله عليه وسلم ولا يزال متوجها الى الخلق مقبلا
اليهم بوجهه... لما كان وجهه صلى الله عليه وسلم الى الخلق
كان قريباً جداً من ان يرتفع انسان اليه بجهد همته فيغيثه في
‘ نانبه او يفيض عليه من بر كاته (فيض الحرمین صفحہ ۳۰)

”ہمیشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منکے ہوئے ہیں ان کی
طرف۔ جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان
اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادری کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر برکتیں
افاضہ فرمائیں۔“

ان اولی الناس بی المتقون کی یہ چند جھلکیاں ہیں اس قسم کے عالم بیداری کے سب مشاہدات کا
اگر احصاء و احاطہ کیا جائے تو کئی دفتر بھی نا کافی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”حاضر و ناظر“
ہونے کی دوسری شق یعنی آپ کے ”ناظر“ ہونے کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔ (قوت باصرہ سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى في الظلماء كما يرى
في الضوء. ✓

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھا کرتے
تھے۔“

(یعنی روشنی اور اندھیرے میں یکساں دیکھتے تھے) اخرجہ ابن عدی و البیہقی و ابن عساکر۔
المصنّف الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۱۔ عمدة القاری شرح صحیح بخاری للإمام العینی جلد ۵ صفحہ ۲۵۳
باب تسوية الصقوف)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:-

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى بالليل في الظلمة كما
يرى بالنهار في الضوء اخرجہ البیہقی (المصنّف الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

”حضور رات کے اندر میرے میں ایسے دیکھا کرتے تھے جیسے کہ دن کو روشنی میں دیکھتے تھے
 علیہ الصلوٰۃ والسلام۔“

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

هل ترون قبلي ههنا والله ما يخفى علي ركوعكم ولا خشوعكم
 واني لادراكم وراء ظهري (۱)۔ (رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)
 ”یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر مخفی ہے اور نہ تمہارا
 خشوع (جو دل کی کیفیت ہے اور سینہ کا راز ہے) مجھ سے پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں
 اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔“

وفی رواية مسلم عنه۔ ”انی واللہ لا بصر من ورائی کما ابصر من
 بین یدی“ وفی رواية مسلم عنه ”هل ترون قبلي هاهنا فواللہ ما
 يخفى علي ركوعكم ولا سجودكم انی لادراکم من وراء
 ظهري“۔ (صحیح مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۱۸۰، خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۱ فی
 رواية عبدالرزاق فی جامعہ والحاکم وابی نعیم عنه مرفوعاً۔
 انی لانظر الی ماورائی کما انظر الی ما بین یدی۔“

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فانی اراکم خلف ظهري رواہ البخاری وفی رویۃ۔ ”فانی اراکم من
 وراء ظهري“

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۔ مشکوٰۃ باب تسویۃ القف صفحہ ۹۸)

”بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔“

وفی رواية مسلم عنه۔ ”فواللہ انی لادراکم من بعد ظهري“
 وفی رواية مسلم عنه۔ فانی اراکم امامی ومن خلفی ثم قال والذی
 نفس محمد بیدہ لو رايتم مارايت لصحکتکم قليلاً ولبکتکم کثیرا
 قالوا وما رايت يا رسول اللہ قال رايت الجنة والنار۔

1۔ رواہ مالک وسعد بن منصور و مسلم وابن مردويه۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ۱۲ فیضی

”پس بے شک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے یہ قدرت میں میری جان ہے جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو ہنسو تمھوڑے اور روؤ زیادہ، صحابہ نے عرض کی آپ کیا دیکھتے ہیں؟ فرمایا میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں۔“ (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۰۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

انی اراکم من وراء ظہری۔ اخرج ابونعیم۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

۶۔ امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول۔ الَّذِي يَرِيكَ جِنَّينَ تَقُوْمُ لِي وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدِينَ ۝۱۰ کی تفسیر میں فرمایا۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری من خلفہ من الصفوف کما یری من بین یدیہ۔“ اخرج الحمیدی فی مسنده وابن المنذر فی تفسیرہ والبیہقی خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۱۔ وایضاً اخرجہ سفیان بن عیینة والفریابی وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ۔

۷۔ وَاخْرَجَ نَحْوَهُ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ائمہ کرام اور شرح محدثین فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے حقیق دیکھنا ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں:-

قال العلماء هذا الابصار ادراك حقیقی خاص به صلی اللہ علیہ وسلم انخرقت له فيه العادة ثم يجوز ان يكون بروية عينه انخرقت له فيه العادة ايضا فكان یری بهما من غير مقابلة..... وقيل كانت له صلی اللہ علیہ وسلم عين خلف ظهره یری بهما من ورائه دانما وقيل كان بين كتفيه عينان مثل سم الخياط يبصر بهما لايحجبها ثوب ولا غيره. (خصائص کبریٰ، جلد ۱ صفحہ ۶۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ورد الشرع بظاھرہ فوجب القول به قال القاضي قال احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ وجمہو العلماء هذه الرؤیة بالعين حقیقة. (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

امام بیہقی فرماتے ہیں:-

قال احمد وجمهور العلماء هذه الرؤية رؤية العين حقيقة ولا مانع له من جهة العقل وورد الشرع به فوجب القول به. (عمدة القاري شرح صحيح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۵۳-۲۸۱ باب تسوية الصفوف و باب الخشوع في الصلوة)

شاه ولی اللہ صاحب حدیث " فواللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لاراکم من وراء ظہری" (رواہ مالک) کے تحت رقمطراز ہیں:-

اقول الاظهر ان یقال خلق اللہ تعالیٰ له ادراکا یدرک بہ مالیس فی العادة ادراکه مما قد کان او سیکون ومما هو غائب عنه او لیس فی محاذاة بصره بمنزلة رؤية البصر واللہ اعلم۔

(مسوی عربی شرح سوطا جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ شاہ ولی اللہ مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ظاہر نزد فقیر آں ست کہ خدائے تعالیٰ خلق فرمود ادراکے رادر قنائے آں حضرت سلی اللہ علیہ وسلم کہ مے دید باں چیزے را کہ خلاف عادت است ادراک آں از آنچہ سابق بود یا آئندہ مے شود و آنچہ پوشیدہ است از چشم او یا آنچہ نیست در برابر بصر او و آں ادراک بمنزلہ روایت بصری بود در حصول علم تام واللہ اعلم۔

(مصنفی شرح فارسی سوطا شاہ ولی اللہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶-۲۹۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-
فواللہ انی لاراکم من بعدی۔ (تشفیق علیہ، صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲-صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۰ مشکوٰۃ شریف باب الرکوع حدیث نمبر ۸۲)

"یعنی اللہ کی قسم میں تمہیں اپنے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا۔"

امام یحییٰ فرماتے ہیں کہ امام داؤدی نے "بعدی" کی تفسیر میں فرمایا۔ یعنی من بعد وفاتی۔
(عمدہ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱ و نووی جلد ۱ صفحہ ۱۸۰) "یعنی بعد از وفات بھی میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔"۔ و نقد علیہ۔

۸۔ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان موعدکم المحوض وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی هذا۔

الحدیث

”تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بے شک میں اس (حوض کوثر) کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔“ (تحقیق علیہ صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۷۹، و صفحہ ۵۰۸ جلد ۲ صفحہ ۹۷۵، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰) (۱) مشکوٰۃ باب انکرامات کے بعد باب وفات النبی صفحہ ۵۷۷

خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔ جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے اور میں کا کون سا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے کوئی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔
۹۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا:-

كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فشحص بصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدر وامنه على شيء. (رواه الترمذی باب العلم جلد ۲ صفحہ ۹۰، مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ۲ صفحہ ۳۵)

”ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت ہے (ما فی المستقبل کو اپنی آنکھ سے دیکھا) جب کہ علم لوگوں سے چھین لیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر بالکل قابو نہ پائیں گے۔“

۱۰۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور مدینہ پاک کی پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا:-

هل ترون ما اری قالوا لا قال فانی اری الفتن تقع خلال بيوتكم كوقوع المطر. (رواه البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ۱ صفحہ ۴۶۲)

”جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں تمہارے گھر میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں۔“

۱۱۔ حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:-

انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون. الحديث. رواه الترمذی و ابن ماجہ مشکوٰۃ باب البرکاء والخوف فصل ۲ صفحہ ۳۵۷، والجامع للشیخ التیبر جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

”کہ میں جو دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے۔“

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی چشم دور بین وغیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے۔ ہمارے رکوع، سجود اور خشوع کو دیکھتی ہے، آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت و دوزخ دیکھتی ہے، ماکان کو دیکھتی ہے، مایکون کو دیکھتی ہے، بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے، حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سلب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے، آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔

آئیے اب وسعت نظر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ایک جامع حدیث پڑھیں۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید المرسلین، عالم کل و ناظر کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ان اللہ تعالیٰ قدر رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها
الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه. رواه نعیم بن حماد (المتوفى
۲۲۸ھ) اول من جمع المسند الرسالة المستطرفة صفحہ ۳۳ فی
كتاب الفتن والملاحم۔ جمع الجوامع للسيوطی۔ مواہب لدنیہ امام قسطلانی
جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ و شرح للزرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۳ کنز العمال لعلیٰ المعنی طبع قدیم
دکن جلد ۶ صفحہ ۹۵ و طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۱۳ نمبر ۵۰، شرح دیوان ابن الفارض
للنابلسی و عزنی جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۶)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا ہے۔ تو میں اسے اور جو کچھ
اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا
ہوں۔“

(تنبیہ) خیال رہے کہ اصحاب تخریج والے ائمہ محدثین اس حدیث پاک کو حضرت ابن عمر سے اپنے
اپنے طریق سے روایت کرنے والے تین (۱) تخریجین محدثین ہیں۔ ایک امام نعیم بن حماد (متوفی
۲۲۸ھ) ہیں جن کی روایت ابھی گزری، دوسرے امام طبرانی (متوفی ۳۶۰) ہیں اور تیسرے امام ابو
نعیم احمد بن عبداللہ (متوفی ۳۳۰ھ) ہیں۔ طبرانی اور ابو نعیم کی روایت یوں ہے:-

ان اللہ تعالیٰ قدر رفع لی الدنيا فانا انظر اليها والى ما هو كائن فيها
الى يوم القيامة كانما انظر الى كفى هذه خلیان من اللہ تعالیٰ

۱۔ تخریجی معلومات کے مطابق کہہ رہا ہے (کذا قال المجدد البرجلوی فی الانباء) ہو سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محدثین
نے اس کو روایت کیا ہو۔ ۱۲۔

جلاہ لنبیہ کما جلاہ النبیین من قبلہ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر
 وابو نعیم فی الحلیہ عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ زیارات
 جامع صغیر للسویطی صفحہ ۱۰۵، الفتح الکبیر للذہبی جلد ۱ صفحہ ۳۴۰ کنز العمال لعلی التتلی
 طبع قدیم دکن جلد ۶ صفحہ ۱۰۵، انباء المصطفیٰ لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۸
 کنز العمال لعلی التتلی طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۵۳-۵۴)

”بے شک اللہ عزوجل نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس
 میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس بتتلی کو دیکھتا ہوں اس
 روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنی نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے
 روشن کی تھی۔“

علامہ زرقانی نے اس حدیث پاک کی یوں شرح کی ہے:-

(ان اللہ قدرفع) اے اظہر وکشف (لی الدنیا) بحیث احطت بجمیع
 ما فیہا (فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما
 انظر الی کفی ہذہ) اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ
 ارید بالنظر العلم زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰۳-۲۰۵۔ قال
 المناوی "وقد تجلی لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الکل کلہ وزویت
 لہ الارض باسرها فاری مشارقہا ومغاربہا۔

(فیض التقدیر جلد ۳ صفحہ ۵۲۱)

حضور تو سید الانام ہوئے، آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام، ان کی وسعت نظری کے چند حوالے
 ملاحظہ ہوں۔ غوث الثقلین حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخردلۃ علی حکم اتصال

(قصیدہ غوثیہ)

بعض نام کے نقشبندیوں کے لئے لحد فکر یہ عارف صمدانی مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی
 نغی نقشبندی (متوفی ۸۹۸ھ) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ
 حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والغفران سے گفتند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرۃ ایست وما میگوئیم

چوں روئے ناخنے است **بج** چیز از نظر ایشان غائب نیست۔ (محطات الانس شریف فارسی، حالات خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۴۸، مطبع نولکشور لکھنؤ)

”حضرت عزیز ایں علیہ الرحمۃ والنظر ان فرماتے ہیں کہ اس گروہ (اولیاء) کے نزدیک (ساری) زمین ایک دسترخوان ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کے برابر ہے، ان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں۔
محطات الانس اردو صفحہ ۳۱۸ مطبوع اللہ والے کی قومی دکان لاہور)

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناظر کل اور عالم کل ہونے پر قطعی الدلالہ ہے۔ جس کو فریق مخالف کا عیار مؤول بھی تسلیم کرتا ہے ہاں فریق مخالف تھانوی صاحب سے لے کر عیار مؤول تک (اس حدیث شریف کو رد کرنے کے لئے ایک حربہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

سوال۔ یہ حدیث ضعیف (۱) ہے کیونکہ اس حدیث کے بعد کثر الاعمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ میں ہے کہ سندہ ضعیف حدیث ضعیف سے تو عمل بھی نہیں ثابت ہو سکتا چہ جائیکہ تم لوگ اس سے علم کلی اور حاضر و ناظر کا عقیدہ ثابت کرتے ہو۔

جواب۔ مسئلہ علم کلی و حاضر و ناظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (جس کو عقائد ظنیہ میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کے اثبات کے لئے دلیل ظنی کافی و دوانی ہوتی ہے) (کمانی النہر اس) تو نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث تو بطور مزید تائید پیش کی جاتی ہے نہ یہ کہ سرے سے اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے واحد اور صرف یہی حدیث ہے۔ اس حدیث پاک سے کوئی نیا مسئلہ نہیں ثابت کیا گیا بلکہ اس حدیث سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے جو آیات قرآنیہ اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ شَاهِدًا اور اَلنَّبِيُّ اَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور جَسَّابِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا، عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يَخْفِيْهِمْ عَلٰى غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مِنْ اَمْرِ نَفْسِيْ مِنْ رَّسُوْلٍ، عَلَمِكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بَيِّنٰتًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّغَيْرِهَا سے ثابت ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ جو مسئلہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اس کی تائید میں حدیث ضعیف نہیں پیش کی جا سکتی بلکہ ایسی جگہ کوئی تائیدی حدیث ضعیف بھی آجائے تو اصل مسئلہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت تھا وہ بھی قابل رد ہوگا اور باطل ہو جائے گا۔
اَفَلَا يَتَّقُوْنَ۔

جواب نمبر ۴۔ فقیر ابتداء میں کہہ آیا ہے کہ تین محدثوں نے اس حدیث کا اخراج کیا۔ نعیم بن حماد،

۱۔ تیسکین ابو طرجمہ ۲ صفحہ ۱۲۸ پر حضرت قتیبہ بن سعید عسقلانی صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ غلام محمود

صاحب جلالی نے عم الرمن کے صفحہ ۸۵ پر فرمایا یہ حدیث مسند صحیح سے مروی ہے ۱۲۸

طبرانی، ابونعیم (کذا قال المجدد البریلوی فی الانباء) "سندہ ضعیف" والا جملہ نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے جو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر ہے یہ فتویٰ "سندہ ضعیف" والا طبرانی اور ابونعیم کی روایت مندرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ کے بعد نہیں۔

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو یہی جملہ (سندہ ضعیف) کنز العمال میں طبرانی اور ابونعیم کی روایت کے بعد دکھا دے جو جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ پر ہے۔ یہ قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا تو جب یہ معلوم ہوا کہ سندہ ضعیف نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے نہ کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت سے۔ تو ایک حدیث کا ایک سند سے ضعیف ہونا اس بات کو کب مستلزم ہے کہ اس کی سب سندیں ضعیف ہیں۔ مزید معلومات کے لئے الہاد الکافی الحکم المصنف کا افادہ یا زوہم ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۳۔ کسی حدیث کے متعلق ایک محدث کا فتویٰ ضعف اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہو۔ بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ایک سند کے اعتبار سے ضعیف کہتا ہے۔ پھر وہی محدث اسی حدیث کو دوسری سند کے اعتبار سے صحیح کہتا ہے (چنانچہ اس حدیث کے متعلق نعیم کی روایت کے بعد امام علی متقی کا سندہ ضعیف کہتا اور طبرانی اور ابونعیم کی روایت کو یہاں جمع نہ کرنا اور پھر وہاں علیحدہ ذکر کر کے ان کی روایت کے بعد فتویٰ ضعف نہ دینا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت ضعیف نہیں بلکہ ان روایتوں سے یہ حدیث صحیح ہے۔

ہکذا قالوا وفيه وما فيه اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ضعیف یا موضوع کہتا ہے اور دوسرا محدث اسی حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ امام دارقطنی صحیح بخاری کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں اور بہت سے محدثین صحیح بخاری کی سب حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں (دیکھو مقدمہ فتح الباری) ابن جوزی نے بہت سی حدیثوں کو موضوع کہا اور امام سیوطی نے ان کا تقب کیا۔ ملاحظہ ہوں "تہذیب سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" اور ملاحظہ ہو حدیث "انا مدینہ العلم وعلی بابہا" کے متعلق بخاری کہتے ہیں۔ "لیس له وجه صحیح" ترمذی کہتے ہیں۔ "مکرر" ابن عمیر کہتے ہیں "کذب" ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا۔ ذہبی اس کا متبع ہوا۔ ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی اور حافظ ابوسعید علائی کہتے ہیں کہ "حسن" ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں کہ "صحیح" ہے (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۳۰ والدرء المنشرہ صفحہ ۵۲، ۵۱، ۴۹) تو اب آپ اندازہ کریں کہ صرف علی متقی یا امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کے فتاویٰ ضعف اور وہ بھی صرف دربارہ

روایتِ حیم سے یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ اصل حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف و قابل رد ہے۔ حالانکہ امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) شارح بخاری کا مواہب میں اور علامہ زرقانی کا اس کی شرح میں اور امام عارف عبدالغنی نابلسی کا شرح دیوان ابن الفارض میں اور علامہ نبہانی کا جوہر البخار میں اس حدیث سے حضور کی وسعتِ علمی پر استناد کرنا اس بات کا تین ثبوت ہے کہ یہ حدیث قوی ہے اور مقبول و مسلم ہے لائقِ حجت و قابلِ استناد ہے نہ یہ کہ قابلِ رد ہے کیونکہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث قوت پاتی ہے اگرچہ سند ضعیف ہو۔ (مرقات، جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

جواب نمبر ۴۔ اور اگر بالفرض تینوں روایتوں کے اعتبار سے اس حدیث کو سب محدثین کے نزدیک ضعیف مان لیا جائے پھر بھی ہم سنیوں کا کام چلتا ہے وہ اس طرح کہ یہ حدیث موضوع تو ہرگز نہیں کیونکہ کنز العمال امام سیوطی کی تین کتابوں جامع کبیر، جامع صغیر، زیادت جامع صغیر کا مجموعہ ہے۔ دیکھو مقدمہ کنز العمال، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر جو روایت درج ہے وہ امام سیوطی کی جمع الجوامع سے منقول ہے اور امام سیوطی کی جمع الجوامع (جامع کبیر) کی کوئی حدیث موضوع نہیں جعلی نہیں۔ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں جن کتب حدیث سے حدیثیں نقل فرمادیں، ان کتب کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا

۱۔ ایک وہ کہ جن کتب حدیث کی ہر حدیث صحیح ہے۔

۲۔ دوسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف طبرانی اور ابونعیم کی روایات کو اس قسم میں شمار فرمایا اور ایسی کتب سے جو ضعیف حدیثیں نقل ہوئیں غالباً اکثر و بیشتر ان کا ضعیف ہونا بیان فرمایا۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ حدیث زیر بحث کو جب طبرانی اور ابونعیم سے نقل فرمایا۔ اس کے بعد اس کا ضعف نہ بتایا۔

۳۔ تیسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں ضعیف ہیں ان سے احادیث نقل کرنے کے بعد ان کے ضعف بتانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ان کتب کی طرف نسبت ہی ضعف کی واضح علامت ہے۔ اس تقسیم سے جمع الجوامع یعنی جامع کبیر کی احادیث کی صحت اور ضعف کا بآسانی پتہ چل سکتا ہے۔ دیکھو مقدمہ جمع الجوامع و مقدمہ کنز العمال و مقدمہ الفتح الکبیر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

”وسیوطی در جمع الجوامع احادیث از کتب کثیرہ آورده از چنانہ تجاوز است مشتمل بر صحاح و حسان و ضعاف و گفت کہ دروے حدیثے نیارودم کہ موسوم بوضع باشد“

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۸ و مقدمہ شرح فی اول مشکوٰۃ - صفحہ ۷)

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن پہ جو طبرانی اور ابونعیم کی روایت درج ہے وہ زیادت جامع صغیر سے منقول ہے (دیکھو الفتح الکبیر جلد ۱- صفحہ ۳۳۰) جامع صغیر کی احادیث اور زیادت کی ترتیب جامع صغیر کی طرح ہے اور زیادت کی احادیث کے حکم میں ہیں۔ (دیکھو مقدمہ زیادت و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶ طبع جدید دکن و الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳-۴ مطبوعہ مصر اور جامع صغیر کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ و صفحہ ۷۴ بقدر بہ وضاع او کذاب (جامع صغیر صفحہ ۳ مطبوعہ مصر) علامہ نبھانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولایخفاک ان انتخابہ ای انتخاب السیوطی) الجامع الصغیر
منہ (ای من جمع الجوامع) ثم انتخابه الزيادة يقتضى انه لم
یذکر فیہ شیئاً من الاحادیث الواہیة فاذن جل احادیثہما ہی ما
بین صحیح و حسن والضعیف قلیل بالنسبة الیہما مع ان
الحدیث الضعیف یعمل بہ فی فضائل الاعمال کما ہو مقرر۔

(فتح النبیہ جلد ۱ صفحہ ۵)

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ حدیث مذکور "ان الله قد رفع لی الدنيا" بزرگوار موضوع نہیں نہ روایت نعیم اور نہ بروایت طبرانی و ابونعیم۔ باقی رہا ہمارا برکتیئل تنزل فریق مخالف کو طہار سادیتا کہ بالفرض بروایت طبرانی و ابونعیم حدیث مذکورہ روایت نعیم کی طرح باتفاق جمع محدثین ضعیف ہو تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت وہ یوں کہ اصول حدیث کا یہ مسلم قانون ہے کہ حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت پاتی ہے بلکہ حسن بن جاتی ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وتعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن وقال ابن الہمام وقول من
یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجۃ لاتنوقف علی الصحۃ بل
الحسن کاف۔ مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۳۱ آخر فصل الثانی باب ما لا یجوز من العمل فی
الصلوۃ ونحوہ فی آخر الموضوعات للفقاری ونحوہ فی فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ و
جلد ۱ صفحہ ۳۱۸ و کتاب المیزان للشعرانی الفصل الثالث من فصول فی الاجوبۃ عن
الامام ابی حنیفۃ۔ و صواعق محرقة لابن حجر، تعقیبات للسیوطی باب المناقب
حدیث النظر الی علی عبادۃ، و اشعة اللمعات للشیخ جلد ۱ صفحہ ۳ و صفحہ ۷ و مقدمہ شیخ
صفحہ ۵-۶ حدیث ضعیف کے قوت پانے کے لئے بہت طرق کی ضرورت نہیں بلکہ صرف دو روایتوں

اور طریقوں سے مل کر قوت پا جاتی ہے۔ دیکھو لاکھی للسیح طی زیر حدیث من ولد له ثلثة اولاد
 و تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی تحت حدیث مذکور۔ نیز تیسیر میں ایک حدیث کے متعلق ہے۔ ضعیف
 لضعف عمر و بن واقد لکنہ یقوی بورودہ من طریقین اور یہاں تو یہ حدیث ان اللہ قد
 رفع لی الدنیا و نہیں بلکہ تین طرق اور تین روایتوں سے ثابت ہے لہذا یہ حدیث قوت پا کر مقبول و
 مسلم ہو کر حسن بن سنی اور حدیث حسن فضائل و مناقب درکنار وہ تو اس سے بڑھ کر احکام میں حلت و
 حرمت میں بھی قابل احتجاج و لائق استناد ہوا کرتی ہے۔
 قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے:

ان الحسن یجوز العمل به عند الجمهور“۔ (نیل الاوطار جلد ۱)

صفحہ ۲۲ و نحوہ فی مقدمہ الشیخ و اشعة اللمعات وغیرہم)

جواب نمبر ۵۔ نیز برائیل تنزل کہتا ہوں کہ بالفرض و الحال مشاہدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و رؤیتہ جمیع العالم کے ثبوت کے لئے اور کوئی آیت و حدیث و حجت شرعی نہ ہوتی اور طبرانی اور ابو
 نعیم کی روایت بھی نہ ہوتی اور صرف اور فقط وہی روایت نعیم ہوتی کہ جس کے متعلق امام سیوطی یا امام علی
 حنفی کا یہ فتویٰ مذکور ہوا کہ ”سندہ ضعیف“ اور یہی فتویٰ صرف انہیں کا نہ سمجھیں بلکہ سب محدثین کا
 بھی سمجھ لیں تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام دنیا و مافیہا کی روایت
 والی فضیلت ثابت، کیونکہ حضور کا تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا یہ ایک منقبت اور فضیلت ہے سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی۔ اور فضیلت و منقبت ثابت کرنے کے لئے حدیث ضعیف مفرد کافی و دانی ہوا کرتی ہے۔
 حدیث ضعیف فضائل و مناقب میں باتفاق محدثین حجت ہے۔ جن کو اصول حدیث سے مس ہے وہ اس
 بات سے باخبر ہیں۔ لکن الوہابیہ قوم جاہلون۔ اس قانون کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔ ”وما
 اشہر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرها المراد مفرداتہ
 لا مجموعہا لانہ داخل فی الحسن لا فی الضعیف (مقدمہ شیخ صفحہ ۶) و نحوہ قال فی
 مقدمہ اشعة اللمعات صفحہ ۷۔ امام زکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر کئی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی
 قاری مرقات صفحہ ۵۰۔ ۸۹۔ صفحہ ۶۳۰ جلد ۲)
 و حرز شین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

قد اتفق الحفاظ و لفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل

بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال و لفظ الحرز جواز العمل

بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق۔

”یعنی بے شک حفاظ حدیث و علماء دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔“

امام ابو طالب محمد بن علی کی فرماتے ہیں:

الاحادیث فی فضائل الاعمال و تفضیل الاصحاب مضلّة
محمّلة علی کل حال مقاطعها ومراسیلها لا تعارض ولا ترد
کذلک کان السلف یفعلون

(توت القلوب فصل استقبال الاختتام ملخصاً جلد ۱ صفحہ ۳۶۳)

”فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کی حدیثیں کیسی ہی ہوں، ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں،
مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں۔ ائمہ سلف کا یہی
طریقہ تھا۔“

مقدمہ امام ابو عمرو ابن صلاح و مقدمہ جرجانیہ و شرح الالفیہ و تقریب النووی اور اس کی شرح تدریب
الراوی میں ہے واللہ اعلم۔

یجوز عند اهل الحديث وغيرهم التساهل في الاسناد الضعيفة
ورواية ماسوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان
ضعفه في فضائل الاعمال وغيرها مما لا تعلق له بالعقائد
والاحكام وممن نقل عنه ذلك ابن حنبل وابن مهدي وابن
المبارك قالوا اذا روينا في الحلال والحرام شددنا واذ روينا في
الفضائل ونحوها تساهلنا اه ملخصاً۔

”محدثین وغیرہ علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف و موضوع
کے سوا ہر قسم کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے جنہیں عقائد
واحکام سے تعلق نہیں۔ امام احمد بن حنبل و امام عبدالرحمن بن مہدی و امام عبداللہ بن مبارک
وغیرہم آئمہ سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب ہم حلال و حرام میں
حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس کی مثل میں روایت کریں تو
زہری کرتے ہیں۔“

فتح الاسلام ذکر یا انصاری کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں:-

قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغيرهم يجوز و يستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحديث الضعیف مالم یکن موضوعا۔

”محدثین و فقہاء وغیر ہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔“

اس کے علاوہ اس قسم کی بہت عبارات ہیں جن کا حصر کریں تو ایک ضخیم جلد تیار ہو، صرف بعض مزید حوالوں کی نشان دہی کر دیتا ہوں۔ (فتح القدر جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ و ۳۶۷۔ موضوعات کبیر للقتاری صفحہ ۷۳) آخر میں ایک حوالہ غیر مقلد کا بھی ملاحظہ کریں:

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست“ (سک الختام جلد ۱ صفحہ ۷۲) تو محدثین کے ان بیانات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنيا اگرچہ بالفرض بالاتفاق ضعیف بھی ہو تو پھر بھی اس سے حضور کی فضیلت اور منقبت ثابت ہو کر رہے گی۔ فَلَہُ الْخَیْذُ۔

جواب نمبر ۶۔ مزید بر سبیل تنزل کہتا ہوں۔ اگر بالفرض و الحال اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنيا کی کوئی ایک سند ضعیف سے ضعیف بھی نہ ہوتی تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روایت دنیا و مافیہا کا ثابت کرنا بجا تھا کیونکہ خدا داد قوت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا امر ممکن ہے نہ کہ امر محال و ممنوع اور ہر مرتبہ و کمال ممکن حضور کے لئے ثابت ہے جیسا کہ اسی کتاب کے باب اول میں ائمہ و علماء کرام کے اقوال کثیرہ گذرے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ نورانی شعر بیچھے گذرا ہے۔

ہر تہ کہ بود بر امکان بروست ختم ہر نعمت کہ داشت خدا شد برو تمام

نیز امام شعرانی کی یہ عبارت نورانی بیچھے گذری ہے۔ ثم اعلم ان کل ما مال الی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لاحد البحث فیہ و لا المطالبہ بدلیل خاص فیہ فان ذلک سوء ادب فقل ما شئت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل المدح لاحرج۔“ اور اس قسم کی بیسیوں عبارتیں آئمہ کرام و علماء عظام گذر چکی ہیں تو ثابت ہوا کہ بالفرض اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنيا کا زمین و آسمان میں کہیں نشان نہ ہوتا تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ مرتبہ و کمال یعنی روایت جمیع دنیا و مافیہا پھر بھی ثابت تھا۔ اگر کوئی کہے کہ

آئمہ کے اس قول کا کیا اعتبار کہ ہر ممکن کمال حضور کے لئے ثابت ہے؟ اس کے ثبوت کے لئے قرآن حدیث سے سند لاؤ تو اس کا

جواب نمبر ۱۔ یہ ہے کہ علماء کرام و آئمہ اعلام نے جو کچھ فرمایا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہم تم سے وہ قرآن و حدیث زیادہ سمجھتے تھے اور جو کچھ انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ عبارتیں دربارہ سید عالم تحریر کی ہیں یہ کتاب و سنت کی تائید میں لکھی ہیں اور وہ آیات و احادیث و آثار اس کتاب کے باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ جس طرح معترض نے یہ کہا کہ آئمہ کا یہ قول کہ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر ممکن کمال ثابت ہے“ ناقابل قبول ہے۔ قرآن و حدیث سے دلیل مطلوب ہے حالانکہ اس کا ثبوت کتاب و سنت سے گذرنا تو ہم بھی معترض سے پوچھتے ہیں کہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵، اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا۔ کے بعد یہ جملہ ”سندہ ضعیف“ یہ قرآن شریف کی کون سی آیت ہے؟ کس پارہ اور کس سورہ کی آیت ہے؟ کئی ہے یا مدنی؟ اور اگر یہ قرآن کی آیت نہیں اور یقیناً نہیں تو اتنا بیان فرمادیں کہ یہ ارشاد رسول ہے؟ صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں کہ حضور نے فرمایا ہو کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کی سند ضعیف ہے۔ ایک لاکھ روپیہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ ”سند ضعیف“ والا جملہ فرمان خدا ہے یا ارشاد مصطفیٰ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ضعیف نہ آیت ہے اور نہ حدیث بلکہ ایک محدث کا قول ہے۔ ناظرین یہ الٹی منطق سمجھ سے دراء الوریٰ ہے کہ شان مصطفیٰ کے متعلق تو محدثین کے اقوال غیر معتبر قرآن و حدیث سے سند لاؤ اور فرمان مصطفیٰ کی صحت و ضعف محدث کی تصحیح و تضعیف پر مبنی جب تک محدثین اور آئمہ دین کی بات نہ مانیں اس وقت تک کسی ایک حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یہ کون سی آیت میں آیا کہ امام علی متقی بلکہ حافظ ابن حجر بلکہ ترمذی بلکہ ابوداؤد بلکہ مسلم بلکہ بخاری بلکہ امام احمد ضہیل بلکہ یحییٰ بن معین بلکہ دارقطنی جس حدیث کو صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف کہہ دیں وہ ضعیف ہے۔ ماننا پڑے گا کہ ارشاد آئمہ کے بغیر دین کی گازی چل نہیں سکتی۔ اَقْلَابُكُمْ رُؤُفٌ۔

جواب نمبر ۳۔ جو ضرب کاری ہے۔ بلکہ جان و باہیت پر کوکب شہابی ہے وہ یہ کہ ”سندہ ضعیف“ یہ جرح مبہم ہے جس میں اس کی تفصیل نہیں کہ نعیم کی روایت کیوں ضعیف ہے۔ اس میں کونسا راوی ضعیف ہے اور اس راوی کی وجہ ضعف کیا ہے۔ کیا اس میں ایسا طعن تو نہیں جو بعض محدثین کے نزدیک

طعن ہی نہ ہو۔ اور جرح و طعن بہم سے حدیث مجرد نہیں ہوتی بلکہ وہ قابل عمل رہتی ہے۔ دیکھو منار لابی البرکات نسفی صاحب تفسیر مدارک پھر اس کی شرح نور الانوار میں ہے:

"والطعن المہم من النمة الحدیث لایجرح الراوی عندنا بان یقول هذا الحدیث مجرد او منکر او نحوہما فیعمل بہ الا اذا وقع مفسراً بما ہو جرح متفق علیہ کلک لا مختلف فیہ بحیث یکون جرحاً عند بعض دون بعض ومع ذلك یکون الجرح صادراً ممن اشتهر بالنصیحة دون التصعب". (نور الانوار صفحہ ۱۹۶)

مبحث طعن یلحق الحدیث وکثر النبی صفحہ ۱۰۱) انشاء المولوی یہ جوابات معترض کے عذر رنگ کو ایسا ختم کر دیں گے کہ اس کے لئے میدان فرار رنگ ہو جائے گا۔

فریق مخالف

مولوی سرفراز دیوبندی

یہ حدیث (ان اللہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی ہے جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب (حجۃ اللہ البالذجلہ ۱۔ صفحہ ۲۶۰) (۱) میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے ہاں ہاسک کردہ شود۔ (عالم نافعہ صفحہ ۷) تمبید النواظر صفحہ ۱۸۳۔ طبع چہارم بلفظ۔

خویدم علماء اہلسنت منظور احمد فیضی

قولہ (اس کا قول) یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے۔ اتول۔ (میں کہتا ہوں) یہ سفید جھوٹ ہے۔ یہ دن دہاڑے علمی ڈاکہ ہے۔ یہ خیانت اور کذب کی بدترین مثال ہے۔ یہ جھوٹ کیوں بولا گیا۔ محض اس لئے کہ ان لوگوں کو احادیث نبویہ کا باغی بنا کر ان کے ایمان کی صفائی کی جائے کہ جن کے پاس مجالہ نافعہ نہیں۔ آخر وہ جھوٹ بول کر وہ اپنے رب کی سنت کیوں نہ ادا کریں کہ جن کے نزدیک ان کے اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہو (دیکھو فتاویٰ رشید یہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۹، براہین قاطعہ صفحہ ۲) بلکہ جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کا قائل بھی سنی مسلمان ہو (قلمی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

۱۔ فقیر کے ہاں جو حجۃ اللہ البالذجلہ ۱۔ صفحہ ۱۹، براہین قاطعہ صفحہ ۲) بلکہ جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کا قائل بھی سنی مسلمان ہو (قلمی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

۱۳۵ تک ہے۔ طبقہ رابعہ کا ذکر صفحہ ۱۳۲ سے ۱۳۵ پر ہے۔ ۱۲ فیضی

ارے شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کو جموٹ سے رد کرنے والوں کو اور ایسی سنتوں کو رد کرنے کا ہو جاو! شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے قول کے مطابق اور انہیں ”حجۃ اللہ الباقیہ“ اور ”عجائب نافعہ“ ہی کی رو سے یہ حدیث (ان اللہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کی ہے کیونکہ اس حدیث شریف کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جیسے کہ حوالے گذرے ملاحظہ ہو (زیادت جامع صغیر للسویطی الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ اور زرقاتی جلد ۷ صفحہ ۲۰۳) (۱) اور تصانیف طبرانی کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے نہ کہ طبقہ رابعہ میں۔ آنکھوں کے ناخن اُتار کر بغور ملاحظہ ہو۔ (حجۃ اللہ الباقیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیر یہ دمشق طبع اول ۱۳۵۲ھ۔ عجائب نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتہائی دہلی و صفحہ ۵ در اول فوائد جامعہ مطبوعہ نور محمد)

مسلمانو! جن کتابوں کے نام لے کر عیار مؤول و محرف و خائن شان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو رد کرنا چاہتا تھا انہیں کتابوں نے اس کے جموٹ کو ظاہر کر دیا۔ ع
چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دراد
پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کا نہیں جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں
پانچ سو روپیہ نقد انعام اُس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ زرقاتی جلد ۷ صفحہ ۲۰۳ میں یہ حدیث (ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا) طبرانی کے حوالہ سے منقول نہیں اور شاہ ولی اللہ نے (حجۃ اللہ الباقیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیر یہ دمشق میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے (عجائب نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتہائی دہلی میں) تصانیف طبرانی کو طبقہ ثالثہ سے نہیں گنا بلکہ طبقہ رابعہ سے گنا ہے ہل من مبارز۔ ہمیں میداں ہمیں گوائے!

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آ زمانے ہوئے ہیں
اور اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور تصانیف ابو نعیم بقول شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ طبقہ رابعہ میں شمار ہیں (۲) لہذا یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہوئی تو میں کہوں گا

کاش کہ فریق مخالف کا عیار محرف و مؤول و خائن مواہب اور زرقاتی سے حدیث نہ کو نقل کرتے وقت احواج الطہرانہ کے الفاظ کو دیکھ لیتا۔ ۱۳ ف

2۔ اگرچہ یہ تشریح خصم شاہ صاحبان کے اس قول میں نظر ہے یعنی ابو نعیم کی صحیح تصانیف کو طبقہ رابعہ سے شمار کرنا بظہر طبقہ رابعہ کی ہر حدیث کو ناقابل اعتبار بنانا اور یہ کہنا کہ ان کتب کی سب حدیثیں یا موضوع ہیں یا ضعیف لافیر (کیونکہ علیہ بقیا گلے صفحہ پر)

ہر حقاقت اس شخص کی حقاقت سے کم نہ ہوگی جو صحیحین کی ان احادیث کو جن کو ترمذی نے جامع میں یا ابوداؤد نے سنن میں یا نسائی نے سنن میں روایت کیا، طبقہ ثانیہ میں شمار کرے اور صحیحین کی ان احادیث کو جو کتب بیہقی و طحاوی و طبرانی و سنن ابن ماجہ میں پائی جائیں طبقہ ثالثہ میں شمار کرے اور صحیحین کی ان احادیث کو تصانیف ابی نعیم میں مروی ہونے کی وجہ سے طبقہ رابعہ میں شمار کرے اللہ اعلمون۔

ع ہریش گماں مبر کہ خالی است

قولہ جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں۔ اقوال تمام محدثین کا اتفاق ہے "اتابڑا دعویٰ اور بلا دلیل۔ ایسے بے سند اور بلا دلیل دعوے کر کے فاسق (۱) غیر طیب کو اخروں اور چوہڑے ہمارا کی روٹی کھانے والوں (ان کے گنگوی صاحب نے فتاویٰ رشید یہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ زراغ معروفہ (دبسی کوا) کھانا ثواب ہے اور اسی صفحہ پر لکھا، چوہڑے ہمارے گھر کی روٹی میں حرج نہیں) اور ہندو تہوار ہولی، دیوالی کے کھانا تناول فرمانے والوں (فتاویٰ رشیدہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) اور سودی روپیہ سے ہندوؤں کی سبیل سے پانی پینے والوں (فتاویٰ رشید یہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۳) کو تو خوش کیا جاسکتا ہے لیکن اہل سنت کے سامنے ایسے بے سند دعوے ناقابل قبول ہیں بلکہ وہ رد کرنے کے لائق ہیں۔ کیا والد صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ میں طبقات کتب حدیث کی بدیہی تقسیم فرمانے اور اس کی سب کتب کو موضوع یا ضعیف کہنے اور لائق و فاضل بیٹے مرحوم کے اس کو "عالم نافع" میں نقل کر دینے سے تمام محدثین کا اتفاق ثابت ہو گیا؟ گویا کہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کا فرمان تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

ع اس کا راز تو آید و مرداں چینیں کنندہ

ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب (2)

(بقرہ صفحہ ۱۲) لابی نعیم کو خاتم الحفاظ حاضر بارگاہ رسول اللہ۔ شیخ الحدیث بزبان نبی اللہ (مقدم الفتح الکبیر ترجمہ سیوطی) امام جلال الملک والدرین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب سے گناہے کہ جن میں صحیح حدیثیں بھی ہیں اور حسن بھی اور ضعیف بھی (نہ کہ موضوع کما مر عن الشیخ المحقق المصلوبی من تصنیفہ اللغات جلد ۱ صفحہ ۸۔ والمقدم فی اصول الحدیث صفحہ ۷) ملاحظہ ہو مقدمہ مجمع الجوامع للسیوطی وکنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷۔ ۸ طبع جدید کن والفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی

1. عن ابن عمر قال من یا کل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ماہو من

الطیبات۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۳۱ باب الغراب ۱۲۔ فیضی

2۔ صلی اللہ علیہ وسلم کونف کر کے صلعم وغیرہ لکھتا اور رضی اللہ عنہ کونف کر کے "لکھتا" رحمۃ اللہ علیہ یا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لکھتے ہیں۔“ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے ہاں باتمسک کردہ شود (عجالتاً نافذ صفحہ ۷) اتول۔

نمبر ۱۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تقسیم طبقات اور دعویٰ عدم اعتماد میں اپنے والد مرحوم کے متبع ہیں اور ان کے والد اس بدعتی تقسیم و دعویٰ کے موجد ہوئے اور بڑے شاہ صاحب کی کتب (خصوصاً وہ جو ابن عبدالوہاب نجدی کی تاثرات لے کر حرمین شریفین سے واپس آئے تھے) کی اوزن ہے۔ یہ فقیر کی مطبوعہ کتاب ”تعارف“ میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں مسطور ہے۔ من شاء فلینظر ثم۔

نمبر ۲۔ شاہ صاحبان کی عبارات کا جواب ہمارے فریق مخالف کے عیار مولیٰ کی زبانی سنئے جو ہم اہل سنت کو بزرگان دین و ائمہ محدثین کی عبارات کے جواب میں جگہ جگہ پیش کرتا رہتا ہے۔ بزرگان کی عبارات میں اگر مناسب تاویل کی گنجائش ہوئی تو تاویل کر دی جائے گی ورنہ اقبال کی اصطلاح میں

ع اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

پر عمل کیا جائے گا۔ اھ بلفظ تہرید النواظر صفحہ ۱۸۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر اس نے لکھا ہے۔ ”بزرگان دین اور صوفیہ کرام کی باتیں حجت نہیں کتاب و سنت سے استدلال ہو“۔ مصلحتاً تو لہذا اب ہم فریق مخالف سے پوچھتے ہیں کہ کتب حدیث کے یہ چار طبقات تصانیف ابن نعیم اور تصانیف حاکم و تصانیف خطیب وغیرہ کو چوتھے طبقہ میں شمار کر کے ان کتب کی احادیث کو ناقابل اعتماد بتانا۔ (جیسا کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے علیٰ قولکم) کون سی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ہاتوا ابرہا نکتکم ان کنتم صلیقین۔ کیا ہم شاہ صاحب کے قول کو تمہاری تفسیر کے مطابق تسلیم کر کے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان صحیح و حسن حدیثوں کو پس پشت ڈال دیں جو طبقہ رابع کی کتب حدیث میں موجود ہیں اور ان کتب کی ضعیف حدیثوں کا باب فضائل اور مناقب میں رد کر کے جمہور محدثین کی مخالفت کریں؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بغض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی اندھی تقلید تمہیں مبارک ہو کہ سیکڑوں صحیح و حسن حدیثیں رد ہوتی ہیں تو ہونے دو، پر اپنے بڑے مولوی کی بات کو پیٹھ نہ ہو۔

(ایضاً صفحہ ۱۷) (۱) رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مخفف کر کے رح لکھا ۲) درست ہے۔ قَدْ قَالَ اللَّهُ لَنْ عَسَا أَقُولَ عَقِبَ الَّذِي تَقُولُ لَكُمْ قَدَرٌ نَوَدَىٰ شَرِّ سَلْمٌ صَفْحَةَ ۲۰۔ قَدَوِي حَدِيثِي صَفْحَةَ ۱۹۶۔ كَوْثَرُ الْبَيْتِي صَفْحَةَ ۷۵۔ قَدَوِي ۳۳۲ رَحْمَتِي۔ عَطَاوِي مَلِ الدَّر۔ قَدَوِي الْفَرِيدَةُ صَفْحَةَ ۳۵۔ ۲۶۔ حَيَاتِ اَهْلِ دِمَشْقِ صَفْحَةَ ۲۸۳۔ بَارِ شَرِيْعَتِ جَدِّ صَفْحَةَ ۳۔ صَفْحَةَ ۸۷۔ اِسْ پَرُوْمِيْدِيْنِ اُوْرْتَرِكِيْ وَاقِعَاتِ۔ سَعَادَاتِ الدَّارِيْنِ الْمَلْبُوْدُوْنِ صَفْحَةَ ۱۳۱ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیض

نمبر ۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والعفر ان کی زبان اور طبقہ رابعہ کا بیان۔

”کسی حدیث کا کتب طبقہ رابعہ سے ہونا موضوعیت بالائے طاق، ضعف شدید رکنا، مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں۔ ان میں حسن، صحیح، صالح، ضعیف، باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں ہاں بوجہ اختلاط وعدم بیان کہ عادت، جمہور محدثین ہے ہر حدیث میں احتمال ضعف قائم۔ لہذا غیر ناقد کو بے مطالعہ کلمات ناقدین ان سے عقائد و احکام میں احتجاج نہیں پہنچتا۔ قول شاہ عبدالعزیز صاحب ”ایں احادیث قابل اعتماد و مستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے یا نہا تمسک کردہ شود“ کے یہی معنی ہیں نہ یہ کہ ان کتابوں میں بخشی حدیثیں ہیں سب وہی ساقط ہیں یا موضوع و باطل اور اصلاً و بارہ فضاک بھی ایراد و استناد کے ناقابل کوئی ادنیٰ ذمی فہم و تیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا۔ نہ کہ شاہ صاحب سافاضل ہاں مشکلمان طائفہ وہابیہ اپنی جہالتیں جس کے سرچاپیں دھریں۔

اولاً۔ خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ و عمل کا انکار فرما رہے ہیں اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے متناقی نہیں۔ ہم افادہ پائیس (۲۲) میں روشن کر آئے کہ در بارہ فضائل کسی حدیث سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں تو اس بات کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق؟ (۱)

ثانیاً: تصانیف خطیب ابو نعیم بھی طبقہ رابعہ میں ہیں اور شاہ صاحب بستان الحدیث میں امام ابو نعیم کی نسبت فرماتے ہیں۔ ”از نو اور کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء (۲) است کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نندہ“ (ان کی تادرو عجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب یا ”تصنیف“ نہیں ہوئی۔) بقول الفیضی و ایضاً فیہ۔ کتاب حلیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔ (بستان الحدیث اردو صفحہ ۷۳ مطبوعہ نور محمد) اسی میں ہے (۳)۔ کتاب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب است بسیار خوب کتاب ہے است در باب خود۔ اسی (۴) میں تصانیف امام خطیب کو لکھا: التصانیف المفیدۃ التي هی بضاعة المحدثین و عروہم فی فہم۔ (فائدہ بخش تصانیفیں

1۔ اسی طرح حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا سے حضور ملیہ اسلوۃ السنۃ کی یہ نصیحت ۲: بت کی جاتی ہے کہ حضور نے دنیا و ما فیہا دیکھا ہے۔ بالفرض حدیث ضعیف ہی ہو تو ہمارے استناد و استدلال پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ ۱۲ فیض
2۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا۔ جس کی حدیث میں شاہ صاحب رطب اللسان ہیں۔ ۱۲ فیض

کہن حدیث میں محدثین کے بضاعت محل تمسک ہیں) پھر امام حافظ ابوطاہر سلفی سے ان تصانیف کی مدح جلیل نقل کی۔ سبحان اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد اور کہاں ان کے کلام وہ بیہودہ مراد کہ کتب سراسر مہمل و ناقابل استناد۔

ثالثاً۔ جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجت اللہ البالغہ میں اس تقریر طبقات کے سوجد اسی حجت بالغہ میں اسی طبقہ راہبہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ اصلح هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا (1) یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں جن میں ضعیف قلیل قابل حمل ہے۔ ظاہر ہے کہ ضعیف محتمل ادنیٰ انجبار خود احکام میں حجت ہو جاتی ہے اور فضائل میں تو بالا جماع تھا ہی مقبول و کافی ہے پھر یہ حکم بھی بلحاظ انفراد ہوگا، ورنہ ان میں بہت احادیث منجبرہ حسان ملیں گی اور عند تحقیق یہ بھی باعتبار غالب ہو ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں۔ کما مستمع بعونہ تعالیٰ

وابتغاً۔ یہی شاہ صاحب قرة العینین فی تفضیل التبیحین (2) میں لکھتے ہیں: "چوں نوبت علم حدیث بطبقہ دلیلی و خطیب و ابن عساکر رسید این عزیزان دیدند کہ احادیث صحاح و حسان را متحد میں مضبوط کرده اند پس مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ و مقلوبہ کہ سلف آں را دیدہ و دانستہ گذاشتہ بودند و غرض ایشان ازیں جمع آں بود کہ بعد جمع حفاظ محدثین در ان احادیث شامل کنند و موضوعات را از حسان بغیر ہا (3) ممتاز نمایند چنانچہ اصحاب مسانید طرق احادیث جمع کردند کہ حفاظ صحاح و حسان و ضعیفہ از یک دیگر ممتاز سازند۔ ظن ہر دو فریق را خدا تعالیٰ محقق ساخت۔ بخاری و مسلم و ترمذی و حاکم تمیز احادیث و حکم بصحت و حسن و متاخر ان در احادیث خطیب و طبقہ او تصرف نمودند، ابن جوزی موضوعات را بجزد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان بغیر ہا از ضعاف و منا کیر تمیز نمود و خطیب و طبقہ او در مقدمات کتب خود باین مقاصد تصرف نموده اند۔ جز اہم اللہ تعالیٰ عن امة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرا

1۔ حجۃ اللہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیر یہ دمشق۔ ۱۲ فیض

2۔ قسم دوم از فصل دوم در شبہات و راقاں (کتاباں) صفحہ ۲۸۲۔ ۲۸۳ مطبوعہ تجلی، بی۔ بی۔ ۱۲۔ اخیر

3۔ حافظ ابن حجر ایک روایت ابن عساکر (جو طبقہ راہبہ سے ہے) کے متعلق فرماتے ہیں۔ "سده حسن"

مرقات جلد ۲ صفحہ ۶۔ قال الفاری نعت حدیث صلوة قال السحاری و رواہ ابن ربیعہ باسناد حسن۔ مرفاۃ جلد ۲ صفحہ ۱۰ و بحوہ فی المرفاۃ جلد ۲ صفحہ ۱ او ہامش جلاء الافہام صفحہ ۵ لاس القیہ الحوریہ صفحہ ۱۰۰۔ ابن جریر (جو بقول شاہ صاحب طبقہ راہبہ سے ہے) کی ایک روایت کے متعلق کہا "حسن" تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۱ نیز اسی صفحہ پر ابن عساکر کی روایت بھی منقول ہے و غیر ذلک لا تعد ولا تحصی المغفل تکفیه الاشارة۔ ۱۲ فیض منی عذ۔

۱۱ ملاحظاً۔ دیکھو کسی مرتع تصرع ہے کہ کتب طبقہ رابع میں نہ صرف ضعیف محتمل بلکہ حسان بھی موجود ہیں اگرچہ بغیر ہا کہ وہ بھی بلاشبہ خود احکام میں حجت نہ کہ فضائل۔

خامساً۔ انیس شاہ صاحب نے اسی حجت میں سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و تصانیف ابی داؤد طرابلسی و بیہقی و طبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابو نعیم (۱) کو طبقہ رابع میں گنا۔ امام طویل جلال الدین سیوطی خطبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں:

(رمزت للبخاری (خ) والمسلم (م) و لابن حبان (ح) وللحاکم فی المستدرک (ک) (۲) وللضیاء فی المختارہ (ض) و جمیع ما فی ہذہ الکتب الخمسة صحیح..... سوی ما فی المستدرک من المتعقب فانہ ینبہ علیہ (و کذا ما فی موطا مالک و صحیح ابن خزیمة و ابی عوانہ و ابن السکن و المنتقی لابن الجارو و المستخرجات فالعز و الیہا معلم بالصحة ایضاً) و رمزت لابی دانود (د) ... وللترمذی (ت) وللنسائی (ن) و لابن ماجہ (م) و لابی دانود الطیالسی (ط) و لا حمد (حم) و لزیادات ابنہ (عم) و لعبد الرزاق (عب) و لسعید بن منصور (ص) و لابن ابی شیبہ (ش) و لابی لیلیٰ (ع) و للطبرانی فی الکبیر (طب) و فی الاوسط (طس) و فی الصغیر (طص) و للدارقطنی (قط) ... و لابی نعیم فی الحلیة (حل) و للبیہقی (ق) و لہ فی شعب الایمان (هب) و ہذہ فیہا الصحیح و الحسن و الضعیف فابینہ غالباً (۳) ۱۱ مختصراً۔

دیکھو امام خاتم الحافظ نے طبقات ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی نسق میں گنا اور سب پر یہی حکم فرمایا کہ اس میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ ہے۔

سادساً۔ خود جناب شاہ صاحب کی تصانیف تفسیر عزیزی و تفسیر اثنا عشریہ وغیرہا میں جا بجا طبقہ رابع سے بلکہ ان سے بھی اتر کر استناد (۴) موجود۔ اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا نہ سمجھتے۔ یا یہ

1۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو تصانیف حاکم کو بھی طبقہ رابع میں گنا ہے۔ (عالم صفحہ ۷) ۱۲۴

2۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کو بھی طبقہ ثالثہ سے شمار کیا۔ حالانکہ ان کی سب حدیثیں صحیح ہیں عندهما و عند بعض المحدثین اور ابن تیمیہ مشدود کے شاگرد ہی نے مستدرک کی بعض حدیثوں کا تعاقب کیا اور کہی ان کے ہمنوا ہوئے و قال بعض العلماء کل ما فی المستدرک اما صحیحہ و اما حسن ولا ینزل عن درجۃ الحسن "کوثر النبی" صفحہ ۷۔ ۸۔ ۱۲۴

3۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷۔ ۸۔ وفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۔ ۵۔ ۱۲۴

4۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب عزیز الاقتدار ... باب ... صفحہ ... و ابو الفروس الدیلمی (بقراءتہ صفحہ پر)

سبھا، ناحق تحریف معنوی کر کے احادیث طبقہ راہبہ کو بہل و معطل ٹھہرا تا ان کے سر کئے دیتے ہیں (فقیر فیضی کہتا ہے کہ پھر آگے اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر عزیزی اور تفسیر سے تمثیلاً چند نقلیں پیش کی ہیں کہ جن سے واضح کہ شاہ صاحب نے ابن عساکر ابو الشیح، ابن مردویہ، ویلی، نقشبلی، ابن النجار، ابن جریر خلیب بغدادی، مدارج نبوت، کتاب الوفا بیتی، شروع مشکوٰۃ، شرح مشکوٰۃ للشیخ الحقنق، ریاض النضرۃ بیتی، ابن السمان سے روایتیں نقل کر کے ان سے استناد کیا جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے)..... اس (۱) طبقہ والوں کی احادیث متروکہ سلف کو جمع کرنے کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) صفحہ ۳ کتاب مذکور۔ رواہ ابو نعیم صفحہ ۳، رواہ ابو نعیم صفحہ ۷، رواہ ابوالکیم الترمذی صفحہ ۷، رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۵، رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۸۔ اس روایت کے ماتحت فرماتے ہیں ازین حدیث مستفاد گشت کہ دو کتب چہار باریمان است وترک محبت ایشان علامت صریح نذوق صفحہ ۱۸۔ ابن عساکر صفحہ ۲۱۔ ابن عساکر صفحہ ۲۶۔ فخله الحد۔ کتبہ الغیضی علی عہ ۱۴

1۔ اعلیٰ حضرت کا یہ کلام شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس کلام کو مل کر رہا ہے شاہ صاحب طبقہ راہبہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ "طبقہ راہبہ" احادیث کے نام و نشان آ نہاں درون سابقہ مضمون نہ بود و ستا قرآن آ نہاں روایت کردہ اندر جس حال آ نہاں از ذوق خالی نیست (فیہ ما فیہ) یا سلف تفسیر کردہ آ نہاں اصل نیافتہ اندہ مشغول بروایت آ نہاں سے شغفہ پایا تھوہ دوران تہ سے و طبعہ دیدند کہ باعث شد ہر آ نہاں را بر ترک روایت آ نہاں (عجالت صفحہ ۷) پھر آگے شاہ صاحب عدم اعتماد والا دعویٰ ہی بنیاد پر متفرع کرتے ہیں محققین ناظرین شاہ صاحب کے اس کلام کے ساتھ اگلے حوالے بطور ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف فرمائیں۔ قال الشیخ عبدالقادر الساذلی لم یذم المصنف (یعنی السیوطی) فی ذیبا جہ کتابہ حلاوۃ المصاحم انہ سمع المصنف (السیوطی) یقول اکثر ما یوجد علی وجہ الارض من الاحادیث النبویۃ القویۃ والمعلیۃ ماتنا الف حدیث ونیف فجمع المصنف منها مائۃ الف حدیث فی هذا الكتاب یعنی الجامع الکبیر واحترتہ المعبیہ ولہ یکملہ ۵۱ (الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر) وقال البہانی واحبر (السیوطی) عن نفسه انہ یحفظ ماتنی الف حدیث قال ولو وجدت اکثر لحفظتہ قال ولعلہ لا یوجد علی وجہ الارض الا اکثر من ذلك ۵۱ (فتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر) وقال الامام عبدالرزاق الصاوی (المصنفی ۵۱۰۳۱) نحت قول السیوطی لانه (ای ان الجامع الصغیر) مقتضب من الكتاب الکبیر الذی سمیتہ بمعجم العوامع وقصدت فیہ جمع الاحادیث النبویۃ باسرها (انتہی قول السیوطی) وهذا بحسب ما اطلع علیہ المؤلف (السیوطی) اعتبار ما فی نفس الامر لتعذر الاحاطة بها وانافتها علی ما جمعه الجامع المذكور لو تم وقد احترتہ المعبیۃ قبل تمامہ۔ وفي تاریخ ابن عساکر عن احمد. صح من الحدیث سبعمانۃ الف (سات لاکھ) وکسر (الکسر هو العدد الذی یكون اقل من واحد کالثلث والرابع وبقائه الصحیح) وقال ابورزقہ کان احمد یحفظ الف الف (۷۵ لاکھ) حدیث صلی اللہ علیہ وسلم فیئ القدر جلد ۱ صفحہ ۲۳ (مرقات جلد ۱ صفحہ ۲۰ مقدمۃ الترتیب للنداری جلد ۱ صفحہ ۷۱۔ زر قونی علی ابواب جلد ۱ صفحہ ۳۱۔ ارسلاہ السطر جلد ۱ صفحہ ۱۷) یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسے حافظہ والے امام نے اپنی سند میں رنج کئی نہیں۔ سنو۔ قال الصاوی قال ابن المدینی۔ مسندہ وهو نحو اربعین الفاصل من اصول الاسلام ۵۱ فیئ القدر جلد ۱ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔ قال القاری (الترتبی ۱۰۱۳) فانہ (ای ان مسند احمد) اکثر المسابید واحسبها فانہ لم یدخل فیہ الا ما یتیح معہ کہ کو نہ اختصرہ من اکثر من سبعمانۃ الف حدیث وحسین الف ۵۱ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۱ مطبوعہ مصر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

معنی اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کے امراء سے انہوں نے احتراز کیا انہوں نے درج کیس نہ یہ کہ

(بقیہ صفحہ صفحہ 448) شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماید: "در اس سند زیادہ از سی ہزار حدیث جمع کردہ گفتہ امی مسند انتخاب کردہ ام زیادہ از ہفت صد و پچا ہزار حدیث اور بعد للمعات جلد ۱۶-۱۷-۱۸۔ وفي مقدمة الترهيب والترييب للسندي جلد ۱ صفحه ۷۱۔ تحت عنوان ترجمة الامام احمد رضى الله عنه۔ حفظ الف الف حديث تحل منها اربعين الفا ونيفا۔ فدونها في كتابه السنن اه وقال الكتاني في الرسالة المستطرفة صفحه ۷۱۔ وقد اشهر عند كثير من الناس انه اربعون الف حديث وكذا صرح بذلك الحافظ شمس الدين محمد بن علي الحسيني في التذكرة فقال عدلة احاديثه اربعون الفا بالمكره، وقال ابن السني انه ثلاثون الفا والاختصاص على قوله دون غيره وقد انتقاه (ابن السنن) من اكثر من سبعائة الف وخمسين الف حديث، ولم يدخل فيه الا ما يحتج به غيره۔ اه خود شاہ عبدالعزیز کی زبانی سننے مشہور ہے کہ مسند میں اصل سے تیس ہزار حدیثیں ہیں اور جب ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادت کو طالیا جائے تو چالیس ہزار حدیثیں ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے۔ کل تیس ہزار حدیثیں ہیں..... واللہ اعلم..... امام احمد جب اس سند کے سوادہ سے قازغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان کو یہ مسند سن کر فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنا لیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو انہما ورتنا اس کو غیر مستحیال کریں۔ راقم الحروف (شاہ صاحب) کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تو از معنی کو نہیں سیکھیں ورتنا سکی احادیث مشہور بہت ہیں جو سند میں نہیں ہیں۔ اہ بیتان الحدیثین صفحہ ۵۳، ۵۴

الآن نشرع في نقل كلام المناوي فاقم التسلسل) وقال البخري احفظ مائة الف حديث صحيح ومائتي الف حديث غير صحيح وقال مسلم صنف الصحيح من ثلاثمائة الف حديث الي غير ذلك۔ انتهى كلام المناوي۔ فیض التدریج جلد ۱ صفحہ ۲۳۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی بات تو سنی اب شاہ عبدالعزیز صاحب پیراردی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نیر اس کی بات بھی سنی۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ قال ابن الجوزي حصر الاحاديث بعيد عن الامكان وقال الامام احمد صح من الاحاديث سبع مائة الف وكسر وقال جمعت المسند من اكثر من سبعائة الف وخمسين الف وقال البخاري احفظ من الصحاح مائة الف ومن غيرها مائتي الف ولعله اراد ما صح على شرطه وقال اخرجت الصحيح من نحوست مائة الف حديث لكنهما لم تكتب فضاعت بموت العلماء وقال ابو المكارم المتون الموجودة اليوم تبلغ مائة الف۔ ۱۱ ملقطا، کوثر التبی صفحہ ۱۳، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الاحادیث الصحیحة لم تنحصر فی صحیحی البخاری ومسلم ولم یستوعبا الصحاح کلها بل هما منحصران فی الصحاح والصحاح التي عندهما وعلى شرطهما ايضا لم يوردا هما في كتابهما فضلا عما عند غيرهما قال البخاري ما اوردت في كتابي هذا الاما صح ولقد تركت كثيرا من الصحاح وقال مسلم الذي اوردت في هذا الكتاب من الاحاديث صحيح ولا اقول ان ما تركت ضعيف۔ مقدمه للشيخ المحقق في اصول الحديث صفحہ ۳ واشعة للمعات جلد ۸ صفحہ ۸ ونحوه في مقدمة صحيح البخاري لمولانا احمد علي سهارنفوري جلد ۳ صفحہ ۳۔ سات لاکھ سے بھی زیادہ صحیح حدیث امام احمد کی نظر میں تھی اور ایک لاکھ صحیح حدیث امام بخاری اور بخاری کی نظر میں تھی اور بقید اولی و ثانیہ وثالث کی سب حدیثوں کو جمع کر دین میں صحیح و حسن و ضعیف کو بھی بے شک ان سے جمع کرتے آؤ پھر بھی ایک لاکھ حدیث بمشکل ہوں گی۔ تو اب یہ کہتا کہ حدیث درست ہوگا کہ بقید ثالث تک (بقیہ اگلے صفحہ پر)

انہوں نے جو کچھ لکھا سب متروک سلف ہے۔ مجرد عدم ذکر کو اس معنی پر حمل کرنا کہ ناقص سمجھ کر بالتقدیر ترک کیا ہے، محض جہالت ہے ورنہ افراد بخاری متروکات مسلم ہوں، اور افراد مسلم متروکات بخاری اور ہر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی تمام سلف کی متروک مانی جائے۔ مصنفین میں کسی کو دعویٰ استیعاب نہ تھا۔ امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث صحیح حفظ تھیں۔ صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں (فتح الباری)

ٹاھنا۔ شاہ صاحب (بستان الحدیث میں) فرماتے ہیں۔ لہذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر متدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از دیدن تخفیف ذہبی۔ اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وجہ بے اعتمادی یہی اختلاط صحیح و ضعیف ہے اگرچہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے متدرک جس میں تین رابع کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چاہئے ضعف شدید یا بطلان محض کے کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس بے اعتمادی کے یہی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پر رکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے..... اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے کہ جب منشا اختلاط صحیح و ضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم..... بالجملة حق یہ کہ مدار اساتذہ نظر و اعتقاد یا تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے فلاں میں نہ ہونے پر۔ انتہی کلام الامام المجدد البریلوی ملخصاً منیر العین فی حکم تقبیل الایہا مین۔ متضمن رسالہ الہدایہ الکافی فی حکم الضعاف اتاودہ نمبر ۱۲۳ از صفحہ ۷۸ تا صفحہ ۸۴

کَلک رِضا ہے خَیْزِ خُوخُوَارِ بَرَقِ بَارِ
اِعْدَاءِ سَے کَہہ دُو خَیْرِ مَنَائِمِ نَہ شَرِّ کَرِیْمِ

ماسعی فی هذه الاجوبة الالحفظ عرض و منقبة سيدنا و شفيعنا

محمد صلى الله عليه وسلم لانال شفاعتة عليه الصلوة والسلام

ولنعلم ماقال حسان عليه الرضوان من الرحمن

هجوت محمدا فاجبت فيه وعند الله في ذاك الجزاء

فان ابى ووالدتى وعرضى لعرض محمد منكم وفاء

اب آخر میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری (کما یقولون) کی ایک حدیث دیکھیں جس سے مسئلہ قدرت و تعریف اور مسئلہ روایت اور مسئلہ صحیح پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حدیثوں کا ذکر نہ ہونا ان محدثین سابقین کے عدم علم یا وجود قدح پر مبنی ہے۔ تدر۔ ۱۲۔ ۱۔ لفظی مغزلا

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ان الله تعالى قال من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الي عبدي بشيء احب الي مما الترضت عليه ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبته فاذا احبته فكننت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشى بها وان سألني لا اعطينه ولنن استعاذني لا عيذنه وما ترددت عن شيء انا فاعله ترددي عن نفس المؤمن يكره الموت وانا اكره مسانئته ولا بد له منه۔ (رواه البخاري في صحيحه، جلد ۲، صفحہ ۹۶۳)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اُس کو اعلان جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فراموش ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں، جس چیز کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفسِ مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں وہ مومن حکمِ طبیعت موت کو مکرہ سمجھتا ہے اور میں اس کی تمکینی کو ناخوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔“ (مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول صفحہ ۱۹۔ الجامع الصغیر للسيوطی جلد ۱ صفحہ ۱۷ مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلی بمصر ۱۳۵۸ھ۔ وقال السيوطی فی التوشیح وقع فی روایة ”بی یسمع وبی يبصر وبی يبطش وبی يمشی“ زاد احمد من حدیث عائشة و فؤاده الذي يعقل به ولسانه الذي يتكلم به“۔ انتہی۔) (حاشیہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اسی حدیث شریف کی یوں تشریح فرماتے ہیں:

العبد اذا واطب على الطاعات بلغ الى المقام الذي يقول الله
كنت له سمعا و بصراً فاذا صار نور جلال الله سمعا له سمع
القريب والبعيد واذا صار ذلك النور بصرا له رأى القريب
والبعيد واذا صار ذلك النور يدا له قدر على التصرف فى
الصعب والسهل والبعيد والقريب ۱

”جب کوئی بندہ نیکیوں پر پیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت له سمعا و بصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے“ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۸۸-۶۸۹ مطبوعہ مصر تحت آیت اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابِ الْكُفْرِ وَالرَّقِيبِ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اولیاء کرام، کی یہ شان ہے تو حضور سید الامام امام الانبیاء سید المرسلین محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و قدرت اور آپ کے کان مبارک کی قوت سمع اور آپ کی مبارک آنکھوں کی طاقت کا کیا کہنا کہ جسکی آوازاں کے کانوں سے پوشیدہ ہے اور کوئی چیز ان کی نظر مبارک سے مخفی ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعلی کرامت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰ حضرت)

ناظر خلق و خالق پہ لاکھوں درود ایسی بھر و بصارت پہ لاکھوں سلام (فقیر فیضی)

اقوال ائمہ کرام و عبارات علماء عظام در بارہ حاضر و ناظر سید عالم ﷺ
۱۔ شیخ الحدیث سنہ سنہ کفعمین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-
وباچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است یک کس را دریں مسئلہ خلاف (۱) نیست

۱۔ الفرق بین الخلاف والاختلاف بكون من الجانبين والخلاف بكون من (بترجمہ صغیر)

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حیات بے شائبہ مجاز تو ہم و تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال (۱۹) امت حاضر و ناظر و مطالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مرہب ست (مکاتیب و رسائل شیخ محقق علی ہاشم اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ مجتہائی دہلی)

”علاء امت میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو اس مسئلہ میں خلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا شائبہ مجاز اور توہم و تاویل حقیقی حیات سے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور مطالبان حقیقت کے لئے ان کے لئے جو حضور کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں فیض دینے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔“

۲۔ نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اور علامہ نبہانی شیخ عمر فونی سے ناقل اور وہ قطب محمد بن عبداکریم ہاسمان سے ناقل :-

فقہی حال ذکرک لہ صلی اللہ علیہ وسلم تصور کانک بین
یدیہ متاد با بالاجلال والتعظیم والہیۃ والھیاء فانہ یراک
ویسمعک کلما ذکرته لانہ متصف بصفات اللہ وهو سبحانہ
جلس من ذکرہ (سعادت دارین صفحہ ۳۵۳ مطبوعہ مصر)

ذکر کن اور اور درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضرست پیش در حالت حیات و سے بنی تو اور امتاد با بالاجلال و تعظیم و ہیبت و حیادباں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم سے بند وے شتو و کلام ترا زیر کہ وے متصف ست بصفات اللہ و یکے از صفات الہی آن ست کہ انا جلس من ذکرنی“ (مدارج المنوی جلد ۲ صفحہ ۶۲۱)

”یعنی اے مخاطب تو حضور ﷺ کا ذکر کر اور آپ پر درود شریف بھیج اور آپ کے ذکر کے وقت یہ تصور باندھ کہ حضور ﷺ حالت حیات سے تیرے سامنے حاضر ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے اور آپ کے ذکر کے وقت اجلال تعظیم اور ہیبت و حیا سے متادب بیٹھنا اور جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور صفات الہیہ (بقیہ صفحہ گزشتہ) الجانب الواحد وقد یکون الخلاف بمعنی الاختلاف وقیل الاختلاف تباین الطریق والمقاصد کلیہما والخلاف تباین الطریق مع اتحاد المقاصد ، واللہ اعلم، فائدہ جلیلہ صفحہ ۲۸ اوقال السید الشریف الجرجانی فی التصرفات صفحہ ۹۰، الخلاف منازعۃ تجری بین المتعارضین لتحقق حق او لا یطال باطل - ۱۲ - الفیضی شفرلہ

۱۔ نیز اس شیخ در مجمع البرکات گفتہ است: ”وے علیہ السلام بر احوال اعمال امت مطلق است بر مقرران و خاصان در گاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔“ ۱۲

”کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔“

شرح شفا للقراری علی هامش نسیم الریاض الباب الرابع من القسم الثاني فصل فی المواطن التي يستحب الصلاة والسلام علی رسول الله علیه الصلوٰۃ والسلام جلد ۳ صفحہ ۱۳۶۳ الطبعة الاولى بالمطبعة الازهرية المصرية ۱۳۲۶ھ۔

۶۔ امام محمد ابن الحجاج کی اور امام قسطلانی تمنا اور علامہ زرقانی شرحا فرماتے ہیں:-

لا فرق بین موتہ و حیاته صلی الله علیه وسلم فی مشاهدته لامتنہ (۱)

ومعرفته باحوالہم و نیاتہم وعزائمہم وخواطرہم وذلک عنده

جلی لاخفاء بہ۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارے میں کہ آپ امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات و نیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں یہ سب چیزیں آپ پر ظاہر ہیں ان میں پوشیدگی نہیں۔“

فان قلت هذه الصفات مختصة باللہ تعالیٰ فالجواب ان من انتقل

الی عالم البرزخ من المومنین الکاملین یعلم احوال الاحیاء

غالباً ۱۰۱۔ (مغل صواب لہدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۰۵)

حدیثوں میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں داخل ہوتے اپنے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں داخل ہو کرو یا مسجدوں سے گزرا کرو تو مجھ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو نیز صحابہ و تابعین جب مساجد میں داخل ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے۔ ان حدیثوں کے رواد یہ ہیں سیدہ فاطمہ، مولیٰ علی، ابو سعید، ابن عمر، انس، ابو ہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس حکم پر عامل اور اس کے قائل یہ ہیں: عبد اللہ بن سلام، ابو برداء، کعب احبار، علقمہ بن قیس۔ محمد بن سیرین قال کان الناس یقولون ابرائیم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان احادیث کے مخرجین یہ ہیں: (اسامیل القاضی، احمد، الترمذی، ابن بکوال، الطبرانی، البیہقی فی الدعاء، ابو عوانہ فی صحیحہ، ابو داؤد، التسانی، ابن ماجہ، ابن السنی، ابن خزیمہ، وابن حبان فی صحیحہ، الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح علی شرط الثعین، الحارث ابن ابی اسامہ العدنی فی مسندہ، النعمری، ابن ابی عاصم،

۱۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ”ارسلت الی الخلق کافة“۔ رواہ مسلم ۱۲۱۸

ابن المبارک فی الاستیذان (وغیرہ) سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۶۷۷ و سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۶، مشکوٰۃ صفحہ ۷۰، مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۳۵۳-۳۶۷، شفا شریف جلد ۲۔ القول البدیع للسکوتی صفحہ ۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

۷۔ وقال الغزالی سلم عليه اذا دخلت في المسجد فانه عليه

السلام يحضر في المسجد. (ماخوذ)

”امام غزالی نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض

کرو کیونکہ آپ مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں۔“

۸۔ ۹۔ خاتم الحفاظ امام سیوطی اور علامہ سید محمود لوسی حنفی بغدادی فرماتے ہیں:-

سئل بعضهم كيف يراه الرازن المتعددون في اقطار متباعدة (لھی

زمان واحد كذا في الروح) فانشد هم

”بعض علماء کرام سے سوال کیا گیا کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھتے ہیں تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:-

كالشمس في كبد السماء وضوءها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا

”یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی

مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

(الحادی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۳۵۳-۳۵۴ واللفظ لہ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵)

۱۰۔ مجمع البحرین امام الطریقین سیدی وسندی و سنحی و مرشدی حضرت قبلہ مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی

(متوفی ۱۳۶۳ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں -

نورت محیط عالم كالشمس في الضحیٰ

من وجهك المنير لقد زين السماء

”یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم چاشت کے سورج کی طرح آپ کا نور سارے جہان

کو گھیرے ہوئے ہے اور آپ کے روشن چہرے سے آسمان حزین ہے۔“

ایک ہی آن میں ایک جسم کا متعدد مقامات پر ہونا

۱۱۔ امام و عارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی فوائد حدیث معراج کی تفصیل فرماتے ہوئے رقم طراز

ومنها شهود الجسم الواحد في مكانين في آن واحد كما رأى
محمد صلى الله عليه وسلم نفسه في اشخاص بنى آدم السعداء
حين اجتمع به في السماء الاولى كما مر وكذلك آدم وموسى
وغيرهما فانهم في قبورهم في الارض حال كونهم ساكنين في
السماء فانه قال رايت آدم رايت موسى رايت ابراهيم واطلق وما
قال رايت روح آدم ولا روح موسى فراجع صلى الله عليه وسلم
موسى في السماء وهو بعينه في قبره في الارض قالما يصلى كما
ورد فيا من يقول ان الجسم الواحد لا يكون في مكانين كيف
يكون ايمانك بهذا الحديث فان كنت مؤمنا فقلد وان كنت
عالماً فلا تعترض فان العلم يمنعك وليس لك الاختبار فانه لا
يختبر الا الله وليس لك ان تتاول ان الذى في الارض غير
الذى في السماء لقوله عليه الصلوة والسلام رايت موسى واطلق
وكذلك سائر من راه من الانبياء هناك فالمسمى موسى ان لم
يكن عينه فالأخبار عنه كذب انه موسى هذا.

(البروقية والجواهر جلد ۲ - صفحہ ۳۶ مطبوعہ مصر)

” اور فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم آن واحد میں دو مکانوں میں
حاضر ہو گیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت اولاد آدم کے افراد میں خود اپنی
ذات کریمہ کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ
پہلے آسمان پر جمع ہوئے تھے جیسا کہ گزر اور اسی طرح آدم اور موسیٰ علیہما السلام اور ان کے
علاء دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہیں بے شک وہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اپنی قبروں
کے اندر ہیں دریاں حاکم وہ آسمانوں میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
مطلقاً اسی طرح فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، ابراہیم
علیہ السلام کو دیکھا۔ روح کی قید کے ساتھ مقید فرما کر اس طرح نہیں فرمایا کہ میں نے آدم
علیہ السلام کی روح کو دیکھا اور نہ یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو دیکھا (جس سے

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتہ ان انبیاء علیہم السلام ہی کو دیکھا نہ کہ ان کی ارواح یا امثال کو) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو اور مراجعت فرمائی حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بیعتہ اپنی قبر شریف کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ (مسلم شریف کی) حدیث میں وارد ہوا ہے پس انتہائی افسوس ہے اور تعجب اس کہنے والے پر جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم بیک وقت دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا (اسے قائل) ذرا یہ تو بتا دے کہ اس قول کے ہوتے ہوئے تیرا ایمان اس حدیث مذکور پر کیونکر ہو سکتا ہے اگر تو مومن ہے تو تجھے مان لینا چاہیے، اگر تو عالم ہے تو اعتراض نہ کر، اس لئے کہ علم تجھے روکتا ہے اور تجھے حقیقت حال کا علم ہے نہیں اس لئے کہ یہ علم حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور تیرے لئے یہ بات بھی جائز نہیں کہ تو اس حدیث میں یہ تاویل کر لے کہ جو انبیاء زمین میں ہیں وہ ان کے غیر ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان میں دیکھا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رایت موسیٰ مطلقاً فرمایا اور اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام کے متعلق جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں میں دیکھا (یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آسمان میں ان کے غیر کو دیکھا جو زمین میں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو موسیٰ فرمایا اگر وہ بیعتہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہوں تو ان کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ موسیٰ ہیں کذب ہوگا۔ العیاذ باللہ۔“

۱۲۔ کچھ آگے یہی امام شعرانی شیخ اکبر سے نقل:

ثم ان المعترض ينكر على الاولياء مثل هذا في تطوراتهم وقد
كان قضيب البان يتطور فيما شاء من الصور في اماكن متعددة
وكل صورة حوطب فيها اجاب ان الله على كل شيء قدير.

(اليواقيت والجواهر، جلد ۲۔ صفحہ ۳۶)

”فرماتے ہیں پھر معترض اولیاء اللہ کے متعدد صورتوں میں ظاہر ہونے کا منکر ہے حالانکہ حضرت قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن صورتوں میں چاہتے تھے مختلف مقامات میں تصور ہو کر ظاہر ہو جاتے تھے اور جس صورت میں بھی آپ کو پکارا جاتا تھا آپ ضرور جواب دیتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔“

۱۳۔ والانسف الناطقة الانسانية اذا كانت فدمية قد تنسلخ من

الابدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور ابدان او بصوراخرى.....
 حيث يشاء الله تعالى مع بقاء نوع تعلق لها بالابدان الاصلية
 يتانى معه صدور الافعال منها كما يحكى عن بعض الاولياء
 قدمت اسرارهم انهم يرون فى وقت واحد فى عدة مواضع.....
 وهذا امر مقرر عند السادة الصوفية مشهور فيما بينهم وهو غير
 طى المسافة وانكار من ينكر كلا منها عليهم مكابرة لاتصدر الا
 عن جاهل او معاند وقد اثبت غير واحد تمثل النفس وتطورها
 لنينا صلى الله عليه وسلم بعد الوفاة وادعى انه عليه الصلوة
 والسلام قد يرى فى عدة مواضع فى وقت واحد مع كونه فى
 قبره الشريف يصلى ٥١ ملقطا.

(تفسير روح المعاني ٢٣ صفحہ ١٣ تا ١٣٢) فتح الملہم لم جلد ١ صفحہ ٣٠٥

١٣-١٥۔ امام ابن حجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاگتے ہوئے دیکھنا ثابت کرتے ہوئے رقم طراز
 ہیں:-

ولا ينكر ذلك الا معاند او محروم۔

”اس کا منکر نہ ہوگا مگر معاند یا محروم۔“

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ٢٥٤، سعادت الدارین مطبوعہ مصر صفحہ ٣٢٢)

١٦۔ فریق مخالف کے پیشوا کشمیری صاحب رویتہ بقطعة ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

فالرؤية بقطعة متحققة وانكارها جهل۔ (فيض الباری جلد ١ صفحہ ٢٠٣)

”جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔“

١٧۔ نیز امام ابن حجر مکی رقم طراز ہیں:-

ثم رایت ابن العربی صرح بما ذکرناه من انه لا یمتنع رؤية ذات
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانه وسائر الانبیاء
 احياء ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج
 من قبورهم والتصرف فی الملكوت العلوی والسفلی (١) ولا

١۔ زرقانی جلد ٨ صفحہ ٨ عن تہذیب الکلب والحادی للخطابی جلد ٢ صفحہ ٣٥٠ سعادت دارین صفحہ ٣٢٢-١٣ فیض

مانع من ان يراه كثيرون في وقت واحد لانه كالشمس واذا كان
القطب يملأ الكون كما قال التاج ابن عطاء الله فما مالک
بالنبي صلى الله عليه وسلم.

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۶۔ سعادت دارین صفحہ ۳۲۲ اللہبہانی مطبوعہ مصر)

”یعنی پھر میں نے ابن العربی کے کلام میں قوم بذکور کی تصریح دیکھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات روح بمع جسد کا دیکھنا ممنوع نہیں کیونکہ حضور ﷺ اور باقی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں ان کی ارواح کو قہقہہ کرنے کے بعد ان کے اجسام میں واپس لوٹایا گیا اور حراروں سے ان کو باہر تشریف لے جانے کی اجازت ہے اور علوی و سخی خلوت میں ان کو تصرف کرنے کی اجازت ہے اور اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں دیکھیں اس لئے کہ حضور ﷺ سورج کی طرح ہیں۔ (جو ایک ہے سب پر روشنی ڈالتا ہے اور ہر جگہ ہے بہت دور و دراز والے اس کو ایک ہی وقت میں دیکھتے ہیں) جب ایک قطب ہر جگہ کو پر کر لیتا ہے جب کہ امام تاج نے فرمایا تو حضور تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے۔“

شیخ تاج الدین کا واقعہ امام سیوطی نے یوں نقل فرمایا ہے:-

وفي مناقب الشيخ تاج الدين بن عطاء الله عن بعض تلامذته، قال
حججت فلما كنت في الطواف رأيت الشيخ تاج الدين في
الطواف (1) فنويت ان أسلم عليه اذا فرغ من طوافه، فلما فرغ من
الطواف جئت فلم اراه ثم رايته في عرفة كذا لك، وفي سائر
المشاهد كذا لك، فلما رجعت الى القاهرة سئلت عن الشيخ،
فقال لي طيب فقلت هل سافر قالوا لا فجئت الى الشيخ
وسلمت عليه فقال لي من رأيت فقلت يا سيدي رأيتك، فقال يا
فلان الرجل الكبير يملأ الكون لو دعى القطب من جحر لاجاب

1. كما رى القطب الشاه جمالي في اقطار بعيدة بقظة في حياته وبعد مماته واستغذ منه ومن الناظرين
لمرشدى المذكور مولانا محمد قاسم الخير فوري وسیدی والدی بقظة فی بیتہ فی بلدہ دیرہ ورحیم
بخش النجار فی مضافات اوج راہ مراراً فی البقظة وايضا راہ قادر بخش الجبلی بقظة فبلغ سيدي
مرشدي عنه قاتليه وغير ذلك من الواقعات الكثيرة المروية عنه ۱۲ . القهضي غفرلہ

فاذا كان القطب بملاء الكون فسيد المرسلين صلى الله عليه

وسلم من باب اولیٰ ۱۱ (الحاوی للختاوی جلد ۲ صفحہ ۴۵۴)۔

یعنی شیخ تاج الدین کے مناقب میں ان کے کسی شاگرد سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں نے حج کیا، جب میں طواف میں تھا میں نے اپنے مرشد شیخ تاج الدین کو طواف کرتے دیکھا تو میں نے یہ نیت کی کہ جب شیخ طواف سے فارغ ہو جائیں گے تو میں ان کو سلام کروں گا جب آپ طواف سے فارغ ہوئے میں وہاں گیا تو آپ کو نہ دیکھا پھر میں نے ان کو عرفہ میں بھی اسی طرح دیکھا اور ہر مشہد میں ان کو دیکھتا رہا پھر جب میں قاہرہ گیا تو میں نے لوگوں سے حضرت شیخ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت اچھے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت سفر پر گئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے کس کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا یا سیدی میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ فرمایا اے فلانے ایک قطب سارے جہان دنیا کو پر کر لیتا ہے، اگر اس قطب کو سوراخ سے پکارا جائے تو وہاں سے بھی جواب دے گا، جب ایک قطب ساری دنیا کو پر کر لیتا ہے (ہر جگہ وہی ہوتا ہے) تو حضور سید المرسلین تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔“

فقیر منظور احمد فیضی مؤلف کتاب بذراعی عرض کرتا ہے کہ میرے والد مکرم استاذ العلماء العارف الکامل حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیض مدظلہ العالی نے اپنے پیر و مرشد قطب العارفين سید الغمباء والحمد شین حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد صاحب جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ دور دراز مقامات پر جاتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ شہر ڈیرہ غازیخان میں جب کہ حضرت صاحب اسی وقت بستی سندیلہ شریف میں زندہ موجود تھے اور دوسری دفعہ اپنے گھر فیض آباد زواج شریف ضلع بہاول پور میں، حالانکہ اس وقت حضرت قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ العالی اس دنیا سے پردہ پوش ہو چکے تھے۔ اسی طرح حضرت کے بہت سے واقعات ہیں۔“

عارف جمہالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

وبهذا علم جواز رؤية جماعة له صلى الله عليه وسلم في آن واحد من اقطار متباعدة اوصاف مختلفة. واجاب عن هذا ايضا الزركشي بانه صلى الله عليه وسلم سراج ونور والشمس في

هذا العالم مثال نوره في العوالم كلها فكما ان الشمس يراها كل
من في المشرق والمغرب في ساعة واحدة بصفات مختلفة
كذلك هو صلى الله عليه وسلم.

(سعادت دارين مطبوعہ مصر صفحہ ۴۱۸)

خلاصہ کلام یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء حاضر و ناظر ہیں، حضور ﷺ تو
بطریق اولیٰ حاضر و ناظر ہیں۔

علامہ مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:-

قال القاضي وذلك ان النفوس الزكية القلمية اذا تجردت عن
العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملاء الاعلى ولم يبق لها
حجاب فترى الكل كالمشاهد.

”قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب نفوس زکیہ قدسیہ علائق بدنیہ سے مجرد ہو جاتے ہیں تو
عروج حاصل کر کے ملاء اعلیٰ سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان پاک نفوس کے آگے کوئی حجاب و
پردہ نہیں رہتا۔ اسی لئے وہ ہر چیز کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں۔“

مرقات باب الصلوٰۃ علی التبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل ۲ صفحہ ۷۶۔ جلد ۲ شرح جامع صغیر للمناوی
جلد ۳ صفحہ ۱۹۹۔

شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی حنفی (متوفی ۷۵۸ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں:-

مرید صادق آں را گویند کہ آنچہ پیر فرماید آں کند و آں چہ نماید آں بیند و ہمہ اوقات پیر را بر احوال
خود حاضر و ناظر بیند و ناند۔ (مفتاح العاشقین صفحہ ۳ مطبوعہ پنجابئی دہلی ۱۳۰۹ھ)
”سچا مرید اسے کہتے ہیں کہ جو پیر فرمائے وہی کرے اور جو پیر دکھائے وہی دیکھے اور
ہر وقت پیر کو اپنے تمام حالات پر حاضر و ناظر دیکھے اور جانے۔“

(نوٹ) یہ وہی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ہیں۔ جن کی طرف لکھنؤوی صاحب نے ”راہ
سنت“ میں بوجہ نادانی یا برائے خدایا تحقہ نصاب منسوب کر کے اس کے ایک شعر سے استدلال کیا ہے۔
حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے:-

بعزت پروردگار کہ نیک بختاں و بد بختاں ہمہ عرض کردہ سے شونہ برمن و نظر من در لوح محفوظ

است۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۱۵)

”یعنی خدا کی قسم نیک بخت اور بد بخت سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری نظریہ محفوظ میں ہے۔“

عارف صدیقی عالم ربانی امام شعرانی قدس سرہ النورانی کی زبانی قول لائٹانی:-

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفون في مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراف ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقاني راه بعض الصالحين في المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لما اجلسني الملكان في القبر يسألاني اتاهم الامام مالك فقال مثل هذا يحتاج الي سؤال في ايمانه بالله ورسوله تنحيا عنه فتحيا عنى انتهى و اذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم و مرديهم في جميع الاحوال والشدائد في الدنيا والآخرة فكيف باتمة المذاهب الذين هم اوتاد الارض واركان الدين و امناء الشارع على امته رضى الله عنهم اجمعين. (كتاب الميزان للشعرانى جلد ۱ صفحہ ۵۰ مطبوعہ تجازی قاہرہ و جلد ۱ صفحہ ۵۳ مطابق مطبع مصطفیٰ البانی الجلی بمصر۔)

”بے شک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے اپنے تاجداروں کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور کریں گے، بوقت نشر و حشر اور بوقت حساب و میزان اور پل سے گذرتے وقت فقہاء اور اولیاء اپنے مقلدین کو ملاحظہ فرماتے ہیں، کسی حالت میں بھی وہ اپنے غلاموں سے غافل نہیں ہوتے، جب شیخ ناصر الدین لقانی فوت ہوئے تو ان کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب قبر میں دفن ہوتے تو مجھ سے سوال کرنے کی غرض سے مجھے اٹھایا، بس اٹھا کے بٹھایا ہی تھا کہ میرے امام امام مالک وہاں پہنچے اور ان سے کہا کہ ایسے شخص سے بھی ایمان باللہ والرسول کے سوال کی ضرورت ہے اس سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ مجھ سے دور ہو گئے تو جب

مشائخ صوفیہ بزرگان دین اپنے تابعداروں اور مریدوں کو دنیا و آخرت کی برکتی میں اور ہر حالت میں ملاحظہ فرماتے ہیں تو ائمہ مذہب (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل) کا کیا کہنا جو زمین کے اوتاد ہیں اور دین کے رکن ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کی امت پر امین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“

فقیر فیضی کہتا ہے جب ائمہ کی یہ شان ہوئی تو امام الانبیاء والمرسلین کے حاضر و ناظر اور تعاون و نصرت اور ملاحظہ کیا کہنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معتمد و مستند علماء اہل سنت و علماء دیوبند (۱) عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۱۰۹۷ھ) قدس سرہ النورانی اپنے شیخ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل، انہوں نے فرمایا:-

لا یکمل الرجل (۲) عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب و هو نطفة من یوم الست بریکم الی استقراہ فی الجنة او النار۔ واللہ اعلم۔

۱۔ امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری بڑھی ہے فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ لکھنوی دیوبندی (۲) امام شعرانی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ ”شیخ عبدالوہاب شعرانی کراچہ محققین سے ہیں۔“ التنبیہ الطربی للٹھانوی صفحہ ۲۷، نیز تھانوی کی اسی کتاب میں صفحہ ۳۱۵ پر امام شعرانی سے استناد موجود ہے (۳) عمر مذہب دیوبندیہ مولوی سرفراز گلگودوی نے اپنی کتاب تسکین الصدور کے صفحہ ۹۰ و صفحہ ۱۲۶ پر امام عبدالوہاب شعرانی کو امام لکھ کر ان سے سند پکڑی ہے۔ ۱۲۷

۲۔ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگر چہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۲۳) کیا مریدین گنگوہی یہ بتائیں گے کہ ان کے قلب الاقطاب گنگوہی کی روحانیت بوقت جماعت ان کے قریب تھی۔

(۲) مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کو حاضر و غائب یکساں تصور کرے (الذیہ الجلیہ للٹھانوی صفحہ ۱۲۲) کیا مریدین گنگوہی و تھانوی بوقت ہمستری ان کو یکساں تصور کرتے ہیں۔

(۳) اس (ہندو) نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی (امداد الصالح لٹھانوی حضرت حاجی امداد صاحب مرشد تھانوی صفحہ ۷۰)

مرشد تو نظر ہندو کی وسعت کا اقرار کر رہے ہیں۔ مریدین اولیاء و انبیاء کی وسعت نظری و علمی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

فیاللمعجب

(۳) شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ حسین الدین ہشتی نسیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ عارفان را مرتبہ ایست چون ہر ان مرتبہ سند جنگلی عامہ و نچہ در عالم است میان دو انجست خود بہ بینند۔ (اختیار الایضار صفحہ ۲۳)

جسے کسی منکر نظر ولایت میں بہت کم اس عبارت کی تفصیل و ترجمہ لکھ کر خواجہ امیر اور شیخ محقق پرفٹوی کفر و شرک دے کر اور طعن کرنے اپنی عاقبت برباد کرے۔ ۱۲۷

’کبریت احمر صفحہ ۱۶۵ علی ہاشم الیواقیت والجمہر جلد اطبعہ ثالثہ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ)۔
 ”یعنی ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کمال تک نہیں پہنچتا جب تک وہ است والے دن
 سے لے کر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔“

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کج فہم اس قسم کے حوالے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کتنی خوش گویاں اڑاتے ہیں، وہ کہتے
 ہیں کہ نبی، ولی، ہم بستری کے وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں، مادہ کی
 شرمگاہ میں نطفہ جاتے دیکھتے ہیں حالانکہ یہ قابل شرم بات ہے اور وہاں دیکھنا ناجائز ہے۔

(تہذیب از صفحہ ۳۳ تا ۳۷)

جواب ۱۔ اس قسم کی عبارات ائمہ میں مقام ولایت کی وسعت نظری اور وسعت علمی کا بیان ہے؟ فریق
 مخالف جو رنگ ان کو دیتا پھرے دیتا پھرے، پر یہ خیال رہے کہ یہ صرف بریلوی علماء کا نظریہ نہیں بلکہ
 فریقین کے پیشواؤں اور اماموں کی عبارتیں ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت کی جو عبارت السلفو ظ جلد ۲
 صفحہ ۳۹ یا صفحہ ۶۲ سے منقول ہوئی وہ درحقیقت غوث دباغ رحمۃ اللہ علیہ (ممدوح و مستند تمام علماء دیوبند
 خصوصاً تھانوی صاحب و کشمیری صاحب دیکھو کلام الحسن و فیض الباری) کی بات ہے اعلیٰ حضرت
 صرف ناقل ہیں، اگر ناقل مجرم ہے تو اصل قائل بطریق اولیٰ مجرم ہے۔ باقی رہا اعلیٰ حضرت کا نتیجہ تو
 اس سے کوئی کج فہم لاکھ مرتبہ اختلاف کرتا رہے، علماء و عرفا و ائمہ کی عبارات سے اس نتیجہ کی تائید ہوتی
 ہے جیسا کہ کچھ عبارتیں مذکور ہوئیں اسی طرح میرے مرشد کریم امام امجد علیہ السلام سے منقول قطب عالم
 حضرت خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد مولانا محمد محمود صاحب مہلا نوبی
 نے جو ”غیم الرحمن“ کے صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴ پر لکھا ہے وہ بھی امام شعرانی سے ناقل ہیں اور میں بھی امام
 شعرانی سے ناقل ہوں۔ اگر ناقلین مجرم ہیں تو اصل قائلین بطریق اولیٰ مجرم ہیں حالانکہ وہ ان کے بھی
 مسلم پیشوا ہیں۔ یہ وہی امام شعرانی ہیں جو بقول کشمیری دیوبندی صاحب عالم بیداری میں حضور ﷺ
 سے بخاری پڑھنے والے ہیں۔ (فیض الباری) غیم الرحمن میں تو علامہ مہلا نوبی نے اس نقل شعرانی سے
 بعد اس لہجہ اعتراض کی دجھیاں اڑائی ہیں، کاش کہ محض اس کو دیکھ لیتا۔

جواب نمبر ۲۔ احکام شرع ظاہری دیکھنے پر مبنی ہیں نہ کہ باطنی روایت پر۔

جواب نمبر ۳۔ کیا محض کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے تو اس میں کوئی عیب محض والی
 تفصیل بیان کرے؟ کیا اس میں الوہیت کی توحین تو نہ ہوگی؟ کیا جس چیز کا دیکھنا اس کے شریف

بندوں کو زیب نہیں دیتا؟ اور اس کے معصوم فرشتے دور بھاگتے ہیں؟ وہ سبحان دیکھتا رہے؟ ماجواہکم فہو جو ابنا۔

جواب نمبر ۴۔ اگر مذکورہ بالا عبارات ائمہ میں اولیاء کی توہین ہے اور شرمگاہ اور نطفہ اور رحم کی رویت اور علم ثابت کر کے ان کو مجرم قرار دیا جاتا ہے تو کیا یہی الزام ملائکہ معصومین پر بھی عائد کرو گے اور اللہ تعالیٰ پر بھی کرو گے؟ بطور نمونہ درج ذیل احادیث بخور ملاحظہ ہوں:-

اللہ تعالیٰ دکھانے والا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنے والے تھے، اس نے کیا دکھایا اور آپ نے کیا دیکھا؟ ملاحظہ ہو قرآن شریف کی یہ آیت اور اس کے تحت احادیث و تفاسیر۔ وَكُنَّا لَكَ نُورًا لَّيْلِيًّا اِبْرٰهِيْمَ مَنَّكَوَتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلِيْلِيْكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ (انعام)

”اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ یقین الیقین والوں میں ہو جائے۔“ (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیات سے سموات و ارض مراد ہیں یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سموات کشف کئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا آپ کے لئے زمین کشف فرمائی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ رویت پچشم باطن تھی یا پچشم سر (در منشور و خازن وغیرہ) بر ظاہر و مخفی چیز ان (ابراہیم علیہ السلام) کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے چھپا نہ رہا۔ (تفسیر خزائن العرفان) ترجمہ آیت مذکورہ از تھا نوبی صاحب۔ ”اور ہم نے ایسے طور پر ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھائیں تاکہ وہ عارف ہو جائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جائیں۔ امام سیوطی مذکورہ آیت کی تفسیر میں درج ذیل احادیث و آثار نقل کرتے ہیں۔ کیا معترضین مقام رسول و نظر و علم و ولایت و معاندین ائمہ اہل سنت ان کا ترجمہ کریں گے اور ہم بستری کی تفصیل بتائیں گے؟

۱. اخراج آدم بن اباس و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ
و البیہقی فی الاسماء و الصفات عن مجاہد فی قوله وَ كُنَّا لَكَ نُورًا
اِبْرٰهِيْمَ مَنَّكَوَتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قَالَ آیات فرجت له السموات
السبع فنظر الی ما فیہن حتی انتہی بصرہ الی العرش و فرجت له

الأرضون السبع فنظر إلى ما فيهن.

٢. واخرج ابن مردويه عن علي ابن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى ابراهيم ملكوت السموات والأرض اشرف على رجل على معصية من معاصي الله فدعا عليه فهلك ثم اشرف على آخر على معصية من معاصي الله فدعا عليه فهلك ثم اشرف على آخر فذهب يدعو عليه فاوحى الله اليه ان يا ابراهيم انك رجل مستجاب الدعوة فلا تدع علي عبادي فانهم منى علي ثلاث اما ان يتوب فاتوب عليه واما ان اخرج من صلبه نسمة تملأ الأرض بالتسييح واما ان اقبضه إلى فان شنت عفوت وان شنت عاقبت.

٣. واخرج عبد بن حميد وابو الشيخ عن عطاء قال لما رفع ابراهيم الى ملكوت السموات اشرف على عبد يزني فدعا عليه فاهلك ثم رفع ايضاً فاشرف على عبد يزني فدعا عليه فاهلك ثم رفع ايضاً فاشرف على عبد يزني فاراد ان يدعو عليه فقال له ربه على رسلك يا ابراهيم فانك عبد مستجاب لك واني من عبدى على احدى ثلاث الخ

٤. واخرج عبد بن حميد وابن ابي حاتم عن شهر بن حوشب في قوله وَكَذَلِكَ نُرَى اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَالَ رَفَعَ اِبْرَاهِيْمَ اِلَى السَّمٰوٰتِ فَنَظَرَ اَسْفَلَ مِنْهُ فَرَأَى رَجُلًا عَلٰى فَاخْشَاةٍ فَدَعَا فَاخْشَفَ بِهِ حَتَّى دَعَا عَلٰى سَبْعَةِ كَلِمَةٍ يَخْشَفُ بِهِ فَنُوْدِيْ بِاِبْرَاهِيْمَ الخ

٥. واخرج ابو الشيخ وابن مردويه والبيهقي في الشعب من طريق شهر بن حوشب عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لما رأى ابراهيم ملكوت السموات والأرض أبصر عبداً على خطيئة فدعا عليه ثم ابصر عبداً على خطيئة فدعا عليه فاوحى الله اليه يا ابراهيم انك عبد مستجاب الدعوة فلا تدع

علی احد فانی من عبدی علی ثلاث الخ

٦. و اخرج سعید بن منصور و ابن شیبہ و ابن المنذر و ابو الشیخ
عن سلمان الفارسی قال لما رأى ابراهيم ملكوت السموات
والارض رأى رجلا على فاحشة فدعا عليه فهلك ثم رأى اخر
على فاحشة فدعا عليه فهلك ثم رأى اخر على فاحشة فدعا
عليه فادعى الله اليه ان يا ابراهيم مهلا فانك رجل مستجاب
لك الخ

٤. و اخرج البيهقي فى الشعب عن عطاء قال لما رفع ابراهيم فى
ملكوت السموات رأى رجلا يزنى فدعا عليه فهلك ثم رفع فرأى
رجلاً يزنى فدعا عليه فهلك ثم رفع فرأى رجلاً يزنى فدعا عليه
فهلك ثم رأى رجلاً يزنى فدعا عليه فهلك فقيل على رسلك يا
ابراهيم انك عبد مستجاب لك الخ

(تفسير روثوليسع على جلد ٣ صفحہ ٢٣-٢٥) ونحوه عن

٨. مجاهد والسدى وسعيد بن جبیر فى سعة نظره الى جميع
الخلق (تفسير ابن جرير جلد ٤ صفحہ ١٢٠)

٩. عن سلمان قال رأى عبداً على فاحشة وعن عطاء
فرأى عبداً يزنى عن اسامة فلما راهم يعملون بالمعاصى
واولى الاقوال فى تاويل ذلك بالصواب قول من قال عنى الله
تعالى بقوله وَكَذَلِكَ نُورَىٰ اِبْرٰهِيْمَ مَلِكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ اَرٰهٗ
ملك السموات والارض و ذلك ما خلق فيهما من الشمس
والقمر والنجوم والشجر والدواب وغير ذلك من عظيم
سلطانه فيهما وجلى له بوطن الامور وظواهرها

(تفسير ابن جرير طبري جلد ٤ صفحہ ١٦١)

١٠. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلمت ما فى
السموات والارض ثم تلا هذه الاية وَكَذٰلِكَ نُورَىٰ اِبْرٰهِيْمَ مَلِكُوْتِ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (رواه احمد في مسنده جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ و ابن جریر و ابن مردويه و البيهقي في الاسماء والصفات عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمي عن بعض اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم (تفسير درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۴ تفسير ابن جرير جلد ۷ صفحہ ۶۲) و رواه الدارمي مرسلًا و للترمذی نحوه عنه و عن ابن عباس و معاذ بن جبل (مکتوٰۃ شریف صفحہ ۷۰) و في رواية الترمذی فتجلی لی کل شیء و عرفت (مکتوٰۃ صفحہ ۷۲ و ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

۱۱۔ وروی عن سلمان ورفعه بعضهم عن علي رضي الله تعالى عنه لما رأى ابراهيم ملكوت السموات والارض ابصر رجلاً على فاحشة الخ (تفسير مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۸۸ عن علي مرفوعاً) اشرف علي رجل علي معصية... وروی نحوه موقوفاً و مرفوعاً من طرق شتى ولا خلاف فيها لدلائل المعقول خلافاً لمن توهمه (تفسير روح المعاني جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ و نحوه في تفسير القرطبي جلد ۷ صفحہ ۲۳) قال البغوي وروی عن سلمان ورفعه بعضهم عن علي قال... ابصر رجلاً على فاحشة (خازن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ و تفسير معالم التنزيل لبغوي علي هامشه جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) حتى رأى الى العرش والى اسفل الارضين، (تفسير فتح القدير جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ للشوكاني وهو منهم)

مانوں اور زمینوں کو اور ان کے اندر جو کچھ اسرار و حکمت تھے ان (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کے دل تکشف کر دیئے تھے۔ (تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۸۸)

عن ابن مسعود مرفوعاً "ان خلق احدكم يجتمع في بطن امه اربعين يوماً نطفة ثم يكون علقة مثل ذلك مضغة مثل ذلك ثم يبعث الله اليه ملكاً والمراد بالارسال امره بها والتصرف فيها لانه ثبت في الصحيحين انه مؤكل بالرحم حين كان نطفة... انه اذا مر بالنطفة ثنتان واربعون ليلة بعث الله ملكاً فصورها وخلق

سمعها وبصرها و جلدھا و عظامھا۔ (مرقاۃ للقاری)

اب مخالف صاحب تہرید یہ جملہ اپنا یہاں بھی لاگو کرے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان باربع کلمات
فی کتب عملہ و اجلہ و رزقہ و شقی او سعید ثم ینفخ فیہ الروح۔ الحدیث (صحیح بخاری
صحیح مسلم مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰ جلد ۱)

و یَعْلَمُ مَا فی الْاَنْفِ حَاوِر۔ (القمان: ۳۴) یَصَوِّرُکُمْ فی الْاَنْفِ حَاوِر (قرآن پاک) العاقل تکفیه
الاشارہ۔ ہم سینوں کے آقا و مولیٰ نقشبندیوں کے بڑے پیشوا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (متوفی
۳۴۸ھ) فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:-

ز۔ نہارتا آسان گھوٹی کہ من مردے ام تا بنتا دسال معاملہ خود چٹان نہ بنی کہ
تکبیر اول بخراسان بیوندی و سلام یکعبہ باز دی واز بالا تا عرش بہ بنی واز زیر تا
شرائے بہ بنی آں وقت بدانی کہ بچکان بے نمازی و مرد نیستی۔ (تذکرۃ الاولیاء
شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۲۷ھ صفحہ ۳۵۳ مطبوعہ پشاور)

”خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں جب تک ستر برس تک اپنا معاملہ
ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اولیٰ خراسان میں کہے۔ سلام کہتے اللہ میں ادا کرے، اوپر سے عرش تک
دیکھے نیچے سے تخت الٹری تک دیکھے اور اس وقت بھی یہ سمجھے کہ بے نماز ہوں تو میں ہی ہوں
نامرد ہوں تو میں ہی ہوں۔“

اس ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ کامل مرد کی نظر عرش سے تخت الٹری تک دیکھتی ہے تو سید الانبیاء
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کی وسعت کا کیا کہنا۔ بہت ہی اختصار سے مسئلہ حاضر و ناظر پر قدم چلا پھر بھی
انتہا لمبا ہو گیا ابھی سیکڑوں دلائل و شواہد اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے سامنے ہیں بوجہ خوف طوالت ترک
کرتا ہوں۔

امام شیخ علامہ علی طہی صاحب السیرۃ (متوفی ۱۰۴۳ھ) کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ مسمی
بہا ”تعریف اهل الاسلام و الایمان بان سیدنا محمد الا یخلو منه مکان ولا زمان۔“
جو جو اہر البخاری جلد دوم میں مکمل سامنے موجود ہے، ابھی اس سے ایک حرف بھی نقل نہ ہوا۔ اسی طرح
استاذ العلماء رازی دوراں شیخ الحدیث قبلہ سیدی و استاذی حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی کا
مستقل رسالہ اس موضوع پر موجود ہے جس کا نام ہے نسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر
و الناظر جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

آخر میں فریق مخالف کے گھر کے دو حوالے پیش کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:-

”وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضافتہ نہیں، کیونکہ عالم غلط متعبد بزمان و مکان ہے، لیکن عالم مردوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔“ (شائم امدادیہ صفحہ ۹۳ مصدقہ تھانوی صاحب)

ان کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:-

ہم مرید بایقین دانہ کہ روح شیخ متعبد بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
 قریب یا بعید اگر چہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست۔

(امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۱۰)

”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر متعبد نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا
 قریب یا بعید اگر چہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔“

(امداد السلوک اردو۔ صفحہ ۲۳، مولوی رشید احمد گنگوہی)

سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ ان اللہ لیؤید هذا الدین... کیا صرف ہم ہی
 روحانیت مرشد کو قریب جاننے کی وجہ سے مشرک ہیں یا آپ کے گنگوہی صاحب بھی؟ یا حاضر و ناظر
 کے متعلق وہ فتویٰ کفر شرک غلط ہے۔

من نہ گویم کہ ایں لیکن آں کن

مصلحت بین و کار آساں کن

نیز بوقت قیام حضور کی تشریف آوری کا بیان کس نے کیا مجدد بریلوی نے یا تمام علماء دیوبند کے مرشد
 نے۔

یوں نظر دوڑا نہ برچی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

اللهم ارزقنا زیارة حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم ونور قلوبنا

بقرب اولیائک سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلٰی

الرُّسُلِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خصوصیت نمبر ۱

نمازی پر ضروری ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بلائیں جواب دے اور حاضر ہو نماز قاسم نہ ہوگی۔

مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸۔ اشعۃ المبعثات جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ و التوضیح ذکر قولہ فیہ، و علی ہاشم بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۶۱، تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ فلم ینذکر الاقوال الآخر۔ جواہر البحار شریف جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، از جواہر امام شریف الدین بن مقرئ و شیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ عن الامام النووی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۹۔ از سیوطی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۔ از قسطلانی۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۵۰۔ ہاشم مشکوٰۃ از مرقاۃ و بیضاوی ص ۱۸۳۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۷۹۔ از طیبی و بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۸۰۔ مطبوعہ مصر و صفحہ ۱۸۶۔ مطبوعہ مجتہائی۔ ہاشم بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۶۹۔ از قسطلانی۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ حاشیہ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۶۔ مجیدی کانپور۔ وحید الزمان غیر مقلد ابوداؤد مترجم سعیدی جلد ۱ صفحہ ۵۳۳۔ تفسیر ابی سعید علی ہاشم الکبیر جلد ۳ صفحہ ۵۳۲۔ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۳۶۔

خصوصیت نمبر ۲

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ (چھوٹا ہو یا بڑا) سے اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔

(شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷)

امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری، شارح صحیح بخاری اور علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

انه عليه الصلوة والسلام معصوم من الذنوب بعد النبوة وقبلها

کبیرھا و صغیرھا عمدھا و سہوھا فی ظاہرھا و باطنھا و سرہ

و جہرہ و جدہ و مزحہ رضاه و غضبہ و كذلك الانبياء۔

(مواہب لدنیہ و شرح للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۳)

”بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں بعد از اعلان نبوت بھی اور قبل از اعلان نبوت بھی بڑے گناہوں سے بھی اور چھوٹے گناہوں سے بھی قصداً بھی اور سہواً بھی، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی سنجیدگی میں بھی اور ہنسی مذاق میں بھی رضامند بھی اور غضب میں بھی اور اسی طرح تمام انبیاء ہمیشہ ہر گناہ سے معصوم ہیں۔“

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متولد ۷۹۰۹ھ، متوفی ۷۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:-

الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم معصومون عن الذنوب
كبيرةا وصغيرةا عملها وسهوها قبل النبوة وبعدها على
الصحيح المختار في الاصول.

(الرواجز عن اقران الكبار جلد ۱۱ مطبوعہ مصر)

”یعنی عقائد میں صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر کبیرہ اور ہر صغیرہ گناہ سے عمدتاً اور سہواً قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت معصوم ہیں۔“

بطور اجمال عصمت انبیاء کے دلائل قرآن شریف اور حدیث شریف سے

۱۔ قَالَ لَا يَأْتِيَنَّكَ عَهْدٌ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (بقرہ)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا عہد نبوت (خازن و مدارک جلد ۱ صفحہ ۸۰) ظالموں فاسقوں کو نہیں پہنچتا۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ فاسق (گنہگار) نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتا۔

۲۔ كَلَّا هَدَيْنَا كُلَّ قَوْمٍ الضَّالِّينَ وَ كَلَّا فَضَلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ وَ اٰجِبْنَاهُمْ۔ (انعام: ۸۳ تا ۸۷) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا ذکر فرما کر یہ کلمات طیبات ان کے حق میں ارشاد فرمائے کہ سب کو ہم نے ہدایت دی یعنی ان کو مطلوب تک پہنچایا سب نیکو کار ہیں، ہم نے ان سب کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی اور ہم نے انہیں جن لیا۔ انصاف سے کہنا کیا ان کلمات کو ذہن میں رکھنے کے ساتھ ان کے حق میں گناہ کا تصور قائم ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لہذا انبیاء معصوم ہیں۔

۳۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا:-

وَ كَلَّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ (الانبياء: ۷۲)

”اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا۔“

اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ انبیاء کرام نیکو کار ہیں اور کتنا ظلم عظیم ہے کہ ان کو گنہگار کہا جائے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

۴۔ اِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَتَعَمَّرُونَ مَرْهَبًا وَكَانُوا لَنَا حُشِيِّينَ ﴿۱۰﴾ (الانبیاء)

”بے شک وہ انبیاء نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور امید و خوف سے ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے حضور گزر گزرتے تھے۔“

امام علامہ مفسر خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں:

ولفظه للعموم في تناول الكل ويدل على فعل ما ينبغي فعله وترك ما ينبغي تركه فثبت ان الانبياء كانوا فاعلين لكل خير و تاركين لكل منهي و ذلك ينافي صدور الذنب عنهم.

”یعنی اِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ کا لفظ عموم کے لئے ہے لہذا یہ کل کو شامل ہوگا اور یہ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ہر اس کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے جس کا کرنا لائق ہے اور ہر اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کہ جس کا ترک کرنا لائق ہے تو ثابت ہوا کہ انبیاء ہر نیکی اور بھلائی کے کرنے والے اور ہر منہی کے ترک کرنے والے تھے۔ اور یہ بات اس کے منافی ہے کہ ان سے گناہ ظاہر ہوں۔“

تفسیر لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۲۵۱۔ فصل فی بیان عصۃ الانبیاء تحت آیت عَصَىٰ اٰدَمُ رَبَّهُ فَغَوٰی

نیز گناہ یا تو شیطان کے وسوسہ سے ہوتا ہے یا نفس کے وسوسہ سے، شیطان، انبیاء کرام کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اور ان کے نفوس مطہرہ و مرحومہ ہیں، وہ ایسے پاک نفوس ہیں کہ ان کو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں سنو شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۵۔ ۶۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (بنی اسرائیل: ۶۵)

”(اے شیطان) بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں۔“

۷۔ ۸۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَكَ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی مَا قَوْمُكُمْ يَسُوْۤرُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ يَسُوْۤرُوْنَ ؕ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۱﴾ (النحل)

خود شیطان نے اقرار کیا:

”یقیناً اس (شیطان) کا قابو ان پر نہیں چلا جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کا قابو تو صرف انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔“

۹۔ وَلَا تُؤْمِنُوا بِهِمْ بِمِثْمَا يَجْعَلُونَ لِي إِلَّا عِبَادَةً لَكُمْ خَالِصَةً ۖ (الحجر)

”اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان میں تیرے شکر گزار بندے ہیں۔“
(شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا)

۱۰۔ لَئِن آخَرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۖ (الاسراء)

”اگر تو نے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس (آدم علیہ السلام) کی اولاد کو پیش ڈالوں گا، مگر قلیل لوگوں کو (وہ انبیاء کرام اور خواص اولیاء کرام ہیں) وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ۔“

شیطان کو تو انبیاء کرام پر کچھ بضر و قابو نہیں ہاں انبیاء کرام کو شیطان پر بضر و قدرت حاصل ہے۔

۱۔ ان عفريتاً من الجن تفلت (یکایک برآمد و بگریخت) البارحة

ليقطع على صلوتي فامكنني (فاقدرنی) الله منه فاخذته فاردت

ان اربطه على سارية من سواری المسجد حتى تنظروا اليه كلکم

فذكرت دعوة اخي سليمان رب هب لي ملكاً لا يبئس لي لاحد من بعدي

فرددته خاسناً (رواه البخاري و مسلم و الترمذي) (مرقات جلد ۲۔ صفحہ ۳۳) عن

ابي هريرة مرفوعاً۔ مشکوة باب ما لا يجوز من العمل في الصلوة

وما يباح منه۔ فصل اول صفحہ ۹۰۔ ۹۱۔ ولفظ البخاري ”ان الشيطان

عرض على الحديث۔ جامع صغیر جلد ۱۔ صفحہ ۸۱۔ ۸۲۔

۲۔ ان عدو الله ابليس جد بشهاب من نار ليجمعه في وجهي

فقلت اعوذ بالله منك ثلاث مرات ثم قلت العنك بلعنة الله

التامة فلم يستأخر ثلاث مرات ثم اردت ان اخذه والله لولا دعوة

اخي سليمان لاصبح موثقاً يلعب به ولدان اهل المدينة۔

(رواه مسلم عن ابي الدرداء مرفوعاً۔ مشکوة باب مذکور فصل ۳ صفحہ ۹۲)

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قرین من الشیاطین کو مسلمان کیا تو وہ حضور کو خیر کا امر کرتا

تھا۔ (رواه مسلم عن ابن مسعود۔ مشکوة باب فی الوصیۃ صفحہ ۱۸)

نبوت کی طاقت کا تو کیا کہنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض غلاموں کو بھی شیطان پر قبضہ و قدرت حاصل تھی اور شیطان ان سے ڈرتا تھا اور بھاگتا تھا۔

۴۔ مسلسل تین راتوں میں حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو قید کیا اور وہ حضرت ابو ہریرہ سے بغیر منت حاجت کے نہ جاسکا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۱۰، جلد ۲ صفحہ ۷۴۹) مشکوٰۃ، فضائل قرآن (فصل اول صفحہ ۱۸۵)

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین کا شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے لرزتا ہے۔

(ابن عساکر، سوانح صفحہ ۲۸)

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عمر جس راستہ پر تو ہوتا ہے شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر

دوسرے راستہ پر چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم عن سعد، مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۵۷ باب مناقب عمر)

۷۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شیاطین جن اور انس کو دیکھا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔

(رواہ الترمذی عن عائشہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸)

۱۰۲۸۔ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر (رواہ الترمذی۔ عن

بریدۃ مرفوعاً۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸) ان الشیطان لیفرق منک یا عمر

(رواہ احمد و الترمذی وابن حبان فی صحیحہ عن بریدۃ

مرفوعاً۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۲) الشیطان بغیر من حس (آہٹ)

عمر، الدیلمی عن انس، کنز العمال جلد ۱۲، ۱۰۰۵۔

اب نفس کے متعلق بھی سنو:-

۱۱۔ إِنَّ النَّفْسَ لَا قَاتَرَ إِلَّا بِالشُّؤْءِ إِلَّا مَا رَجَمَ رَبِّي (یوسف: ۵۳)

”بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔“

نفوس انبیاء کرام یقیناً مارحم ربی والے اثناء میں داخل ہیں (مدارک جلد ۳ صفحہ ۲۴ پر ہے ”إِلَّا مَا

رَجَمَ رَبِّي“ الا البعض الذی رحمہ ربی بالعصمة (۱)۔۔۔ ان کل النَّفْسِ لَا قَاتَرَ إِلَّا بِالشُّؤْءِ

إِلَّا مَا رَجَمَ رَبِّي الانفسها رحمها الله بالعصمة اور روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ پر ہے ”إِلَّا

مَا رَجَمَ رَبِّي“ من النفوس التي يعصمها من الوقوع في المهالك ومن جعلتها

نفسی (ای نفس یوسف علیہ السلام) و نفوس سائر الانبیاء و نفوس الملائكة۔۔۔۔۔ إِنَّ النَّفْسَ

۱۔ کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۳، ذوقہ فی ابی سواد جلد ۵ صفحہ ۲۱۳، اصل جلد ۲ صفحہ ۳۶۰، دجلالین صفحہ ۱۹۳، بیضادی صفحہ ۲۳۳، صادی

جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، ذوقہ فی المنظر جلد ۵ صفحہ ۳۹، ۳۰، ذخازن جلد ۳ صفحہ ۲۳۔ ۱۲۔

لَا مَارَةَ بِالنَّفْسِ الْإِنْسَانِيَّةِ رَحِمَهَا رَبِّي فَانَهَا لَا تَامِرُ بِالسُّوءِ ۝ انبياء تو انبياء، انبياء کے صحیح
فلاموں کے نفوس بھی مطمئن ہیں۔ گناہ گاروں کے نفوس مطمئن نہیں ہوا کرتے۔

۱۲۔ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۱) ﴿۱﴾ اِنْ جِئْتَ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّرْفُوعَةً ﴿۲﴾
(نجر)

۱۳۔ عارف باللہ علامہ صاوی زیر آیت وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ الْكَوَامِرِ قَلِيلٍ ہیں:

واعلم ان الصوفية قسموا النفس الى سبعة اقسام الاول الامارة
وهي نفوس الكفار و من حذا حذوهم . الثاني اللوامة وهي التي
تلوم صاحبها ولو كان مجتهداً في الطاعة وهذا مبدأ الخير
واصل الترقى الثالث الملهمة وهي التي الهمت فجورها
وتقواها. الرابع المطمئنة وهي التي اطمانت بالله . الخامس
الراضية وهي التي رضيت عن الله في جميع حالاتها. السادس
المرضية وهي التي جوزيت بالرضا من الله . السابع الكاملة
وهي في غاية العرايب وَ قَدْ ذُكِرَ قَلِيلًا قَلِيلٌ الْمُتَشَافِقُونَ وماخذ
الجميع من القرآن فالامارة من قوله إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ
واللوامة من هذه الآية والملهمة من قوله تعالى فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَ
تَقْوَاهَا والمطمئنة وما بعد ها من قوله تعالى يَا أَيُّهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ الآية. ۵۱ مختصراً. تفسير صاوی جلد ۳۔ صفحہ ۲۴۷-۲۴۸

خلاصہ کلام انبیاء کرام کے نفوس امارت نہیں بلکہ وہ مطمئنہ بلکہ راضیہ مرضیہ بلکہ وہ کاملہ ہیں جو
اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں نہ کہ برائی کا وہ جلتہ سعید طیب، طاب، بلد، سعد و اظہب و اطہر (۲) میں ابتدا
ثابت ہوا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں۔

یہ آیات تو عام ہیں کہ سب انبیاء کی عصمت ان سے ثابت ہوتی ہے۔ اب خاص حضور علیہ السلام

1۔ قال ابن کيسان المطمئنة هنا المخلصة وقال ابن عطاء العارفة التي لا تصبر عنه
طرفة عين جمل جلد ۳ صفحہ ۵۳۶ و صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۶۹۔ ۱۲۔

2۔ قال الامام القاضي العياض بواطنهم (ای بواطن الانبياء) متصفه باعلی من اوصاف البشر متعلقة
بالعلا الاعلی متشبهة بصفات الملائكة . فجعلوا من جهة الاحسام والظواهر مع البشر ومن جهة
الارواح والبواطن مع الملائكة۔ اور شفاہم ثارت باب اول جلد ۲ صفحہ ۹۷۔ ۱۲۔

والسلام کی عصمت کی بعض آیات ملاحظہ ہوں:-

کفار و مشرکین کو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اظہار نبوت سے قبل والی زندگی میں بھی کوئی اعتراض نہ کیا تاہم کے مسلمانوں کو قبل تو قبل بعد از نبوت والی زندگی میں بھی اعتراض و گناہ نظر آتے ہیں۔

ع بریں عقل و دانش بیاہر گریست

سنو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ چالیس سالہ زندگی بھی ایسی پاک، صاف اور بے عیب تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے اس زندگی کو شکرین کے سامنے بطور دلیل پیش کر لیا۔

۱۳۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا اقْرَبَ قَبِيلِهِ - اَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣﴾ (یونس)

”تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر (چالیس سال) گزار چکا ہوں (کیا اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول بھی وحی ہے اور ہر فعل بھی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

۱۵۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ مَا صَلَٰ صَاحِبِكُمْ وَمَا عَوَىٰ ۝ وَمَا يُبْقِيٰ (۱) عَيْن

1۔ اقول معناه وَمَا يُبْقِيٰ (ای فی حال من الاحوال وفي وقت من الاوقات هذا العموم مستغاد من حذف المتعلق كما بين اصحاب الاحوال واصحاب التفسير في عدة مواضع عن نَهْوِيْنِ ان (ما) ای نطقه عليه الصلوٰۃ والسلام بالقرآن وغيره اِنَّا وَقَّيْنِيْضُ كما قال الامام القسطلاني. ثم بره تعالى نطق رسولہ صلى الله عليه وسلم عن ان يصدر عن هوى فقال تعالى وَمَا يُبْقِيٰ عَنِ النَّهْوِيْ وَلَمْ يَقُلْ وَمَا يَبْقِي الْهَوَى لَان هُو نطقه عن الهوى ابلغ (من نفی نطقه به) فانه يتضمن ان نطقه لا يصدر عن هوى واذا لم يصدر من هوى فيكف بطق به فيتضمن هو الامرين نفی الهوى عن مصدر النطق وبه عن النطق نفسه فطقه بالحق ومصدره الهدى والرشاد لا العي والضلال ثم قال تعالى اِنَّمَا وَقَّيْنِيْضُ فاعاد الضمير على المصدر المفهوم من الفعل ای مانطقه الاوحى يوحى هذا احسن من جعل الضمير عائدا على القرآن فان نطقه بالقرآن والسنة وان كليها وحى يوحى ۱۵ المواهب اللدنيه. وشرحه للزرقاني جلد ۲ صفحہ ۴۵. ۲۱۸، ۲۱۷ وفي تفسير ابن كثير جلد ۳ صفحہ ۲۳، وَمَا يُبْقِيٰ عَنِ النَّهْوِيْ ای ما يقول قولاً عن هوى وعرض: ”اِنَّمَا وَقَّيْنِيْضُ“ ۱۵ فی الحمل جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ (مَا يُبْقِيٰ عَنِ النَّهْوِيْ) ای الذى يتكلم به من القرآن وكل اقواله وافعاله واحواله وفي حاشية الصاوى جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ والمعنى وما يصدر نطقه عن هوى نفسه ومثله الفعل بل وجميع احواله (اِنَّمَا) الضمير عائدا على النطق الماحوذ من يطق والمعنى ما يتكلم به من القرآن وغيره ومثل النطق الفعل وجميع احواله فهو صلى الله عليه وسلم لا يطق ولا يفعل الا بوحى من الله تعالى لا عن هوى نفسه ۱۵ وفي تفسير المظهرى جلد ۹ صفحہ ۱۰۳ (وَمَا يُبْقِيٰ) بالقرآن ولا غيره (عَنِ النَّهْوِيْ) يعنى لم يتقول القرآن من تلقاء نفسه وكذا كل ما يتكلمه ليس منشاء الهوى الفسافية بل مستند الى الوحى حلى اوحى ۱۵ وفي الاكليل للسيوطى صفحہ ۲۰۱ يحتج به فى حواش سحر القرآن ويحصبه بالسنة ۱۵ ومنهم من هو ”ول كاد يرضى ۱۳“ (بقية الحق في سورة)

الهُدَىٰ ۚ إِنَّ هُوَ إِلَّا وَجْهُ يُوسُفَ ۚ (النجم)

”اس پیرائے چمکتے تارے عمر کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ نیکنے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ ان کا ہر ارشاد وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔“

فعل محبوب رحمان اور رب کا فرمان صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ،

۱۶-۱۷۔ اِنَّ اَشْيَٰخَكُمْ اَلَا مَآيُوتَىٰ اِنِّىْ (يونس: ۱۵) ✓

”میں کوئی کام نہیں کرتا مگر جو بھی کرتا ہوں وہ اس وحی سے کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔“

۱۸۔ قُلْ اِنَّمَا اَشْيَٰخُمْ مَآيُوتَىٰ اِنِّىْ مِنْ رَبِّىْ (اعراف: ۲۰۳)

”تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے۔“

(ف) حذف متعلق سے عموم پیدا ہوا۔ آیات کا معنی اسی طرح ہوا ان اتبع فى شىء من الاشياء وفى فعل من الافعال الا ما يوحى الى التوان آیات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام وحی سے ہے بولنا بھی ایک کام ہے تو جن کا قول و فعل وحی سے ہو وہاں گناہ کا کیا تصور ثابت ہوا کہ حضور مصوم ہیں۔

حدیث شریف

۱۔ عن عبد الله بن عمرو قال كنت اكتب كل شىء اسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم اريد حفظه فنهتني قريش وقالوا اتكتب كل شىء اسمعه ورسول الله صلى الله عليه وسلم بشر يتكلم فى الغضب والرضا فامسكت عن الكتابة فذكرت ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوما باصبعه الى فيه فقال اكتب فوالذى نفسى بيده ما يخرج منه الا حق.

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۷-۱۵۸۔ کتاب العلم باب کتابتہ العلم طبع مجیدی کا نیور و جلد

(بقرہ صفحہ گزشتہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں فرمایا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکم ہی سے فرماتے ہیں۔ عام اس سے کہ وہی عقل ہو یا عی۔ ”وما یطعن عن النہوی ۚ اِنَّ هُوَ اِلَّا وَجْهُ یُوسُفَ ۚ“۔ ونحوہ فی صفحہ

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا میں جو بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنتا تھا بارادہ حفظ لکھ لیتا تھا تو قریش نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ یہ تو حضور ﷺ کی جو بات سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان ہیں کبھی غضب میں کلام کرتے ہیں اور کبھی رضا میں تو میں لکھنے سے رک گیا اور یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا (ہر بات) لکھ تم ہے اس ذات کی کہ جس کے یہ قدرت میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو بات نکلتی ہے حق ہی ہوتی ہے۔“

نوٹ:- اس حدیث سے امام ابو داؤد نے سکوت فرمایا یعنی اس پر جرح و قدح نہ کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث صحیح ہے ورنہ حسن تو ضرور ہے۔ ”کیونکہ جس حدیث پر امام ابو داؤد جرح نہ کریں وہ صحیح ہوتی ہے یا حسن۔“

شاہ عبدالعزیز صاحب پر باروی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ وہو (اے ابو داؤد) یتکلم الاحادیث ویسکت علی بعضها وقال المنذری ما سکت علیہ لا ینزل عن درجۃ الحسن وقال النووی صحیح او حسن وقال ابن عبدالبر صحیح واطلق ابن مندۃ وابن السکن وحاکم الصحیح علی جمیع ما فیہ۔ کوثر النبی صفحہ ۱۳

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ از ابو داؤد منقول است کہ گفت در سنن خود صد پے ابرادکرده ام کہ علمائے حدیث اجماع کرده باشند بر ترک آں اشعۃ الممعات جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ ونحو مانی الکوثر و اشعۃ الممعات فی المرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲ ونحوہ فی مقدمۃ جمع الجوامع للسیوطی وفی نیل الاوطار للشوکانی وہو منہم جلد ۱ صفحہ ۲۱۔ یہی حدیث شریف مسند امام احمد ضعیل جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ میں بھی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبداللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارید حفظہ فہتئ قریش فقالوا اکتب تکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ”اكتب فوالذي نفسي بيده ما حرج مني الا الحق“.

آیت و بَابِ طَوَّافٍ عَنِ النَّهْوِی کے عموم کے ماتحت ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۲۷) یہ بھی خیال رہے کہ سند امام احمد کی حدیثوں کا کیا وزن ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے: "ولم یدخل (الامام احمد) فیہ (ای فی مسندہ) الاما یمتج بہ (نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۹)۔"

امام طحاوی حقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا۔ و لفظہ۔

عن عبد الله بن عمرو قلت يا رسول الله اكتب ما سمعت منك قال نعم قلت عند الغضب والرضا قال انه لا ينبغي ان اقول الا حقا. شرح معاني الآثار كتاب الكراهية باب كتاب العلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ مطبوعہ رحیمیہ و جلد ۳ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ لاہور۔ شفا شریف جلد ۲ قسم۔ باب ۱۔ فصل واما اقواله وقال السيوطى فى زيادة جامعه الصغير۔ رواه احمد فى مسنده و ابو داؤد فى سننه و الحاکم فى المستدرک عن ابن عمرو۔ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۱۔ مطبوعہ معروراه۔ الامام احمد و ابو داؤد و الحاکم و صححوه هذا لفظ الخفاجى وقال القارى رواه احمد و ابو داؤد و الحاکم صححه شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۸۰۔ قسم ۳۔ باب ۱۔ فصل واما اقواله۔ و رواه الحاکم و صححه من طريق عمر بن شعيب عن ابيه عن جدہ۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا اقول الا حقا. (۱)

"یعنی میں ہمیشہ حق ہی حق فرماتا ہوں۔"

(رواہ احمد۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۷۲۷؛ ابن عساکر۔ الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہر بات حق ہے (یونکہ وہ حق ہے)

۳۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق کے

۱۔ قال ابن تیمیہ وهو منهم وانه عليه الصلوة والسلام لا يقول الا الحق ولا يحكمه الا بالعدل ۱۱ الصارم المسلمون له۔ صفحہ ۳۵۔ ۱۲۔

متعلق پوچھا گیا۔

تو ام المؤمنین نے فرمایا:-

كان خلقه القرآن. (1)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن ہے۔“

(یعنی پیدائشی طور پر بلا تکلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ادا ادا کام قرآن ہی کے مطابق تھی۔ حضور فطرۃ قبل از نزول قرآن مامورات قرآن ہی کے پابند تھے اور منہیات قرآن ہی سے باز تھے۔ یا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں تھیں ویسے قرآن شریف اترا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قالته حين سئل عنها سعد بن هشام عن خلقه عليه الصلوة والسلام. رواه ابن ابى شيبة وعبد بن حميد ومسلم وابن المنذر والحاكم وابن مردويه

۳. وقالته حين سئل عنها ابو الدرداء. رواه ابن المنذر وابن مردويه والبيهقي في الدلائل.

۵. وقالته حين سأل عنها عبد الله بن شقيق العقيلي. رواه ابن مردويه.

۶. وقالته حين سألن عنها نساء اهل الشام. رواه ابن مردويه.

۷. وعن عطية العوفى فى قوله وَإِنَّكَ لَكَلِّمٌ حَتَّىٰ عَظِيمٍ قال على ادب القرآن. اخرجہ ابن المبارک وعبد بن حميد وابن المنذر والبيهقى فى الدلائل.

۸. وعن ابن عباس وَإِنَّكَ لَكَلِّمٌ حَتَّىٰ عَظِيمٍ قال القرآن. اخرجہ ابن المنذر.

۹. وعن ابن عباس فى قوله وَإِنَّكَ لَكَلِّمٌ حَتَّىٰ عَظِيمٍ قال الدين اخرجہ ابن جرير وابن المنذر وابن ابى حاتم وابن مردويه.

۱۰. وعن ابى مالك وَإِنَّكَ لَكَلِّمٌ حَتَّىٰ عَظِيمٍ قال الاسلام.

۱۱. عن ابن ابى و سعید بن جبیر قال لا على دين عظيم اخرجہ

1. الحلق هو ملكة يصدر عنها الافعال بسهولة يعنى ان العمل بالقرآن كان جملة له من غير تكلف.
بوراانوار صفحہ ۵. ۱۲ فیصی عمی عنہ

عبد بن حمید (تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱) و نحوہ فی تفسیر

ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۲۔

جس ذات پاک کا خلق خود قرآن ہو، دین ہو، اسلام ہو۔ کیا اس کے معصوم ہونے میں بھی شک ہو سکتا ہے۔ اور ان کے متعلق بھی گناہ کا تصور کیا جا سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ ولکن الوہابۃ قوم لا

ہسرون

ع ”کوہ پر چشمے کی لذت گیر دیدارے نہ شد“

یہ دلائل بطور اجمال پیش خدمت ہیں، عصمت انبیاء پر ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ ہے، قدرے

اس میں تفصیل ہوگی۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

اقوال علماء عظام اور عصمت انبیاء کرام

۱۔ امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ شرح صحیح مسلم میں امام قاضی میاض (متوفی ۵۴۳ھ) سے نقل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ذهب جماعة من اهل التحقيق والنظر من الفقهاء المتكلمين من

امتنا الى عصمتهم من الصغار كعصمتهم من الكبار وان

منصب النبوة يجعل عن موافقتها. (نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

”یعنی ہمارے اماموں سے فقہاء اور متکلمین کی ایک جماعت اہل تحقیق و نظر والی اس بات کی

قائل ہے کہ انبیاء کرام صغیر و کبار ہوں سے بھی معصوم ہیں جس طرح کبیر و کبار ہوں سے معصوم

ہیں۔ اور بے شک منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے کہ صغیر و کبار ہوں سے ہو۔“

فائدہ جلیلہ متعلق سہوئسیان

اس میں ہے:

ان السهو والسيان لا يجوز عليهما في (اي في الفعل) وهذا

مذهب الاستاذ ابي المظفر الاسترلابي من امتنا الخراسانيين

المتكلمين وغيره من المشايخ المتصوفة.

(نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

”بے شک فعل میں بھی انبیاء سہوئسیان ناجائز ہے کیونکہ مذہب ہے استاذ ابو المظفر“

سفراتی کا جو ہمارے خراسانی متکلمین ائمہ سے آیا ہے امام ہیں اور یہی مذہب ہے مشائخ

صوفیہ کا۔“

سہوئسیان سے منزہ و مبرا ہونے کے مزید حوالے۔ احکام شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔ اہل

حضرت سہوئسیان کے عیب لگانے پر کفر تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ تحت آیت نَقَاتُوا

أَيُّمَةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَأَيْنَانَ لَهُمْ۔ شفاء قاضی میاض قسم ثالث باب ۱۔ فصل فی حکم عقد

قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸ و نیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۰۔ و ایضا شرح

للقاری صفحہ مذکور۔ و شفاء جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۔ ۱۱۶ و شرح للقاری والنجاشی جلد ۳ صفحہ ۷۹۔ ۸۱ شفاء

جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ شرح شفاء للنجاشی وللقاری جلد ۳ صفحہ ۱۱۱ و صفحہ

۱۲۱۔ ۱۲۲ ضرور۔ سہوئسیان کا فرق اور نسیان سے منزہ صفحہ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ شفاء شریف جلد ۲۔

۵۔ قال السيوطى فيه قال السبكي انه معصوم قبل النبوة وبعلها۔

(جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۲۱۲)

امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں اور بعد از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں۔

۶۔ قال السيوطى فيه قال السبكي قد اجتمعت الامة على

عصمتهم فيما يقع بالتبليغ وفي غير ذلك من الكبار ومن

الصغائر الرذيلة التي تحط مرتبتهم ومن المداومة على الصغائر

التي لا تحط مرتبتهم

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱۲۔ انحصار النسخ الكبرى جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۶)

”امام سیوطی نے فرمایا کہ امام سبکی نے فرمایا کہ انبیاء کی عصمت پر اجماع امت ہے۔ تبلیغی اور غیر تبلیغی امور میں کبار اور ان صغائر ذیلہ جو موجب انحطاط رتبہ ہیں اور ان صغائر کی مداومت سے بھی معصوم ہیں جو موجب انحطاط رتبہ نہیں۔“

۷۔ ان الانبياء معصومون۔

(شرح عقائد صفحہ ۲۰۲۔ نبراس صفحہ ۳۵۱۔ و فیہا تفصیل)

”بے شک تمام انبیاء معصوم ہیں۔“

۸۔ شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن عثمان رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

وان الانبياء لفي امان عن العصيان عمدا والغزال (۱)

(قصیدہ ہجاء الامالی صفحہ ۲۔ در اول تمہید ابی شکور)

۹۔ امام ابو شکور سالمی السعلمی نے ۳۶۰ھ خفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قال اهل السنة والجماعة ان الانبياء صلوات الله عليهم قبل

الوحي كانوا انبياء معصومين واجب العصمة والرسول قبل

الوحي كان رسولا نبيا مأمونا وكذلك بعد الوفاة ان العصمة

للانبياء قبل الوحي من موجبات الضرورة وبعد الوحي اولی۔

(تمہید شریف لابی شکور سالمی صفحہ ۶۶)

”اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام قبل از وحی بھی واجب المعصومہ معصوم انبیاء تھے اور رسول بھی قبل از وحی رسول نبی اور گناہوں سے معصوم تھے اور اسی طرح بعد از وفات بھی وہ نبی و رسول ہیں بے شک عصمت انبیاء کرام کے لئے قبل از وحی موجبات ضرورت سے ہے اور بعد از وحی تو بطریق اولیٰ ان کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

۱۰۔ نیز یہی امام فرماتے ہیں:-

فلهذا قلنا انه لا يجوز في الحكمة انزال الوحي على شخص
كاذب فاسق فوجب ان يكون معصوما قبل الوحي من طريق
الوجوب لا من طريق الجواز... فعممة الانبياء انما يثبت من
طريق الوجوب لا من طريق الجواز فاذا ثبت ان العممة واجبة
في حق الانبياء صلوات الله عليهم ووجب ان يكونوا معصومين
عن الصغائر والكبائر. (تمہید شریف لابی شکور صفحہ ۶۸)

”اسی لئے تو ہم نے کہا کہ وحی کا ایسے شخص پر اتارنا حکمت حکیم میں جائز نہیں جو جھوٹا یا گناہگار ہو تو ضروری ہے کہ نبی قبل از وحی بھی معصوم ہو بطریق وجوب نہ کہ بطریق جواز۔ عصمت انبیاء بطریق وجوب ثابت ہوا کرتی ہے نہ کہ بطریق جواز۔ تو جب یہ بات ثابت ہوئی کہ بے شک عصمت انبیاء کے حق میں واجب ہے تو واجب ہوا کہ وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوں۔

۱۱۔ ان الانبياء خلقوا معصومين مامومين عن خوف الخاتمة.

(تمہید لابی شکور صفحہ ۷۶۔ والفظالہ و شرح عقائد صفحہ ۱۱۸)

”بے شک انبیاء کرام معصوم پیدا کئے گئے (اور) خاتمہ کے خوف سے مامون پیدا ہوئے۔“

۱۲۔ والنبي لا يجوز منه المعصية لا صغيرة ولا كبيرة

(تمہید لابی شکور صفحہ ۷۷)

”اور نبی سے نہ صغیرہ گناہ کا ظاہر ہونا جائز ہے اور نہ کبیرہ کا۔“

۱۳۔ ان الانبياء خلقوا معصومين مؤيدين كاملين في العقل

والعبادة. (تمہید لابی شکور صفحہ ۱۱۳)

”بے شک انبیاء کرام معصوم اور مؤید پیدا کیے گئے۔ عقل اور عبادت میں کامل پیدا کئے

گئے۔“

۱۳۔ امام ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) مسایرہ میں پھر امام ابن ابی شریف قدسی شافعی متوفی ۹۰۶ھ اس کی شرح مسایرہ میں فرماتے ہیں رحمہما اللہ تعالیٰ۔

والمختار لجمهور اهل السنة والجماعة ای وجوب عصمتهم
عنہما ای عن الکبائر والصغائر مسایرہ شرح مسایرہ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ
مطبع السعادة بمصر۔

”جمہور اہل سنت کا مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی کبائر اور صفات سے عصمت واجب ہے۔“

۱۵۔ نیز وہی امام فرماتے ہیں:-

شرط النبوة، الذکورة، وكونه اکمل اهل زمانه عقلا و خلقا و
فطنة وقوة رأی والسلامة من دناءة الآباء وغمز (طنن)
الامهات والقسوة والسلامة من العيوب المنفرة كالبرص
والجزام و من قلة المروة کالاکل علی الطريق ومن دناءة
الصناعة كالحمجمة والعصمة من الکفر قبل النبوة وبعدها
بالاجماع واما العصمة من غیره مما سنذکره من المعاصی
فهو من موجبات النبوة متأخر عنها وهذا ما علیه الجمهور واما
علی القول بعصمتهم من الصغائر والكبائر قبل النبوة وبعدها فلا
بمستع الا شراط. (مسایرہ شرح مسایرہ صفحہ ۲۲۶-۲۲۷)

”یعنی نبوت کی شرائط یہ ہیں مذکر ہونا اور اپنے زمانہ والوں سے عقل اور پیدائش اور سجدہ واری اور قوت
رائے میں اکمل ہونا آباء کے خسیس ہونے سے سالم ہونا اور ماؤں کے طعن سے سلامتی (یعنی پدری اور
مادری اعتبار سے نسب میں طعن و عیب نہ ہو) تساوت قلبی سے سالم ہونا نفرت دینے والے عیبوں سے
سالم ہونا جیسے برص اور جذام کا مرض۔ کم مروتی سے سالم ہونا جیسے راستہ پر کھانا، خسیس پینے سے سالم
ہونا جیسے حجامت (خون نکالنا) قبل از اعلان نبوت و بعد از اعلان نبوت کفر سے بالا جماع معصوم ہونا اور
کفر کے علاوہ باقی گناہوں سے معصوم ہونا وہ موجبات و لوازمات نبوت سے ہے جو اس سے متاخر ہے
یعنی جمہور کا مذہب ہے اور قبل از اعلان نبوت و بعد از اعلان نبوت صغائر و کبائر سے انبیاء کا معصوم

ہونے کا قول تو وہ اشراط کے مانع نہیں۔“

۱۶۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی فرماتے ہیں:

كلهم كانوا مبلغين من الله صادقين معصومين غير معزولين.....

واذ گناہاں معصوم باشند۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۳۲)

”سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ تھے، سچے تھے، گناہوں سے معصوم تھے۔“

معزول ہونے والے نہ تھے، تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔“

۱۷۔ خواجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث و متکلم چشتی حنفی پیراروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس مرام

الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں:-

المختار عندی انهم معصومون عن وساوس الشيطان وعن

الكذب والكبائر والصفائر عمدا وسهوا قبل البعثة وبعدها الخ

فانظر ثمة فانه جيد۔ (مرام الکلام فی عقائد الاسلام صفحہ ۳۲)

”میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم السلام شیطان کے وسوسوں اور

جموٹ اور کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے قصداً و سہواً قبل از بعثت و بعد از بعثت معصوم ہیں۔“

۱۸۔ امام ربانی عارف شعرانی قدس سرہ النورانی نے ایواقیت و الجواہر جلد ۲ کے اول میں عصمت انبیاء

کا ایک مستقل بحث ۳۱ مقرر کیا۔ تفصیل وہاں دیکھو۔ اس سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

قال انمة الاصول الانبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم

معصومون لا يصدر عنهم ذنب ولو صغيرة سهواً ولا يجوز عليهم

الخطا في دين الله قطعاً وفاقاً للاستاذ ابى اسحق الاسفراينى

وابى الفتح الشهرستانى والقاضى عياض والشيخ تقى الدين

سيكى وغيرهم وقال جماعة لا ينبغي اجراء الخلاف فى الانبياء

والمرسلين ابدا۔ (ایواقیت و الجواہر۔ جلد ۲ صفحہ ۲)۔

”یعنی عقائد کے اماموں نے فرمایا کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کوئی گناہ ان سے

ظاہر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ صغیرہ گناہ بھی ہو ان سے ظاہر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے دین

میں قطعاً ان پر خطا جائز نہیں اس بات پر امام اسفرائینی اور امام شہرستانی اور امام قاضی عیاض

اور امام تقی الدین سیکی وغیرہم ائمہ کا اتفاق ہے اور اماموں کی ایک جماعت نے فرمایا کہ انبیاء

اور رسولوں کے درمیان خلاف کا جاری ہونا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لائق نہیں۔“

۱۹۔ كانوا (الانبياء عليهم الصلوة والسلام) معصومين من الكبائر والصغائر والعمد والسهو قبل النبوة وبعدها كما نعتهم. (يعني ہم (اہلسنت) اس بات کے معتقد ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر صغیرہ اور ہر کبیرہ گناہ سے عمد اور سہواً اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔“

القول الحق في ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم افضل الخلق۔“ للشيخ الجليل نور الدين على بن زين الدين الشهير بابن الجزار ونقل عنه النهاني في جواهر البحار جلد ۳ صفحہ ۹۳۔

اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے گھر کے حوالے

۱۔ غیر مقلدوں کے پیشوا قاضی شوکانی نے لکھا ہے:-

ان الانبياء كلهم معصومون عن الكبائر والصغائر

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مصر)

”بے شک سب انبیاء کرام کبار اور صغائر سے معصوم ہیں۔“

۲۔ لمكان عصمته صلى الله تعالى عليه وسلم

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۶۷)

۳۔ وہابیوں کے مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا ہے:-

”سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں۔“

(تذکیر الاخوان ترجمہ باب ثانی تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳۷۔ مطبوعہ فاروقی دہلی)

اس کے علاوہ عصمت انبیاء کے متعلق حوالوں کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ یہ حوالے ان سے ایک

لمعہ ہیں۔ اور درج ذیل حوالے تو جمع صفحات سامنے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

۱۔ شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض اللخانی الحنفی وشرح

للقاری الحنفی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۔ (۳) کتاب الاربعین فی اصول الدین للفتوح الرازی مستقل عنوان

وینتیسواں مسئلہ عصمت انبیاء میں از صفحہ ۳۲۹ تا ۳۶۸۔ (۴) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ

۳۹۸ (۵) تکمیل الایمان شرح المحقق الحدیث الدہلوی صفحہ ۳۲، ۳۳، (۶) مدارج النبوت جلد ۱

صفحہ ۳۲، ۳۳، ۳۴۔ (۷) مواہب دزرقاتی جلد ۵ صفحہ ۲۷۹، ۲۸۰ جلد ۶ صفحہ ۲۵۶۔

۲۵۷ و صفحہ ۲۵۹، ۲۶۱ (۸) جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۵-۳۲۶۔ از تالیسی (۹) جواہر البحار جلد ۳
 صفحہ ۹۳ (۱۰) مکمل رسالہ عصمت، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۹ و جلد ۱ صفحہ ۲۹۸ (۱۱) باجوری علی البردہ
 صفحہ ۲۵-۵۳ و صفحہ ۵۳ (۱۲) حیوة النبی ان صفحہ ۱۰۲ (۱۳) جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸
 شریف (۱۳) احکام شریعت لسیدنا علی حضرت جلد ۳ صفحہ ۳۵۲-۳۵۳ (۱۵) سیرت رسول عربی
 صفحہ ۶۶۲-۶۶۷ (۱۶) تفسیر کبیر جلد ۱-۳۵۸-۳۵۹ (۱۷) جامع العلوم فی لفظ الحمد جلد ۲
 صفحہ ۸۱۲-۸۶۱ از حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸) ارشاد الطالبین قاضی ثناء
 اللہ پانی پتی صفحہ ۳۰ (۱۹) خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ مکمل باب (۲۰) فیض الباری
 للکشمیری وهو منہم۔ صفحہ ۹۵-۹۶ جلد ۱۔

ازالہ شہادت

کم فہموں کو عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جن امور سے خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ ان سب کے اجمالی جامع جوابات۔

۱۔ اکثر و بیشتر یہودیوں کے اختراعی واقعات ہیں جو کتب تواریخ اور بعض تفسیروں میں عکس آئے۔ لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ قرآن و احادیث میں جو ایسے الفاظ وارد ہیں جن سے کم فہم عصمت انبیاء پر حملہ کرتے ہیں۔ ان سے مراد ترک افضل ہے۔ یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا۔ احسن کو چھوڑ کر حسن کرنا۔ اصوب کو چھوڑ کر صواب کرنا۔ یہ بھی من وجہ ورنہ وہی فاضل و حسن و صواب من وجہ آخر (یعنی من حیث التبلیغ) افضل و احسن و اصوب ہوتا ہے۔ **ھقیقۃ ان الفاظ سے مراد گناہ نہیں۔**
 علامہ امام ابو البرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

لا یجوز اسم الزلۃ علی الانبیاء علیہم السلام کما قال مشائخ

بخاری..... وقال مشائخ سمرقند لا یطلق اسم الزلۃ علی

افعالہم (۲) کما لا تطلق المعصیۃ وانما یقال فعلوا الفاضل وترکوا

الافضل ۱۵ (تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۲ علی باش الحازن مطبوعہ مصر)

”یعنی لفظ زلہ (بمعنی لغزش بغیر قصد کے پھسلنا) کا اطلاق انبیاء کرام پر نا جائز ہے جیسا کہ مشائخ بخارانے فرمایا ہے اور مشائخ سمرقند نے فرمایا کہ انبیاء کے کاموں پر لفظ زلہ کا اطلاق نہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ معصیت کا اطلاق نہیں ہوتا، سوائے اس کے نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء نے فاضل کیا اور افضل کو چھوڑا۔“

۳۔ انبیاء کرام نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کرتے ہوئے ترک افضل پر اپنی طرف جن الفاظ کی نسبت کی اور ان کے مولیٰ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ترک افضل پر جو الفاظ استعمال کئے اسے اس

1. قال السیوطی قال اس السکمی فی جمع الحوامع وفعله علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر محررہ للمعصیۃ وغیر مکروہۃ للراۃ وما فعلہ مما هو مکروہ فی حقہا فاسما فعلہ لیبان الحواز فهو فی حقہ واجب للتبلیغ او فصیلۃ یناب علیہ نواب واحب او لاصل ۱۵ حصانصر کبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ وحوارہ البحار جلد ۱ صفحہ ۱۲۳۳۳۳

2. افول الافعال شاملۃ للافوال لان کل فعل یفون العمل اعم مطلقا والقول احص مطلقا فیہا عموم وخصوص مطلقا. ۱۲ الفیسی عمر لہ

يَقُولُونَ أَمْثَلِهِمْ كُلُّ قَوْمٍ بَعْدَهُمْ بَدَأُوا فَنَدَّبْنَا وَبَدَأُوا كَرِهًا لَّآدُلُو الْآلَاءِ لِبَابِ ۝

(آل عمران)

” (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتاری اس سے کچھ آتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ کہ جن کے معنی میں اشتباہ ہے کہ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر محض والے۔“

یعنی تشابہات کا حقیقی اور ذاتی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں اس کی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض کا ملین کو بھی تشابہات کے معنی و مفہوم کا علم ہے۔ باقی سب علماء اور عوام ان تشابہات کی تاویل سے ناواقف ہیں اور تشابہات کے معنی و مفہوم و تاویل کے درپے ہو کر کھوئے دل والے فساد پھیلاتا چاہتے ہیں۔

(بیت سرگزشت) وقال العلامة مولانا محمد عبدالحلیم الحنفی والد المولوی عبدالحی اللکھوی۔ ان المعنی (ای معنی الآیة) وما یعلم تاویلہ بدون الوحی الا اللہ فالنسی صلی اللہ علیہ وسلم کان علاما بتاویلہ بالوحی لا غیرہ ثم اعلم ان الکلام فی العلم الکسی واما العلم الکشفی الغیر الاختیاری فلو حصل لبعض الاولیاء الکرام فلا امتناع فیہ کذا قال بحر العلوم (ای مولانا عبد العلی اللکھوی) ۱۵ فمر الاقمار علی هامش نور الانوار ۹۔ صفحہ ۹۳۔ وقال القاضی محمد ثناء اللہ الحنفی الفقی فی القشبندی المتوفی ۱۲۲۵ھ فی تفسیر القرآن ”والحق عندی انها (ای ان المقطعات) من المشبهات وهی اسرار بین اللہ تعالیٰ و بین رسوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یقصد بها الفہام الماعی بل الفہام الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن شاء افہامه من کمل اتباعه قال السجاوندی المروی عن الصدر الاول فی الحروف النہجی انها سر بین اللہ و بین نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد یجرى بین المحرمین کلمات معنیات یشیر الی اسرار بین ہما فانظر الی آخرہ فانہ نعم ماحرر) التفسیر المظہری جلد ۱ صفحہ ۱۳ وایضاً قال فی تفسیر قوله تعالیٰ وَغَايَتَهُمْ تَأْوِيلَهُ اِنَّ اِيَّاهُ لَا يَحْزَنُ اَنْ يَعْلَمَهُ غَيْرُهُ تَعَالَى الْاِتْوِاقِ مَهْ وَلَا يَكْفِي لِمَعْرِفَتِهِ الْعِلْمُ بِلُغَةِ الْعَرَبِ فَالْحَصْرُ اِضَافِي نَظِيرُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى اِنَّ يَتَخَنَّزُونَ اَنْزَابًا اِنَّ اِيَّاهُ يَعْنِي لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ غَيْرُهُ تَعَالَى الْاِتْوِاقِ مَهْ. فِهْدَةُ الْاَبِيَةِ لِاتِّدْلُ عَلَيَّ اَنْ اَلْسِي صَلِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضُ الْكَمَلِ مِنْ تَعَاوُفِ لَمْ يَكُونُوا عَالِمِينَ بِمَعَانِي الْمَشَابِهَاتِ اِنَّ اَتَتْ الْقَاصِي عِلْمَ الْمَشَابِهَاتِ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَبَعْضُ الْكَمَلِ. (المصنف) التفسیر المظہری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۔ وقال المولوی عبدالحق فی النامی شرح الحسامی صفحہ ۲۱۔ ان الی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یعلم المشابہات كما صرح به فہر الاسلام فی اصولہ ۱۵ وکتب القوم من مثله ملوۃ و ما انا بصدد استبعاد القول فہذا القدر کاف لسلبہ الطبع ۱۲ کتبہ منظور احمد الی الحنفی الغیبی عمی عہ

عارف باللہ تعالیٰ امام عبدالغنی تاجلی حنفی و مشقی (متوفی ۱۱۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ”الفتح الربانی والقبض الصمدانی“ کے باب اول میں ان الفاظ کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم ہوتا ہے۔

ان الذی ہو منہی فی هذه المسئلة ان النصوص القرآنیة والاحادیث النبویة منقسمة الی نوعین منها المحکم ومنها المتشابهة والمتشابهة علی قسمین متشابهة وارد فی حق اللہ تعالیٰ ومتشابهة وارد فی حق الانبیاء علیہم السلام ولا شک ان حقیقة اللہ مجهولة للانبیاء علیہم السلام ومعرفتهم به تعالیٰ انما هی معرفة عجز عنه وتنزیه تام والا لزم ان یکون شیء منه قدیما او شیء منه حادثا وهذا محال۔ وكذلك معرفتنا بحقیقة الانبیاء علیہم السلام معرفة عجز وتنزیه تام والا لکان فینا من نبوتهم شیء او فیهم من عدم نبوتنا شیء فیلزم ثبوت النبوة فی غیرهم علیہم السلام او عدم ثبوتها لہم وذلك محال فالحقیقتان مجهولتان لنا حقیقة اللہ تعالیٰ وحقیقة الانبیاء علیہم السلام ولكل من الحقیقتین صفات ثابتة فی النصوص یجب الایمان بہا کلہا علی حسب ما ہی علیہ فی نفس الامر لا علی حسب ما نعقلہ نحن منها والمتشابهة وارد فی وصف کلنا الحقیقتین والصواب فی کیفیة الایمان بہ مذهب السلف رضی اللہ عنہم وهو تسلیم معنی ذلك الی اللہ ورسولہ۔ جواب الامار جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ مطبوعہ مصر۔

یعنی بے شک عصمت انبیاء کے مسئلہ میں میرا مذہب یہ ہے بے شک نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ دو قسم ہیں بعض محکم اور بعض متشابه۔ پھر متشابهہ دو قسم کی وہ متشابهہ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں وارد ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت انبیاء کو نامعلوم ہے اور ان کو جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے وہ عاجزی اور تنزیہ تام والی معرفت ہے ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ ان کی کوئی چیز قدیم ہو یا اس مولیٰ کی کوئی چیز حادث اور یہ دونوں محال ہیں اور اسی طرح جو انبیاء کرام کی حقیقت کی معرفت ہے وہ بھی عجز اور تنزیہ تام والی معرفت ہے

ور نہ ہم میں ان کی نبوت والی کوئی چیز ہو یا ان میں ہماری عدم نبوت سے کوئی چیز ہو اور اس پر تو غیر نبی میں ثبوت نبوت یا انبیاء کے لئے عدم ثبوت نبی لازم آئے گا اور یہ دونوں چیزیں محال ہیں۔ تو ہمارے لئے دونوں حقیقتیں مجہول ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت ہمیں معلوم ہے اور نہ انبیاء کرام کی حقیقت ہمیں معلوم ہے اور ان دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک حقیقت کے لئے نصوص میں صفات ثابت ہیں، جن سب پر ان کی حقیقی مراد کے مطابق ایمان واجب ہے نہ اپنی کجھ کے مطابق، اور دونوں حقیقتوں کے حق میں قشابہات وارد ہیں اور قشابہات کے حق میں ایمان کی صحیح و صواب والی کیفیت وہی ہے جو مذہب سلف ہے کہ ان قشابہات کے معنی کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یعنی ان قشابہات کے الفاظ و اطلاق پر ایمان رکھو اور عند اللہ وعند الرسول ان کا جو معنی و مفہوم ہے اس پر بھی ایمان رکھو لیکن وہ ظاہری عام فہم مفہوم و معنی جو ہمارے لئے ظاہر ہوتا ہے اس پر ایمان نہ ہو۔

مزید تفصیل رسالہ عصمت میں دیکھنا انشاء اللہ تعالیٰ و مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

۷۳۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنون اور بے ہوشی جائز نہیں اور ایسے ہی سب انبیاء پر اور کوئی نبی ناپسند نہیں ہوا اور نہ بہرا۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۔ اتفق النووی فی الاول جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ و جلد ۱ صفحہ ۲۷۹۔ از ابن مقرئ و زکریا انصاری جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ از خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۷۴۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والا، حضور کی توہین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے قتل کیا جائے گا۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۵۔ ۳۵۰ و جلد ۲ صفحہ ۱۸۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۰۶ و شرح شریف لقاری، الخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۳۵ تا ۲۹۳ جواہر البحار از نووی جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ از ابن مقرئ جلد ۱ صفحہ ۲۷۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ الصارم السکول لابن تیمیہ و ہونیم مستقل کتاب نیز اس موضوع پر مستقل باب آئے آ رہا ہے۔

۷۵۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پردہ پوشی کے وقت اندھیرا چھا گیا تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۷۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرامؑ میں سنوۃ والسلام کا جسد مطہر مزاروں میں تغیر و تبدل اور بڑھ بڑھ ہونے سے محفوظ ہے اور ان کی حیات دنیاوی حقیقی جسمانی ہے یعنی روح بدن شریف میں ہے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰-۳۳۲۔ اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ للحدیث المشہور جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳۔ از نووی۔ دراج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۶-۱۳۸ و ۱۳۹۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰۔ و عنہ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۶۔ شرح شمائل القاری جلد ۱ و عنہ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۶۸۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۹۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵ از کشف الغمہ)

۱۔ قرآن شریف پارہ ۲۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۱۹۔ آیت ۱۵۳ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا اور ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔
 ۲۔ قرآن شریف پارہ ۳۔ آل عمران۔ رکوع ۱۷۔ آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

۱۔ اور پارہ ۵۔ النساء۔ رکوع ۹۔ آیت ۶۹ میں چار گروہ ایسے بیان کئے گئے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے (۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین جب تیسرے نمبر والے یعنی شہداء زندہ ہیں ان کو مردہ کہنا و گمان کرنا ناجائز ہے تو صدیق بطریق اولیٰ زندہ ہیں پھر انبیاء تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور حضور تو بطریق اولیٰ زندہ کیونکہ بر نعمت بطور اصالت حضور کے لئے ثابت ہے۔

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شہادت نصیب ہوئی، حضور بھی شہید ہیں، بلکہ ہر نبی شہید ہے، صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نو دفعہ اس بات کی قسم اٹھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتول و شہید فی سبیل اللہ ہیں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ ایک دفعہ قسم اٹھاؤں کہ حضور شہید فی سبیل اللہ نہیں، کیونکہ حضور نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں۔ رواہ احمد والحاکم وغیرہما۔ زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۳۔ الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷۔ للسیوطی۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۲ نسیم الریاض و شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۹۳-۹۳ و شفا شریف و ابن سعد و ابو یعلیٰ و الطبرانی و البیہقی۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۷۰) اور شہید حکم قرآنی زندہ ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر سب انبیاء مزاروں میں زندہ ہوئے۔

۳۔ قرآن شریف پارہ ۱۳۔ نحل۔ رکوع ۱۳۔ آیت ۹۷ میں مومن صالح کے لئے قبر میں (تفسیر خازن)

حیات طیبہ ثابت کی گئی ہے تو جب انبیاء کرام کے غلاموں (نیک مومنوں) کو انبیاء کی تابعداری میں مزاروں میں پاک زندگی نصیب ہے تو انبیاء تو بطریق اولیٰ پاک زندگی سے مزاروں میں زندہ ہوئے، نیز انبیاء بھی مومنین صالحین ہیں اور ان کے لیے مزار میں زندگی ثابت لہذا انبیاء کرام مزاروں میں زندہ موجود ہیں۔

۴۔ حضرت انس سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

الانبياء احياء في قبورهم يصلون۔

”انبیاء کرام مزاروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔“

(حدیث حسن بل صحیح فیض القدر جلد ۳۔ صفحہ ۱۸۳، فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۶۳، رواہ البیہقی فی حیوۃ

الانبياء صفحہ ۲۔ ۳، ابویعلیٰ جامع صغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۲۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

۵۔ حضرت ابورداء سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فبني الله حي
يرزق۔

رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ (بستان جدید۔ مرقاة جلد ۲ صفحہ ۲۱۲۔ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ تعالیٰ

کا (بر) نبی (مزار میں) زندہ ہوتا ہے۔ رزق دیا جاتا ہے“

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم وانهم

احياء (۱) فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۸ مطبوعہ رحمیہ دیوبند

”بے شک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بے شک انبیاء نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں

مزاروں میں اور بے شک زندہ ہیں۔“

۷۔ شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حیات حقیقی دنیاوی حی و باقی و متصرف

1۔ دیوبندیوں کے مولوی کشمیری صاحب نے کہا کہ ”اہل مزارات کے لئے مزاروں میں بہت سے عمل ثابت ہو سکتے ہیں۔

جیسے اذان اور اقامت (داری) قرآن شریف کا پڑھنا (ترجمی)۔ حج: بخاری) فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ نیز ای

میں ہے کہ ”مردوں کے سننے کے ثبوت میں حدیثیں صد تو اتر تک پہنچ چکی ہیں۔“ فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۳۶۷ وغوی

صفحہ ۶۳۔ ۲۱۱

اندریں جاہن نیست۔

”انبیاء کرام حقیقی دنیاوی زندگی سے زندہ اور باقی اور متصرف ہیں۔ اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔“

شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۸۔ زندہ است بحیاء جسمانی دنیاوی بدنی (مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۳۹) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اہل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

یہ بطور اختصار اس مسئلہ کے بعض دلائل ہیں فقیر فیضی کی اس موضوع پر ایک مستقل تالیف موجود ہے جس کا نام ہے ”افہام الاغیاب بحیاء الانبیاء والاولیاء“ جو تقریباً ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو چاہے مزید دلائل اس میں دیکھے نیز حیوة الانبیاء للبیہقی اور انباء الازکیا بحیاء الانبیاء للسیوطی ملاحظہ ہو۔

۷۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کا ورثہ (مالی، مادی) تقسیم نہیں ہوتا۔ (بخاری۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

۷۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، بروں کو چھپا لیتے ہیں اور اچھوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔ تفسیر صاوی جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۲۔ اخرجہ ابن اربسند جید (۱) عن ابن مسعود مرثوعاً، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۱۔ ۳۰۵ و اخرج الحارث و ابن سعد والقاضی عن بکر بن عبد اللہ المرزبی برفوعاً مثلاً۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ و قد اذ حسن۔ والفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۷۶۔ فیض القدر جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)

۷۹۔ سب سے پہلے حزار سے حضور اکرم نور مجسم تشریف لائیں صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۲۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفا شریف، جلد ۱، صفحہ ۱۶۸)

۸۰۔ پہلے اہل (صراط) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریں گے (مواہب و زرقانی جلد ۵

صفحہ ۳۴۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

- ۸۱۔ حضرت جبریل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع پستی کے لئے تین دن آتے رہے۔
(مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۳۸)
- ۸۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ خلاف طریقہ مشہور بغیر امام کے ہوئی۔ فوجیں فوجیں آئیں اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتی تھیں۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۸)

وفی حدیث ابن عباس عند ابن ماجہ لما فرغوا من جہازہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الثلاثاء وضع علی سریرہ فی بیتہ ثم دخل الناس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسالاً (جماعات متابعین) یصلون علیہ حتی اذا فرغوا دخل النساء حتی اذا فرغن دخل الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد۔ مواہب۔ قال ابن کثیر هذا امر مجمع علیہ۔ زرقانی۔ وفی روایۃ ان اول من صلی علیہ الملائکۃ افواجاً ثم اهل بیتہ ثم الناس فوجاً فوجاً ثم نسائه آخرًا۔ مواہب علی ما روى عند الطبرانی۔ زرقانی۔ وروی انه لما صلی اهل بیتہ لم یدر الناس ما یصلون فسالوا ابن مسعود فامرهم ان یسألوا علیاً فقال لهم قولوا اِنَّ اِنَّہٗ وَ مَلَائِکَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاَیْہِ الْخَ لَیْکَ اللّٰہُمَّ رَبَّنَا وَسَعْدِیْکَ صَلوٰۃ اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وما سبح لک من شیء یا رب العالمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین (الی الخلق اجمعین۔ زرقانی) الشاہد البشیر الداعی الیک۔ باذنک السراج المنیر وعلیہ السلام۔ (صلوٰۃ الحنیفیہ مختلف فیہ) مواہب و زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۹۱۔ ۲۹۲)۔

۸۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر حوض کوثر پر ہے (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷۔ بخاری جلد ۱ صفحہ

۱۵۹۔ مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

۸۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف اور منبر کے درمیان والا کھڑا جنت کا کھڑا ہے۔ (زرقاتی

جلد ۵ صفحہ ۳۳۸۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۹۔ مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

۸۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود عطا ہوگا۔ جہاں سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

تعریف کریں گے (زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۳۳۲۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت عظمیٰ کے مالک ہیں۔ شفاعت کا اذن مل چکا ہے، دنیا میں بھی

شفاعت کرتے رہے اور اب بھی شفاعت و سفارش فرماتے ہیں اور قیامت میں بھی شفاعت فرمائیں

گے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۳۳۲۔

آیات قرآنی و احادیث نبوی کہ شفاعت کا اذن مل چکا اور آپ ابھی سے شفاعت فرماتے ہیں۔

۱۔ وَاسْتَعْفِزْ لِنَدَائِكَ (۱) وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد: ۱۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب

کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے

بخشواؤ اور شفاعت کا ہے کا نام ہے یہ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ

الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا تَرَجِمْنَا (نساء)

”اس حکم کے مطابق ایک اعرابی گناہ کی معافی کی سفارش کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ اندر سے جواب آیا تیری معافی ہوگئی۔“

(تفسیر مدارک و ابن کثیر وغیرہما کتب کثیرہ بین فی تالیفی انہام الاغنیاء)

۳۔ وَإِذْ أَقْبَلْ لَهُمْ تَعَالَى اسْتَعْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ تَوَّابًا وَمَا تَسْتَعْفِفُونَ (مناقرن: ۵)

۴۔ لَا يَسْتَكْبِرُونَ إِذَا مَنَ آذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ (النبا)

۵۔ لَا تَتَّقُوا الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ آذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَفِئِي لَهُ قَوْلًا (ط)

۶۔ وَلَا تَسْفَحُونَ إِذْ لَيْسَ أَمْرًا تَتَّبِعُونَ (الانبیاء: ۲۸)

۷۔ وَلَا تَتَّقُوا الشَّفَاعَةَ بِنَدَاءِ إِذْ لَيْسَ آذِنَ لَهُ (سبا)

۸۔ لَا يَسْتَكْبِرُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ آذِنَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا (مریم)

۹۔ وَلَا يَسْتَلِكُ الْبَنِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ الشَّفَاعَةِ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

يَقْتَمُونَ ﴿٢٠﴾ (زخرف)

۱۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اعطيت الشفاعة یعنی مجھے شفاعت کا اذن و اختیار مل چکا ہے۔

(رواہ البخاری جلد ۱۔ صفحہ ۶۲، مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۹، الترمذی عن جابر بن عبد اللہ)

۱۱۔ واحمد بسند حسن و البخاری فی التاريخ و البزار و الطبرانی و البيهقی و ابو نعیم عن ابن عباس۔

۱۲۔ واحمد بسند حسن و البزار بسند جيد و الدارمی و ابن شیبہ و ابو یعلیٰ و ابو نعیم و البيهقی عن ابی ذر

۱۳۔ و الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری۔

۱۴۔ و فی الکبیر عن سائب بن یزید۔

۱۵۔ واحمد باسناد حسن و ابن شیبہ و الطبرانی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

حياتي خير لكم و معاتي خير لكم تعرض على اعمالكم فما كان

من حسن حمدت الله عليه و ما كان من سيء استغفرت الله لكم

”میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور بعد از پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے

لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں۔

میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور ان میں جو برے ہوتے ہیں میں ان پر تمہارے

لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔“

(معلوم ہوا کہ مزار میں بھی اس وقت ہمارے لئے شفاعت و سفارش فرما رہے ہیں)

”رواہ البزار بسند جيد، بسند صحيح رجالہ رجالہ الصحاح صحيح۔“ عن ابن مسعود

زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۲۵۱، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱، فیض القدير جلد ۳ صفحہ ۴۰۱)

۱۔ و اخرج الحارث و ابن سعد و القاضي عن بكر بن عبد الله المزني مرفوعا مثله

بسند حسن خصائص جلد ۲۔ صفحہ ۲۸۱۔ الجامع الصغير جلد ۱ صفحہ ۱۵۰۔

۸۷۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب لواء الحمد ہیں، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام و ما سوائے آدم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنڈے کے نیچے ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۸۔ پہلے جنت کا دروازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھٹکنا کیں گے۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸)

۸۹۔ پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔ ۳۸۔ ۳۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۹۰۔ ہر وقت فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

۹۱۔ عہد آدم اور ملکوت اعلیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا ذکر اذان میں ہوتا

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

۹۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد شیطان آسمانوں سے روک دیا گیا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیٹھ پر مہربوت دل کے مقابل تھی (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

۹۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزار نام ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اسماء پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مستی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح

مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔ (ادکام شریعت الاصل حضرت جلد ۲

صفحہ ۱۶۲ و نحوہ فی الملعونہ ذاعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۳۴ و صفحہ ۳۵)

۹۵۔ تقریباً ستر نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳)

امام عبدالکریم جیلی نے اپنی کتاب الکمالات الالہیہ فی الصفات المحمدیہ کا باب

ثالث یہ مشق کیا ہے۔ اتصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء والصفات الالہیہ

جس میں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالدلیل ثابت کیا ہے۔ علامہ نبہانی رحمۃ

اللہ علیہ نے اس سے صرف ۹۹ نام اللہ تعالیٰ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالذلیل نقل کئے ہیں (ملاحظہ ہو جو اہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ تا صفحہ ۲۷۰ از جو اہر امام محقق جلی رحمہ اللہ تعالیٰ) ۹۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کا نام احمد و محمد نہیں تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳ مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۷)

۹۷۔ ملائکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحالت سفر سایہ کرتے تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳) ۹۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ عقلیل ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳) باب اول میں شیخ محقق سے اس کے متعلق بہترین حوالہ گزرا۔

۹۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل حسن دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بعض حسن ملا تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳) بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن غیر منقسم ہے۔ حضور کے حسن کا کروڑوں حصہ بھی کسی کو نہ ملا۔ امام بوصیری فرماتے ہیں:-

منزه عن شریک فی محاسبہ فجوهر الحسن فیہ غیر منقسم
(تصیّدہ برودہ شریف)

”حضور اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں، حضور میں جو حسن کا جوہر ہے وہ غیر منقسم ہے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہ و جمالہ وجودہ و نوالہ و اصحابہ و آلہ۔

۱۰۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل کو اصلی صورت پر دیکھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳) ۱۰۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے وقت سے کہانت ختم ہو گئی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۲۔ جن و شیاطین کے چوری سننے سے آسمان کی حفاظت ہو گئی (جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے) اور شعلوں سے رجم کئے جانے لگے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والدین کو زندہ کیا، یہاں تک کہ وہ حضرت پر ایمان لائے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ و جو اہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ عنہ و جو اہر

البحار جلد ۲ صفحہ ۷۰ از ابن حجر مکی و صفحہ ۳۶۹ از حمل و تعدد رسائل سیوطی۔ تذکرہ امام قرطبی و مختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی، اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۵۔ شمول الاسلام لاعلی حضرت صفحہ و رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۰۰ تحت آیت إِنَّ اِنَّهٗ لَهٗ مُلْكٌ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يُخْفِیْ وَ یُؤْنِسُ جلد ۳۔ صفحہ ۷۳) ۳

۱۰۳۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ حضور ﷺ کو لوگوں کے حملہ سے محفوظ رکھے گا۔ (قرآن)

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کتاب نازل ہوئی یعنی قرآن شریف ہر شے کا جامع ہے، تغیر و تبدل سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لی ہے، قرآن ہر شے کا جامع اور ہر شے کی تفصیل ہے، اپنے غیر سے بے پروا کرنے والا ہے، اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد صفحہ ۱۱۹)

۱۰۶۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۷۔ قرآن میں بہت جگہ اسم نبی ام خدا سے ملا ہوا ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۸۔ مولیٰ کریم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کو عالم پر لازم قرار دیا۔

(کشف الغمہ۔ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام القلیین و صاحب ہجرتین ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۱۰۔ آپ ظاہر و باطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی کی تمام قسموں سے کلام فرمایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۱)

۱۱۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت اور سلطانی کے جامع ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

قال عليه الصلوة والسلام وآتاني السلطان والملك.

اخرجه ابونعيم عن عبادة ابن الصامت..... قال الغزالي في

الاحياء لاجل اجتماع النبوة والملك والسلطنة لبينا صلى الله

عليه وسلم كان الفضل من سائر الانبياء فانه اكمل به صلاح

الدين والدنيا. (خصائص كبرى جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ و نحوہ فی غیر ہا)

۱۱۳۔ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شے کا علم دیا گیا حتیٰ کہ روح اور ان پانچ

چیزوں کا علم بھی عطا ہوا جن کا ذکر اس آیت میں ہے: إِنَّ اللَّهَ عَشَدُّ عَلَمَ السَّاعَةِ (کشف الغمہ

للشعرانی عن السیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ وعنه فی جوابہما جلد ۲ صفحہ ۵۶۔ سیرت رسول عربی نقشبندی

صفحہ ۶۵۰۔ تفسیر صادی جلد ۲ صفحہ ۹۷، ۹۸ و جلد ۳ صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶ و جلد ۴ صفحہ ۲۳۔ ابریز شریف

ماہیکون (جو ہور ہا ہے اور جو ہوتا رہے گا) یہ سب کچھ باطلاح الہی باعلام ربانی و فیض سبحانی و بتوفیق رحمانی جانتے ہیں، لوح و قلم کے جمیع علوم کے جامع ہیں بلکہ لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم والے سمندر سے چند قطرے ہیں، حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے بعض ہے۔ کما علیہ جمہور اہل السنۃ خلافاً لبعض العرفاء، کما قال الشیخ۔“

بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آن حضرت را تمامہ علوم الہی معلوم ساختہ بودند۔“

(مدارج المنہوت)

اور مخلوق کی بنسبت کل ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی بھی ہے اور جزئی بھی ہے من حیثہ الخالق جزئی ہے اور من حیثہ المخلوق کلی ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں اور حضور کا علم بھی مخلوق ہے علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث، وہ نا مخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور۔ وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التفسیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔

(بطور اجمال آپ کے علم کلی کے بعض دلائل صرف قرآن شریف اور احادیث سے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شے جانتے ہیں۔

۱۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (حدید: ۳)

”اور وہی (یعنی حضور ﷺ) (۱) علیہ الصلوٰۃ والسلام) سب کچھ جانتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے اللہ تعالیٰ کے بعض علم کا احاطہ کرتے ہیں۔

۲۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ: ۲۵۵)

”وہ نہیں احاطہ کرتے (گھیرتے) اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنے

پسندیدہ رسولوں کو اپنے مخصوص علم غیب پر مطلع کرتا ہے۔“

۳۔ عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿١﴾ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن

رَسُولٍ ﴿٣﴾ (جن)

۱۔ مدارج المنہوت جلد ۱ صفحہ ۲۔ الفتوحات النبویہ ص ۱۱۳ کبر باب ۱۰۔ صفحہ ۱۷۴ جواہر انکار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ درر الغواص

علی فتاویٰ سیدی علی الخواص للشعرانی علی ہامش کتاب الابریز صفحہ ۹۳۔ ۹۵۔ ۱۱۳ الفیضی غفران

۲۔ یہ استثناء متصل ہے جلد ۳ صفحہ ۳۴۵ بحوالہ فی الی سعورہ خازن جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔ ۱۲۔

زیر آیت مذکورہ در تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷۔ است انکھار شخص بر غیب خاص (نبی کے لئے) و انکھار غیب بر شخص (ولی

کے لئے) لوہن پر مطلع ولی۔ صفحہ ۲۱۷۔

” (اللہ تعالیٰ) غیب کے جاننے والا (ہے) تو اپنے (خاص) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا
سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔“

۴۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ تَرْتِيْمِهِ (۱) مَنْ
يُّشَآءُ (آل عمران: ۱۷۹)

” اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اسے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے
رسولوں سے جسے چاہے۔“

لوح محفوظ میں برشے کا بیان ہے:

۵۔ وَلَا آصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّحْمَدٍ (یونس: ۶۱)

۶۔ كُلُّ فِي كِتَابٍ مُّحْمَدٍ (ہود: ۶)

” اور اس (ذرہ سے) چھوٹی اور نہ اس (ذرہ) سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن بیان کرنے
والی کتاب (لوح محفوظ (2)) میں نہ ہو۔“

” سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح محفوظ (3)) میں ہے۔“

امام بوصیری (متوفی ۹۵-۶۹۳ھ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:-

فان من جودك الدنيا وضررتها ومن علومك علم اللوح والقلم
” تو بے شک (یا رسول اللہ) دنیا اور آخرت (کی برکت) آپ کے (خوان) سخاوت
سے کچھ حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم سے بعض ہے۔“

(قرآن شریف لوح محفوظ کی تفصیل ہے)

۷۔ وَتَقْوِيْلُ الْكِتَابِ (4) لَا تَرِيْبُ فِيْهِ (يونس: ۷۷)

1۔ بعض لوگ لفظ ”بی“ کو تارماتے ہیں اور لفظ بی کے معنی کے منکر ہیں۔ لفظ بی کے معنی ہیں غیب کی خبریں بتانے والا امام تاج
میراث فرماتے ہیں ”النبوة في لغة من همز ماخوذة من الساء والمعنى ان الله تعالى اطلمه على غيبه
النبوۃ التي هي الاطلاع على الغيب شفا شريف جلد ۱ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ باب ۴ فصل او شرحه للفارسی والحضامی
جلد ۲ صفحہ ۳۵۱-۳۵۳ و مثلہ فی المواہب اللدنیہ للقسطلانی جلد او شرحه للزرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۷۹-۱۸۰ ج
کہا گیا کہ لفظوں سے تو خوش ہیں لیکن معنی سے خفا ہیں۔ ۱۴۔ من

2۔ خزائن العرفان۔ صفحہ ۳۱۲-۳۱۵ تفسیر خازن ودارک جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

3۔ خزائن صفحہ ۳۲۱ خازن وصل جلد ۲ صفحہ ۳۱۷-۱۲۔ من

4۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ۔ جمل جلد ۲ صفحہ ۳۳۹-۳۴۰ صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۱-۱۲۔ من

”اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے (قرآن شریف (1) میں اس) سب کی تفصیل ہے۔“

قرآن شریف میں کل چیزوں کا بیان اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

۸۔ مَا فَرَّظْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (انعام: ۳۸)

”ہم نے اس کتاب (قرآن شریف) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی“ (سب کو لکھ دیا ہے)

۹۔ وَلَا تَرْتَابٍ وَلَا يَأْتِيهِمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (انعام: ۵۹)

”اور نہ کوئی ترتیب (ہے) اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (قرآن شریف (2)) میں لکھا نہ ہو۔“

۱۰۔ وَتَفْصِيلٍ كُلِّ شَيْءٍ (يوسف: ۱۱۱)

” (قرآن) ہر چیز کا مفصل بیان (ہے)۔“

۱۱۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (أنحل: ۸۹)

”اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔“

نسیبہات

۱۔ قرآن شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں کُل شئی کے بیان و تفصیل کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا

ہے وہ اپنے عموم پر ہے جو دین و دنیا کی ہر چیز پر بلکہ جمیع موجودات پر مشتمل ہے۔ اس میں امور دینیہ کی تخصیص والا دعویٰ بلا دلیل ہے جو قابل رد ہے۔ عموماً نصوص قطعیہ کسی ملا کے قول اور ظنی دلیل سے تخصیص نہیں پاتے اور خصص نص قطعی میں موجود نہیں۔ اگر کسی میں ہے ہمت تو ان آیات کی تخصیص باسورہ یثیہ پر قطعی الثبوت قطعی الدلالہ نص پیش کرے، ہل من مبارزہ ہمیں میدان ہمیں گویے

نہ نخبہ اٹھے گا نہ تگوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں ان آیات کے عموم کو تقویت دینے کے لئے ہمارے پاس دلائل کثیرہ ہیں۔ بعض پیش ہوتے ہیں:-

۲۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ان الله انزل في هذا الكتاب تبياناً لكل شيء، ولقد علمنا بعضنا

مصائب لنا في القرآن ثم تلاونا عليك الكتاب تبياناً لكل شيء

(اخرجا بن بزر و ابن ابی حاتم، تفسیر درمنثور جلد ۳۔ صفحہ ۱۴۷)

۱۔ نازن و مدارک جلد ۲ صفحہ ۱۳، جمل جلد ۲ صفحہ ۱۳، تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۳۵، تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، نوزع ۶۵

للسیاحی منہ

۲۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، عن التاویلات النجفیہ ۱۲۴

”بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف میں ہر چیز کا روشن بیان نازل فرمایا اور ہم نے اس قرآن سے بعض چیزوں کو جانا جو ہمارے لئے بیان کی گئیں پھر دلیل کے طور پر انہوں نے یہی آیت نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ پڑھی۔“

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:-

فان فيه علم الاولين والآخرين.

”بے شک اس قرآن شریف میں تمام اولین اور تمام آخرین کا علم ہے۔“

اخرجه سعيد بن منصور وابن ابی شیبہ وابن احمد فی زوائد الزهد وابن الفریس فی فضائل القرآن و محمد بن نصر فی کتاب اللہ والطبرانی والبیہقی فی شعب الایمان (درمنثور جلد ۳- صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا:-

ما من شیء فی العالم الا وهو فی کتاب اللہ فقیل له این ذکر

الخانیات فیہ فقال فی قوله لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتاً غیر

مسکونہ فیہا ممتاعکم فی الخانیات۔ (تفسیر اتقان جلد صفحہ ۲۱۳)

”عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ (یعنی جہان کے ہر برزخ اور ہر قطرہ کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے) تو ان سے کہا گیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتاً غیر مسکونہ فیہا ممتاعکم میں سراؤں کا بیان ہے۔

امور دینیہ سے تخصیص کرنے والے کیا سرائے بھی امور دینیہ سے ہیں اقلًا تعقیقون

صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

لوضاع لی عقال بعیر لو جدتہ فی کتاب اللہ تعالیٰ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

”اگر میرے اونٹ کے زانو باندھنے والی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن شریف میں پالوں گا کہ کہاں ہے۔“ کیا رسی بھی امور دینیہ سے ہے۔ اقلًا تتعقون۔

۳۔ دیوبندیوں و ہابیوں کے پیر کی گواہی، مولوی حسین علی واں بھروی کے پیر و مرشد خواجہ مولانا محمد عثمان نقشبندی مجددی نے لکھا ہے:-

برائے خواندن مشکوٰۃ شریف و بخاری و مشنوی مولانا تاروم صاحب و دیگر سب احادیث استعداد وافرہ و معکاشہ سے باید و اکثر علماء و فضلاء قرآن شریف می خوانند و تفسیر ہامی خوانند لیکن کما حقہ

نصی فہمندی۔

پس ایں شعر خواندند:

جميع العلم في القرآن لكن تقاصر عنه الفہام الرجال

(مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۲۰-۲۱)

”یعنی مشکوٰۃ شریف اور بخاری، مشنوی، مولانا روم اور باقی کتب احادیث پڑھنے کے لئے بہت استعداد کی ضرورت ہے، بہت سے عالم و فاضل قرآن کریم اور تفسیریں پڑھتے ہیں لیکن کما حقہ نہیں سمجھتے۔ پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا:۔

”تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے فہم ان سے قاصر ہیں۔“

نیز وسعت علوم قرآنی کے متعلق احیاء العلوم للفرغالی جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ باب رابع ملاحظہ ہو:۔

۳۔ اشد ضروری تنبیہ

بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ کا قرآنی دعویٰ مکمل قرآن کے متعلق ہے نہ جزا اور بعض قرآن شریف کے متعلق، جب مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے سے ایک اور صرف ایک حرف باقی تھا تو اس وقت تک بھی بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ نہ ہوا تھا بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ اس وقت ہوا جب کہ مکمل قرآن مجید نازل ہو چکا، ایک حرف بھی نازل ہونے سے نہ رہا کیونکہ بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ مکمل ”الکتاب“ سے متعلق ہے۔ مکمل الکتاب سے حال ہے، کل قرآن کی صفت ہے جب یہ آیت اتری تھی اس وقت بعض قرآن اتر تھا اور باقی بعض زمانہ مستقبل میں اترنے والا تھا (۱) لہذا اس آیت کے نزول کے بعد فریق مخالف کا نفی علم سید عالم والے دلائل (اگرچہ وہ عدم اطلاع میں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ نہیں بخلاف ان آیات قرآنیہ کے جو اپنے مفہوم میں قطعی الدلالہ ہیں) پیش کرنا بے سود ہیں کیونکہ پہلے کی نفی بعد والے ثبوت کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت کے بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ کا قرآن مدعی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن شریف کا بیتینا انا لیکلّٰن شئیٰ ہونا اس وقت ہوا، جب مکمل قرآن شریف اتر چکا۔ ایک حرف بھی باقی نہ رہا، اگر فریق مخالف میں ہمت ہے تو مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد کوئی قطعی الثبوت قطعی الدلالہ ایسی نص پیش کرے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ماکان و ما یکون مافی السموات والارض سے کسی چیز کی صراحتہ اطلاع کی نفی ہو، اس کا جواب آج تک کسی منکر علم سید عالم

۱۔ باقی رہا یہ شہ کہ نولہ سینہ ماضی سے بیان کیوں کیا۔ جو اعرض ہے کہ قرآن پاک کا جو حصہ زمانہ آمد میں نازل ہونے

۱۱۰ تھا۔ اس کا نزول چونکہ یعنی تھا۔ لہذا سینہ ماضی سے بیان کیا گیا۔ زمانہ مستقبل میں چینی واقع ہونے والی چیز کو سینہ ماضی سے

تعبیر کرنا کتاب و سنت میں بکثرت واقع ہے۔ ۱۲۔

میں ہر شے کی تفصیل اور کل چیزوں کا بیان ہے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم ہے۔ **فلله الحمد۔**

جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سکھادیا۔

۱۳۔ **وَعَلَيْكَ مَا لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُكَ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا** (نساء)

”اور جسہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔“

احادیث نبویہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمیع احوال مخلوقات سے باخبر ہیں، اسی لئے حضور ﷺ نے ابتدائے مخلوق سے لے کر انتہائے مخلوق تک ہر چیز کی خبر دی۔

۱۔ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔

فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار

منازلهم۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ کتاب بدء الخلق پارہ ۱۳۔ مشکوٰۃ

شریف، باب بدء الخلق فصل ۱ صفحہ ۵۰۶ جلد ۲)

”پس ہم کو ابتدائے خلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی

اپنی منزلوں میں۔ یعنی روز اول سے دخول جنت و دوزخ تک کے تمام تفصیلی حالات بیان

فرمادیئے۔“

امام بدر الملک والدین محمود یعنی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ اور

امام کرمانی اور علامہ یعقوب اسماعیلی شارحین بخاری اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ شارح مشکوٰۃ

سب بیک زبان اسی حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:-

فيه دلالة على انه اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال

المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها۔

”اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ ہے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایک ہی مجلس میں ابتدائے مخلوقات سے لے کر انتہائے مخلوقات تک تمام مخلوقات کے سب

حالات سے خبر دے دی۔“

مدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۰ واللفظ له۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ

۲۲۳۔ الکوٰۃ الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی۔ الجاری شرح صحیح بخاری للنہبانی بامش بخاری ج ۱
ص ۴۵۳، مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۲۷

۱۔ مخبر اور سامع حافظ کے علم میں نہ کنا مساوات ہے نہ کیفاً۔ کیفاً اس لئے کہ مخبر استاذ ہے اور سامع شاگرد۔ وہ معطلی نعمت ہے اور یہ آخذ نعمت۔ باقی رہا کنا، تو سامع حافظ کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سب کچھ یاد کر لیا اور نہ سامع ناسی کے متعلق بھی یہ کہنا ہوگا کہ اس کو مخبر صادق کا بیان کردہ ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، ولا يقول به عاقل مطلب یہ ہے کہ کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی کو کچھ اور اگر بالفرض بعض سامع حافظ ایسے ہوں بھی کہ جمع احوال مخلوقات کو انہوں نے یاد کر لیا ہو تو پھر بھی مخبر اور سامع حافظ کے علم میں کنا مساوات نہیں کیونکہ مخبر صادق کا علم ماسکان و مایکون اور جمع احوال مخلوقات میں بند نہیں ہے بلکہ اس سے بہت افزوں ہے اور پھر بھی علم الہی سے دوں (۱) ہے۔ بعض جبلاشان الوہیت سے نا آشنا، عقل و علم کے پست و نام کے توحید پرست، اللہ تعالیٰ کے علم غیر تہمتی و غیر محدود کو ماسکان و مایکون کے تین زمانوں کی حدود میں محدود مانتے ہیں۔ تَعْلَىٰ عَمَّا يُصِفُونَ۔ علامہ ملاحظی قاری حنفی حل العقدہ شرح قصیدہ بردہ میں امام بوہیری کے اس قول ”ومن علومک علمہ اللوح والقلم“ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

وكون علومهما من علومه عليه السلام ان علومه تنوع الى
الكليات والجزئيات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات
والصفات وعلومهما يكون نهرًا من بحور علمه وحرفًا من سطور
علمه. ۱

”اور لوح (وہ لوح کہ جس میں جمع ماسکان (۲) و مایکون درج ہے) و قلم کے علوم حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ کے علوم منقسم ہیں
جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور
صفات سے ہے۔ لہذا لوح و قلم کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے دریاؤں کی ایک
نہر ہے اور حضور ﷺ کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔“

۲۔ باقی رہا یہ کہ جمع احوال مخلوقات کو ایک مجلس میں بیان کر دینا یہی تو حضور کا کمال ہے کیا قدرت نبوی
اور طاقت رسالت سے یہ بعید ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑوں پر زین رکھنے کا

۱۔ دوں یعنی تموزا نیچے (فیروز اللغات) ”یقال للقاصر عن الشيء، دوں“۔ نمبر ۱۰، تاریخ مئی ۱۹۷۵ء ص ۱۲

۲۔ نازن جلد ۲ صفحہ ۲۱، ۱۲

قلم دیتے اور ادھر آپ زبور جیسی ضخیم کتاب کی تلاوت شروع کرتے ابھی وہ گھوڑوں پر زین رکھنے سے فارغ نہ ہوتے تھے کہ داؤد علیہ السلام کھل زبور پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۸ باب ذکر الانبیاء عن ابی ہریرۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (شائمہ ادا یہ صفحہ ۱۳۱ حاجی امداد اللہ صدقہ تھانوی)۔ شیخ ابو بدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے (از حائل قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسوع ہوتے تھے اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے۔ (نجات الانس للمعارف الجامی) بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرفی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن پاک ختم کر لیا اور حضرت علی المرتضیٰ نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لئے۔ (لطائف السنن للشعرانی۔ باخوذ از نعم الرحمن) جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے سردار کا ایک مجلس میں جمع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہو سکتا؟

ع بریں عقل و دانش بیاید گریت

جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتا دیا۔

۳۔ حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يوماً الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کانن (1) الی یوم القیمة قال فاعلمنا احفظنا۔

(رواہ مسلم فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ مشکوٰۃ باب فی المعجزات فصل ۳ صفحہ ۵۳۳)

”یعنی ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر شریف پر چڑھ گئے، پس ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا، پس اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا تو ہم میں زیادہ علم والا وہ تھا جو حضور ﷺ کی ان بیان کردہ باتوں کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔“

تعمین ثابت سے تعین قیامت ہوئی۔ ناظم ۱۳

۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:-

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترک شیئا یكون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعة الا حدث به الحدیث۔ (بخاری مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) مشکوٰۃ کتاب الغنن حدیث ۱ صفحہ ۳۶۱

”ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام فرمایا اس مقام میں قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر سب کو بیان فرمادیا۔“

۵۔ عن ابی سعید الخدری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوة العصر بنهار ثم قام خطیبا فلم یدع شیئا یكون الی قیام الساعة الا اخبرنا به... هذا حدیث حسن وفی الباب عن المغیرة بن شعبہ وابی زید بن اخطب و حذیفہ و ابی مریم ذکروا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدنہم بما هو کانن الی ان تقوم الساعة۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲)۔

ساری زمین حضور کی نظر میں

۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرایت (۱) مشارقها ومغاربها۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰۔ قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح جلد ۲ صفحہ ۴۰۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ۱ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

”بے شک اللہ نے میرے لئے زمین سمیت دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔“

سید الرسل عالم کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو مرضی آئے مجھ سے پوچھو میں سب کچھ بتاؤں گا۔

۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

سلونی (۲) عما شئتم فقال رجل من ابی قال ابوک حذافة فقام

آخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک سالم مولی شیبة۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۹-۲۰)

”جو چاہو مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ حضور نے فرمایا تیرا باپ
حذافہ ہے، دوسرا کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا
مولیٰ سالم ہے۔“

۸۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من احب ان يسأل عن شى فليسأل فلا تسئلونى عن شى الا
اخبركم (1) (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷)

”جو شخص جو شے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔“

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر سعة علمہ دائما ابداً

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرد سے فرمایا:-

سل عما بدا لک (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

”جو تیرے لئے ظاہر ہو (یعنی جو جہی میں آئے مجھ سے) پوچھ (میں بتاؤں گا)۔“

۱۰۔ حضور نے بار بار فرمایا:

سلونى (بخاری عن انس ج ۱ ص ۲۰)

”جو چاہو (مجھ سے پوچھو)۔“

ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں

۱۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما من شىء لم اکن اریته الا رایته فى مقامى هذا حتى الجنة

والنار۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸)

”جو جو چیزیں مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں۔ یہاں تک

کہ جنت اور دوزخ کو دیکھ لیا۔“

۱۔ لائسنٹونی الیوم عن شیء الا ینتہ لکم عن انس مرفوعاً (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۱) لائسنٹونی عن شیء
الا ینت له لکم۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۰ اقول اللہ لائسنٹونی عن شیء الا احبر تکم بہ۔ بخاری جلد ۲ صفحہ
۱۰۸۳۔ ورواہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردويه من طریق قتاده عن
انس۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۳۔ ورواہ ابن جریر وابن حاتم عن السدی۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۵۔ ورواہ ابن
ابی شیبہ عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔ ۱۲۔

زمین و آسمان کی ہر ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے
۱۲۔ حضرت عبدالرحمن بن عائش سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع كفه بين كفتي فوجدت بردها بين ثديي فلعنت ما في
السموات (1) والارض - الحديث رواه الدارمي مرسلًا (والمرسل
حجة عند الحنفية و جمهور المحدثين) (والترمذی نحوه عنه
وابن عباس جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۵۵ و معاذ بن جبل مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۷۰
باب المساجد)

”اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی
ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں
نے جان لیا۔“

کل شیء حضور کے لئے روشن ہے اور ہر چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچتے ہیں۔
۱۳۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-
وضع كفه بين كفتي حتى وجدت برد انامله بين ثديي فتجلى لى
كل شىء وعرفت. الحديث.

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵ صفحہ ۲۳۳، و الترمذی (۲))

”اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی یہاں تک کہ میں
نے اس کے قدرت کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو میرے لئے ہر چیز روشن
ہو گئی اور میں نے (ہر چیز) کو پہچان لیا۔“
امام ترمذی اور امام بخاری نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۷۲، باب المساجد۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ تفسیر سورۃ صافات)

1- قال السيوطي واحرحه عبدالرزاق واحمد وعبد بن حميد والترمذى وحسه ومحمد بن نصر في
كتاب الصلوة ولفظهم "فلعنت ما في السموات وما في الارض" - درمشور جلد ۵ صفحہ ۳۱۹۔ وقال السيوطي
رواه احمد وابن حريز (جلد ۷ صفحہ ۱۶۲) وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات تفسیر درمشور جلد ۳
صفحہ ۲۳۔ ۱۴۔

2- واحرحه محمد - بن نصر والطبراني والحاكم وابن مردويه "لفظة" فتجلى لى كل شىء وعرفته درمشور
جلد ۵ صفحہ ۳۰۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر شے کا علم ہے

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع يده بين ثديي وبين كفتي فوجدت بردها بين ثديي فعلمني

كل شيء۔ الحدیث۔ اخرجہ الطبرانی فی السنۃ والشیرازی فی

الالقباب وابن مردويه۔ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۰)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے قدرت والا ہاتھ میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان میں رکھا

میں نے اس کی ٹھنڈک سینہ میں پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔“

زمین و آسمان کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روشن ہو چکی۔

۱۵۔ یہی مضمون حضرت ثوبان سے مروی ہے جس میں یہ لفظ ہیں:-

فتجلی لی بین السماء والارض

(اخرج ابن نصر والطبرانی فی السنۃ۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۱)

”جو کچھ آسمان و زمین میں ہے میرے لئے روشن ہو گیا۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماکان و ما یکون کا علم ہے۔

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ليلة المعراج قطرت في حلقی قطرة علمت ما كان وما سيكون

(تفسیر روح البیان)

”شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا

ہے اور ہوگا۔“

نیز حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

علمت ما كان وما سيكون تفسیر روح البیان جلد ۵۔ صفحہ ۶۲۵۔ ۶۲۶ زیر آیت وَ

نَعْلَمُ السُّمُوءَ وَتَوَقُّرُوهُ۔ بعض ضدی لوگ حضور کو عالم ماکان و ما یکون نہیں مانتے حالانکہ بھینڑیے تک

اس کے قائل ہیں، مگر بھینڑیے سے بھی بدتر ہوئے سنو:-

۱۷۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بھینڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور

ان بکریوں سے ایک بکری لے گیا، چرواہا اس بھینڑیے کے پیچھے گیا یہاں تک کہ بکری بھینڑیے سے

چہرہ الاہیا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں نے روزی کا قصد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ روزی دی تھی، میں نے اسے لیا، پھر (اے چرواہے) تو وہ میرا رزق مجھ سے چھین کے لے گیا۔ تو اس چرواہے نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا۔ بھیڑیا بائیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا۔ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو سکستان کی بھجوروں میں (یعنی مدینہ میں) ایک مرد ہیں (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ بیخبر کم بما مضی وما هو کانن بعد کم۔ ”جو کچھ گزر چکا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ وہ (چرواہا) مرد یہودی تھا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے حضور کو مذکورہ واقعہ سنایا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اس چرواہے کی (اس واقعہ میں) تصدیق کی پھر حضور نے فرمایا یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں۔ قریب ہے کہ مرد اپنے گھر سے نکلے گا تو وہ نہ لوٹے مگر اس کی جوتیاں اور اس کا کوزا اس کو اس کے جانے کے بعد والے گھر لوٹا واقعات بیان کر دیں گے۔ (رواہ البغوی فی شرح التہ) مشکوٰۃ باب المعجزات فصل ۲ صفحہ ۴۳۱۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم ہے

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

فاورثنی علم الاولین والآخرین و علمنی علوما شتی فعملم اخذ
علی کتمانہ اذ علم انه لا یقدر علی حملہ غیر ی و علم خیرنی فیہ
و علم امرنی بتلیغہ الی العام والخاص۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ

۴۷۲۔ زیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بِعَبْدِہٖ

”یعنی مجھے علم اولین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کر دو۔“

فعلمت علم الاولین والآخرین (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۳ زیر
آیت قُلْ شَرِہٖ زُوْدِیْ عَلَمًا۔ قال علیہ السلام۔ اوتیت علم الاولین
والآخرین صحائف السلوک صحیفہ نمبر ۵۶ صفحہ ۱۱۸۔ الخواجه نصیر الدین محمود

چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال عليه الصلوة والسلام. علمت علم الاولين والآخرين۔

(تخذیر الناس للنا نوتوی وهو منہم صفحہ ۳-۳۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا اور حضور نے انکار نہ فرمایا۔

فاشهد ان الله لا رب غيره وانك مامون على كل غائب

”میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور بے شک (یا رسول

الله) آپ ہر غیب پہ امین ہیں۔“

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۸) امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں یہی براء سے، ابن شاپین انس سے، ابن سفیان ابن عبد الرحمن سے بخاری تاریخ میں اور بغوی وطبرانی سعید بن جبیر سے۔ ابن سفیان اور ابویعلیٰ اور حاکم اور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی سے۔ ابن ابی خنیسہ اور رویانی اور خرائطی ابو جعفر باقی سے اس حدیث کے مخرج ہیں۔ اہل مخلصاً (مخلصاً کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۰۲-۱۰۳) یہ بطور اجمال قرآن شریف کی بعض آیتیں اور بعض حدیثیں وسعت علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پیش خدمت ہیں۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیتیں حضور کی فراخی علم کے متعلق موجود ہیں۔ (ان کو اگر دیکھنا ہو تو فقیر کی کتاب انوار القرآن ملاحظہ ہو جس میں اہلسنت کے عقائد و مسائل کا ثبوت صرف آیات قرآنی سے پیش کیا گیا ہے) اور حدیثیں تو اس بارہ میں اتنی ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فراخی علم کے متعلق جو آیات و احادیث مذکور ہوئیں ان کے صرف ترجمہ ہی سے یہ صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر شے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص الخالص علم غیب پہ مطلع ہیں، اس کتاب (قرآن) کے مکمل عالم ہیں جس میں لوح محفوظ اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ سب کچھ جانتے ہیں، ابتدا سے لے کر انتہا تک جمع احوال مخلوقات سے باخبر اور مخبر ہیں، قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات و حالات کے عالم اور مخبر ہیں، ساری زمین کو دیکھنے والے ہیں، سب کچھ جان کر سب کچھ بتانے والے ہیں، ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز کو جاننے والے ہیں، ماکان و مایکون کے جاننے والے ہیں، علم اولین و آخرین کے جامع ہیں، ہر غیب پر مامون ہیں، یہ سب کچھ جو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہی جانتے ہیں، ایک ذرہ کا بھی آپ کو ذوقی علم نہیں۔

مولوی صاحب یہی خیال لے کر اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد عثمان صاحب کی مجلس میں آئے۔ اس وقت خواجہ محمد عثمان صاحب پٹھانوں سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ مولوی پھروی صاحب ان پٹھانوں کی چیز کے پیچھے بیٹھ گئے۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ خواجہ محمد عثمان صاحب نے مولوی پھروی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں یہ فرمایا کہ:-

مولوی صاحب اولیاء ہمد میداند و لاکن مامور لیکن ہانگہار نیستند ”مولوی جی اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ظاہر کرنے کا امر نہیں ہوتا۔“

بس یہی لفظ کہہ کر خواجہ صاحب پٹھانوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۹۸) امام الانبیاء والمرتبین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا رسل کجا انبیاء کجا، آپ کے خواجہ صاحب تو اولیاء کے لئے علم کلمی کے قائل ہیں۔ الحمد للہ تقریب تام ہوئی۔

تنبیہات برائے دفعہ شبہات

شبہ نمبر ۱۔ جب حضور کو غیب پر مطلع کر دیا گیا تو وہ چیز غیب نہ رہی پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں، لہذا غیب نہیں جانتے بلکہ صرف اللہ ہی غیب جانتا ہے۔“

جواب نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ غیب جانتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غیب نہیں تو وہاں بھی غیب کا اطلاق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہماری نسبت غیب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے (۱) لہذا وہ عالم الغیب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب نہیں تو یہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ حضور غیب جانتے ہیں یعنی جو چیزیں ہماری نسبت غیب ہیں ان کو جانتے ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ اطلاعی غیب کو غیب نہ کہنا یہ غیب کی تعریف سے ناواقفیت کی دلیل ہے (۲)۔

جواب نمبر ۳۔ نقل سے بھی اطلاعی غیب پر غیب کا اطلاق ملتا ہے۔

۱۔ غُیْبُ الْمُتَّقِیْنَ وَ الشَّہَادَةِ (انعام: ۷۳) یعنی انہ تعالیٰ یعلم ما غاب عنہما و ما یشاہدونہ فلا یغیب عنہ علمہ شیء (تفسیر: خازن ج ۲ صفحہ ۲۶ و نحوہ فی المفردات للراغب صفحہ ۳۲۳ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بندوں سے غائب ہے اور جس کا بندے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم سے تو کوئی شے غیب نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عالم اشہادت بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ لہذا بعض الناس کو چاہئے کہ وہ علم غیب کی طرح علم اشہادت بھی محقق ہیں سے کسی کے لئے نہ مانیں۔ ۱۲

۲۔ (الغیب) الحفی الذی لا یدرکہ الحس و لا تقضیہ بدیہۃ العقل (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۸) اور انبیاء و اولیاء جو غیب جانتے ہیں وہ باطلان و فضل خداوندی نور نبوت اور نور فرماست سے جانتے ہیں۔ ۱۳

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفات سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (بقرہ: ۳)

”کہ (متقی) غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔“

ایمان بغیر تصدیق کے ہو نہیں سکتا۔ لہذا یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یصدقون بالغیب کو مستلزم ہوا اور جب چیز بالکل نامعلوم ہو تو تصدیق کیسے ہوگی اور کس کی؟ لہذا یصدقون بالغیب ہو نہیں سکتا جب تک یعلمون الغیب نہ ہو۔ نسیم الریاض میں ہے لم یكلفنا الله الايمان بالغيب الا وقد فتح لنا باب غيبه۔ بیس اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جیسی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔ تفسیر کبیر (جلد ۱ صفحہ ۲۵۱) میں ہے۔ لا یمتع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل، یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے، فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا۔ یہ ائمہ و علماء جو اپنے لئے مان رہے ہیں، معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کونسا حکم جزیں (ماخوذ از خالص الاعتقاد صفحہ ۲۶ اعلیٰ حضرت)

والغیب فی قوله یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ما لا یقع تحت الحواس ولا تقتضیه بدهاء العقول وانما یعلم (الغیب) بخبر الانبیاء علیہم السلام۔ اھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۷۳)

۶۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:-

كان رجلاً یعلم علم الغیب۔ (تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۳۱)

تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۶۷)

”خضر علیہ السلام ایسے مرد تھے کہ علم غیب جانتے تھے۔“

کیا خضر علیہ السلام کو ذاتی علم تھا کہ ان کے علم پر غیب کا اطلاق کیا جا رہا ہے؟ ذاتی نہیں تھا بلکہ ان کو عطائی علم تھا جس پر صحابی نے غیب کا لفظ بولا، معلوم ہوا کہ عطائی غیب پر بھی غیب کا لفظ بغیر صراحت عطا کے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا مومن ہونا ہی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ وہ مخلوق میں سے جس کے لئے جو علم مانے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے مانے گا۔ فافہم

۳۔ مولانا علی قاری کتاب العقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل کرتے ہیں:-

نعقد ان العبد یقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانية

فیعلم الغیب (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۳)

”ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے، اس وقت وہ غیب جانتا ہے۔“

یہاں بھی علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا اطلاق ہے۔

شعبہ نمبر ۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفی علم غیب کی آیات و احادیث موجود ہیں۔

جواب نمبر ۱: ان سے ذاتی علم غیب کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ کما قال جمع من المفسرین

والمحدثین۔ (تفسیر خازن و جمل، نسیم الریاض، فتاویٰ نووی، فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی وغیرہ)

جواب نمبر ۲: ان آیات و احادیث سے قبل از اطلاع کی نفی ہے پھر بعد میں اطلاع دے دی گئی جیسا

کہ ثبوت کی آیتیں اور حدیثیں گزریں۔

جواب نمبر ۳: ان سے عدم توجہ مراد ہے توجہ کا نہ ہونا علم کی نفی نہیں کرتا بسا اوقات علم ہوتا ہے اور توجہ

نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۴: آیات نفی میں سے بعض آیات منسوخ ہیں۔

شعبہ نمبر ۳: بعض احادیث و آثار و اقوال علماء میں تو بعض چیزوں کی صراحتہ اطلاع کی بھی نفی ہے۔

جواب نمبر ۱: ہم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے ثبوت کے متعلق آیات قرآنیہ پیش کی ہیں

وہ عام ہیں جن سے کسی چیز کو خاص و مستثنیٰ نہ کیا گیا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہوا کرتا ہے اور نصوص

ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی (۱) بے دلیل شرعی تخصیص تاویل کی اجازت نہیں اور قطعیات کی تخصیص

ظنیات (قول تابعی یا صحابی، یہاں تک کہ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح کیوں نہ ہو) سے نہیں ہو سکتی بلکہ

تخصیص مترافی ضیح ہے اور اخبار کا منسوخ ہونا نہیں ہو سکتا لہذا ان بعض احادیث و آثار (ظنیات) کو

دیکھتے ہوئے نصوص قرآنیہ مثبت علم کلی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہیں دی جاسکتی۔

جواب نمبر ۲: وہ احادیث و آثار جن میں صراحتہ بعض اشیاء کی اطلاع کی نفی ہے وہ قبل از اطلاع یہ

محمول ہوں گی۔ (کما قال بعض المحدثین) اور از روئے آیت وَ تَرَكْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبَيِّنًا

لِكُلِّ شَيْءٍ حُضْرُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَلَّمَكَ كُلَّ شَيْءٍ حُضْرُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَلَّمَكَ

مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے کے بعد کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس میں ماکان و ما کیوں سے

بعض چیزوں کی اطلاع کی نفی مذکور ہو۔ باقی رہیں ظنیات وہ بھی بعد ثبوت بعدیت قطعی آیت کی تخصیص

نہیں کر سکتیں اور نہ اخبار کا ضیح ہوا کرتا ہے (کما فی الاصول)

جواب نمبر ۳: باقی رہے بعض علماء کے اقوال (فریق مخالف کے نزدیک تو کسی پیر اور عالم و مفسر و محدث کی بات حجت نہیں تو پھر وہ ان سے دلیل کیسے پکڑتا ہے)۔ ان سے یہ لازم کہ حضور کے لئے علم کلی کا مثبت مشرک ہے (جیسے فریق مخالف کہتا ہے) اور نہ ان سے یہ ثابت کہ ساری امت محمدیہ ان بعض چیزوں کی عدم اطلاع کی قائل، بلکہ اکثر اہل باطن عرفاء کرام اور بعض علماء ظاہر کا خاص نہیں چیزوں کے متعلق صاف ثبوت کہ ان پہ بھی حضور مطلع ہیں۔ جن کے صرف حوالے اسی خصوصیت کے اول میں مذکور ہوئے۔

شعبہ نمبر ۴: تم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم کلی استفراتی ثابت کیا ہے۔ وہ لفظ ما اور لفظ کل اور نکرہ تحت نفی وغیرہ کے عموم کی وجہ سے ثابت کیا ہے: حالانکہ ہر جگہ ان سے استفراتی حقیقی مراد نہیں ہوتا چنانچہ آیات قرآنیہ اور اہل لغت و اصول کے کلمات شاہد ہیں تم بھی ان آیات میں استفراتی حقیقی نہیں مانتے تو تم ان آیات میں عموم و استفراتی کیوں مانتے ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے متعلق ہیں؟

جواب نمبر ۱: کیا بعض جگہ لفظ ما اور لفظ کل وغیرہ میں استفراتی کا نہ ہونا اس بات مستلزم ہے کہ کسی جگہ بھی ان میں استفراتی نہیں ہوتا۔ سلب جزئی سے سلب کلی نہیں ہوا کرتا اور نہ تمہیں کہنا ہوگا کہ لَقَدْ صَافَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وغیرہ آیات عمومیہ متعلقہ بالالوہیت میں بھی عموم و استفراتی نہیں۔

جواب نمبر ۲: الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان نبوت کو ان الفاظ عمومیہ پر قیاس کر کے جو غیر نبی کے حق میں وارد ہیں، عموم و استفراتی کو توڑنا، یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہیں جو الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان الوہیت کو ان الفاظ عمومیہ (جو عوام الناس کے حق میں وارد ہیں) پر قیاس کر کے ان کا عموم و استفراتی توڑے۔

جواب نمبر ۳: بات دراصل یہ ہے کہ ان (ما۔ کل وغیرہ) الفاظ عمومیہ میں بعض جگہ بوجہ دلیل تخصیص موجود ہے، وہاں استفراتی حقیقی مراد نہیں۔ بلکہ وہاں یہ عام عام مخصوص عنہ البعض کہلایہ اور بعض جگہ یہی الفاظ عمومیہ اپنے اصلی حقیقی معنی کی رو سے مفید عموم و استفراتی ہیں چونکہ وہاں اس نوعیت کی دلیل تخصیص موجود نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت میں سے بارہ میں جو کتاب و سنت میں لفظ ما و کل وغیرہ الفاظ و کلمات عمومیہ موجود ہیں، یہ اپنے اصلی حقیقی معنی عموم اور استفراتی پر ہیں اور جب تک معنی حقیقی مستحضر نہ ہوگی کسی طرف آہ مشکل اور جب تک اسی نوعیت کا شخص متصل نہ ہو تخصیص

نا قابل قبول ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کلمات عمومیہ کا معنی نہ مشکل نہ محال بلکہ ممکن۔ لہذا تخصیص والا معنی مجازی رد ہے اور یہاں اسی نوعیت کا تخصیص متصل (جس میں عدم اطلاع کی تصریح ہو کیونکہ علم ذاتی کا دعویٰ نہیں بلکہ عطائی کا ہے) مفقود تو اس وجہ سے بھی تخصیص کا قول باطل و مردود قطعی آیت کی تخصیص حدیث، خبر واحد قطعی دلیل سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اسی نوعیت کا تخصیص نہیں اور تخصیص مترادفی ناخ ہوگا اور اخبار کا نسخ ناممکن تو آیت قرآنہ حصہ مترادفیہ سے بھی تخصیص نہ ہو سکے گی نیز ان آیات سے بھی تخصیص نہیں ہو سکتی جن میں مطلقاً علم کی نفی ہے کیونکہ ان میں نفی ذاتی علم کی ہے نہ کہ عطائی کی اور آیات عمومیہ شہدہ میں علم کلی عطائی کا ثبوت ہے۔ ان چند صفحات کو خوب ذہن نشین کرنے سے مہم کے سیکڑوں صفحات پر مشتمل کتب حباء منشورہ ہو جاتی ہیں۔

وله الحمد وعلیٰ حبیبہ الصلوٰۃ والسلام اللهم ارنا الحق حقا

وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

۱۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بے خوف نہ کیا (۱) سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے۔ جب بھی اذان، خطبہ، التحیات میں ذکر خدا ہوتا ہے تو ذکر مصطفیٰ بھی ساتھ ہوتا ہے عزوجل و ﷺ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا

کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہو لے

تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب! جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی

حصہ نہیں۔ (در منشورہ، جلد ۶، صفحہ ۳۰۱)

۱۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ تمام امت پر پیش کی گئی۔ حضور نے اس کو دیکھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۷۔ قیامت تک جو بھی حضور کی امت میں ہونے والا تھا سب کچھ حضور پہ پیش کیا گیا بلکہ تمام امتیں حضور پر پیش ہوئیں جیسے حضرت آدم کو تمام ناموں کا علم سکھایا گیا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴ زرقاتی جلد ۵ صفحہ ۱۹۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۵۷)

۱۔ اس خوف سے خاص خوف مراد ہے ورنہ عام خوف کی نفی تو اولیاء سے بھی ہے۔ آیت اِنَّا اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْنَا وَلَا حَزَنٌ يَنْخُزُّنَا

۱۱۸۔ چارہ زبیروں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کی گئی، جبریل، میکائیل علیہما السلام ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرین (مصاحب شیطان) مسلمان ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸ اوج ۲ ص ۲۶۹)

۱۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج آپ کی معادون تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیویاں اور بیٹیاں تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ تمام جہان والوں سے افضل ہیں سوائے انبیاء و رسل کے

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۳۴)

۱۲۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تعداد انبیاء کی تعداد کے قریب ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

صحابہ کرام بوقت وفات سید کائنات مطابق تعداد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۵۵ و شرح شفا القاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

۱۲۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ مجتہد مصیب ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۵۔ مدینہ منورہ کی مٹی عذاب سے مامون ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۶۔ مدینہ منورہ کی غبار مرض جذام کے لئے شفا ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۷۔ ملک الموت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب کی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بقعہ شریف میں دفن ہیں وہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۱۲۹۔ ستر ہزار فرشتوں کے جہرمت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزار سے تشریف لائیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۰۔ حضور مایہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۷)

۱۳۱۔ موقف میں حنفہ مایہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا اعلان ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۷)

۱۳۲۔ موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی اعلیٰ پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۳۳۔ (قیامت میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش کی دائیں طرف قیام فرمائیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں نبیوں کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۵۔ قیامت کے دن پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تجدہ کرنے کی اجازت ملے گی اور پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر تجدہ سے اٹھائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۶۔ اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۷۔ اس دن ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلق سوال کرے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر امت کے متعلق سوال کریں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۳۳)

۱۳۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سے دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنتیوں کے مرتبے بلند ہوں گے۔ اور کوئی امتی دوزخ میں نہ رہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے صالحین سے قصور طاعات میں درگزر کیا جائے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۲۔ موقف میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے حساب میں تخفیف ہوگی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۳۔ (بعض) کفار خالدین فی النار کو آپ کی شفاعت کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، حاشیہ ہاجورنی علی البردۃ صفحہ ۲۸)

۱۴۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور آل اطہار سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

(فتوحات مکہ باب ۲۹ صفحہ ۲۵۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷)

۱۳۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور اور سر اقدس کے برابر بال میں نور کا ظہور ہوگا۔

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۷۷)

۱۳۷۔ تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ آپ کی نبی ملکہ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جل سے گزریں، چنانچہ آپ گزریں گی اور آپ کے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلودہ کپڑا ہوگا یہاں تک کہ رب کے سامنے حاضر ہوں گی پھر رب فیصلہ فرمائے گا جو چاہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷-۷۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۱۲۱۹ الا خیر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ وعند جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

۱۳۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۲۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

۱۳۹۔ جنت میں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان بولیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۸، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۹، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

۱۴۰۔ آپ کو اجازت تھی کہ بحالت حبس مسجد میں رہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

۱۴۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جائز تھا کہ وتر سواری پر پڑھیں اور بیٹھ کے پڑھیں اور اس میں

قرأت بلند آواز سے کریں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

۱۴۲۔ اور یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے کہ ایک رکت کے بعض حصہ کو کھڑے ہو کے

پڑھیں اور ایک حصہ کو بیٹھ کے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

۱۴۳۔ صوم الوصال (مسلل روزہ نہ سحری نہ افطار) بھی آپ کا خاص تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

۱۴۴۔ اور بیک وقت چار عورتوں سے زانیہ کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے حلال تھی اور اسی طرح

باقی انبیاء کو بھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

خصوصیت ۱۵۵:- اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَأَمَّا آتُكُمْ مِّن مِّنَةٍ إِنْ وَهَبْتَ نَفْسَكَ لِلْمِثْقَالِ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْبِحَهَا

خَالِصَةً لِّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَسَيْتُمْ أَفْرَصًا عَلَيْهِمْ فِي آزْوَاجِهِمْ

مَا صَلَّيْتَ آيَاتَهُمْ لِكَيْ لَا يَكُونُ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٥١﴾
 ”اور ایمان والی عورت اگر (بلا عرض) اپنے آپ کو نبی کے لیے دے دے اگر نبی اسے اپنے
 نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ حکم آپ کے لیے خالص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے بے شک ہم
 جانتے ہیں۔ جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ان کی بیویوں اور کنیزوں کے (بارہ) میں
 (آپ کی یہ خصوصیت) اس لئے (ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا
 بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (احزاب)، (البیان)
 مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر متوفی ۷۴۷ھ لکھتے ہیں۔

فاما هو عليه الصلوة والسلام فانه لا يجب عليه للمفوضة شئني
 ولو دخل بها لان له ان يتزوج بغير صداق ولا ولي ولا شهود
 كما في قصة زينب بنت جحش رضي الله تعالى عنها ولهذا قال
 قتاده في قوله تعالى قَدْ عَسَيْنَا مَا قَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي آذَانِهِمْ الی من
 حصره في اربع نساء حرانر وما شاء وا من الاماء واشترط
 الولی والمهر والشهود عليهم وهم الامة وقد اخصنا لك في
 ذلك فلم توجب عليك شيئا منه لكيلا يكون عيبك حرجيًّا وكان
 انه غفورًا رحيمًا (تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۵۰۰ طبع میں البانی المکتمی)
 امام مفسر خازن متوفی ۷۴۱ھ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وكان من خصائصه صلى الله عليه وسلم ان النكاح يعقد في
 حقه بمعنى الهبة من غير ولي ولا شهود ولا مهر لقوله خالصة لك
 من دون المؤمنين والزيادة على اربع ووجوب تخيير النساء
 (تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۷۴ طبع مصر)

خصوصیت ۱۵۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تُزَوَّجُ مِنْ نِسَاءٍ مِنْهُنَّ وَمُسَوَّىٰ رَيْبِكَ مِنْ نِسَاءِ (احزاب: ۵۱)
 ”بیچھے بناؤ ان سے جسے چاہو۔ اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو“ (کنز الایمان)
 اسے محبوب آپ کو اختیار ہے اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں بیچھے رکھیں اور جسے چاہیں (پہلے)
 اپنے پاس جگہ دیں۔ (البیان)

اور اس کی ایک تفسیر یہ بھی جو معتبر مفسرین سے منسوب ہے ملاحظہ ہو۔
مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَسُوِّيْ اَيْتِكَ مِنْ نِّسَاءٍ وَقَالَ الْحَسَنُ مَعْنَاهُ تَرَكَ نِكَاحَ مَنْ شِئْتَ
وَتَنَكَّحَ مَنْ نَشَاءُ مِنْ نِسَاءٍ امْتِكَ (تفسیر مظہری، ج ۷، صفحہ ۳۰۰)

۲۔ مفسر قرآن امام ابو البرکات نسفی حنفی لکھتے ہیں، وعن عائشة وام سلمة ما مات رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم حتى احل له ان يتزوج من النساء ما شاء
(تفسیر مدارک علی الخازن ج ۳، صفحہ ۵۷۵۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۶۷۸)

۳۔ مفسر قرآن علامہ خازن تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ما مات رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حتی احل للہ لہ النساء اخرجہ الترمذی
وقال حدیث حسن صحیح والنسائی عنہا حتی احل لہ ان
یتزوج من النساء ما شاء (تفسیر خازن ج ۳، ۷۵، ۳)

۴۔ مفسر قرآن علامہ آلوسی بغدادی نے لکھا:-

اخرج ابو داؤد فی ناسخہ والترمذی وصححه والنسائی
والحاکم صححه ایضاً وابن المنذر وغيرہم عن عائشة رضی
اللہ تعالیٰ عنہا قالت لم یمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم حتی احل اللہ تعالیٰ لہ ان یتزوج من النساء ما شاء
اللہ الا ذات محرم لقلوبہ سبحانہ" سُوِّيْ اَيْتِكَ مِنْ نِّسَاءٍ

بعموم من نشاء وقوله سبحانہ سُوِّيْ اَيْتِكَ لیس مقیداً بمہل کذا

قال الخفاجی (تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۲۶-۶۷)

اسی طرح نور الانوار صفحہ ۲۱۵ فی طبع و صفحہ ۲۱۱ فی طبع میں ہے اور اسی طرح ائمہ تفسیر سے تفسیر
درمنثور للسيوطی ج ۲، صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲ میں ہے اور تفسیر ابن جریر ج ۲۲، صفحہ ۲۳، ۲۴ میں ہے۔
اور اسی طرح غیر مقلدین کی تفسیر فتح القدر للشوکانی ج ۳، صفحہ ۲۹۶ میں ہے اور تفسیر قرطبی ج ۳، صفحہ
۲۱۹ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی قرآن پاک کی تفسیر میں رقمطراز ہیں، واحسب عبد الرزاق
و سعید بن منصور و عبد بن حمید (ابو داؤد فی ناسخہ والترمذی، صححه

والنسانی وابن جریر وابن المنذر والحاکم و صححه وابن مردويه والبیہقی من طریق عطا عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لم یمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حتی احل اللہ له ان یتزوج من النساء ماشا الا ذات محرم لقولہ ترجی من تشاء منهن وَتُؤَيِّ اِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ و اخرج ابن سعد عن ابن عباس مثله (تفسیر درمشورج ۵، صفحہ ۲۱۲)

مفسر قرآن قاضی شوکانی نے لکھا۔

اخرج عبد الرزاق وسعيد بن منصور وابن سعد واحمد وعبد بن حميد وابوداؤد في ناسخه والترمذي و صححه والنسائي وابن جرير وابن المنذر والحاكم و صححه وابن مردويه والبيهقي من طريق عطا عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لم یمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حتی احل اللہ له ان یتزوج من النساء ماشاء اللہ الا ذات محرم لقولہ تعالیٰ وَتُؤَيِّ اِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ و اخرج ابن سعد عن ابن عباس (تفسیر فتح القدرین ۴، صفحہ ۲۹۶)

خصوصیت ۱۵۷۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَ مَا كَانَ لِيُؤَيِّنَ وَلَا لِيُؤَيِّنَنَّ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمْ
الْخِيَرَةَ مِمَّا اَصْرَبُوْهُمُ (احزاب: ۳۶)

”اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ (یہ نام بطور تمہید ذکر ہوا اصل مقصود حکم رسول ہے۔ جو درحقیقت حکم خدا ہے) اور اس کے رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔“ (روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۲۲)

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول لکھا کہ یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیرہ بنت عبد المطلب کے حق میں نازل ہوئی امیرہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی تھیں و اتحدیہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور پاک ہی کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضور پاک نے زینب کے لیے ان کا پیام دیا اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان

کے ساتھ کر دیا۔

مسئلہ:- اس (آیت و واقعہ) سے معلوم ہوا کہ آدی کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں (اگرچہ رشتہ کے بارہ میں بھی ہو) واجب ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا خود مختار نہیں۔

تفسیر خزائن لعرقان، صفحہ ۶۷۳، تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۲۳، تفسیر امام بغوی و خازن ج ۵ ص ۲۱۳، ۲۱۵، تفسیر ابن عباس علی بامش درمنثور ج ۳ ص ۲۳۷، درمنثور ج ۵، صفحہ ۲۰۰ تفسیر منظری ج ۷، ص ۷۷۳-۳ تفسیر ابن جریر ج ۲۲، صفحہ ۹ تفسیر عثمانی، صفحہ ۵۳۸ حاشیہ نمبر ۲

۱۵۸- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی زمین اور تمام جنت کی زمین کے مالک ہیں جس زمین سے جتنا چاہیں جس کے لئے چاہیں عطا فرماتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۰ جو اہر البخاری جلد ۲ صفحہ ۶۳- عن مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۵- زرقاتی جلد ۱ صفحہ ۱۱۳-۲۸ جلد ۳، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳-۲۳۲، جو اہر البخاری جلد ۱ صفحہ ۳۳۸ عن- بالذلیل اس مسئلہ کا ثبوت گزر چکا ہے۔ وہاں دیکھو۔
۱۵۹- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک اور بنات طاہرات و چادروں اور برقعوں میں بھی دیکھنا حرام ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

۱۶۰- آپ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (قرآن احزاب، کشف الغمہ جلد ۲- صفحہ ۵۰)
۱۶۱- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک بیویوں (۱۶) اور اپنی آل اطہار کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض و جنابت مسجد میں بیٹھیں (۲)۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)
حضور و حضرت علی کے لئے بھی مباح کہ بحالت جب مسجد میں رہیں۔ (جو اہر البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۳-۲۳۴)

۱- (تعاذتعلق سیدہ ورفقہ واطلاق ح می ش

۱. عن عائشة ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مفرد الحج افراد الحج
۲. عن عمران بن حصين جمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بين حج و عمره (نسائي جلد ۲ صفحہ ۱۰)
۳. عن علي قال لعثمان "الم تسمع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تمتع قال (عثمان) بلى" (نسائي جلد ۲ صفحہ ۱۱)

- ۱-۲. عن عائشة كلاتاجب اناحاض اناحاض (متفق عليه)
۳. عنها اناحاض اناحاض- رواه مسلم ۳. عنها اناحاض متفق عليه
۳. عنها فقلت اني حانض فقال ان حيصك ليست في يدك- رواه مسلم
۵. ميمونه و اناحاض- متفق عليه
۶. عائشة اذا حضت ابوداؤد كلهم من مشكوة باب الحيض صفحہ ۵۶.

۱۶۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر عذر کے بیٹھ کے پڑھنا کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے برابر ہے (ثواب میں کمی نہیں) (کشف النور جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۴، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۳۳۸)

۱۶۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک، پیشاب مبارک، پاک، تمام فضلات شریفہ (طیب ہیں) ظاہر ہیں، پاک ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب مبارک پینا شفا ہے۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مکمل باب) (کشف النور جلد ۲ صفحہ ۵۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۳ عنہ)

یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۲۳-۲۵-۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، المواہب اللدنیہ وشرح للدرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ و جلد ۱ صفحہ ۱۷۰ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹۔ صحیحہ بعض انعمہ الشافعیہ طہارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسانر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفہ رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ شرح الاشبہ للیمیری، جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۲ صفحہ ۲-۳، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱-۳۳۰، اللغات جلد ۱ صفحہ ۲۳۴۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براز شریف (پانخانہ مبارک) کو زمین نکل جایا کرتی تھی اور وہاں سے مشک کستوری کی خوشبو آتا کرتی تھی۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳-۵۴ فصل واما نظافۃ جسمہ۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰-۳۱ صفحہ ۲۱۹۔ خصائص کبریٰ، زرقاتی جلد ۳ صفحہ ۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹۔ ۲۳۳۔ بعض نے سب انبیاء کے فضلات شریفہ کو پاک بتایا۔ بول و دم سے تبرک و طہارت فضلات شریفہ۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ عنہ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۵ عن الجلیلی۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۷۸ عن ابن المقرئ وشیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۷ عن الخصائص۔ ضرور۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۵-۹۳ عن ابن حجر المکی، جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ عن الجلیلی۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۱ عن الصادق۔ کبیری معروف نیتۃ المستملی یعنی حلبی کبیر صفحہ ۱۸۰۔ تکرار خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری صفحہ ۷-۸۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۸۔ شرح شفا للقراری و الخفاجی جلد ۱ صفحہ ۳۵۳-۳۵۴ و جلد ۲ صفحہ ۳۰۰۔ دلائل النبوت لابی نعیم صفحہ ۳۸۰-۳۸۱۔ فیض الباری للکشمیری و ہونیم جلد ۱ صفحہ ۲۸۹ و جلد ۱ صفحہ ۲۵۰-۲۵۱ و صفحہ ۲۷۲)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ومنہ شرب مالک بن سنان دمه يوم احد ومعه اياه تسويغه

صلى الله عليه وسلم ذلك له وقوله لن تصيبه النار ومثله شرب عبد الله بن زبير دم حجامته فقال عليه السلام ويل (1) لك من الناس وويل لهم منك ولم ينكر عليه. وقد روى نحو من هذا عنه فى امرأة شربت بوله فقال لن تشكى وجع بطنك ابدا ولم يامر واحدا منهم بغسل قم ولا نهى عن عوده وحديث هذه المرأة التى شربت بوله صحيح الزم الدارقطنى مسلما والبخارى اخراجه فى الصحيح واسم هذه المرأة بركة واختلف فى نسبها وقيل هى ام ايمن وكانت تخدم النبی صلى الله تعالى عليه وسلم قالت وكان لرسول الله صلى الله عليه وسلم قدح من عيدان يوضع تحت سريره يبول فيه من الليل فبال فيه ليلة ثم افتقده فلم يجد فيه شيئا فسئل بركة عنه فقالت قمت وانا عطشانة فشربته. (شفاء شريف جلد ۱ صفحہ ۵۳۔ شرح للقارى والفتاوى جلد ۱ صفحہ ۳۵۷، ۳۵۷۔ مواهب ووزقانى، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۲۵۔ جمع الوسائل للقارى جلد ۲ صفحہ ۳)

”يعنى حضور کے خون اور بول و براز کے پاک ہونے کے دلائل سے بعض دلائل یہ ہیں۔ مالک بن سنان کا حضور کے خون کا واحد کے دن پینا اور چوسنا اور حضور کا اس کو جائز رکھنا اور یہ فرمانا کہ اس کو دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی۔ (طبرانی بیہقی) اور اس کی مثل ہے عبداللہ بن زبیر کا حضور کے پھینچنے والا خون پینا تو حضور نے ان کے لئے فرمایا، حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور ان کے لئے تجھ سے اور ان پر انکار نہ فرمایا، اور اس کی مثال ان سے ایک عورت کے بارہ میں منقول ہے جس نے آپ کا پیشاب پیا تھا تو حضور نے اس کے لئے فرمایا تجھے ہمیشہ پیٹ کا درد نہ ہوگا۔ ان میں سے کسی کو بھی حضور نے منہ دھونے کا حکم نہ دیا اور نہ دوبارہ اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور اس عورت کے پیشاب پینے والی حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے امام مسلم و بخاری پہ الزام دیا کہ یہ حدیث ان کے شرائط کے مطابق تھی انہوں

1۔ وويل لتحسر والتالم من الامر وهو اشارة الى قتله وتعديه وتحقيره لقتل الحجاج له وويل للناس منه لما اصاب الناس من حروجه لطلب الخلافة وانما حملته ناشياً عن شرب دمه فانه بضعه من السوية بورانية قوت قلبه حتى رادت شجاعته وعلت همته ان يتفاد لغيره ممن لا يستحق الامارة فضلا عن الخلافة ۱۵ ملخصاً۔ نسيم الرياض جلد ۱ صفحہ ۳۵۹۔ ۱۲ منہ

نے اس کی تخریب کیوں نہ کی۔ اس عورت کا نام برکت ہے (اور اس کے نسب میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ ام ایمن ہے جو حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس (عورت) نے کہا کہ حضور کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو حضور کی چار پائی کے نیچے رکھا تھا۔ اس میں آپ رات کو پیشاب کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ پھر اس کو طلب کیا۔ اس میں کچھ نہ پایا تو برکت سے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا، میں انھی، مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو میں اسے لپی گئی۔“

شیخ محقق ام ایمن کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

و بارے دیگر نے بود کہ نام وے برکت بود، اونیز خدمت سے کرد آ نحضرت را۔
پس بخرد بول را و فرمود صحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیماری شد آن زن
ہرگز مگر ہماں بیماری کہ در اں روز از عالم رفت (۱) و در بعضی روایات آمدہ است
کہ مردے بول آں حضرت را خوردہ بود پس بوئے خوش سے دمید از دے
وازا اولاد وے تا چند پشت (۲) و در مواہب و شفا میں دو روایت مذکور نیست و
روایت است کہ مردم تبرک سے کردند بول آں حضرت و دم آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لتا بول مذکور شد احادیث آں و اما شرب دم نیز مکرر واقع شدہ است
از صحابہ خوردن آں یکی آنکہ حجامی حجامت کرد آ نحضرت را پس بیرون برد خون
را و فرو برد اور اور شکم خود پر سید آں حضرت چہ کار کردی خون را گفت بیرون بردم
تا پنہاں کنم آنرا نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم پس پنہاں بردم آنرا در شکم خود
فرمود تحقیق عذر کردی و نگاہ داشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا آمدہ است کہ
چوں مجروح شد آں حضرت روز احد بمکیدہ جراحات اور اما لک بن سنان پدر ابو
سعید خدری رضی اللہ عنہ تا آنکہ مفید ساخت آنرا گفتند جیند از خون را از دین
گفت لا واللہ ہرگز نریزم خون آں حضرت را بر خاک پس فرو برد آنرا پس فرمود
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ خوابد کہ بنگرد بمردے از اہل بہشت بنگرد
بسوے این مرد از عبد اللہ بن زبیر آمدہ کہ حجامت کرد آں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم روزے پس وادرا خون را و گفت غائب کن این را در جائے کہ کس نہ
بیند و در نیابد پس نوشیدم آں را کہ پوشیدہ ترازاں مکانے نیاتم پس گفت آں

۱۔ مع الوسائل شرح شمائل الامام علی القاری انہی جلد ۲ صفحہ ۳۔ ۱۲۔

۲۔ ایضاً المصنفات جلد اول صفحہ ۲۰۔ ۱۲۔

حضرت وای ترا از مردم دوای مردم را از تو کفایت کرد از قوت مردہاگی و شجاعت و

شہامت کہ اور از اس حاصل شد الخ (مدارج السنن جلد ۱ صفحہ ۲۵-۲۶)

یعنی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت تھی جس کا نام برست تھا وہ حضور کی خدمت کرتی تھی تو اس نے بھی حضور کا پیشاب مبارک پیا۔ حضور نے اس سے فرمایا (خدا آفرے) تو بر بزر بندار نہ جو چہا نچہ وہ عورت ہرگز بیمار نہ ہوئی۔ مگر وہی بیماری کہ جس دن اس عالم سے چل بسی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ مرد جس نے حضور کا پیشاب مبارک پیا ہوا تھا اس سے اور چند پشتوں تک اس کی اولاد سے خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ مواہب اور شفاء میں یہ مذکورہ بالا دو روایتیں مذکور نہیں اور یہ روایت ہے کہ لوگ حضور کے پیشاب مبارک اور خون مبارک سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔ پیشاب مبارک کی حدیثیں تو مذکور ہوئیں۔ باقی رہا آپ کا خون مبارک پینا تو وہ بھی صحابہ سے بارہا واقع ہوا ایک یہ کہ ایک چھپنے لگانے والے نے حضور کو چھپنے لگائے۔ خون مبارک جسم پاک سے چوسا اور اس کو پیتا رہا، حضور نے فرمایا خون کہاں ہے؟ عرض کی میں پی گیا۔ میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اسی لئے میں نے اس کو پیٹ میں ڈالا۔ حضور نے فرمایا بلا شک تو نے اپنے نفس کو مرضوں اور مصیبتوں سے محفوظ کر لیا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احد کے دن زخمی ہوئے تو حضرت ابو سعید خدری کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کے زخم کو چوسا، یہاں تک کہ زخم کو ٹھیک کر دیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ منہ سے خون نکالو۔ مالک بن سنان نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے خون کو ہرگز زمین پر نہ ڈالوں گا پھر اس کو پی گئے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اس (مالک بن سنان) کو دیکھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نے خون نکلوایا اور مجھے فرمایا کہ اس خون کو ایسی جگہ غائب کر دو کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اور کوئی نہ پائے حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں اس خون مبارک کو پی گیا۔ یونکہ پیٹ سے بڑھ کر پوشیدہ مکان میں نے نہ پایا، اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور حسرت ہے لوگوں کے لئے تجھ سے۔ اس کلام میں ان کی قوت مردہاگی اور شجاعت اور شہامت کی طرف اشارہ فرمایا جو ان کو اس خون کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

۱۶۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت و صحابہ کی محبت فرض ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۵۔ کسی نبی کی عورت باغی (یعنی بدچلن، بدکار) نہیں ہوتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں پر سوکن ڈالنا ناجائز۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

۱۶۷۔ بعض علماء نے آپ کی بیٹیوں کی قیامت تک ہونے والی اولاد پر دوسرے نکاح کو ناجائز قرار

دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۸۔ آپ غضب و رخصا میں حق ہی فرمایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ حدیث بحث عصمت میں گذری)

۱۶۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب وحی ہے۔ ایسے ہی دیگر انبیاء کے خواب (صحیح بخاری جلد ۱

صفحہ ۱۱۹، ۲۵ مر ۳۶۲۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ رواہ ابن عباس مرفوعاً و متوقفاً۔ درمنثور جلد ۵

صفحہ ۲۸۰۔ عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۵۳ و رواہ ابن عمیر۔ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ و شرحہ للکفاحی

و القاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۱۷۰۔ یہ ضروری ہے کہ برائی ہر نقص و عیب و قابل نفرت چیز سے بری ہو۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۱۔ حضور نے اپنے اہل بیت کے دودھ پینے والے بچوں سے روزہ رکھایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۲۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور نہ پیشاب کرتا نہ لید کرتا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳ صفحہ ۲۱۹)

۱۷۳۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تو آپ کا کندھا مبارک تمام بیٹھنے والوں سے

بلند ہوتا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۴۔ جب آپ چلتے تو زمین آپ کے لئے پیٹ دی جاتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۵۔ جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پانچگانہ مبارک خارج ہوتا زمین نکل جاتی اور اس جگہ

مٹک (کستوری) کی خوشبو آتی اور اسی طرح سب انبیاء کرام (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، شفا شریف

جلد ۱ صفحہ ۵۳، ۵۴ و شرحہ للکفاحی و القاری جلد ۱ صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴)

۱۷۶۔ آپ کی پردہ پوشی کے وقت لوگوں نے ملک الموت کے رونے کی آواز سنی اور یہ کہتا سنا
وامحمدادہ۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۷۔ جیسے قرآن شریف کا پڑھنا عبادت ہے ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنا
عبادت اور باعث ثواب ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنے کیلئے مجلس کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہانہ سے پاک تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) رواہ
الخطیب عن ابن عباس مرفوعاً الا من وأعلى لاهل حضرت صفحہ ۱۶۶۔ ۱۶۷) جلاء العیون مجلسی وغنی جلد ۱
صفحہ ۱۲ (۱۲)۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵۔ المآلی والمصنوعہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵ و ۳۰۰۔ لمولانا محمد
علی حسین صدیقی مدنی حیض نفاس سے پاک رواہ صفحہ ۳۔ ۷ بہشت پنجم مجموعہ بہشت بہشت جلد ۵
صفحہ ۹۷ علی المسند احمد و منتخب کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۹۳ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ابنتی
فاطمہ حوراء آدمیة لم تحض و لم تطمط (نض) (میل کیل۔ فساد۔ خون حیض۔ تہمت)
وانما سماها الله فاطمة لان الله تعالى فطمها (فطام الصبی فصالہ عن امہ، آزاد کیا،
مختار) ومجینها من النار۔ و منتخب کنز العمال علی المسند احمد جلد ۵ صفحہ ۹۷۔ مجموعہ بہشت بہشت،
بہشت پنجم صفحہ ۳، لمولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی و ایضاً بسند معتبر روایت کردہ است از رسول خدا پر
سیدند کہ بچہ سبب فاطمہ را بتولی نامی فرمود کہ برائے آنکہ خونے کہ زمان دیگر سے سیند و یدین خون
در دختران پیغمبران ناخوش است و در روایت دیگر از حضرت رسول منقولست در فاطمہ علیہا و کشفنا زمان
دیگر نے باشد۔ (جلاء العیون ملا باقر مجلسی صفحہ ۹۲ طبع ایران)

”اور ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ آپ نے جناب فاطمہ کا نام
بتول کس وجہ سے رکھا؟ آں حضرت نے فرمایا اس لئے کہ وہ خون جو دوسری عورتیں دیکھتی ہیں اس کا
دیکھنا دختران پیغمبران میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ فاطمہ
میں مثل دوسری عورتوں کے علتیں اور سٹائفتیں نہیں ہیں۔“ (جلاء العیون اردو مترجم جلد ۱
صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ مطبوعہ لاہور مجلسی کتب خانہ محلہ اکال گڑھ شیخوپورہ)

۱۸۰۔ جب سیدہ طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وضع حمل ہوتا تو فوراً نفاس کا خون بند ہو جاتا یہاں تک کہ
کوئی نماز بی بی پاک سے فوت نہ ہوتی، اسی لئے آپ کا نام زہرا (۱) ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۱۔ ایک دفعہ خاتون جنت کو بھوک لگی۔ حضور نے اپنا دست کرم بی بی کے سینہ پر رکھا۔ پھر اس کے بعد بی بی کبھی بھوک نہ ہوئی۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱)

۱۸۲۔ جب حضرت زہرا کے پردہ پوشی کا وقت قریب ہوا تو بی بی نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ مجھے کوئی نہ کھولے (اور نہ غسل دے) تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اسی غسل سے ذمہ لیا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۳۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منجے پر ہاتھ پھیرتے فوراً بال اگ آتے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)

۱۸۴۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور (یا جو درخت) لگاتے تو وہ اسی سال ثمر دار ہوتا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)

۱۸۵۔ جب حضور پر نور جسم فرماتے تو اندھیرا گھر روشن ہو جاتا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبریل امین کے پروں کی سرسراہٹ سنتے۔ حالانکہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ہوتے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دور سے سننا پھر دور و دکاننا

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:-

حَتَّىٰ إِذَا آتَوُا عَلَىٰ وَادِئِنَّمُ لَقَالَتْ نَمَلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمُ لَعَلَّكُمْ يَخْبِتُونَ لِيَوْمَ لَا يَسْأَلُونَ عَنْكُمْ فَانْتَرُوا يَوْمَ لَا تَكْفُرُونَ ۝ فَتَنَبَّأَهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ يَا قَوْمِ انبَسُوا لَعَلَّكُمْ يَخْبِتُونَ لِيَوْمَ لَا يَسْأَلُونَ عَنْكُمْ فَانْتَرُوا يَوْمَ لَا تَكْفُرُونَ

”یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان بمع لشکر چیونٹیوں کی وادی پر آئے، ایک چیونٹی بولی

اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں چل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری

میں تو سلیمان (علیہ السلام) اس کی بات سے مسکرا کر بیٹے۔“ (المثل)

۱۔ ایک مسند یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے صحابہ ظلم نہیں کرتے، دیدہ دانستہ کسی کو نہیں کھپتے چیونٹیوں تک کا بھی

یہی عقیدہ ہے۔ (تفسیر کبیر، تجلثا عشریہ۔ صفحہ ۳۰۲ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۲۔ چیونٹی نے بھی لا یسألون کبرہ کر عصمت انبیاء کا قول کیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰)

۳۔ نبی دور سے سنتے ہیں، چنانچہ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ خفیف سے خفیف آوازیں تین میل کے

فاصلہ سے سن کر بننے لگے۔ (جلالین صفحہ ۳۱۸، جمل جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، نحو فی الکبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۹۔

مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۱۰۴۔ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۲۔ نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر۔ خازن۔ جمل۔ صادی)

۲۔ حضرت وہب بن منہب سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہولاً کو یہ حکم دیا ہوا تھا کہ مخلوق خدا جہاں کہیں باتیں کرے وہ ان کی آواز کو سیلمان علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا دے۔ (اخر جہا بن المنذر۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) جب سیلمان علیہ السلام کے لئے عالم کے ذرہ ذرہ کی آواز کا سننا ثابت ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو بوجہ اصالت (۲) بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

۳۔ ایک راجز نے مکہ شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت امداد کے لئے پکارا۔ حضور نے مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے اس کی آواز سن کے (لیک لیک لیک نصرت نصرت فرما کر اور اپنی اس مدنی آواز کو وہاں مکہ میں پہنچا کر) اس کی امداد فرمائی۔ (طبرانی صغیر صفحہ ۲۰۱، طبرانی کبیر، مواہب لدنیہ للقسطلانی جلد ۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، مدارج النبوة للشیخ الحدادی جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔ تواریخ حبیب (۳) ال۔ صفحہ ۱۰۰)

فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

۳۔ امام اہل الظاہر والباطن حضرت سیدی شیخ احمد زروق (۴) فاسی متوفی ۸۹۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکتہ

1۔ ہم جب آپس میں بحالت قرب ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں تو وہ بھی ہوا کے ذریعے سے سنتے ہیں فہم ۱۴۱ھ
2۔ قال العارف الشعرانی الامام الربانی "ان جميع الکرامات والخصائص الواضحة فی هذا العالم من مد خلق الله تعالیٰ الدنيا (ثانۃ) لبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الاصلۃ و ان وقع شیء، مها لخواص الحلق فذالک بحکم التبعۃ فی الارث له صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱ کشف العمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۳۳، ۳۴، ۱۲

3۔ مزیدہ قانوی صاحب شہی زبور جلد ۱۰ صفحہ ۷۶۔ ۱۴

4۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کا تعارف یوں کراتے ہیں۔ الغرض وہ طویل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو کلمہ توحید بیان سے باہر ہے۔ وہ صح فرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے شیخ شباب الد۔ القسطلانی (صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری) اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شائردی پر فخر و تاز کیا ہے۔

(بتن ائحہ شین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۹)

وان كنت في ضيق وكرب ووحشة فناد بيازروق آت بسرعه
(بستان المحمد شين شاه عبدالعزیز محدث دہلوی ص ۲۰۶)
"میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ کسبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہوا کرتا
کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یازروق کہہ کر پکار میں فوراً آ موجود ہوں گا۔"

جن کے غلام دور دراز سے بعد از پرودہ پوشی پریشان حال کی اجتمدا دانہ پکار کوس کر اس کی امداد
کر سکیں، ان کے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہتا۔ کیا فرماتے ہیں فریق آخر کے
مفتیان کہ سیدی شیخ امام زروق اتنا دعویٰ کرنے والے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جوان کے ان
بیٹوں کو نقل کرنے والے اور ساتھ میں انکی مدح تبلیغ کرنے والے، مشرک ہیں یا مومن موصد؟

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے (۱)۔ اور فرمایا اسمع وجتہ حین
یسجد تحت العرش۔ "میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا ہوں جب کہ وہ چاند عرش کے نیچے جگہ کرتا
ہے۔" اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی
آواز سنتے تھے نیز اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جب کہ وہ لوح محفوظ پہ
چلتی تھی۔ (حوالے اسی باب کے اول میں مذکور ہوئے) جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں
رہ کر اتنی دور دراز کی باتیں سنتے رہے وہ اب زمین والوں کا درد خود نہیں سن سکتے؟ فی اللعجب۔

۶۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی اری ما لا ترون واسمع ما لاتسمعون اطت السماء (۲) وحق
لہا ان تنظ لیس فیہا موضع اربع اصابع الا و ملک واضع جہنہ

۱۔ سنن ابی جندبہ ص ۵۳ زکاتی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۳۷۔

۲۔ قال القسطلانی والزرقانی وكان عليه الصلوة والسلام يبلغ صوته وسمعه ما لا يسمع صوت غيره
ولا يسمع من الاصوات والاسماع المعتادين فقد كان يحيط بسمعه العواقب في البيوت ويسمع اضبط
السماء كما مر بسط ذلك في شمانله اه شرح الموابد للزرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۳۶۔ نیز اسی میں ہے: وما سمعه
الشريف فحسك انه قد قال صلى الله عليه وسلم انی اری ما لا ترون وسمع ما لا تسمعون، غیر
صريح فی قوة سمعه وقوى ذلك بقوله (اطت السماء) انی لاسمع اضبط السماء فالظاهر حمه
على الحقيقة فانه امر ممكن ولا يثبت الدليل الا به والفاظه صلى الله عليه وسلم يحث بقاء هاهنى
ظاهرها الا لسمع ولا مانع هنا فيكف اذا كان الصريف على الظاهر يعبر بقصود. اه ملخصا زرقانی
جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰ جلد ۲ صفحہ ۱۲ اور واہ محمد بن حمید الزاری۔ شرح مناقب زرقانی

ساجدا للہ۔ (اخراج الترمذی (1) وابن (2) ماجہ وابو نعیم۔ خصائص کبریٰ للسیوطی
جلد ۱ صفحہ ۶۵-۶۶۔ ورواہ احمد فی مسندہ والحاکم فی مستدرک، الفتح الکبیر ج ۱،
صفحہ ۴۵۰ مطبوعہ مصر۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۷ باب البرکاء الخ۔ زرقانی علی الموابب
جلد ۳ صفحہ ۸۹ پر ہے۔ رواہ الترمذی و احمد وابن ماجہ والحاکم وصحیح کلیم احد ورواہ
البیہقی فی شرح السنۃ مرقات جلد ۵ صفحہ ۱۱۲، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۷ شفاء
شریف صفحہ ۱۱۱-۱۱۲۔ فصل واما خوف۔ شرحہ للقاری والخطابی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

”بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آواز نکالتا ہے اور
چڑچڑ کرتا ہے آسمان اور لائق ہے اسے کہ آواز کرے کیونکہ اس میں چار انگلی کی ایسی جگہ نہیں جہاں
فرشتہ پیشانی رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔“
۷۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے
فرمایا:-

تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئ قال انی لاسمع اطیط
السماء (3)۔ الحدیث۔ اخرجہ ابو نعیم خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۶ وموابب،
وزرقانی جلد ۳۔ صفحہ ۹۰

”کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے! حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک میں آسمان کے چڑچڑانے کی آواز سنتا ہوں۔“
جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درد خود نہیں سن سکتے؟ وہ فاصلہ
بھی ذہن نشین رہے اور یہ فاصلہ بھی۔

۸۔ صحیح بخاری کی حدیث قدسی کہ اللہ تعالیٰ ولی کے کان بن جاتا ہے اور امام رازی کی یہ تشریح حاضرہ
ناظر کی بحث میں گذر چکی کہ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور ولی کے کانوں میں آجاتا ہے تو وہ ولی دور

1- مع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۵ ابواب الرهد باب ما جاء فی قول السی علیہ الصلوٰۃ والسلام لو تعلمون ما
اعلم لصحکم فلیلا۔ ۱۲۔

2- ابن ماجہ صفحہ ۳۱۵۔ ابواب الترمذی باب انزل الیہ۔ ۱۲۔

3- قال الرزقانی فی شرح قولہ السماء ای حسنها فالمراد السع فان قبل کیف یكون صوت صموعا
نسمع فی محل لا یسمعہ حر معہ وهو عنہ سلیم الحاسة عن اہم سمع الادراک احب بان الادراک
معنی محسوس لہ تعالیٰ لمس بشاء وبعثہ من بشاء وليس بطبعہ ولا وبیرہ واحدة۔ اخرجہ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۹۰۔

نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے جن کے غلام اولیاء کرام دور و نزدیک سے سنتے ہیں ان کے آقا و مولیٰ دور سے نہیں سنتے؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ بلکہ وہ بطریق اولیٰ سادۃ اولیاء صحابہ کرام سے بھی بڑھ کر سنتے ہیں۔ اور عالم کے ہر گوشے سے آواز سنتے ہیں۔“

۹۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-

(الکونثر) ہونہر فی الجنة لیس احد یدخل اصبعہ فی اذنیہ

الاسمع خریب ذلک النہر۔ (تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۶ صفحہ ۴۰۲)

”کہ کوثر بہشت میں ایک نہر ہے کوئی نہیں کہ اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں دے کر وہ شخص اس نہر کوثر کے پانی کے اوپر سے گرنے اور چلنے کی آواز سن لے گا۔“

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ خدا داد قوت سے بھی حبیب خدا دور سے نہیں سن سکتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے، لیکن کیا اب ام المومنین پہ فتویٰ لگائیں گے؟ کیا ان سے یہی کہیں گے کہ والدہ صاحبہ آپ نے تو کمال ہی کر دیا، ہم تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زمین والوں کا درود سننا نہیں مان رہے تھے۔ آپ نے تو ہر ایک کے لئے اتنا درود کا سننا فرما دیا اور پھر وہ بھی کان بند کر کے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ لوگ ام المومنین پہ فتویٰ لگا دیں، کفر و شرک کی مشین جو ہر وقت چلتی ہے اور ان کے نزدیک شرک امور عامہ سے جو ہوا کہ سنی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، اولیاء ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، نبی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ خود خدا ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ وہ خود بھی اپنے فتویٰ شرک و کفر کی زد میں، چنانچہ ان کے اسمعیل دہلوی صاحب نے کہا کہ وہ ہوا جس کا ذکر حدیث میں آیا کہ جس کے چلنے کے بعد تمام روئے زمین پر کوئی مومن نہ رہے گا، وہ ہوا چل چکی ہے۔ (محصلاً تفویہ الایمان صفحہ ۴۶)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ

وَاذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷)

”اور لوگوں میں حج کی عام نداء کر دے۔“

چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ تعالیٰ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جنتی بار لیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۲ و خزائن العرفان، رواہ ابن شیبہ فی المصنف و ابن منبج و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الحاکم و صحیحہ و المستدرک فی سننہ عن ابن عباس) علاوہ ازیں اور بہت سی تحریریں ہیں۔

من شاء فليظفر نعله۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۵۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۶۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ مصر علی القرآن تفسیر مدارک و خازن جلد ۳ صفحہ ۲۸۷۔ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۴۷۔ تفسیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۲۳۵۔ تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۲۷۵، جلالین صفحہ ۲۸۱ صادی جلد ۳ صفحہ ۸۳، جمل جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ دور سے غیر اللہ کو پکارنا اور دوسرا یہ کہ غیر اللہ کا دور سے سنا اور وہ بھی عالم ارواح میں، کوئی ماں کے پیٹ میں تھا اور کوئی باپ کی پیٹھ میں یہ دونوں چیزیں شرک نہیں، اگر کوئی صاحب کہے کہ روجوں کو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی پکار سنا دی۔ تو میں کہوں گا کہ حضور کو بھی ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ ہی سنا تا ہے۔ ہم جو آپس میں ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ سنا تا ہے کوئی غیر اللہ ذاتی قوت سے نہیں سنتا بلکہ جو بھی سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے سنتا ہے روجوں دور سے سنیں اور محبوب خدا دور سے نہ سنیں۔ وہ جائز یہ شرک، تو بہ استغفر اللہ تعالیٰ۔ یہ بھی کوئی شرک ہے کہ ایک جگہ ایمان دوسری جگہ بے حد وہ شرک ہو شرک متعبد بافراد اور امان وامکنہ نہیں ہوا کرتا۔ شرک ہر وقت ہر ایک کے لئے ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۱﴾ اِلَّا اَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿۲﴾ فِي جَنَّتِمْ
يَتَسَاءَلُونَ ﴿۳﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴﴾ مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ ﴿۵﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنْ
الْمُصَلِّينَ ﴿۶﴾ (مدرثر)

”ہر جان اپنی کرنی میں گروئی ہے مگر دائیں طرف والے (یعنی صالحین) بانگوں میں پوچھتے ہیں مجرمین سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں رہ کر اتنا دور دور از تک دیکھیں گے کہ دوزخ میں دوزخ والوں تک ان کی نظریں پہنچ جائیں گی اور ان کا حال معلوم کر کے ان سے سوال کریں گے کہ تم دوزخ میں کیوں گئے؟ دوزخی دوزخ میں رہ کر اتنا دور سے جنتیوں کی آوازیں لیں گے اور جواب دیں گے تو ان کا جواب اتنی دور سے جنتی سن لیں گے۔

فریق مخالف کے قول کے مطابق یوں سمجھئے کہ جو چیز (یعنی دور سے سنا) آج دنیا میں توحید (واجب لذاتہ) کی ضد و نقیض ہے یعنی شرک (جو تمتع لذاتہ و محال لذاتہ ہے) وہ کل آخرت میں تمتع تو تمتع بلکہ ممکن ہو کے وقوع پذیر ہو جائے گا۔ شاباش شرک اسے کہتے ہیں۔ محال لذاتہ اسے کہتے ہیں۔ بریں

عقل و دانش بپایہ گریست۔ حقیقت یہ ہے کہ دور سے سنانہ آج شرک ہے نہ کل اگر یہ شرک ہوتا تو ہر وقت شرک ہوتا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من سال الله الجنة ثلث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلث مرات قالت النار اللهم اجزه من النار۔ (رواہ الترمذی والتسائی جلد ۲ صفحہ ۷۷، ۷۸، کتاب الاستعاذۃ باب من حر النار۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ باب الاستعاذۃ ورواہ ابن ماجہ وابن حبان (۶) والحاکم۔ مرقات جلد ۳ صفحہ ۱۲۶۔ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ مصر۔ حدیث صحیح۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

”جو اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت مانگے تو جنت (اس سائل کی آواز سن کر) کہتی ہے، اے

اللہ اے بہشت میں داخل کر اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ (اس کی

آواز سن کر) کہتی ہے اے اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دے۔“

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت بھی دور سے سختی ہے اور دوزخ بھی دور سے سختی ہے۔ کیوں صاحب شرک کہاں گیا؟

۱۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ایذا نہیں دیتی مگر اس مرد کی بیوی حور (جنت سے) کہتی ہے (اودنیادالی سوکن) تو اسے تکلیف نہ پہنچا اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے ہاں مہمان و مسافر ہے قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہماری طرف آئے گا۔ (ترمذی (۲) ابن (۳) ماجہ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ باب عشرۃ النساء، وایضاً رواہ احمد فی مسندہ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حور اتنے فاصلہ (جنت) سے دنیا والے مرد کی فعلی تکلیف سے باخبر ہے اور اس کو دیکھتی ہے اور قوی ایذا کو سختی ہے، افسوس صد افسوس اس نظریہ پر کہ جنت، دوزخ، حور تو دور سے سنیں مگر حضور محبوب خدا امام الانبیاء دور سے نہیں سنتے۔

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمار (بن یاسر)

ان لله تعالیٰ ملکا اعطاه اسماع الخلاق کلها وهو قائم علی

۱۔ فی صحیح صفحہ ۶۰۳ مورد اہلمان مطبوعہ مکہ شریف ۱۲ فیضی 2۔ جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۰۔ ۱۳۔

3۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۳۶۔ ۱۳۔

قبری اذا مت الی یوم القیامہ فلیس احد من امتی یصلی علی
صلوة الاسماہ باسمہ واسم ابیہ قال یا محمد صلی علیک فلان
کذا و کذا فیصلی الرب عزوجل علی ذلک الرجل بکل واحده
عشرا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر واللفظ له۔ اس حدیث کے سب
رواۃ ثقہ ہیں ورواہ ابو الشیخ ابن حبان الاصبہانی واحمد بن
داؤد المکی و ابو القاسم التیمی فی توغیہ والحارث فی فی منہ
وابن ابی عاصم وابن الجراح فی امالیہ والیعلی الحسن بن نظر الطوسی فی احکامہ والمیزان
فی منہ۔ ورواہ الرویانی۔ جلاء الافہام صفحہ ۶۰۔ ۶۱ وپیش۔ القول البدیع
للسخاوی صفحہ ۱۱۳ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۱۱۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹۳۔ قال
الشیخ (ہذا) حدیث حسن السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۰ مطبوعہ مصر۔ سعادت
دارین صفحہ ۶۲ مطبوعہ مصر۔ الترغیب والترہیب للمذری جلد ۲ صفحہ ۳۹۹۔
۵۰۰ مطبوعہ مصر۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے کان دیئے ہیں (یعنی تمام مخلوق
کی آوازوں کے سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے) جب میں پردہ پوش ہوں گا تو وہ فرشتہ قیامت تک
میرے مزار پر کھڑا رہے گا۔ میری امت سے کوئی نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ فرشتہ اس درود پڑھنے
والے کا اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے اور عرض کرتا ہے اے محمد ﷺ فلاں نے آپ پر اتنا درود
شریف پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ اس درود شریف بھیجنے والے پر ایک ایک درود شریف کے عوض دس دس
رحمتیں بھیجتا ہے۔

۱۵۔ درواہ الدیلمی عن ابی بکر الصدیق نحوہ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۵۵۔ الجواہر المظلم لابن حجر
صفحہ ۲۰۔ سعادت دارین صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر۔ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۳۔ مطبوعہ مصر)
۱۶۔ درواہ عبدالرحمن بن واقد العطار عن یزید الرقاشی نحوہ۔ جلاء الافہام صفحہ ۸۲۔ ۸۳۔

ان حدیثوں میں اس فرشتہ کے لئے بیک وقت ہزاروں لاکھوں کے درود سننا اور پھر یہ سنوہ
میں کھڑے ہو کر دنیا کے کونے کونے سے درودوں کی آوازیں سننا ثابت ہو رہا ہے جن کے غلاموں کی
یہ شان ہو اس سرگزتم سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سب کا کیا کہتا وہ تو بطریق اولیٰ سب کی
سننے کی طاقت ان میں موجود ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود درود نزدیک والوں کا

درود سنتے ہیں تو فرشتے کی تقرری یا صیمن ملائکہ سامعین درود کے منافی نہیں (۱)۔ یہ خود بھی سنتا ہے اور فرشتے بھی زمین میں پکڑ لگا کر حضور پہ لوگوں کے درود پیش کرتے ہیں۔ جیسے صیمن ملائکہ کی تقرری اس ملک کے سننے کے منافی نہیں، اسی طرح صیمن ملائکہ اور اس ملک کی تقرری خود حضور کے سننے کے منافی نہیں، نیز جس طرح ان ملائکہ کی تقرری جو بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عظیم وسیع بکلی شئی ہونے کے منافی نہیں بلکہ وہ ملائکہ کی ملازمت ہے تو یہاں بھی ملائکہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پیش کرنا خود ان کے سننے کے منافی نہیں۔

سوال۔ حدیث ۱۳ کی سند اور اس کے تین راویوں، اسماعیل بن ابراہیم، ابو یحییٰ حمصی۔ نعیم بن ضمم۔ ابن جمیری پہ بعض لوگوں نے جرح و قدح کی ہے (تبرید صفحہ ۱۸۳ گلگھرووی)

جواب: یہ سند اور رواۃ دیکھتے رہیں۔ الشیخ الحدیث علامہ عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ کا اسی حدیث کی شرح میں اسی حدیث کے متعلق (جو بروایت طبرانی ہے) یہ کلام نقل ہو چکا کہ قال الشیخ حدیث حسن (السرّاج المہیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۰) شیخ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ جو فضائل درکنار اعمال میں بھی با تفاق جمہور محدثین حجت ہوا کرتی ہے (نیل الاوطار) اب اس فتویٰ حسن کے سامنے ان کی کون سے؟ جواب ۲۔ اس (المعتزض کلا عنی) کا یہ کہنا کہ اس حدیث کا ایک راوی اسماعیل بن ابراہیم ابو یحییٰ حمصی ہے یہ معنوی و جعلی راوی اس حدیث کا بیان کر کے پھر با تفاق محدثین اس کی تضعیف نقل کرنا یہ معترض کی ناواقفیت اور بے علمی کی دلیل ہے۔ ع

اس کا راز تو آید مرداں چنیں کسند

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا کار طفلان تمام خواہ شد

فقیر نے اس معترض کی اکثر و بیشتر کتابوں کو خوب بہ نظر انصاف دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ شخص حوالوں میں خیانت کرتا ہے کذب بیانی سے کام لیتا ہے اور عیارسمول ہے میں اس وقت اس کی مستقل تردید کے درپے نہیں جو اس کے تمام اکاذیب کی نشاندہی کروں اور اس کی قلمی کھول کر اس کے دلائل کا وزن بتاؤں اور اس کے اعتراضوں کا بے وزن ہونا ظاہر کروں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ایسا ہوگا۔ یہ تو ضمنی طور پر اس کتاب میں کہیں دو دو چار چار باتیں ہو گئی ہیں (تا کہ لوگوں کو یہ چل جائے کہ یہ ہے اس محرر مذہب کی علمی لیاقت) یہ نہیں معترض کو اس حدیث کی کون سی سند ہاتھ لگی جس میں اسے اسماعیل ابو یحییٰ حمصی نظر آیا اور باقی وہ سندیں نظر نہ آئیں جس میں راوی کا نام و نشان بھی نہیں بہت

1۔ علامہ مفتی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ (قولہ، ملکا) ای واقفا علی قبری یصلی علی صلاۃ کل احد باسمہ واسم ابیہ و هذا لابن ابی ان غیرہ ینفخہ ذالک کالملائکۃ الساجدین ۱۱ ہشّ السراج المہیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۰۔ ۱۲۔

سے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، کچھ نمونہ مذکور ہو اور اس وقت تین روایتیں بیچ سند تو اس فقیر کے سامنے ہیں۔ ان میں تو کہیں بھی اس راوی کا نام و نشان نہیں وہ تین روایتیں یہ ہیں۔ ابو اسحاق اصہبانی کی روایت، معجم کبیر للطبرانی کی روایت، احمد بن داؤد کی روایت۔ اگر بالفرض وہ راوی اس حدیث کی کسی سند میں ہو بھی تب بھی منصف معترض کو اس راوی کا نام لے کر اس پر جرح نقل کر کے اصل حدیث کی تضعیف کرنا زیب نہیں دیتا کیوں کہ بہت سی سندوں میں اس تمسکی کا نام و نشان نہیں۔ لیکن کیا کریں تمسکیوں کو تمسکیوں سے انس جو ہوا بار بار ان کا نام نہ جہیں تو اور کیا کریں؟ ذوالخویرہ (معترض سید عالم جس نے حضور سے کہا عدل یا محمد اور حضور نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس کی نسل سے قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن گلے سے نیچے نہ اترے گا تمہاری نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں گے، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور اہل اوطان کو ترک کریں گے، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔) بخاری مشکوٰۃ۔ وہ ذوالخویرہ بھی تمسکی اور ابن تیمیہ بھی تمسکی اور ابن عبدالوہاب نجدی بھی تمسکی ہے) امام محدث مناوی اور امام ابن حجر کو تو اس حدیث کی سند میں یہ تمسکی راوی نظر نہ آیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ضم اور ابن الحیر ی کے علاوہ باقی سب رجال اس حدیث کے صحیح رجال ہیں۔ مذکور ہے) اور۔ "وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح (فیض القدر جلد ۲ صفحہ ۴۸۳) باقی رہا "ابن حیر ی" اس کے متعلق اس نے کہا کہ یہ مجہول ہے میں کہتا ہوں کہ علامہ سخاوی نے کہا۔ ہو معروف یعنی یہ معروف و معلوم ہے۔ نیز لکھا) ذکرہ ابن حبان فی نقات التابعین" (القول البدیع صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ اللکھاوی مطبوعہ مکہ و ہامش جلاء الافہام صفحہ ۶۱) یعنی محدث امام ابن حبان نے ابن حیر ی راوی کو نکات تابعین میں ذکر کیا ہے، باقی رہا نعیم بن صعصعہ تو گزارش یہ ہے کہ نعیم اس حدیث کا کوئی راوی نہیں ہاں نعیم بن صعصعہ ہے اس کو اگر بعض نے ضعیف کہا ہے تو بعض محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ دلیل وہی عبارت کہ ذہبی شاعر دابن تیمیہ نے کہا۔ ضعیفہ بعضهم (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۴۱۔ القول البدیع صفحہ ۱۱۳۔ ہامش جلاء الافہام صفحہ ۶۱) اور جب تضعیف توثیق سے اور جرح تعدیل سے کمرائے تو امام نسائی کے مذہب کے مطابق ترجیح توثیق و تعدیل کی ہوا کرتی ہے کیونکہ وہ اصل ہے (کوثر النبی صفحہ ۱۰۳) اسی لئے علامہ عزیزی نے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا ہے۔

جواب ۳۔ اسی مضمون کی تین حدیثیں مذکور ہوئیں دیکھئے نمبر ۱۳ عمار بن یاسر والی۔ نمبر ۱۵ حضرت ابو بکر صدیق والی رضی اللہ عنہما نمبر ۱۶ یزید رقاشی والی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور تینوں حدیثوں کو انفرادی طور پر

ضعیف مان لیا جائے، پھر بھی یہ مل کر قوت پانے کے قابل احتجاج ہوں گی (جیسا کہ اس کی تفصیل اصول حدیث میں مذکور ہے اور اس کا کچھ بیان اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں مذکور ہوا۔
جواب نمبر ۴۲ بالفرض یہ حدیث ضعیف ہی رہے قوت نہ پائے، حسن نہ کہلائے نو پھر بھی یہ حدیث ضعیف جو غیر موضوع ہے حجت ہے کیونکہ باب فضائل (درود) میں وارد ہے۔ محدثین نے ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد یہی تنبیہ فرمائی۔

(ملاحظہ ہو۔ سعادت دارین صفحہ ۸۵ مطبوعہ مطبع بیروت، القول البدیع للسخاوی مطبوعہ مکہ صفحہ ۲۵۸) سوال حدیث ۱۳ کے رواۃ اور رجال میں سے دو راویوں عبدالوہاب بن ضحاک اور اسماعیل بن عیاش پر بعض لوگوں نے (مگھدوی صاحب نے تمہید النواظر صفحہ ۱۸۳) جرح و قدح نقل کی ہے۔
جواب نمبر ۱: معترض کی نظر صرف ابن ماجہ پر رہی، اسی لئے اس کو اعتراض کی سوچھی فقیر کی معلومات کے مطابق اس حدیث کا تین محدثین نے اپنے اپنے طور پر اخرج کیا۔ امام احمد نے اپنی سند میں۔ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں۔ امام ابن ماجہ نے سنن میں حوالے پیچھے گذرے۔ جب یہ حدیث مسند امام احمد بن حنبل کی ہوئی تو اب مسند احمد کی حدیثوں کا وزن ملاحظہ ہو۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ مسند احمد کی ہر حدیث مقبول (۱) ہے۔ "نیز محدثین نے فرمایا کہ مسند احمد کی ہر حدیث قابل احتجاج ہے اور بعض محدثین نے اس کی ہر حدیث کو صحیح کہا بقول عسقلانی مسند احمد کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ للفقاری صفحہ ۲۱۔ نیل الاوطار للشوکانی وہو غیر مقلد جلد ۱ صفحہ ۱۹) لہذا حدیث ۱۳ موضوع نہیں بلکہ مقبول اور قابل احتجاج ہے۔

جواب نمبر ۲: عبدالوہاب بن ضحاک راوی سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے، جامع ترمذی کی روایت میں نہیں لہذا اس پر جرح و قدح نقل کرنا حدیث نمبر ۱۳ کے وزن گرانے کے لئے فضول ہے۔ اس میں نہ معترض کو فائدہ ہے اور نہ کسی کو نقصان ہے۔ باقی رہا اسماعیل بن عیاش تو اس کی روایت شامیوں سے اور اپنے شہر والوں سے مقبول ہوا کرتی ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں وروایۃ اسماعیل بن عیاش عن الشامیین اصح جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ صدوق فی روایتہ عن اہل بلدہ۔ تقریب جلد ۱ صفحہ ۷۳۔ تو یہاں اسماعیل بن عیاش جو "الحمصی" ہے۔ تقریب جلد ۱ صفحہ ۷۳ اس حدیث کو بحیرین سعد (جو الحمصی) ہے تقریب جلد ۱ صفحہ ۹۳) روایت کر رہا ہے۔ لہذا یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔

۱۔ کل ماکان فی سند احمد فهو مقبول۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷ طبع جدید۔ فتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر۔ کوثر النبی صفحہ ۱۳۔ ۱۴

جواب نمبر ۳: یہ حدیث نہ موضوع ہے نہ ضعیف بلکہ حسن ہے۔ چنانچہ امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔
رواہ ابن ماجہ و الترمذی و قال حدیث حسن۔ اھ۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۵۸
للمنذری) ہکذا یبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق۔ اللہم انصر الاسلام والمسلمین
واعز الاسلام والمسلمین اللہم انصر من نصر دین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم واجعلنا منہم واخلد من خذل دین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ولا تجعلنا منہم۔

۱۔ حضرت ابوورداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
نے فرمایا:-

اکثروا الصلوة علی یوم الجمعة فانه یوم مشہود تشہدہ
الملائکة لیس من عبد یصلی علیّ الا یبلغنی صوتہ حیث کان قلنا
وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل
اجساد الانبیاء۔ (رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر) جلاء الانہام صفحہ ۷۳۔ ۷۴
لابن القیم وهو منہم۔ الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۳۰ مطبوعہ مصر۔ ج۲ اللہ علی العالمین
صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر۔ اربعین نبویہ صفحہ ۳۹۔ انوار احمدی صفحہ ۷۶)

”یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ بے شک جب کادن حاضری کا دن ہے اس
میں (اللہ تعالیٰ کے رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود شریف پڑھے مگر
اس کے درود شریف کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ (یعنی اس کے درود کی آوازیں میں خود سنتا ہوں) درود
بھیجنے والا جہاں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کی آپ کی پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا؟ فرمایا ہاں پردہ
پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔“
اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی کوئی درود شریف پڑھے چاہے مدینہ میں ہو یا مدینہ
منورہ سے کتنا دور ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے درود کی آواز خود سنتے ہیں۔

سوال:- اس حدیث سے استدلال باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ یہ روایت منقطع ہے۔ ثانیاً اسی روایت
میں فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے تو بواسطہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک درود پڑھنے والے کی
آواز پہنچتی ہے۔ (تبرید صفحہ ۱۸۲ گلکھڑوی صاحب)

جواب:- اقول وروی نحو رواية الطبرانی ابن ماجه فی سنه وفي
سنده عن سعید بن ابی ہلال عن زید ابن ایمن عن عبادة بن لسی
عن ابی الدرداء الخ (سنن ابن ماجه صفحہ ۱۱۹ آخر کتاب
الجنائز) فذكر بين سعید و ابی الدرداء الرجلین الذین هما غیر
مذکور فی جلاء الافہام لسہو الکاتب فزعم الخصم انه منقطع
فلہذا علیک المعجم الکبیر۔ ۱۲۔ الفیضی عفی عنہ

بر تقدیر ثبوت انقطاع حقی (۱) کہلا کے خفیوں کے سامنے حدیث منقطع سے استدلال کے بطلان کا قول
باطل ہے کیونکہ ایسا مقترض اصول حنفیہ سے جاہل ہے حدیث مرسل و منقطع خفیوں کے نزدیک
استدلال کے قابل ہے۔ منار اور پھر اس کی شرح نور الانوار کے صفحہ ۱۸۳، ۱۸۵ پر ہے۔

فالمرسل من الاخبار وهو ان كان من الصحابي فمقبول بالاجماع
ومن القرن الثاني والثالث كذلك عندنا ای المقبول عند
الحنفية (۲)..... بل هو فوق المسند ۵ ملخصاً حضرت شاہ اشج
عبدالرحمن محدث دہلوی مقدم اصول حدیث صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ قد یجنى
عند المحدثين والمرسل والمنقطع بمعنى وحکم المرسل عند
ابی حنیفہ ومالک المرسل مقبول مطلقاً عند الشافعی ان اعتضد
وعن احمد قولان ۵ ملخصاً۔ (کوثر النبی لمولانا پیر اروی صفحہ ۲۳ پر ہے۔
المقبول مطلقاً وهو قول ابی حنیفہ ومالک رحمہما اللہ تعالیٰ۔

فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے۔ بجائے جمعہ کے دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس سے یہ کب لازم
آتا ہے کہ فرشتے درود کی آواز پہنچانے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ کیا فرشتے ٹیپ ریکارڈ رلے کر درود
پڑھنے والوں کی آوازیں بند کرتے رہتے ہیں پھر وہ جا کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوسنا دیتے ہیں؟
حدیث شریف کے الفاظ پر غور ہو۔ بلفظی صوت مجھ تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ مجھ تک اس
کی آواز پہنچائی جاتی ہے فرشتوں کے توسط سے آواز کا سنا ہے اور نور نبوت سے آواز کا سنا تو یہ تو یہ

۱۔ یعنی وہ تو لفظی ہیں اور عملاً اعتقاد اور پردہ غیر مقلد ہیں۔

ع۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ ۱۲۔

۲۔ مولانا علی قاری قرأت میں فرماتے ہیں: قال ابو داؤد هذا مرسل ای نوع مرسل و هو المنقطع لکن المرسل
حجة عندنا عند الجمهور۔ ۱۲۔

شرک شرک - یہ ہیں عداوت رسول کے کرشمے۔ ایک اور شوریدہ سرفشا اور اس نے کہا (بے سند و بلا دلیل) کہ میرا دل کہتا ہے کہ صوتہ سے شاید لام چھوٹ گئی ہے دراصل صوتہ ہوگا۔ (کیونکہ دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سننے کا انکار جو کرنا ہوا۔ آخر اپنی خواہش اور جعلی اعتقاد کی حفاظت جو کرنی ہے۔ لہذا حدیث کو بدل دو۔

خود بدلنے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں!
ہوئے کس درجہ فقیمان حرم بے توفیق

(ضرب کلیم اقبال صفحہ ۱۳)

ایسے لوگوں کو ان آیات و احادیث میں غور کرنا چاہیے۔ يُحَرِّقُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ (مائدہ: ۱۳) وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُؤْحَذُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لِيُبْغِضُوا إِلَيْكُمْ (انعام: ۱۲۱) وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَجْوٍ عَدُوًّا شَيْطَانِيًّا أَلْفَيْسَ وَالْحِجْرَ يُؤْحَذُ بِمَنْصُورِهِمْ (انعام: ۱۱۴)
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لایؤمن احدکم حتی یکون هواہ تعالما جنت بعد مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۔

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا:-

اصحابی و اخوانی صلوا علی فی کل یوم الاثنین والجمعة بعد
وفاتی اسمع منکم بلا واسطه (انس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲)

”میرے اصحاب اور (تواضعاً فرمایا) میرے بھائیوں پر ہر پیر اور جمعہ کے روز درود پڑھا
کر میری وفات کے بعد میں بلا واسطہ تم سے (تمہارا درود) سنتا ہوں۔“

۱۹۔ وقیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت صلوة

المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ما حالہما

عندک فقال اسمع صلوة اهل محبتی و اعرفہم و تعرض علی

صلوة غیرہم عرضاً۔ (دلائل الخیرات شریف صفحہ ۳۲)

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود سے جو آپ سے
غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے، آپ کے نزدیک ان دونوں کا کیا حال
ہے؟ فرمایا اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر محبت والوں کے
درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔“

لامام ہمام عالم دلی کامل عارف و اصل محقق فاضل فرید عصر وحید ہر ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی جو میں واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں۔ آپ کے شاگرد میں ہزار سے زیادہ تھے۔ جنہوں نے آپ سے حدیث کی نقل و روایت کی اور علم فقہ و تفسیر کی تحصیل کی، بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھوں گناہوں سے توبہ کی جو خالص عابد بنے۔ اور آپ سے بڑی کرامات اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بڑے پابند اور عامل تھے۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ میں نماز صبح کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوئی، ستر سال کے بعد جب آپ کی نعش کو ایک مقام سے دوسرے مقام (قبرستان ریاض الفردوس واقع مراکش) میں تبدیل کیا گیا تو نعش بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ بعض حاضرین نے انگلی سے چہرہ مبارک کو دبا یا خون اپنے مقام سے سرک گیا اور جب انگلی کو ہٹایا تو اپنے مقام پر آ گیا۔ آپ کی قبر مبارک پر انوار عظیمہ کا ظہور ہوتا ہے۔ ہر وقت زائرین کا ازدحام رہتا ہے، کثرت سے وہاں قرآن شریف اور دلائل الخیرات پڑھتے ہیں ان کے ورد و وظائف تمام عالم اسلام میں پڑھائے جاتے ہیں اور خصوصاً حرمین شریفین اور مصر میں اس کتاب کو خدا نے مقبول خاص و عام بنایا ہے۔

(ماخوذ از مطالع المسرات و شرح زروق مغربی و مقدمہ دلائل مطبوعہ نور محمد)

تمام عالی مقام بزرگان دین اس کتاب کا ورد کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کے عامل تھے۔ (مقدمہ صفحہ ۳) بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم پیر مرشد علماء دیوبند اور خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم پیر مرشد مولوی حسین علی واں پھراچی و دیوبندیوں نے پنجاب اور بعض علماء دیوبند اس دلائل الخیرات کے عامل رہے۔ پھر وہی صاحب کو بھی مرشد نے اس کی اجازت عطا کی۔ (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۱۲۰) اس بیان سے دلائل الخیرات کے درودوں اور حدیثوں کی مقبولیت اور تلقی امت کا اندازہ لگائیں۔ حدیث نمبر ۱۸ اور ۱۹ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا واسطہ خود بھی درود شریف سنتے ہیں۔ اگرچہ پڑھنے والا کتنا دور ہو۔

سوال: یہ بالکل بے سند اور بے اصل اور بے سرو پا اور بے حقیقت اور جعلی اور من گھڑت روایات ہیں۔ سند اور پھر روایت کی توثیق اور سند کا اتصال ثابت کرو۔ (تبرید صفحہ ۱۸۳-۱۸۵ گلکھ ووی مصلہ)

جواب: اقول وباللہ التوفیق۔ (۱) معترض کا ان روایتوں کے متعلق جعلی ہونے کا فتویٰ یہ ایجاد بندہ ہے یا کسی ثقہ محدث یا عارف کامل کا قول ہے؟ اگر کسی محدث اور عارف نے کہا ہے تو ہاتھ اٹھاؤ! ہُوَ هَاتِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ورنہ یہ فتویٰ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں اور اگر یہ فتویٰ ثقہ روایت کی

اتصاف سند منقول نہ ہونے کی وجہ سے ہے تو گوش ہوش سے سن لو کہ عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں نیز عدم وجود سند بلکہ وجود سند مجرد۔ بھی اس بات کو مستلزم نہیں کہ حدیث فی الواقع جعلی ہے۔ کیونکہ اہل باطن حضرات خارجیوں، رافضیوں، قدریوں، جبریوں کے واسطوں سے قطع نظر براہ راست بلا واسطہ خود حضور سے حدیثوں کی تصدیق و تصحیح کرا لیتے ہیں اور جاتے ہوئے حضور سے پوچھ کر حدیث کا ہونا نہ ہونا معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ فریق مخالف کے مولوی کشمیری صاحب نے امام سیوطی کے متعلق لکھا ہے

انہ راہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنین وعشرین مرة وسالہ عن احادیث ثم صححہا بعد تصحیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴) یہ بھی خیال رہے کہ حدیث ۱۱۸ نہیں امام سیوطی سے منقول ہوئی ہے۔

۲۔ کسی ثقہ محدث اور عارف کا بغیر ذکر سند کے یہ فرمانا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے یا حضور نے یہ فرمایا وہ حدیث قابل قبول ہے۔ منار اور پھر نور الانوار صفحہ ۱۸۵ پر ہے۔ ”و ارسال من دون هؤلاء بان يقول من بعد القرن الثاني والثالث قال النبي عليه الصلوة والسلام كذا مقبول كذا الك عند الكرخي اه اس پر مولوی عبدالحی لکھنوی کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔

قوله مقبول لان العلة التي توجب قبول مراسيل القرون الثلاثة وهي العدالة والضبط تشمل سائر القرون. اه نیز لکھا وقيل ان ارسال من بعد القرون الثلاثة لو كان من علماء الحديث المميزين بين الصحيح والضعيف فيقبل والا فلا. (قر الاقار صفحہ ۱۶، ۱۵) معلوم ہوتا چاہیے کہ حدیث ۱۸ کے ناقل خاتم الحفاظ امام سیوطی ہیں جو ظاہر و باطن کے جامع ہیں اور حدیث کے بھی امام ہیں اور اہل باطن کے بھی پیشوا ہیں مگر ابن ندیم محدثین عارفین کا ملین کی بلاذ ذکر سند والی حدیثیں مقبول ہیں۔

۳۔ ایسے محدثین کا ملین و اصلین کا مذکورہ روایات کو ذکر کر کے ان کی موضوعیت نہ بتانا ان روایتوں کے موضوع نہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ محدثین نے اصول حدیث میں اس بات کی تصریح کی ہے جعلی حدیث کا بغیر ذکر موضوعیت روایت کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے۔ (عامہ کتب اصول حدیث۔ القول ابديع للسخاوی صفحہ ۲۵۹)۔ اگر یہ روایتیں درحقیقت من گھڑت ہیں تو اولاً اس کی تصریح کس نے کی؟ ثانیاً ایسے محدثین کا ملین کا ان کو بلاذ ذکر وضع نقل کرنا ان کے علم کو مجروح کرے گا یا عمل کو حالانکہ ان

دونوں باتوں میں وہ دونوں سیوطی و جزولی اکمل ہیں۔ ابناء زمانہ ان کی گردراہ کو بھی نہیں پاسکتے۔

۳۔ محدثین محققین کا حدیث کو بلاسند ذکر کرنا اس کے مقبول ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس محدث کامل عامل کا علم و عمل اس حدیث کو موضوع نہیں کہنے دے گا اور اگرچہ اس کی سند متصل ضبط کتابت میں نہیں آئی لیکن سینہ بسینہ کڑی ملی ہوئی ہوگی۔ عقل و نقل و تیس کا تقاضا یہی ہے کیونکہ صرف امام احمد ضیل کے علم میں سات لاکھ صحیح حدیثیں تھیں۔ (فیض القدر للنادوی جلد ۱) حسن اس کے علاوہ ہوئیں اور ضعیف اس کے علاوہ ہوئیں اور آج تمام روئے زمین پر ضبط کتابت بمع ضبط سند کی کل حدیثیں صحیح و حسن و ضعیف تقریباً ایک لاکھ ہیں۔ (الفتح الکبیر جلد اول و کوثر النبی) اور باقی چھ لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد صحیح امام احمد والی جو ضبط تحریر میں نہ آئیں اور ان کے علاوہ حفاظ محدثین کو جو صحیح حدیثیں انہیں یاد تھیں۔ اور ضبط تحریر میں نہ آئیں۔ کیا ان کو وہ محدثین زبانی نہ بیان کیا کرتے تھے۔ ضرور بالضرور ان کو زبانی بیان کیا کرتے تھے، اور اسی طرح یہ سلسلہ زبانی اور سینہ بسینہ چلتا آیا۔ یہاں تک کہ کسی معتد محدث نے بعض صدری حدیثوں کو کہیں تحریر کر دیا۔ یہ احتمال تو محققین علماء ظاہر کی حدیثوں میں تھا۔ باقی ہے اہل باطن عرفاء کا ملین و اولیاء واصلین تو ان کی بے سند حدیثوں کا حضور علیہ واصلوۃ و السلام سے ثبوت وہ طرح ہو سکتا ہے۔ ایک یہی طریقہ جو مذکور ہوا کہ سینہ بسینہ زبانی غیر تحریری کڑی کا ملنا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کا خود حضور علیہ واصلوۃ و السلام سے سننا اور پوچھ لینا۔ لہذا عرفاء کی حدیثوں کا بڑا وزن ہے درج ذیل عبارات پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی واضح و روشن ہو جاتی ہے۔ خاتم الحفاظ مشاہد رسول اللہ یظلم مراراً" و شیخ الحدیث بزبان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نبویہ بعد صحیح حبیب اللہ (کتاب المیزان۔ فتح الکبیر۔ فیض الباری، امام جلال الملک والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث "اختلاف امتی رحمة" کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ "ذکر المقدسی فی الحجۃ والبیہقی فی الرسالة الاشعریۃ بغیر سند وارودہ الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرہم ولعلہ خرج فی بعض الکتب الحفاظ التی لم تصل الینا"۔ (الجامع الضعیف للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۳۔ مطبوعہ مصر) (خیال رہے کہ یہ وہی جامع صغیر ہے جس کے متعلق امام سیوطی خود اسی کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ "وصنہ عما تفرد بہ وهناع او کذاب" (صفحہ ۳) ثابت ہوا کہ بعض حدیثیں بے سند ہونے کے باوجود بھی جعلی نہیں ہوا کرتیں تو عدم ذکر سند موضوعیت کو مستلزم نہ ہوا) (الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔ جمع الجوامع للسیوطی) (یہ وہی جمع الجوامع ہے جس کے متعلق شیخ محقق مقدم میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی حدیث جعلی و موضوع نہیں بیان اللہ

ادھر بے سند اور پھر غیر موضوع (کنز العمال جلد ۱۰، صفحہ ۷۸ طبع جدید دکن۔ یہی امام سیوطی رحمہ
الباری "تقیات صفحہ ۱۳ پر رقم طراز ہیں۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحديث
قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله. ۱۱ باب الصلوة۔"

تقریباً نو سو سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورپوشی کے بعد خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جامع
ہوئے صحیح بخاری شریف پڑھنے والے (فیض الباری) اور مصر میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مزار پر انوار پر ہاتھ پہنچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر لینے والے (لطائف المنن) سیدی
عارف ربانی، واصل صدائی، امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ و النورانی درود شریف کے متعلق دو حدیثیں
نقل کرنے کے بعد اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں۔ هذا الحديث والذي قبله رويناها عن
بعض العارفين عن الخضر عليه السلام عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
وهما عندنا صحيحان في اعلى درجات الصحة وان لم يشتمهما المحدثون على
مقتضى اصطلاحهم۔ (كشف الغم للشرعانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر) ثابت ہوا کہ عرفاء کی
حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوا کرتی ہیں۔ اگرچہ محدثین علماء ظاہر نے ان کا اخراج نہ کیا اگر اس قسم کی مزید
تحقیق دیکھنی ہو تو شیخ الاسلام الامام مولانا احمد رضا خان کی کتاب الہاد الکافی ملاحظہ ہو۔

۵۔ دلائل الخیرات شریف والی حدیث تلتی امت اور تہ اول صالحین اور عمل علماء سے بھی تقویت
حاصل کر چکی ہے۔ امام سیوطی تقیبات میں امام بیہقی سے نقل۔ تداولها الصالحون بعضهم عن
بعض وفي ذلك تقوية للحديث المرفوع۔

۶۔ کسی محقق محدث نقاد کا کسی حدیث کو موضوع و ضعیف یا صحیح کہنا بنظر ظاہر ہے اور درحقیقت یہ ممکن کہ
موضوع و ضعیف صحیح ہو اور صحیح موضوع و ضعیف ہو۔ (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۱۸) میں ہے۔ ان وصف
الحسن والصحيح والضعيف انما هو باعتبار السند ظنا اما في الواقع فيجوز غلط
الصحيح وصحة الضعيف موضوعات كبير للقارى من ہے۔ المحققون على الصحة
والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال كون الصحيح
موضوعا وعكسه مقدمه شيخ محقق میں ہے: فالمراد بالحديث الموضوع في اصطلاح
المحدثين. هذا لانه ثبت كذبه وعلم ذلك في هذا الحديث بخصوصه والمسئلة
ظنية والحكم بالوضع والافتراء بحكم الظن الغالب وليس الى القطع واليقين
بذلك سبل فان الكذب قد يصدق ۱۱۔ اب اگر کسی میں ہمت ہے تو حدیث ۱۸۔ ۱۹ کا

قطعاً اور یقینی طور پر جعلی ومن گھڑت ہونا ثابت کر کے دکھائے واذموا لشہداء کم قہن ذؤن اللہ وان
کنتم ضلالتین۔

۷۔ محمد بن علی الظاہر (جو عرفاً اور اہل باطن کے منکر ہیں اور ان کی احادیث سے روگردانی کرتے
ہوئے ان پہ بے دھڑک موضوعیت کا فتویٰ لگاتے ہیں) سے دو چار باتیں۔ عمران بن طحان (رئیس
الخوارج مداح ابن مسلم (جو قائل مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے) الکامل المبروصفہ ۲۹-۳۰ حیاة
النجوان جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۳ ہاشم بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶
حاشیہ ۱۲ راوی صحیح بخاری (ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶، ۸۸۰) جس کو اصح الکتب بعد کتاب
اللہ کہا جاتا ہے۔ کی بیان کردہ حدیث تو مقبول ہو اور مروان بن الحکم (جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے وزغ اور ملعون فرمایا) رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد، حیوۃ النجوان للدمیری صفحہ ۷۸
جلد ۱ جلد ۲ صفحہ ۳۸۰۔ و ہاشم صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۶ (۳) تاریخ الخلفاء للسیوطی
صفحہ ۱۳۸) راوی صحیح بخاری (دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۸) کی نقل کردہ حدیث علی الراس والعمین
مقبول و منظور ہو اور ابی بن عباس بن سہل (اس کے متعلق دولابی اور نسائی نے کہا لیس بالقوی۔ ذہبی
نے کہا ضعف ابن معین، امام احمد نے کہا منکر الحدیث۔ تہذیب اور میزان میں اس کے متعلق
کسی سے توثیق نقل نہ ہوئی۔ آخر کار محافظت بخاری ابن حجر عسقلانی کو تقریب میں کہنا پڑا۔ فیہ
ضعف (تقریب جلد ۱ صفحہ ۳۸) راوی صحیح بخاری (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۰۰) کی نقل کردہ روایت بر
سروچشم مقبول و منظور ہو لیکن اس کے برعکس خاتم الخفاظ امام سیوطی مشاہد رسول اللہ اور امام جزولی
عارف کامل اور باقی عرفاء اور احناف و امام اعظم کی روایتیں باطل و قابل رد ہیں اس کا راز تو آید و
مردان جنیں کنند۔ شاباش۔

اسی لئے امام بن ہمام نے فرمایا۔ وما تقرور عند الناس من ترجیح ما فی الصحیحین علی
ما فی غیرہما فلیس بموجہ نیز فرمایا ہذا الترتیب (کہ سب سے اصح۔ متفق علیہ پھر صرف صحیح
بخاری کی پھر صحیح مسلم کی الخ) تحکم لایجوز التقلید فیہ اذ الاصحیۃ لیست الا بوجود
الشرائط وان وجدت فی غیر کتابین فالحکم بترجیحہما تحکم و فی الصحیحین
رواۃ تکلم فیہم۔ (کوثر النبی صفحہ ۱۱-۱۲) فریق مخالف کا بچہ بچہ گوش ہوش سن لے لے کہ وہ صرف
خارجیوں، بدعتیوں، لعنیوں کی روایات سے اپنے قلوب کو تسکین بخشنے رہیں مگر اہل سنت ان سے افضل
و اعلیٰ برتو بلا صالح فی العقیدہ والعمل عرفاء کاملین حاضرین بارگاہ رسول اللہ کی احادیث کو ہرگز ہرگز

پیٹھ نہیں دے سکتے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں
 کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعداء سے کبہ دو خیر منائیں نہ شر کریں
 اہل باطن کی حدیثوں پہ حملہ کرنے والوں کے مقابلہ میں ہمیں بھی صرف اہل خابہ کے جمودی چہرہ کو بے
 نقاب کرنا پڑا۔

نہ تم صدے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں
 آمنت بكل ما جاء عن الله تعالى على مراده وبكل ما جاء عن
 رسول الله صلى الله عليه وسلم على مراده وبكل ما جاء عن
 العارفين الكاملين على مرادهم۔

نمبر ۱۸۔ جب جبریل امین وحی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اس کی
 خوشبو سونگھ لیتے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے
 ہوئے مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔
 اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

وَلَمَّا أَصَلَّتِ الْعِذْرُ قَالَ أَبُوهُمَ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفْقِدُونِ ۝

”جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بے شک میں
 یوسف کی خوشبو پاتا ہوں، اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سونگھ گیا ہے۔“ (یوسف)

۱ حسن یوسف دم عینے یہ بیضا داری آن چہ خوباں ہمہ دارند تو تہا داری
 ۲ فاق النبین فی خلق وفي خلق ولم یدا نوه فی علم ولا کرم
 ۳ وکلہم من رسول اللہ ملتصق غرفا من البحر او رشفاً من الیم
 نمبر ۱۸۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس راستہ سے گذر جاتے تو خوشبو رہتی اور اسی خوشبو کے ذریعہ
 سے آپ کی تلاش ہوتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)
 نمبر ۱۸۹۔ آپ کا نیند سے وضو نہ ٹوٹتا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، تہذیب الاسماء واللغات نووی جو ابراہیم جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ عنہ)
 نمبر ۱۹۰۔ نیند میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷۔ صحیح الحق المجدد
 لسانہ الحادی عشر سیدنا قائدنا وشیخنا شیخ مشائخنا برکت رسول اللہ فی البند سیدنا محققین وسندنا محمد شین مولانا

الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

نوٹ :- حضرت شیخ متحقق رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور و معروف و مستند قائد اہلسنت و سنیہ و سنیہ سید المحدثین کا تعارف کرانا آفتاب کے سامنے چراغ رکھنے کے مانند ہے۔ کون ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ حضرت شیخ کا ہندوستان کے چپہ چپہ پوا حسان ہے۔ ان کی تحقیق کے مقابلہ میں سب کی تحقیقیں بچ ہیں، آج تک اہل علم و تحقیق و انصاف کے نزدیک جن کا ایک قول رد نہ ہوا، پہلے پہلے آپ ہی نے اہل ہند کو احادیث نبویہ کی دولت بے بہا سے نوازا اور سیراب کیا۔ (حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹) لیکن آج کل کے جہال کے جہل متحصبین کے تعصب اور حاسدین کے حسد اور بد مذہبوں و کفر اہوں کی کور باطنی کو دیکھتے ہوئے چند حوالے اطمینان قلبی کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں تاکہ حجاب جہل و حسد و بغض دور ہو۔

۱۔ شیخ متحقق نے روایت حدیث کی اجازت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی۔ (درائتین شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۳۔ مصلحہ)

۲۔ شیخ متحقق جلیل القدر فن حدیث کے امام (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۵ مصلحہ)

۳۔ اور ”شیخ اجل تھے“۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

۴۔ بہت سے مقامات پر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے مدارج النبوۃ اور شرح مشکوٰۃ للشیخ و مرج البحرین للشیخ وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ مجال نافعہ صفحہ ۱۸، تہذیب ثنائیہ صفحہ ۳۳۹، فتاویٰ عزیزی جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۲)

۵۔ و بعد ازاں درمابہ عاشر ہم بعضے علماء مثل ملا علی قاری و شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ قدم قدم محمدین شدند مگر مرتبہ او شاہان نے رسیدند و بعد ازاں تاالی لان کے یافتہ نہ شد کہ تیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہ الاما شاء اللہ تعالیٰ

(فتاویٰ عبدالحق جلد ۲ صفحہ ۲۶۰ کتاب التقلید۔ طبع سران لاہور)

۶۔ حضرت شیخ اپنے زمانہ کے فقیہ، محقق، محدث، مدقق، بقیۃ السلف، حجة الخلف، مؤرخ اضبط، فخر ہندوستان، جامع علوم ظاہری و باطنی، مستند موافق و مخالف تھے۔ الخ و لنعم ماحرر

(حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹)

۷۔ داراشکوہ نے بجا طور پر ان کو امام محدثان وقت کہا ہے، خانی خان لکھتا ہے۔ درکالات صوری و معنوی و تحصیل علوم عقلی و نقلی خصوص تفسیر و حدیث در تمام ہندوستان ثانی نہاشت۔ (منتخب الملباب صفحہ ۵۵۱) نواب صدیق حسن خاں کا خیال ہے۔ ”در ترجمہ عربی بغاری کیے از افراد این امت

است۔ مثل اور میں کاروبار خصوصاً دریں روزگار احد سے معلوم نیست“

(حیات شیخ لندہ وی۔ صفحہ ۲۸۳-۲۸۴)

۸۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حضوری کو روزمرہ دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔“
(الافاضات الیومیۃ للتھانوی، اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۳۱ء جلد ۷ صفحہ ۶، نوادہ جامعہ صفحہ ۲۲ بعد از صفحہ ۲۲۰)

۹۔ فتویٰ دیوبند قلمی۔ جو شخص شیخ عبدالحق مرحوم کو گمراہ کرنے والا خیال کرے وہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور گمراہ کن ہے۔“

والعیاذ باللہ فقط واللہ اعلم

مسعود احمد عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳-۱۱-۶۳ھ

الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ ۱۳-ذیحجہ ۶۳ھ

فقیر کی کتاب تعارف جس میں ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس میں شیخ کی مدح و شامرتوم ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے اور مزید مستقل ترجمہ شیخ لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔
نمبر ۱۹۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ خطا جائز نہیں

(مدارج النبوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، شفا شریف جلد ۲، صفحہ)

نمبر ۱۹۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھولنے سے پاک ہیں۔ (عند البعض) مدارج النبوٰۃ جلد ۱۔
صفحہ ۱۲۵۔ شفا شریف جلد ۲ و شرحہ للقاری والخطابی، مواہب دزرقانی۔

۱۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شک سے بری ہیں۔ (مدارج النبوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

۱۹۴۔ جو کچھ دنیا میں ہے حضرت آدم سے لے کر تجھ اولیٰ تک وہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ منکشف ہے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے؟ اور اپنے یاروں کو (غلاموں کو) بھی ان احوال میں سے بعض حالات سے مطلع کیا۔

(مدارج النبوٰۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۳)

۱۹۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز قیامت رب کے بمنزلہ وزیر کے ہوں گے۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفاء السقام للسیکی صفحہ ۲۲۰)

۱۹۶۔ آپ جس سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھتے۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی جگہ کے بال سیاہ رہتے کبھی سفید

نہ ہوتے۔ (شفاء شریف، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۸)

۱۹۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو خوارق (معجزات و کرامات) پر ایسے قدرت و اختیار حاصل ہے جیسے ہمیں امور عادیہ پر۔
۱۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:-

ان النبوة عبارة عما يختص به النبي ويفارق به غيره وهو يختص
بانواع من الخواص احدها انه يعرف حقائق الامور المتعلقة باله
وصفاته والملائكة والدار الاخرة لا كما يعلمه غيره بل مخالفا
له بكثر المعلومات و بزيادة اليقين والتحقيق والكشف الثاني
ان له في نفسه صفة بها تتم له الافعال الخارقة للعادات كما ان
لنا صفة بها تتم الحركات المقرونة بارادتنا وباختيارنا وهي
القدرة والمقدور جميعا من فعل الله تعالى۔ والثالث ان له صفة
بها يبصر الملائكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق
الاعمى حتى يدرك بها المبصرات۔ والرابع ان له صفة بها
يدرك ماسيكون في الغيب اما في اليقظة اوفى المنام اذ بها
يطالع اللوح المحفوظ فيرى ما فيه من الغيب فهذه کمالات
وصفات يعلم ثبوتها للانبیاء۔ ۵۱

(احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۶۸ کتاب الفقر والرزق۔ زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۰۰، ۱۹ مطبوعہ
مصر۔ کتاب الاربیز۔ صفحہ ۷۹، مطبوعہ مصر)

”یعنی بے شک نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے
ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ
عزوجل کی ذات و صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا
ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات و فزونی تحقیق و انکشاف میں ان سے نسبت نہیں
رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لیے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف
عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) تمام ہوتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ
اس سے ہماری حرکات ارادیہ اختیار یہ پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں اور اگرچہ
قدرت اور مقدور سب اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہے۔

سوم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے، جس طرح آنکھوں والے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے اور اس صفت سے بصیرات کا ادراک کرتا ہے۔

چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے بیداری میں یا نیند میں، اس لئے کہ نبی اس صفت کے باعث لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے تو جو کچھ اس میں غیب کی خبریں ہوتی ہیں ان کو دیکھتا ہے تو یہ کمالات اور صفات ہیں۔ جن کا ثبوت انبیاء کے لئے معلوم ہونا چاہئے۔“

۲۔ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر عرض کیا:۔

ما ان رایت ولا سمعت بواحد فی الناس کلہم کمثل مُحَمَّد

اوفی واعطی للجزیل لمجتد ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

”میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔

سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے

اور جب چاہے تجھے آئندہ کل کی خبریں بتادیں صلی اللہ علیہ وسلم۔“

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل شمال و سلمہ و فہم پر سردار فرمادیا۔

(ذکرہ الحافظ فی الاصابہ)

معلوم ہوا کہ خوراق ہر وقت قبضہ میں ہیں کیونکہ فرمایا جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتادیں۔

۳۔ شیخ الاسلام والسلمین المجدد للعلماء المربع عشر الامام احمد رضا خان قدس سرہ اللسان رقم طراز ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوراق وادراک غیب میں انسان مختار عطا ئے قادر طویل الاقدار ہیں۔

کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات و ظاہری ادراک کے اختیارات حضرت واہب المصلیات

نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست و پا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ

لیں۔ چاہے نہ دیکھیں، اگر چہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان

کا چاہا کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ عطا ئی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیارات کے حضور کچھ نہیں چل سکتے،

بعینہ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب

عزوجل نے انہیں ظاہری جوارج سمع و بصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق

عادت فرمادیں۔ مغیبات کو معلوم فرمائیں چاہیں نہ فرمائیں اگر چہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں

نہ بے ارادۃ البہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔ (الامن والعلی صفحہ ۱۳۴)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:-

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿١٠﴾ وَاللَّيْلُ كُلُّهَا وَوَدَّ
عَوَّايسَ ﴿١١﴾ وَالْحَرِيرَ مُمْتَرِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿١٢﴾ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ
أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٣﴾ (م)

”تو ہم نے ہوا اس (سلیمان علیہ السلام) کے تابع کر دی کہ اس (سلیمان علیہ السلام) کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ (سلیمان علیہ السلام) چاہتے اور شیاطین (بھی تابع کر دیئے) ہر معمار اور غوط خور اور دوسرے اور بیڑوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے۔ اب تو چاہے تو احسان کریا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔“

اس آیت مبارکہ سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔ امور خلاف عادت یعنی معجزات، نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے اور نبوت اظہار معجزات میں مختار ہے۔ اس سے لوگوں کا سائب کلیہ تو نوٹ کیا کہ کسی نبی کو کسی معجزہ پر قدرت و اختیار حاصل نہیں

۲۔ ذاتی اور عطائی کی تقسیم جعلی نہیں بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ ہذا عطاؤنا

۳۔ نبوت کو اتنا وسیع اختیار ہے کہ امور خرق للعاتد والے کمالات و تصرفات و قدرت آگے جس کو چاہے بے حساب و کتاب دے چاہے ندے۔

۵۔ غوث پاک اور شیخ محقق فرماتے ہیں:-

فحينئذ يضاف اليك التكوين وخرق العادات پس چون فانی شدی از خودی و نماند جز فعل و ارادت در تو نسبت کردہ می شود بسوائے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف می گرداند ترا در علم بخوارق و کرامات۔

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۰)

”یعنی جب تو فانی فی اللہ کے مقام پر پہنچ گیا اور خودی سے فانی ہو گیا فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہا تو کائنات کے پیدا کرنے اور خرق عادات کی تیری طرف نسبت کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف کر دے گا۔

۶۔ مولانا روم فرماتے ہیں:-

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جنت باز آرنش براہ (گردانہ)

اس میں ولی کے لئے کرامت پر قدرت کا ثبوت ہے۔

۷۔ ان کے گھر کی گواہی نانو تو می صاحب نے لکھا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو بر نبی کو شل پروانہ تقرری بطور سند ثبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے، مثل عنایات خاصہ کہ وہ بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔“ (تخذیر الناس صفحہ ۷)

اس مسئلہ پر مولف فیضی نے ایک مستقل کتاب کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے، جس کا نام ہے الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنسی والولی۔ ”المعروف نشان ہدایت۔“ اس میں آپ کو اس مسئلہ کا ثبوت آیات قرآنیہ کثیرہ اور احادیث نبویہ ذفیہ اور اقوال ائمہ کرام کے سمندروں سے روز روشن کی طرح ملے گا اور معترضین کے دندان شکن جوابات اس میں ملیں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔

۱۹۸۔ اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک سن کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں کو پوسدے کر آنکھوں پر ملنا موجب شفاعت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور سب دخول جنت ہے اور باعث کفارہ گناہاں ہے اور نور بصر کی حفاظت کا علاج ہے۔ (عن الصدیق والحسن والنضر علیہم السلام۔ مقاصد حسنیہ للسخاوی۔ جامع الرموز۔ شرح نقایہ۔ مختصر الوقایہ۔ فتاویٰ صوفیہ۔ کنز العباد۔ قوت القلوب۔ مضمرات۔ ہامش جلالین شریف صفحہ ۳۵۷ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۳۸) طبع قدیم زیر آیت إِنَّ اللَّهَ ذُو مَلَكُوتٍ عَشْرُونَ عَلَى النَّبِيِّ۔ کتاب مسند الفردوس للددیلی، حواشی المحرر المللی، رد المحتار جلد ۱، صفحہ ۲۹۳۔ حاشیہ لطحاوی علی مرقا الفلاح صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔ مکتبہ مجمع بحار الانوار۔ فتاویٰ شیخ جمال بن عبد اللہ کی حنفی۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۷۳۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صفحہ ۳۴۔ منہی علی الرواد لٹھانوی)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی اس مسئلہ پر دو بے نظر کتابیں ہیں۔ ”منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین“۔ ”نہج السلام فی حکم تقبیل الابهامین فی الاقامة“ تفصیل ان میں دیکھو جن میں آسمان تحقیق کا سورج چمکتا نظر آتا ہے۔ مطلقاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک چومنا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۔ انیس الجلیس صفحہ ۲۲۱۔ کلام المسیوطی۔

تو گھنائے سے کسی کے نہ گھٹائے نہ گھٹے گا جب بزحائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ع نہ حسنش غایۃ دارد نہ سعدی را سخن پایاں

ندانم کد امے سخن گوئیت تو بالاتری ز آنچه من گوئیت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فی کل حین بعدد معلومات اللہ

باب سوم

نبی کی ادنیٰ توہین کفر ہے، بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے، اس میں تین فعلیں ہیں۔ فصل اول آیات قرآنیہ۔ فصل دوم احادیث نبویہ۔ فصل سوم اقوال ائمہ۔

فصل اول

آیات قرآنیہ سے اس بات کا ثبوت کہ گستاخ دے ادب و شاتم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر ہے اسے قتل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الْيَوْمَ الْبَيْتَ يَوْمَئِذٍ فَسَوْفَ يَكُونُ لِغَيْرِ اللَّهِ بِرَسُولٍ أَلَيْسَ لَهُ لُحُومٌ يُؤْكَدُ مِنْهَا فَأُولَئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ فِي اللَّهِ أَسْفَلُ السُّفْلَى ۗ وَنَذَرْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ لُطُوفًا ۚ ﴿١﴾ يَخْلُقُونَ بِاللَّهِ لَكُم لِحُومًا ۖ وَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْزَقَهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَن يُحَادِدُ ﴿٣﴾ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَأَنْ لَهُ تَارَاجَهُمْ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْعِزَّى الْعَظِيمُ ﴿٤﴾ (توبہ)

”اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اُس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے۔“

ان آیات کے خط کشیدہ الفاظ سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے:-

- 1- (عذاب الیم) فی الدارین (احق ان یرضوه) انما وحد الضمیر لانہ لا تغاوت بین رضا اللہ ورضا رسول اللہ فكان فی حکم شیء واحد، مدارک جلد ۲۔ صفحہ ۳۳۸۔ تفسیر مظہری، جلد ۳، صفحہ ۴۵۵، ۱۴۔
- 2- (يُحَادِدُهُ وَرَسُولُهُ) ای یحارب اللہ ورسولہ بعاند اللہ ورسولہ۔ تفسیر، غازی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸۔ ۱۴۔

۱۔ نبی کا موذی منہم میں داخل یعنی پیکامناق و کافر ہے۔

۲۔ جب کان کے کچے کہنے میں توہین و ایذا، نبی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے شیطان کا علم بڑھانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح بتانا کھٹی سخت ایذا دے ادبی ہے (جیسا کہ گنگوہی، اہمٹھوی، تھانوی نے اس کا ارتکاب کیا)

۳۔ رسول اللہ کے موذی اور بے ادب کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرے اور جو حضور کو راضی نہ کرے بلکہ سب و شتم اور بے ادبی کر کے ناراض کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ پکا کافر ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے مخالفت و دشمنی کرنا ہمیشہ ہمیش کے لئے دوزخ کی آگ میں جلتا ہے۔

☆ مفسر قرآن علامہ ابوسعود حنفی فرماتے ہیں:-

(رسول اللہ) وایراده علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان الرسالة مضافا
الی الاسم الجلیل لغایة التعظیم والتنبیه علی ان اذیتہ راجعة الی
جنابہ عزوجل موجبة لکمال السخط والغضب

(تفسیر ابی سعید جلد ۳ صفحہ ۶۷۲)

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنوان رسالت سے اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف مضاف کر کے وارد کرنا انتہائی تعظیم کے لئے ہے اور اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذیت اللہ کی طرف راجع ہے جو سخت ناراضگی اور غضب خداوندی کا موجب ہے۔“

نیز ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا (توہین کرنا۔ گستاخی کرنا، بے ادبی کرنا، سب و شتم کرنا) اللہ اور اس کے رسول سے محادۃ (مخالفت۔ دشمنی۔ جنگ۔ عناد) ہے کیونکہ ذکر ایذا نے محادۃ ذکر کا تقاضا کیا تو واجب ہوا کہ ایذا رسول، اللہ و رسول کی محادۃ میں داخل ہو ورنہ کلام میں ربط نہ ہوگا کیونکہ یہ کہنا ممکن ہوگا کہ رسول اللہ کا موذی۔ اللہ و رسول کا دشمن نہیں اور ہمارے مولا کریم کے اس کلام پاک سے ثابت ہوا کہ حضور کو ایذا دینا اور حضور سے دشمنی کفر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ موذی رسول اور دشمن رسول ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (ہی جزاؤہ) کہ جہنم اس کی جزا ہے حالانکہ دونوں کلاموں میں فرق ہے۔ بلکہ محادۃ، یہ دشمنی اور یکطرفی ہے تو محادۃ میں کفر بھی ہے اور جنگ بھی ہے تو محادۃ کفر محض

سے زیادہ غلیظ و بری چیز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا موذی کافر ہے۔ اللہ و رسول کا دشمن ہے اور اللہ و رسول سے جنگ کرنے والا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:-

من يكفيني عدوى (الصارم لابن تیمیہ صفحہ ۲۷)

”میرے دشمن کو کون میری طرف سے کفایت کرتا ہے۔“

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اور حضور کو سب و شتم کرنے والا حضور کا دشمن ہے اور اس کو قتل کرنا حلال ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَىٰ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (مجادلہ)

”بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت (اور ان سے دشمنی) کرتے ہیں، وہ سب

سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔“

اگر محاذ رسول، مخالف رسول، دشمن رسول، مومن محفوظ و معصوم الدم ہوتا تو سب سے زیادہ ذلیلوں

میں نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَيَذُو الْعُرَّةَ لِرَسُولِهِمْ وَيَتُوبُ عَلَيْهِمْ أَلَيْسَ تَابُونَ (الناسفون: ۲۰)

”اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔“

تو ثابت ہوا کہ دشمن (وساب) رسول کافر ہے۔

۵۔ نیز اللہ عز و جل نے فرمایا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَّا كَمَا لَعَنَّا الْمُكْفِرِينَ مِنَ الَّذِينَ قَبْلِهِمْ وَذُنُوبُهُمْ

أَكْبَرُ لَنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ (البجادلہ)

”بے شک وہ جو مخالفت (دشمنی) کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، ذلیل کئے گئے جیسے

ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے

خواری کا عذاب ہے۔“

اور مومن ہرگز ایسا ذلیل نہیں کیا جاتا جیسا کہ رسولوں کے جھٹلانے والے ذلیل کئے گئے۔ تو ثابت

ہوا کہ محاذ (دشمن و موذی رسول) مومن ہی نہیں نیز اسی آیت کا آخری جملہ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ

بھی اسی طرف مشیر ہے کہ محاذ رسول کافر ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے:-

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (المجادلہ: ۲۲)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز قیامت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت (دشمنی) کی اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کہنے والے ہوں۔“

جب دشمن و موذی رسول سے دوستی کرنے والا مومن نہیں تو خود دشمن و موذی رسول کیسے مومن ہو گا اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو قحافہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یا یہ کہ ابن ابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص و بے ادبی کی تو اس کے بیٹے نے والد کو قتل کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی تو ثابت ہوا کہ موذی، دشمن رسول کافر ہے۔ اس کا خون بہانا، اسے قتل کرنا حلال ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے:-

وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمُ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآءُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ
شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ (الحشر)

”اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے اور اس کے رسول کے مخالف رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول (۱۱) کے مخالف رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مخالفت اللہ اور مخالفت رسول کو دنیا میں ان کے مستحق عذاب ہونے اور آخرت میں عذاب دوزخ کا سبب بتایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا اللہ و رسول کا مخالف ہے۔ اللہ و رسول کا دشمن ہے۔ جیسا کہ گذرا۔

۸۔ ہمارے مولیٰ عز و جل کا ارشاد مبارک ہے:-

۱۔ (وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ) تفسیر مدارک علی باب الابدال جلد ۳ صفحہ ۲۳۶۔ ۱۱۲ الفہمی عن

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْ مَعَكُمْ فَكُتِبُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَالِقِينَ فِي
 قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرَّعْبَ فَأَصْرَبُوا فَوَقَّ الْأَعْنَاقُ وَاصْرَبُوا مِنْهُمْ كُلَّ
 بَنَانٍ ﴿١٠﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ
 اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾ (انفال)

”جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں
 کو ثابت رکھو مگر یہ میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے
 اُوپر مارو اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے
 رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب
 سخت ہے۔“

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں رعب ڈالنے اور ان کو قتل کرنے کے حکم کا سبب یہ
 بتایا کہ وہ چونکہ اللہ و رسول سے مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں تو ثابت ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 موذی و مخالف و دشمن ہے وہ اس سزائے قتل کا مستحق ہے۔
 ۹۔ اللہ تعالیٰ کا مقدر فرمان ہے:-

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۗ قُلْ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا تَصِفُونَ
 كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ (١) إِنَّمَا بَأْسَكُمْ (التوبہ: ٦٥)
 ”اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا
 اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو
 کر۔“

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جس
 طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان) یہ آیات اس بات کے لیے نص ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے استہزا (ہنسی کھیل، ہنصھا کرنا) کفر ہے۔ تو ارادے
 سے سب و شتم کرنا بطریق اولیٰ کفر ہے۔

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے چاہے
 تحقیقی طور پر یا یوں ہی ہنصھا مخزی کرتے ہوئے بہر صورت وہ کافر ہے۔ اس آیت کا ایک شان نزول

۱۔ قَدْ كَفَرْتُمْ أَي اظْهَرَ الْكُفْرَ بِإِذَاءِ الرَّسُولِ وَالطَّعْنَ فِيهِ۔ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۶۱، تفسیر روح البیان جلد ۲
 صفحہ ۵۳۲۔ ۱۲

یہ بھی ہے کہ امام ابو بکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہ آئمہ محدثین) اپنے مصنف و ابن السننہ و ابن ابی حاتم و ابوشیخ و ابن جریر اپنی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد (شاکر و خاص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:-

فِي قَوْلِهِ وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قَالَ قَالَ

رَجُلٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَاقَةَ فَلَانَ بَوَادِي كَذَا وَ كَذَا

فِي يَوْمٍ كَذَا وَ كَذَا وَ مَا يَلِدُ بِهِ بِالْغَيْبِ.

”یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ یہاں نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔“

تفسیر درمنثور للامام السیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ تفسیر امام ابن جریر طبری جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵، ۱۲۰۔
الصارم المسلول لابن تیمیہ و ہونہم صفحہ ۳۲ تفسیر حسینی صفحہ ۳۹۹، خالص الاعتقاد لسیدن اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸ و قعات السنان ابی حلق المسماة بسط البنان لمولانا مصطفیٰ رضا خاں صفحہ ۲۹۔

اس مستند شان نزول کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیت سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے۔ (۱) اس مرد کا طعن تو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت علمی پہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا پیار ہے کہ اپنے حبیب کے طعن و ٹھٹھے و تنقیص و مسخرتی و کھیل ہنسی کو اپنی اور اپنی آیات سے منسوب فرماتا ہے تو حضور کا موذی رب کا موذی، حضور سے استہزاء کرنے والا رب سے استہزاء کرنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اللہ تعالیٰ کا بے ادب، حضور کا مخالف و دشمن رب عز و جل کا مخالف و دشمن ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ کو سب کرنے والا کافر ہے تو حضور کا بے ادب اور حضور کو سب کرنے والا بھی کافر ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر کافر ہے۔ جب حضور کے علم شریف کا منکر کافر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم بتانے والا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق یہ کہنے والا کہ ایسا علم تو زید، عمرو، پانگل، بچے اور جانوروں کو

بھی حاصل ہے، مکتبہ ابراہیم گستاخ و بے ادب اور کتنی بڑی سخت گالی دینے والا ہو کر کتنا بڑا کافر ہوا۔
۱۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْعَنُكَ فِي الصَّدَقَاتِ (توبہ: ۵۸)

”اور ان (کفار و منافقین) میں کوئی وہ ہے کہ صدقے تقسیم کرنے میں تم پر طعن کرتا ہے۔“ (عیب لگاتا ہے)

یہ آیت رئیس الخوارج اصل (۱) ابوہبیدہ ذوالخویصرہ حبشی کے حق میں نازل ہوئی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم پہ طعن کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم ہوگی کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ بیضاوی صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ تفسیر فتح القدیر للشوکانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، ۴۴، ۴۵ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۳۰، ۲۲۹ تفسیر کبیر للرازی جلد ۳ صفحہ ۲۶۸ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۳ تفسیر امام بغوی علی ہاشم خازن جلد ۳ صفحہ ۸۸۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۵۰۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۹۔ تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۱۶۶۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں (دوہابیوں) کو تمام مخلوق خدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے یہ (خارجی) ان آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں (۲)۔

۱۔ وہابی و خارجی محمد بن دیکھو فقیر کی کتاب ”ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف“ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳
۲۔ وکان ابن عمر یرواہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار ففعلوها علی المؤمنین۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۳۔ باب قتال الخوارج الحج کتاب استنابة المعاندین۔ ۱۔ خارجی وہابی آیات واحادیث کے آئینہ میں۔ آیات النبی نزلت فی الخوارج
نبرا وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْعَنُكَ فِي الصَّدَقَاتِ (توبہ: ۵۸) خازن بخاری وغیرہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ بیضاوی صفحہ ۱۹۷ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳

نبرا ۲ اَلَّذِينَ يُؤْتُونَ مَالَهُمْ صَوًّا عَلَيْهِمْ قُرْآنًا حَسَنًا۔ (فاطر: ۸) تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵

نمبر ۳۔ قَاتِلُوا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُضَيِّقُونَ عَلَيْنَا مَا يَقُولُونَ وَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (آل عمران: ۷) احمد، اتقان۔

نمبر ۴۔ يَوْمَ نَبِّئُ الَّذِينَ يُؤْتُونَ مَالَهُمْ صَوًّا وَتُؤْتُونَ حَقَّهُمْ (آل عمران: ۱۰۲) احمد، اتقان۔

عن ابی سعید بعث علی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذہیۃ فقسّمہا بین اربعۃ الاقرع بن حابس الحنظلی ثم الجاشعی وعینۃ بن بدر الفزازی وزید الطائی ثم احد بنی نہمان وعلقمہ بن علائۃ العامری ثم احد بنی کلاب فضبت قریش والانصار فقالوا یعطی (ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (تبرہ: ۱) صحیح بخاری

(بیت سگرشٹ) کو عن ابی سعید الخدری و انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف و فرقة قوم یحسنون القیل و یسئون الفعل یقرؤن القرآن لایجاوز ترائقہم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة لا یرجعون (ای الی الدین لاصرار ہم علی بطلانہم . مرقات جلد ۳ صفحہ ۵۲)
قال المجدد البریلوی۔

یعبادی (۱) کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا ہتھ کر لیا پھر تجھ کو کیا
دو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب تو نہ اُن کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا
لایعودون آگے ہوگا بھی نہیں تو الگ ہے دانما پھر تجھ کو کیا

حتی یرتد السهم علی فوقہ (الفوق موضع الوتر من السهم) (تیرکا وہ سوراخ جو تیر میں جس طرف سے کمان رکھتے ہیں) اس طرف سے ہوتا ہے) و هو من الصلح بالمحال۔ مرقات جلد ۳ صفحہ ۵۲) ہم شر الحلق (الناس) و الخلیفۃ (البہائم) و قیل یرید بہما جمیع الخلاق) طوبی لمن قتلہم و قتلوہ یدعون الی کتاب اللہ (ای الی ظاہرہ و زاد علی القاری فی ہذہ الالفاظ "و یرتکون سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ و قال وقد قال علی کرم اللہ وجہہ عنہ (۲) لابن عباس جادلہم بالحديث، مرقات جلد ۳ صفحہ ۵۲ (۳)۔ و اخرج ابن سعد من طریق عکرمۃ عن ابن عباس ان علیا بن ابی طالب ارسلہ الی الخوارج فقال اذهب الیہم فخاصمہم و لاتحاجہم بالقرآن فانہ ذو وجوہ و لکن خاصمہم بالسنۃ۔ و اخرج من وجہ آخر ان ابن عباس قال لہ یا امیر المؤمنین فانا اعلم بکتاب اللہ منهم فی بیوتنا نزل قال صدقت و لکن القرآن حمال ذو وجوہ نقول و یقولون و لکن خاصمہم بالسنن فانہم لم یجلوا عنها محیضا فخرج الیہم فخاصمہم بالسنن فلم یتق بائدہم حجة اہ الاتقان فی علوم القرآن لغاتم الحفاظ الامام السیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ نوع ۳۹۔

نمبر ۱۲ (تھاوی نے) فرمایا کہ لوگوں نے حدیث و فقہ کو چھوڑ دیا۔ فقط ایک قرآن کو مانتے ہیں اس لئے کہ قرآن سے ان کے مطلب کے سوا فتن کی وجوہ اور احتمال نکل سکتے ہیں۔ جس میں اس لئے اپنے بعض احباب کو جو در قرآن دینے کی اجازت مجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو قرآن پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا ہوں گو وہ درسی کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ (فیوض الرحمن لغزوات تھاوی صفحہ ۱۹)

تھاوی نے کہا قرآن کا گھما ٹوم و فتن پر موقوف ہے۔ "مصلد" پھر فرمایا کہ عوام و لکن سنن القرآن پیش کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ لفظ لای آیا ہے۔ لای لاسنن و التحقیق تو نہیں آیا۔ اے فیوض الرحمن صفحہ ۱۳-۱۵ لغزوات تھاوی)

اخرج احمد و غیرہ عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زِينَةٌ فَيَسْتَوْفُونَ مَا تُنَادِيهِمْ قَالُوا هُوَ الْخَوَارِجُ وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُؤْمِرُ بَيْنَهُمْ وَجُوذًا وَنَسْوَ دُجُوذًا قَالُوا هُمُ الْخَوَارِجُ الاتقان جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ نوع ۸۰۔ اخرجہ عبدالرزاق و احمد و عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردويه و البیهقی فی سننہ "تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۵ و تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۶ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۹ و اخرج الدارمی جلد ۱ صفحہ ۷۰ عن عمر بن الخطاب قال انه سياتيكم ناس يجادلونكم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان (بیت سگرشٹ صفحہ ۱۰)

”اور ان منافقین و کفار میں سے وہ ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دیتے ہیں۔“

(تیسرے گزشتہ) اصحاب السنن اعلم بكتاب الله. درمنثور للسيوطي جلد ۲ صفحہ ۸ رواه الدارمي ونصر المقدسي في الحجّة واللکاتی في السنة وابن عبدالکبری في العلم وابن ابی زینب في اصول السنة والدارقطني والاصهاني في الحجّة وابن النجار کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۳۶ حدیث ۱۲۳۵. هامش تفسیر مظهری جلد ۲ صفحہ ۱۰) ولسوا منافی شیء من قتلهم کان اولی بالله منهم (ای من بقی امتی) قالوا یارسول الله ماسیماهم (ای علامتهم) قال التحلیق رواه ابوداؤد. مشکوة شریف صفحہ ۳۰۸، ۳۰۷ باب قتل اهل الردة فصل ثانی. قال الامام الهمام مفتی الخاص والعام شیخ الاسلام بالمسجد الحرام السيد احمد بن زینی دحلان جعل الله مقره الجنان” وفي قوله صلى الله عليه وسلم سیماهم التحلیق تنصیب علی هؤلاء القوم الخارجین من المشرق التابعین لابن عبدالوهاب فیما ابتدعه لانهم كانوا یامرون من تبعهم ان یحلق راسه ولا یتیر کونه یفارق مجلسهم اذا تبعهم حتی یحلقوا راسه ولم یقع مثل ذلك قط من احد من الفرق الضالة التي مضت قبله فالحديث صریح فیهم وکان السيد عبدالرحمن الالهلال مفتی زبید بقول لا یحتاج او سیؤلف احد تالیفا للرد علی ابن عبدالوهاب بل ینکفی فی الرد علیه قوله صلى الله عليه وسلم سیماهم التحلیق فانه لم یفعله احد من المبتدعة غیرهم وکان ابن عبدالوهاب یامر ایضا یحلق رؤس النساء اللتی یتبعنه اه” الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة للامام احمد بن زینی دحلان صفحہ ۵۶ وعن علی کرم الله تعالی وجهه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول یاتی فی اخر الزمان قوم حدباء الاسنان (کتابة عن الشباب واول العمر) سفهاء الاحلام (ای حضاة العقول) یقولون من خیر قول البریة (ای یقولون قولاً هو خیر من قول الخلق ای هو بعض من کلام الله وهو من کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم کذا فی خیر الجاری قال ابن حجر یقولون من قول خیر البریة وهو من المقلوب والمراد من قول خیر البریة ای من قول الله اه هامش صحیح بخاری) یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمية لا یجاوز ایمانهم حناجرهم فایتمام لقیمتوم فاقتلوم اجر لمن قتلهم یوم القيمة. صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۵۶ باب من رایا بقراءة القرآن الخ کتاب فضائل القرآن الخ و صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۲۳ باب قتال الخوارج. رواه الشیخان عن علی، مشکوة شریف صفحہ ۳۰۷ باب قتل اهل الردة فصل اول. وعن عبدالله بن عمر وذكر الحرورية (هم الخوارج ومنهم الوهابیة بتصریح الائمة کالامام ابن زینی دحلان فی الدرر السنیة والعارف الصاوی فی تفسیره والشامی فی الرد والعارف الکامل سیدنا ومولانا عبیدالله الملتانی فی کس) فقال قال النبی صلی الله علیه وسلم یمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمية اه صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۳ باب قتال الخوارج. وعن ابی برزة الاسلمی نحو رواية ابی سعید التمی فی ذکرح طس ذی الحویصرة علی تقسیمه علیه الصلوٰۃ و فیه. ”ثم قال علیه الصلوٰۃ والسلام یمخرج فی آخر الزمان قوم کأن هذا منهم یقرءون لا یجاوز ترائقهم یمرقون من الاسلام کما یمرق من الرمية سیماهم التحلیق لایزالون یمخرجون حتی یمخرج آخرهم مع المسیح الدجال فاذا لقیمتوم فاقتلوم اشر الخلق والحلیقة رواه النسائی. مشکوة شریف صفحہ ۳۰۹، ۳۰۸ باب قتل اهل الردة فصل ۳. وعن ابی غالب رأى ابوامامة رؤسا منصوبة علی درج دمشق روى عن ابی امامة ان المراد بهم الخوارج) فقال ابوامامة کلاب(ه) النار شرقتلی تحت اديم السماء خیر قتلی من قتلوه ثم قرء ۱۰ یَوْمَ یُنشِئُ دُجُومًا وَتَسُوُّ دُجُومًا الْاِیْمَةُ (بتیسرے گزشتہ)

آیت ۱۰ و ۱۱ سے ثابت ہوا کہ جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عیب لگایا اور طعن کیا، یا حضور کو ایذا دی کان منہم (الصارم لابن تیمیہ) تو وہ ان سے ہوگا یعنی منافقین اور کفار سے ہوگا کیونکہ الذین اور من دونوں اسم موصول ہیں اور یہ دونوں عموم کے مینوں سے ہیں۔ اگرچہ شان نزول خاص ہے حکم عام رہے گا نیز ایسے شخص کا منہم سے ہو جانا حکم ہے جس کا تعلق لفظ مشتق "لمن" اور "اذی" سے ہے تو مادہ اشتقاق (یعنی طعن و ایذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس حکم (کردہ منافق و کافر ہے) کے لئے علت ہوگا تو جہاں علت (طعن و ایذا) موجود حکم منہم فوراً موجود ہوگا یعنی طاعن و مؤذی رسول

(بقیہ صفحہ گزشتہ) قبل لابی امامہ انت سمعت من رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال لولم اسمعه الا مرة او مرتین او ثلاثا حتى عد سبعا ما حدثتکم وہ رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی هذا حدیث حسن، مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۹، عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی شاما و فی یمننا قال قالوا و فی نجدنا قال قال ہنالک الزلازل و القطن و بہا یطلع (5) قرن الشیطان ۵۱ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ باب ما قبل فی الزلازل قبیل ابواب الکسوف و صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۱ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لفتنة من قبل المشرق۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸۲ باب ذکر الیمن و الشام و نحوه فی صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۳، ۳۹۴ و المراد بقرن الشیطان ابن عبدالوہاب النجدی التیمی کما فی الدرر السنیة و غیرہ و فی روایة سیظهر من نجد شیطان تنزلزل جزیرة العرب من فتحہ۔ الدرر السنیة صفحہ ۵۷ و التفصیل فیہ و فی غیرہ هذا قصیر من کثیر حفظنا و ذریننا من ظلمة الخوارج الوهابیة القوی القدير بحرمۃ السراج المنیر علیہ صلوة السمع و سلام البصر۔ ۱۲ کتبہ محمد شریف الشہیر بمنظور احمد الفیضی عفی عنہ۔

(1A) و قوله صلی اللہ علیہ وسلم ینخرج ناس من قبل المشرق و یقرؤن القرآن لایجاوز ترابہم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة لایعودون فیہ) حتی یعود السهم الی فوقہ سیمامہ التحلیق ۵۱ الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة لمفتی الخاص و العام بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان صفحہ ۵۵

(1B) ہکذا فی الاصل ۱۲ ف

(1C) نحوه فی فتح القدير فی التفسیر للشوکانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۔ و اخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الذی قال حسبنا کتاب اللہ) قال انه سیاتیکم ناس یجادلونکم بشیہات القرآن فخذوہم بالسنن قال اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ تفسیر درمنثور للسبوطی جلد ۲ صفحہ ۸ هذا مطبوع علی صفحہ آخری

(1D) الخوارج کلاب النار (حم ہ ک) عن ابن ابی اوفی (حم ک) عن ابی امامہ (صح) الجامع الصغیر، جلد ۳، صفحہ ۱۳

(1E) و فیہ ایماہ انه ینخرج من المشرق لامن العراق و هو مصرح عند مسلم لفظ نحو المشرق ۵۱ فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۵۴ بل باب البخاری شاہد علیہ فانظر الصحیح جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۰ مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۳ و ۳۹۴

منافق ہے اور قرآن شریف کفر منافقین کا شاہد ہے اور قرآن کریم نے منافقین کا حال کفار سے بھی برا بتایا۔ فِي الدَّرْتِ الْاِسْفَلِ مِنَ النَّارِ (یعنی منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ وغیرہ ذلک) ۱۲۔ فرمان خداوندی:-

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِي مِمَّا شَجَرْتُمْ بَيْنَهُمْ لَمْ لَا يَحْجُدُوا فِي
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْئَلُوكَ اسْتِئْذَانًا ۝ (النساء)

”تو اسے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے تعلق سے اپنی ذات کی قسم اٹھا کر یہ اعلان فرمایا کہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے خصومات میں حضور کو حاکم نہ مانیں یعنی دولت ایمان اس وقت ہاتھ آئے گی جب کہ حضور کو حاکم مانیں۔ پھر ظاہر اباطنادل و جان سے حضور کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں اور حضور کے فیصلہ کی وجہ سے دل میں تنگی نہ ہو۔ ورنہ ایمان نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ نبی بطریق اولیٰ و اعلیٰ دولت ایمان سے فارغ ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں درج ذیل واقعہ کئی وجوہ سے منقول ہے۔

”ضمرة سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مظل کے خلاف حق والے کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ مظل نے کہا کہ میں اس فیصلہ سے راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا کیا ارادہ ہے کہنے لگا کہ ابو بکر صدیق کے پاس چلتے ہیں تو وہ حضرت ابو بکر کے پاس چلے گئے۔ حق والے نے عرض کی ہم دونوں اپنا جھگڑا حضور کے پاس لے گئے۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تمہارا فیصلہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ باطل والے نے کہا میں اس سے بھی راضی نہیں اور کہنے لگا عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں تو ان کے پاس آئے۔ حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا حضور کے سامنے پیش ہوا۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ یہ اس فیصلہ سے منکر ہے۔ اس پر راضی نہیں ہوتا۔ تو حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح بتایا۔ یہ سن کر حضرت عمر گھر چلے گئے باہر نکلے تو کھواران کے ہاتھ میں تھی کھواران کو میان سے نکالا اور منکر فیصلہ نبوی کی گردن ازادی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔

رواہ ابوالخنی وغیرہ۔ الصارم صفحہ ۳۸، ۳۹، ۳۸ لابن تیمیہ۔ اخر جہ ابن ابی حاتم و ابن مردودہ یہ من طریق ابن

لہجہ عن ابی الاسود وخرج الحافظ وحیم فی تفسیرہ عن عسیرہ بن ضمرۃ عن ابیہ وخرج الکلیم الترمذی فی نوادر الاصول عن کحول تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱

۱۳۔ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:-

اَلَمْ تَرَ اِیَّ الَّذِیْنَ یُرِیْعُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اَمَّا اَنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اَنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ
یُرِیْعُوْنَ اَنْ یَّتَّحَاکَمُوْا اِلَی الْقَاغُوْتِ (۱) وَقَدْ اَوْرَقُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہِمْ ۗ وَیُرِیْعُوْنَ
الشَّیْطٰنَ اَنْ یُّضِلَّہُمْ سُلٰلًا یَّعِیْدُ (۲) ۗ وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ تَعَالَوْا اِیَّ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ
وَ اِیَّ الرَّسُوْلِ ۗ اٰیٰتِ السُّوْفٰتِ یُضَدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ﴿۱﴾ (النساء)

”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیخ بنا لیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور اطمینان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہنہ دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منسوخت کر پھر جاتے ہیں۔“

اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جس شخص کو فیصلہ کے لئے قرآن کریم اور رسول کریم کی طرف بلایا جائے تو وہ رسول کریم کے فیصلہ سے روگردانی کرے وہ منافق ہے۔ جب فیصلہ نبوی سے روگردانی کرنے والا منافق ہے تو گستاخ نبی کا کیا حشر ہوگا؟ بے ادبی تو روگردانی سے بدرجہا بدتر ہے۔

۱۳۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

و یَقُوْلُوْنَ اَمَّا بِاللّٰہِ وَاِلٰہِہٖ مَا نَدْعُوْا بِالرَّسُوْلِ ۗ وَاَعْلٰنٰہُمْ یَتَوَلٰۤی قَوْمٌ مِّنْہُمْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ
وَمَا اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱﴾ وَاِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لَیْبَحْکُمْ بَیْنَہُمْ اِذَا
قُوْلَتْ مِّنْہُمْ مَّعْرُوْصُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِنْ یَّکُنْ لَّہُمْ الْحَقُّ یَأْتُوْا اِلَیْہِ مِنْ عَیْنِیْنَ ﴿۳﴾ اَنْ یَّ
قُلُوْا بِہُمْ مَّزْرُؤٌ اَمْ اَمْرًا تَالِیُوْا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْہُمْ وَرَسُوْلُہٗ
بَلْ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴﴾ اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَ
رَسُوْلِہٖ لَیْبَحْکُمْ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

”اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ

۱۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم ماننا مدار ایمان اور طاعت کو حاکم ماننا خروج من الایمان پھر کئی لغو بات ہے یہ کہ انبیاء کو طاعت بولنا جائز ہے۔ کما فی بلغۃ الحیران (نور باہقہ) ۱۳۴ ف

رسول ان کا فیصلہ فرمائے تو جیسی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں؟ یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ ورسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔ مسلمانوں کی بات یہی ہے جب اللہ ورسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔“ (النور)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو شخص حضور کی اطاعت سے منہ پھیرے اور حضور کے حکم سے اعراض کرے تو وہ منافقوں سے ہے۔ وہ مومن نہیں اور مومن وہی ہے جو کہے سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا کہ ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔ جب محض حکم رسول سے اعراض اور غیر کی طرف تحاکم کرنے کا ارادہ کرنے سے ایمان زائل اور نفاق ثابت ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ترک محض ہے اور کبھی اس کا سبب قوت شہوت ہوتی ہے تو تنقیص رسول و سب نبی یا اس جیسی دوسری چیز کی وجہ سے کیسے ایمان رہے گا اور وہ کیسے منافق نہ ہوگا بلکہ موزی رسول بطریق اولیٰ منافق و دائرہ ایمان سے خارج ہوگا۔ (هذا عن ابن تیمیہ اتحاما للحجة)

۱۵۔ نیز حاکم حقیقی مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے:-

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ (الاحزاب: ۵۳)

”اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔“

☆ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:-

فيها تحريم اذاه صلى الله عليه وسلم بسائر وجوه الاذى

(الاکلیل صفحہ ۱۷۹۔ مطبوعہ مصر)

”یعنی اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام ہے۔ جس قسم کی ایذا ہو سب حرام ہے۔“

۱۶۔ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الثُّمَاتِ وَالْآخِرَةِ وَالْأَعْدَاءِ

لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا

أَوْ كِبْرًا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ (الاحزاب)

”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے مردوں اور

عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔“
مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے کیا گیا ہے اور آپ کے مرتبہ کے بتانے کے لئے کہ حضور کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے موزی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دارین کا لعنتی بیان فرمایا کہ یہ بیان فرمایا کہ وہ (گستاخ رسول) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم و محروم ہے۔ دنیا میں تو رحمت ایمان سے محروم رہ کر اور آخرت میں ہمیشہ عذاب و دوزخ میں رہ کر، معذب فی النار اللہ تعالیٰ کی خیر کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن دارین کا لعنتی ایسا رحمت سے دور ہے کہ امید بھی نہیں رکھ سکتا۔

وذكر الله للعظيم. تفسير بيضاوي صفحة ٢٢٤ مطبوعه مصر.
وذكر اسم الله للتشريف (لَعَنَهُمُ اللَّهُ الخ) طردهم عن رحمته في الدارين. مدارك جلد ٣ صفحة ٤٨٨) وذكر الله عز وجل لتعظيمه والايذان بجلالة مقداره عنده تعالى وان ايذاءه عليه الصلوة والسلام ايذاء له سبحانه (لَعَنَهُمُ اللَّهُ الخ) طردهم وابعادهم من رحمته بحيث لا يكادون ينالون فيهما شيئا عنها.
تفسير ابوسعود جلد ٦ صفحة ٨٠١ على هامش الكبير. اللعن اشد المحذورات لان البعد من الله لا يرجى معه خير بخلاف التعذيب بالنار وغيره و قوله في الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اشارة الى بعد لارجاء للقرب معه لان المبعد في الدنيا يرجو القربة في الآخرة فقد خاب وخسر لان الله اذا ابعده وطرده فمن الذي يقربه يوم القيمة ثم انه لم يحصر جزاءه في الابعاد بل اوعده بالعذاب بقوله وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا. تفسير كبير جلد ٦ صفحة ٤٩٤.
وايذاء رسوله يعيب ونقص..... والظاهر ان الآية عامة في كل من آذاه بشيء و من آذاه فقد آذى الله. تفسير ابن كثير. جلد ٣ صفحة ٥١٤. (لَعَنَهُمُ اللَّهُ في الدُّنْيَا اي حجبهم عن الطاعة والتوحيد وقوله والآخرة اي بتخليد لهم في العذاب الدائم. تفسير صاوي جلد ٣ صفحة ٢٣٩.

قاضی ثناء اللہ پائی پتی حنفی نقشبندی اسی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:-

وعند الجمهور معناه ان الذين يرتكبون ما يكرهه ورسوله و جاز ان يكون معنى الآية الذين يؤذون رسول الله وذكر الله لتعظيم الرسول كان من آذى الرسول فقد آذى الله عن انس وابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال قال الله تعالى من اهان ويروى من عادى ولياً فقد يارزنى بالمحاربة رواه البخارى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى يقول يا ابن ادم مرضت فلم تعدنى قال يارب كيف اعوذك وانت رب العلمين قال اما علمت ان عبدى فلان مرض فلم تعده اما علمت انك لو عدته لوجدتني عنده يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنى الحديث نحوه رواه مسلم قلت ولا شك ان معادة الاولياء لما كان معادة ومحاربة مع الله تعالى واسند الله سبحانه مرض اوليائه الى نفسه تعالى عن ذلك علوا كبيرا لاجل وصل غير متكيف فاسناد ايذاء الرسول صلى الله عليه وسلم الى الله تعالى اولى..... مسئلة من آذى رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعن فى شخصه او دينه او نسه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة او كناية او تعريضا او اشارة كفر ولعنه الله فى الدنيا والآخرة واعدله عذاب جهنم و هل يقبل توبته قال ابن همام(1) كل من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالسبب بالطريق الاولى ويقتل عندنا حدًا فلا تقبل توبته فى اسقاط القتل قالوا هذا مذهب اهل الكوفة ومالك ونقل عن ابى بكر الصديق رضى الله تعالى عنه ولا فرق بين ان يجنى تابا بنفسه او شهدوا عليه بذلك غيره من موجبات الكفر فان الاتكار فيها توبة ولا تعمل

1. فى فتح القدير قبل احتتام باب احكام المرتدين جلد 3 صفحہ 307 الى قوله فى اسقاط قتله 12 منہ

الشهادة معه حتى قالوا بقتل ان سب سكران ولا يعفى عنه ولا بد من تقيده بما اذا كان مسكراً بسبب محذور باشره باختياره بلا اكراه والا فهو كالمجنون وقال الخطابي (1) لا اعلم احدا خالف في وجوب قتله واما قتله في حق من حقوق الله تعالى فتعمل توبته في اسقاط قتله". ولا يحكم بارتداد من اتى بكلمة الكفر سكران في غير سباب النبي صلى الله عليه وسلم الخ ملخصاً بلفظه. (تفسير مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۱۵-۳۱۶، ۳۱۷)

"یعنی جمہور کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ" بے شک وہ لوگ جو اس چیز کا ارتکاب کرتے ہیں کہ جسے اللہ اور اس کا رسول مکروہ جانتے ہیں۔" اور جائز ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہو کہ "وہ لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں" اور ذکر اللہ تعظیم رسول کے لئے ہو گیا کہ جس نے رسول کو ایذا دی پس تحقیق اس نے اللہ کو ایذا دی، حضرت انس و ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ کی توبین (بے ادبی) کی اور یہ روایت بھی ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ سے دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ (بخاری) اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری طبع پرسی نہ کی۔ انسان عرض کرے گا اے رب میں تیری طبع پرسی کیسے کرتا حالانکہ تو تورب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے علم نہ ہوا کہ بے شک میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے خبر نہیں بے شک تو اگر اس کی طبع پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے طعام مانگا تو نے مجھے طعام نہ دیا۔ (الحدیث اسی طرح مسلم نے روایت کی) قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ جب اولیاء اللہ کی دشمنی خود اللہ تعالیٰ کی دشمنی ہے اور اس سے جنگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی مرض کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا (حالانکہ وہ مرض سے مبرا و منزہ ہے) بوجہ وصل غیر متکلیف کے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذا کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بطریق اولیٰ ثابت۔ مسئلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

۱. قال الامام النووي في "الامام ابوسليمان احمد بن محمد بن ابراهيم الحطابي البستي الفقيه الاديب الشافعي المحقق" نوڈی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۵-۱۱۳ الفیضی مضمی عنہ

ذات میں طعنہ کر کے یا آپ کے دین میں طعنہ کر کے یا آپ کے نسب پاک میں طعنہ کر کے یا آپ کی صفتوں میں سے کسی صفت میں طعنہ کر کے یا آپ کو عیوب کی قسموں میں سے کسی قسم کا عیب لگا کر صراحتاً (کھلم کھلا کہنا) یا کنائیہ (غیر صریح طور پر کہنا) یا تعریضاً (ذہال کے طور پر) یا اشارتاً ایذا دی وہ کافر ہو گیا، دنیا اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اس کے لئے عذابِ جہنم تیار کیا، کیا اس موذی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول کی جائے گی۔ امام ابن ہمام نے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے۔ تو آپ کو سب و شتم اور گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہوا (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ہمارے (ائمہ احناف کے) نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا۔“ (اس کا قتل کرنا حاکمِ دواۓ اسلام کے ذمہ ہے۔ الفیضی)

تو قتل کے ساقط کرنے میں اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ علماء کرام نے فرمایا یہ اہل کوفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔ اور یہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں اس کا کوئی فرق نہیں کہ وہ گستاخ رسول خود بخود توبہ کرتا ہو یا پیش ہو یا اس کی توبہ پہ گواہی دیں، بہر صورت وہ قتل کیا جائے گا اس کی توبہ اسے قتل ہونے سے نہ بچائے گی بخلاف اور موجبات کفر کے کہ اس میں اس کا انکار خود توبہ قرار پائے گا۔ اس کے ساتھ شہادت مفید نہ ہوگی۔ یہاں ائمہ کرام نے فرمایا کہ اسے بھی قتل کیا جائے گا جس نے سکر (مستی) بے ہوشی (نشہ) میں آپ کو سب بکا اور اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا اس کو مقید کرنا چاہیے اس صورت سے جب کہ اس کا نشہ کسی ممنوعہ چیز کے اختیاری طور پر ارتکاب کی وجہ سے ہو اور بلا اجبار وہ ارتکاب ہوا ہو۔ ورنہ وہ مجنون (پاگل) کی طرح ہو گا۔ امام خطابی فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس گستاخ نبی کے وجوب قتل میں خلاف کیا ہو (بلکہ سب کے سب اس کے وجوب قتل پر متفق ہیں) اور کسی کا حقوق اللہ میں سے کسی حق میں قتل کیا جانا تو اس کی توبہ اسقاط قتل میں مفید ہوگی اور جس نے مستی کی حالت میں کفر کہا اس کے مرتد ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا سوائے شاتم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔“

علامہ عارف السخیلی حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

يجوز ان يكون المراد بايذاء الله ورسوله ايذاء رسول الله خاصة
بطريق الحقيقة وذكر الله لتعظيمه والايذان بجلالة مقداره عنده
وان ايذاءه عليه الصلوة والسلام ايذاء له تعالى لانه لما قال من

يُطِيعُ الرَّسُولَ قَدْ أَطَاعَ اللَّهَ لَمَنْ آذَى رَسُولَهُ فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَلَا يَجُوزُ
القول في الانبياء عليهم السلام بشيء يؤذي الى العيب والنقصان
ولا فيما يتعلق بهم ...) ومن الاذية ان لا يذكر اسمه الشريف
بالتعظيم (1) والصلوة والتسليم (رَأَيْتَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ).....
فلعنة الدنيا هي الطرد عن الحضرة والحرمان من الايمان ولعنة
الآخرة الخلود في النيران والحرمان من الجنان يحرم اذى
النبي صلى الله عليه وسلم بالقول والفعل بالاتفاق من سبه والعباد
بالله من المسلمين فقال ابو حنيفة والشافعي هو كفر..... وقال
مالك واحمد يقتل ولا تقبل توبته ۱۰۱ -

”یعنی یہ جائز ہے کہ ایذا، اللہ اور ایذا رسول سے مراد صرف ایذا رسول ہو اور ذکر اللہ آپ
کی تعظیم کے لئے اور اللہ کے ہاں آپ کی جلالت مقدار کے اعلام کے لئے ہو اور بے شک
حضور کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جس نے
رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی“۔ تو جس نے اس کے رسول کو
ایذا دی بے شک اس نے اللہ کو ایذا دی۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اور ان
کے حق میں کہ جن کا تعلق انبیاء سے ہو ایسا قول جائز نہیں جو عیب اور نقصان کی طرف مودی
ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کو تعظیم اور درود و سلام سے ذکر نہ کرنا بھی ایذا سے
ہے (موزیان رسول پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے) (حاضری سے دور بھگانا
اور ایمان سے محروم رکھنا یہ دنیا کی لعنت ہے اور جہنم کی آگ میں بھٹکی اور جنت سے محرومی یہ
آخرت کی لعنت ہے بالاتفاق قول و فعل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام

1. اقول وباللہ التوفیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی رسول، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے بعد کلمہ درود
وسلام کے بجائے صلوات، بزم وغیرہ الفاظ مختلفہ سہلہ کو لکھا گیا۔ کرام نے تا جائز بتایا۔ مکروہ لکھا۔ جو جب حرمان فرمایا۔ اگر قصد
تحقیق شان ہو تو کفر کا فتویٰ دیا۔ بقول امام سیوطی پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کا ایسا انحصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ طحاوی
علی الدرر میں فتاویٰ تا تاریخائے سے منقول ہے: من کتب علیہ السلام بالہمزۃ والمیم یکفر لانه تخفیف وتخفیف
الانبياء کفر“۔ اسی طرح ”اور (رح) لکھا بھی مکروہ اور باعث محرومی ہے۔ قال الطحاوی بکفره الزمر بالترضی
بالکتابۃ بل ینکتہ ذلک کلہ بکمالہ قال النووی فی مقلعۃ صحیح مسلم ومن اغفل هذا حرم خیرا
عظیما وفوت فضلا جسیما“۔ جلد ۳۰ صفحہ ۲۰ فتاویٰ افریقیہ صفحہ ۳۵-۳۶، بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۸۷، سعادت
دارین الدنہانی صفحہ ۱۳۱، حلاۃ السفاثر المصطفیٰ صفحہ ۹، کوثر النبی صفحہ ۷۵ وغیرہ ۱۲۔

ہے۔ مسلمانوں میں سے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا (اللہ کی پناہ) تو امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا یہ کفر ہے اور مالک و امام احمد نے فرمایا اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں۔ (ملخصاً بلفظ تفسیر روح البیان جلد ۳۔ صفحہ ۶۵۶۔ ۶۵۷)

یہ مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسماعیل حقی حقی رحمہ اللہ تعالیٰ زیر آیت فَقَاتِلُوا آيَةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَأَيُّهَا لَكُمْ طَرَاظِينَ:-

فالمختار ان من صدر منه ما يدل على تخفيفه عليه الصلوة والسلام بعمد وقصد من عامة المسلمين يجب قتله ولا تقبل توبته بمعنى الاخلاص من القتل وان اتى بكلمتى الشهادة والرجوع والتوبة..... واعلم انه قد اجتمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا وبأى نبي كان من الانبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً ام فعله معتقداً بحرمة ليس بين العلماء خلاف فى ذلك والقصد للسب وعدم القصد سواء اذ لا يعذر احد فى الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان اذا كان عقله فى فطرته سليماً فمن قال ان النبي صلى الله عليه وسلم..... يتيم ابى طالب او زعم ان زهده لم يكن قصداً بل لكمال فقره لو قدر على الطيبات اكلها ونحو ذلك يكفر وكذا من عبره برعاية الغنم او السهو او النسيان..... او بالميل الى نسائه وحكى عن ابى يوسف انه كان جالسا مع هرون الرشيد على المائدة فروى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يحب القرع فقال حاجب من حجابه انا لا احبه فقال لهرون انه كفر فان تاب واسلم فيها والا فاضرب عنقه فتاب واستغفر حتى امن من القتل ذكره فى الظهيرية والحاصل انه اذا استخف سنة او حديثاً من احاديثه عليه الصلوة والسلام يكفر. ۱ ملخصاً بلفظه.

(تفسیر روح البیان جلد ۳۔ صفحہ ۳۸۰۔ ۳۸۱)

یعنی مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں سے وہ شخص جس سے ارادۃً و قصداً ایسی چیز ظاہر

ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحفیف پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور بایں معنی اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔ اگرچہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع و توبہ کرے (بہر حال اسے ضرور قتل کیا جائے گا۔) اور یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء کرام میں سے جس نبی کی بھی تحفیف (بے ادبی) ہو، کفر ہے عام ازیں کہ تحفیف کا قائل تحفیف نبی کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو بہر حال کفر ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کا خلاف نہیں، سب کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعویٰ لغزش زبانی کے معذور نہ رکھا جائے گا جبکہ اس کی عقل فطرت میں صحیح سالم ہے تو جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو طالب کے یتیم ہیں یا یہ گمان کیا کہ حضور کا زہر ارادۃ نہ تھا بلکہ آپ کے کمال فقر کی وجہ سے تھا اور اگر طیبات پر قادر ہوتے تو اسے کھاتے اور اس قسم کی باتیں کیسے تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے کہ جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے پر عیب لگایا، یا سہو یا نسیان کا عیب لگایا یا ازواج مطہرات کی طرف میلان پر عیب لگایا امام ابو یوسف سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ کھانوں سے پردستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے تو یہ روایت بیان کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کدو کو پسند فرماتے تھے تو ہارون رشید کے دربانوں سے ایک دربان بولا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ امام قاضی ابو یوسف نے ہارون رشید سے فرمایا۔ بے شک یہ کافر ہو چکا۔ اگر وہ توبہ کر لے اور اسلام لائے نہ ہا ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو اس نے توبہ کی، استغفار کی اور قتل سے بچ گیا۔ یہ حکایت ظہیر یہ میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو جب آپ کی سنت اور آپ کی حدیثوں سے کسی حدیث شریف کی تحفیف کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔“

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْكِدُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ حَضْرَتِ كُوَيْبَةَ بْنِ اَبِي اَيُّوبٍ سے ملایا جیسا کہ حضور کی طاعت کو اپنی طاعت سے ملایا تو جس نے حضور کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی جیسا کہ صاف حضور سے ثابت ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی وہ کافر ہے، حلال الدم ہے۔ نیز اس چیز کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنے رسول کی محبت اور اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا اور اپنی طاعت اور اپنے رسول کی طاعت کو ایک شے بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ

اَقْبَرُ قُسُومًا وَ تَجَارَةً تَخْسُونَ كَسَادًا وَ صَلِيحُنْ تَرَضُونَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ
 (توبہ: ۲۴) نیز (بہت جگہ) فرمایا: اَطِيعُوا اللَّهَ وَ الرَّسُولَ (آل عمران: ۱۳۲) نیز فرمایا: وَ اللَّهُ
 رَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ (توبہ: ۶۲) یہاں ضمیر واحد کی لائے۔ نیز فرمایا۔ اِنَّ الْاَتَمِيْنَ بِمَا يُؤْتِيكَ اِنَّمَا
 يُبَايِعُونَ اللَّهَ (فتح: ۱۰) نیز فرمایا۔ قُلِ الْاِنْقَالِ بَيْنَهُ وَ الرَّسُولِ (انفال: ۱) نیز فرمایا۔ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ
 رَسُولَهُ (توبہ: ۶۳) نیز فرمایا۔ وَ مَنْ يُعِصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ (النساء: ۱۳) ان آیتوں کو نقل کر کے فریق
 مخالف کے سردار ابن تیمیہ نے لکھا۔

وفی هذا وغيره بيان لتلازم الحقيق وان جهة حرمة الله تعالى
 ورسوله جهة واحدة فمن اذى الرسول فقد اذى الله ومن اطاعه
 فقد اطاع الله لان الامة لا يصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطة
 الرسول ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سبب سواه وقد اقامه
 الله مقام نفسه في امره ونهيه واخباره وبيانه فلا يجوز ان يفرق
 بين الله ورسوله في شئ من هذه الامور۔

”یعنی ان آیتوں اور ان کے علاوہ اور ان آیتوں میں کہ جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک سے ملایا (۱)۔ حق خدا و حق رسول کے تلازم کا
 بیان ہے اور اس چیز کا بیان ہے کہ حرمت (عزت) خدا و حرمت مصطفیٰ کی جہت ایک ہی
 ہے، تو جس نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دی ہے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی
 اور جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ امت کو جو کچھ
 بھی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی واسطے سے ملتا ہے۔ ان میں
 سے کسی کے لئے حضور کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی اور سبب اور بے شک اللہ تعالیٰ
 نے امر، نہی، اخبار، بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ذات کے قائم مقام مقرر فرمایا
 اور اپنا جانشین کیا لہذا یہ جائز نہیں کہ ان امور میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے
 رسول کے درمیان فرق کیا جائے۔“ (الصارم المسلول صفحہ ۳۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایذا خدا و ایذا رسول کی سزا علیحدہ بیان کی اور مسلمان مردوں اور

1۔ کما بین شیخ الاسلام والمسلمین المجدد الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اول کتابہ
 المسمى الكوكبية الشهابية فی کفریات ابی الوهابية ووضعت فی هذا الموضوع باہا مستغلا فی کتابی
 انوار القرآن۔ ۱۲

اور سب عملوں کا ضائع و برباد ہونا کفر ہی سے ہوتا ہے۔ تو جب نبی کی آواز پہ آواز بلند کرنے اور ان سے چلانے سے اس بات کا خوف ہو کہ وہ بندہ بے خبری میں کافر ہو جائے اور اس کے سب عمل ضائع ہو جائیں۔ کیونکہ ایسی حرکتوں سے کفر و تضحیح عمل کا ظن ہے اور ایسی حرکتیں کفر و تضحیح عمل کا سبب ہیں تو یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ نبی پاک کی تعظیم، استخفاف تو قیہ تشریف، اکرام، اجلال لازم ہے۔ اور اس لئے ہوا کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا اور چلانا یا زانو استخفاف نبی پہ مشتمل ہوگا۔ اگرچہ آواز بلند کرنے اور چلانے والا اس (ایذا، نبی) کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو۔ جب ایذا، استخفاف نبی بے ادبی کے ضمن میں بغیر قصد و ارادہ کے بھی کفر ہے تو پھر وہ ایذا، یا استخفاف نبی جو قصد اہو، جان بوجھ کر ہو، وہ بطریق اولی کفر ہوگا۔

۱۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا سَاعِنًا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَ

يُنكَفِرِينَ عَذَابَ آلِيمٍ ﴿البقرہ﴾

”اے ایمان والو! رعنا نہ کہو، اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنتا کہ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ حضور تو جعفر ماویں، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

شان نزول :- جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔ ”راعنا یا رسول اللہ“ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقعہ دیجیے۔ یہود کی لغت میں یہ کلمہ بے ادبی کا معنی رکھتا تھا، انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت، اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود نے کہا ہم پر تو آپ پر ہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ”راعنا“ کہنے کی رکاوٹ فرمادی گئی۔ اور اس معنی کا دوسرا لفظ ”انظر“ کہنے کا حکم ہوا۔ اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

- ۱۔ انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ ہو وہ بھی زبان پر لانا ممنوع و حرام ہے۔ اگرچہ توہین کی نیت نہ ہو۔
- ۲۔ ”واسمعوا“ سے معلوم ہوا کہ دربار نبی میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

سَوِّدًا لِلْكَافِرِينَ“ میں ارشاد ہے کہ انبیاء کرام کی جناب میں بے ادبی کا ہلکا لفظ ہشتر کہ کلمہ کہ جس میں بے ادبی کا ذرہ برابر شائبہ ہو، بولنا کفر ہے۔

۱۹۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ

لِلْكَافِرِينَ ۝ (البقرہ)

”جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔“

سیدنا صدرالافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں۔ ”اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الہی کا سبب ہے اور مجربان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے۔“ امام ابو شکور سالمی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید شریف کے صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں:-

من ذكر نبي او ملكا بالحقارة فانه بصير كافرا الدليل عليه قوله

تعالى مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ (الاية)

”جو کسی نبی یا کسی فرشتہ کو حقارت سے ذکر کرے بے شک وہ کافر ہو جائے گا۔ اس پر دلیل یہ

فرمان خداوندی ہے۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ

۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ (کوثر)

”بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی بر خیر سے محروم ہے۔“ (کنز الایمان)

اس کے علاوہ اور بہت سی آیتوں سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے مستحق قتل ہے۔ ہاں ان کے بڑے کی گواہی پیش کر دوں۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:-

واما الآيات الذالآت على كفر الشاتم و قتله او على احدهما اذا

لم يكن معاهدا وان كان مظهرا للاسلام فكثيرة مع ان هذا مجمع

عليه كما تقدم حكاية الاجماع عن غير واحد.

(الصارم المسلول صفحہ ۲۶)

”بہر حال وہ آیتیں بہت ہیں جو شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل یا ان میں سے کسی ایک پر دلالت کرتی ہیں جب کہ وہ گستاخ ذمی نہ ہو۔ اگرچہ بظاہر مسلمان کہلاتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بالکل اتفاقی و اجتماعی ہے۔ جیسا کہ اجماع کی نقول بہت سے افراد ائمہ سے گزریں۔“

فصل دُوم

احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت کہ نبی کا بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے:-

۱۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:-

✓ (من سب الانبياء (1) قتل و من سب اصحابي جلد۔ (رواہ الطبرانی

1. ای سب نبیا من الانبياء (قتل) لانہ صار مرتداً واذا سلم قال ابوبکر الفارسی یصح اسلامه ویقتل حداً وادعی فیہ الاجماع ووافقہ القفال وصوبہ الدمیری ۱۵ ملخصاً. السراج الصیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۳. قال القیصری ایذاء الانبياء بسبب او غیرہ کعب شیء، مہمہ کفر حتی من قال فی النبی ثوبہ وسخ یرید بذلك عبیہ قتل کفراً لا حداً ولا تغیل توبتہ عند جمع من العلماء (رومن سب اصحابی جلد تعزیراً ولا یقتل خلافاً لبعض المالکیة وبعض منا فی سب الشیخین وبعض فیہما والحسین۔ فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷ قال الامام ابن ہمام الحنفی منا "وفی الروافض ان من فضل علیاً علی الثلاثة فمبتدع وان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فهو کافر۔ فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ باب الامامة وقال الشیخ العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی الحنفی "شروط صحبة الامامة ستة اشياء الاسلام فلا تصح امامة منکر البیعت او خلافة الصدیق او صحته او یسب الشیخین نو ینکر الشفاعة (کالوہابی المنکر للشفاعة قمر الاقمار لمولانا عبدالحمید الکھوی والد عبدالحمی علی ہامش نور الانوار ص ۲۳۷، حاشیہ ۱۳ ان کے امام اٹھیلنے سے تقویۃ الایمان کے سطر ۷۰، ۸۰، ۹۰ پر سفارش و حمایت کا انکار کیا ہے۔) (الفحی) (ونحو ذلك فمن یظہر الاسلام مع ظہور صفة مکفورة له ۱۵ ملخصاً مرافی الفلاح علی ہامش الطحطاوی صفحہ ۱۷۷ طبع مصر۔ وقال العلام المحقق الطحطاوی الحنفی۔ فلا تجوز الصلاة خلف من ینکر شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ کافر وان انکر خلافة الصدیق کفر والحق فی الفتح العمر بالصدیق فی هذا حکم والحق فی البرهان عثمان بہما ایضاً ولا تجوز الصلاة خلف منکر صحبة الصدیق ومن یسب الشیخین ۱۵ ملخصاً طحطاوی علی مرافی الفلاح صفحہ ۱۸۱ وسب اصحاب الرسول (ای یسب بکفر) وقیدہم المحشی بغير الشیخین لمسانیاتی فی باب المرتد ان ساہما او احدهما کافر، ونقدی الشامی علی اطلاقہ، ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۳۱۵، وفی الفتح عن الحلاصۃ ومن انکر خلافة الصدیق او عمر فهو کافر ۱۵ ولعل المراد انکار استحفاقہما الخلافة فهو مخالف لاجماع الصحابة لا انکار وجودہما لہما بحر وینبغی تقييد الکفر باتکار الخلافة بما اذا لم یکن عن شبهة کما مر عن شرح الصیبة بخلاف انکار صحبة الصدیق تامل ۱۵ (ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۳۱۵)۔

قلب عالم حضرت قبلہ محمد دم جہانیاں جہاں گشت اوچی رزمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:- "وہ (روافض عرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر عثمان و اسحاب دیگر رضی اللہ عنہم اجماعاً پر تحقیر دیتے ہیں ان کے سکر نہیں ہیں اور اگر سکر ہوں تو لا اذن قتل سے بڑھ جائیں گو شریف (سید) ہی کیوں نہ ہوں"۔ جامع العلوم فی خود بخود و جلد ۱ صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷۔

قال الحسن بن الفضل من قال ان ابابکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بتراکب سطر)

فی الکبیر۔ الجامع الصغیر للسيوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔ فتح الکبیر جلد ۳
صفحہ ۱۹۶ رواہ الطبرانی فی الکبیر والادویۃ والاصغر۔ (فیض القدر جلد ۶ صفحہ ۱۳۷)
”جس نے انبیاء کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو سب بکا اسے کوڑے
لگائے جائیں گے۔“
ایک اور روایت یوں ہے:-

من سب نبیا قتل ومن سب اصحابہ جلد۔ (رواہ ابو محمد الخلال
و ابو القاسم الارجمی) (الصارم المسلول لابن تیمیہ صفحہ ۹۲)
”جس نے نبی کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب حضور کو سب بکا اسے کوڑے
لگائے جائیں گے۔“
ایک اور روایت میں یوں ہے:-

”من سب نبیا فاقتلوه ومن سب اصحابی فاجلدوه“ (رواہ ابو ذر
المہروی) (الصارم المسلول صفحہ ۹۲-۹۳)
”جس نے نبی کو سب و شتم کیا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے کوڑے
لگاؤ۔“
ایک اور روایت میں یوں ہے:-

من سب نبیا فاقتلوا ومن سب اصحابی فاضربوه۔
(رواہ القاضی عیاض، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)
”جس نے کسی نبی کو سب بکا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے مارو۔“
ایک اور روایت میں یوں ہے:-

(بقرہ صفحہ ۱۲۷) ”ہو کافر لانکارہ نص القرآن فی سائر الصحابة اذا انکر یكون مبندعا لا کافراً (لَا تَحْزُنْ
اِنَّ اللّٰهَ مُصَنِّعٌ) معبہ غیر متکفیفہ قال الشیخ الاجل الشہید مظہر فیوض الرحمن مرزا جان حنان رحمہ
اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کفی لابی بکر فضلاً ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التبت لابی بکر معبہ
اللہ سبحانہ النی البتہا لفسہ بلا تفاوت فمن انکر فضل ابی بکر انکر ہذ الآیۃ الکریمۃ و کفر ۱ تفسیر
مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۰۷-۲۰۸۔

اس کی زیادہ تحقیق اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کے رسالہ ”ردالرفصہ“ میں ملاحظہ ہو اب دیوبند یوں کی شیعوں کے ساتھ نرمی و رنج
ذیل عبارت سے ملاحظہ ہو اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تحقیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ
اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲

من شتم نبيا قتل و من شتم اصحاب النبی حد۔

(تمہید الی شکور سالی صفحہ ۱۱۲)

”جس نے کسی نبی کو گالی دی قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب نبی کو گالی دی حد لگائی جائے گی۔“

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

من سب علیا فقد سبني و من سبني فقد سب الله۔

”جس نے (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) کو سب بکا بے شک اس نے مجھے سب بکا

اور جس نے مجھے سب بکا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو سب بکا۔“

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ والحاکم فی مستدرک، حدیث صحیح، الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من آذی شعرة منی فقد آذانی و من آذانی فقد آذی الله۔

”جس نے میرے بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے

اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔“

رواہ ابن عساکر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔ وزاد ابو نعیم والدیلیمی

”قلیہ لعنة الله ملاء السماء وملاء الارض“ تو اس پر آسمان وزمین کی مقدار کے برابر اللہ کی

لعت ہو۔ (فیض القدر جلد ۶ صفحہ ۱۹) قالہ وهو آخذ بشعرة كما افادہ المناوی

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

من لكعب بن الاشرف فانه قد آذی الله ورسوله (۱)۔

”کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہوتا ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس

کے رسول کو ایذا دی ہے۔“

حضرت محمد بن مسلمہ کفر ہے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتحب ان اقتله

(کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں اسے قتل کروں) حضور نے فرمایا ہاں۔ اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کی کہ

مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس سے ہیرا پھیری کی بات کروں (یعنی ذہال کی بات کروں) حضور نے

قال النوی لانه نقض عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھجاه و سہ "نوی شرح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۰

قولہ ورسولہ بھجانہ لہ کذا فی القسطلانی ۳۔ هامش بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۶۔

فرمایا۔ ہاں اجازت ہے۔ تو محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس مرد (مراد اس سے حضور تھے) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے اور میں تیرے پاس قرض مانگنے آیا ہوں۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اس (مراد حضور) سے اور بھی زیادہ ملال میں پڑو گے محمد (بن مسلمہ) نے کہا ہم چونکہ اس کی اتباع کر چکے ہیں لہذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کو چھوڑ دیں حتیٰ کہ دیکھیں کہ اس کا کیا انجام ہوگا۔ محمد (بن مسلمہ) نے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تو مجھے قرض دے دے۔ کعب نے کہا۔ رہن (گروہی) کیا رکھے گا۔ انہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے۔ کعب نے کہا۔ تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروہی رکھو، انہوں نے جواب دیا کہ تو سب عرب والوں سے زیادہ حسین ہے۔ کیا تیرے ہاں اپنی عورتیں گروہی رکھیں؟ کعب نے ان سے کہا تو اپنی اولاد میرے ہاں گروہی رکھو۔ محمد (بن مسلمہ) نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹوں کو یہ طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں دو سو (عرب کا ایک پیمانہ ہے) بھجور میں گروہی رکھا گیا تھا تو یہ ہم پہ عار ہے۔ ہاں ہم تیرے ہاں ہتھیار گروہی رکھیں گے۔ کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔ پھر اس سے عہد باندھا کہ وہ اس کے پاس حارث اور ابو بھس اور عباد بن بشر کو بھی لے کے آئے گا۔ راوی نے کہا کہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اس کو بلایا۔ وہ ان کی طرف اترا کعب کی بیوی نے اس سے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں گویا کہ وہ خون بہانے والے کی آواز ہے۔ کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد (بن مسلمہ) اور اس کا دودھ شریک بھائی ابونا مکہ ہے، بے شک کریم کو رات کے وقت اُگرتیز کے کی ضرب کے لئے بھی بلایا جائے تب بھی جواب دے گا۔ محمد (بن مسلمہ) نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا۔ پھر میں جب اس پر قابو پا جاؤں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواریں لے کر اس کو مار دینا۔ راوی نے کہا کہ جب وہ اترا اس حال میں کہ بغل سے نیچے کپڑا نکال کر کندھے پہ ڈالے ہوئے تھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرے سے خوشبو محسوس کرتے ہیں کہنے لگا، ہاں مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والی میرے نیچے ہے۔ محمد (بن مسلمہ) نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھ لوں؟ اس نے کہا ہاں تو محمد (بن مسلمہ) نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر کہا کہ (دوبارہ) مجھے اجازت ہے؟ کہنے لگا ہاں، پھر آپ نے سونگھا اور قابو پا گئے۔ ساتھیوں سے کہا اسے قتل کر دو تو انہوں نے قتل کر دیا پھر حضور کے پاس آ کر اس واقعہ کی خبر دی۔ (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۷۶، صحیح مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۱۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کو سب کرنا (نعوذ باللہ) صرف حضور کو ایذا پہنچانا نہیں بلکہ اللہ کو بھی ایذا پہنچانا ہے۔ کعب نے حضور کو سب کیا۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ فانہ اذی اللہ تعالیٰ

ورسولہ۔ اس نے اللہ ورسول کو ایذا دی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور کا گستاخ مستحق قتل ہے۔

✓ ۵۔ حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابورافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بیچ کر اسے قتل کرایا۔ کیوں اس لئے کہ

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

”ابورافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔“ (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۷۷۷)

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک تاجینا کی لونڈی ام ولد تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب و شتم کرتی۔ اندھے نے اسے روکا۔ وہ باز نہ آئی۔ اندھے نے اسے جھڑکا وہ نہ رکی۔ ایک رات وہ لونڈی حضور کی گستاخی و بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مغول (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار، لمبا پیکار، گہتی، ایک قسم کی تلوار) لایا۔ اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اس کے اوپر چڑھ گیا اور اس عورت کو قتل کر دیا۔ پس جب صبح ہوئی حضور کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔ حضور نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس مرد کو قسم ڈالتا ہوں کہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پہ حق ہے (کہ میری اطاعت کرے) تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ خوف سے کانپتا تھا حتیٰ کہ حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی۔ میں نے اسے روکا نہ رکی۔ میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی، اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں کی طرح اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گذشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی، میں نے مغول (تلوار) اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اوپر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے حاضرین مجلس) خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ (یعنی تاجینا نے ٹھیک کیا۔ موذی رسول قتل کرنے ہی کے قابل ہے اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا، اس لعین کا خون ضائع جائے گا) سنن ابی داؤد طبع مجیدی کا پور جلد ۲ صفحہ ۲۳۳۔ کتاب الحدود باب المحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنن نسائی جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۱ طبع نور محمد کتاب المعاربة باب المحکم فیمن سب النبی ﷺ۔

✓ ۷۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہود یہ حضور کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا، بدلہ نہ لیا جائے گا (سنن ابی داؤد جلد ۲، صفحہ ۲۳۳ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۸ قبل اہل الردۃ فصل ثانی۔ اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں اس موضوع پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ میں انہیں یہاں اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

فصل سوم

اجماع امت و اقوال ائمہ دین و ملت سے اس بات کا ثبوت کہ حضور کا گستاخ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کی تو یہ منظور نہیں بایں معنی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔
۱۔ امام قاضی عیاض مالکی ارقام فرماتے ہیں:-

اجمعت الامة على قتل متنقصة من المسلمين وسابته.
”مسلمانوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کے قتل کرنے پر ساری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔“

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ قسم رابع نسیم الریاض، شرح شفاء لعلی القاری الصارم المسمول صفحہ ۳)
۲۔ نیز امام قاضی عیاض ادامہ اللہ تعالیٰ فی الریاض نے ارشاد فرمایا ہے:-

ان جميع من سب (1) النبي صلى الله عليه وسلم او عابه (2) او الحق به نقضا في نفسه (3) او نسب (4) او دينه (5) او خصلة من خصاله (6) او غرض (7) به او شبهه بشيء (8) على طريق السب له او الازراء عليه (9) او التصغير لشانه (10) او الغض منه (11) والعيب له فهو ساب (12) له والحكم فيه حكم الساب يقتل (13)..... تصریحا كان (14) او تلویحا وكذلك من لعنه او دعا عليه او تمنى مضرة له او نسب اليه ما لا يليق بمنصبه (15)

1. ای شتمہ ۲ اق

2. ہوا علم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلى الله عليه وسلم فقد عابه ونقصه ولم يسبه نسيم

3. اے ذاتہ او صفاتہ ۴ اق و اذا مما يتعلق بخلفه و خلقته. نسيم.

4. کان يفضّل احدًا على قومہ و اصولہ نسيم

5. ای شریعتہ و سیرتہ و حکومتہ فی.

6. ای حالتہ من حالاتہ او کلمتہ من مقالانہ. ق. و صفة من صفاته كشجاعته و كرمه. نسيم. سواء صرح به. ق.

7. ای قال فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما لا يليق تعريضا لا تصریحا. نسيم. 8۔ غير حسن نسيم

9. ای احتقار، بہ و استخفا فابحقہ. ق ای التقيص له و ان لم يكن قصد السب. نسيم

10. ای الاحقار لعظيم قدره ق. ای تحقيره كتصغير اسمه او صفة من صفاته. نسيم

11. بمعنى اقل تقيص ... فاريد به مطلق النقص القليل نسيم

12. بكل واحمد مما ذكر ق ۱۳ ق سے مراد ظاہلی قاری شرح شفا کی تفسیر ہے اور نسیم سے مراد نسیم الریاض شرح شفا عیاض ہے نسیم نسیم

13۔ اے اجماع۔ ق ۱۴۔ اے نسیم۔ نسیم ۱۴

15. ای بمقامہ الشریف و مکانہ المنيف ق ۱۲

على طريق الذم اوعث في جهته العزيزة (1) بسخف (2) من الكلام وهجر (3) ومنكر من القول وزور او غيره (4) بشى مما جرى من البلاء والمحنة عليه (5) او غمصه (6) ببعض العوارض البشرية الجائزة (7) عليه المعهودة لديه وهذا كله (8) اجماع من العلماء (9) وآئمة الفتوى (10) من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الى هلم جرا (11)

(شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ طبع قدیم۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

”یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بکا، یا آپ کو عیب لگایا (عیب لگانا سب سے عام ہے۔ بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ سب نہیں) یا آپ کی ذات میں یا آپ کی صفات میں یا آپ کے نسب میں یا آپ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سب آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ کی قدر و منزلت و شان میں تحقیر و تصغیر کی یا آپ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی سب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی سب کا حکم جاری ہو گا وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ آپ کی شان میں سب بکنا صراحتہ ہو یا اشارتہ (بہر صورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ پر لعنت

1. ای بشیء له تعلق بجانہ الشریف نسیم ۱۲۔ 2. ای ردل نسیم ۱۲

3. فحش وقبح ۱۲ 4. عابہ. ق ۱۲۔

5 کالفقر والکسر وغیرہما. ق ۱۲

6. ای حقرہ. ق ای نقص من قدرہ صلی اللہ علیہ وسلم. نسیم ۱۲

7. کالامراض۔ نسیم ۱۲۔

8. الذی ذکرنا. ق غیر جائز موجب للعقاب فی الدارین۔ نسیم ۱۲

9. من المفسرین والمحدثین. ق ۱۲۔

10. من فقہاء المذہب معروف متواتر بینہم۔ نسیم

11. استمر الاجماع و اتصل من عصرہم الی الآن ق وزاد الخفاجی بعدہ ای الی آخر الزمان والفضاء

الدوران عصرًا بعد عصر وقرنا بعد قرن وبلا خلاف فیہ لم قال بعدہ ان ہذہ العبارة منقولة عن الائمة

کلہم کما فی "السيف المسلول علی من سب الرسول" السبکی۔ نسیم الرياض جلد ۳ صفحہ ۳۳۶۔

طبع مصر۔ ۱۲۰۲

کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ پر بدعا کرے (معاذ اللہ، العیاذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا ردیل کلام اور تسبیح و منکر و جموعے قول سے آپ کی متعلقہ چیز سے عیب (کھیل کود، مذاق) کرے، یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزماتوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں جیسے فقر اختیار ہو اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا وغیرہما) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرکب پر کفر و قتل کے فتویٰ پر تمام علماء مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ صحابہ کرام سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے۔“

۳۔ امام ابو بکر بن محمد بن محمد بن ابراہیم النیشاپوری نے فرمایا:-

اجمع عوام اهل العلم (امے کلہم۔ ق) علی من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل (مطلقا نسیم) ومن قال ذلک مالک بن انس واللیث و احمد واسحق وهو مذهب الشافعی..... (وہو مقتضی قول ابی بکر۔ ہذا کلام القاضی)..... ولا تقبل توبتہ عند هؤلاء وبمثله (ای بمثل قول هؤلاء بوجوب القتل (نسیم) قال ابو حنیفہ (ای نصابہ (ق) واصحابہ (محمد و ابو یوسف و زفر و اهل مذہبہ (نسیم) والثوری و اهل الکوفہ (امے جمعہم۔ (ق) والاوزاعی فی المسلمین لکنہم قالوا ہی ردة۔

”یعنی سب اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ان میں سے امام مالک اور لیث اور امام احمد اور اسحاق ہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور یہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مقتضی ہے اور ان آئمہ کے نزدیک اس (گستاخ نبی) کی توبہ مقبول نہیں اور اسی طرح فرمایا ہے امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب (امام محمد و ابو یوسف و زفر اور ان کے اہل مذہب) اور ثوری اور سب اہل کوفہ اور امام اوزاعی نے (جب کہ مسلمانوں سے کوئی مسلمان اس جرم کا مرکب ہو) لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں یہ (سب نبی) ارتداد ہے، ہر مذہب جتنا ہے۔“

شفا شریف للامام قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ واللفظ ل۔ الصارم المسلول صفحہ ۳۔ رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ للشامی الحنفی)

۳۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

لا نعلم خلافا فی استباحة دمه بین علماء الامصار و سلف الامة و
قد ذکر غیر واحد الاجماع وقتله و تکفیره۔

(شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۷۔)

”یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں۔ اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل و تکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔

۵۔ امام محمد بن امام سخون مالکی الحدیث نے فرمایا:-

اجمع العلماء (ای علماء الامصار فی جمیع الامصار (ق) علی ان
شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمتقص له کافر والوعید جاء
علیه بعدذاب اللہ له و حکمک عند الامة القتل ومن شک فی کفره
وعذابه کفر (لان الرضی بالکفر کفر)

”یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ کی تنقیص (بے ادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کر دو) اور جو اس (گستاخ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔“ (نسیم الریاض۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸، نسیم الریاض و شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۳۸۔ اکفار الملحدین للکشمیری و هو منہم ۵۱، الصارم المسلول صفحہ ۴)

۶۔ امام ابوسلیمان خطابی (۱) ممدوح امام نووی فرماتے ہیں:-

لا اعلم احداً من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان
مسلمًا (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ نقله فی الصارم المسلول الی
قتله صفحہ ۴ فتح القدر جلد ۴ صفحہ ۴۰۷)

1۔ وهو امام حلیل۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۰۔ ۱۲۔

”یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کہ مسلمان ہو تو اس کے وجوب قتل میں مسلمانوں سے کوئی مسلمان بھی مختلف نہیں۔“

۷۔ امام ابن قاسم نے الحمیہ ”میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا:-

من سبه او شتمه او عابہ او تنقصه (اے نسب الیہ نقصا وان لم یکن شتما کقولہ غیرہ اعلم منه او اعقل کما مر (نسیم) فانہ یقتل و حکمہ عند الامۃ (ای فی اعتقاد جمیع المسلمین (نسیم)

القتل (وجوباً بلا تردد (نسیم) کالزندیق

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

”یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکایا گالی دی یا آپ کو عیب لگایا آپ کی تنقیص کی (جیسا کہ یہ کہتا کہ حضور سے تو فلاں زیادہ علم والا ہے یا زیادہ عقل والا ہے) بیشک وہ قتل کیا جائے گا۔ تمام امت کے نزدیک سب مسلمانوں کے اعتقاد میں زندیق کی طرح اس کا بلا تردد قتل کرنا واجب ہے۔“

۸۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من

الانبياء بالويل او بشنى من المکروه انه یقتل بلا استتابه. (شفا

شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

”یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے انبیاء کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی وہ بلا طلب تو بہ قتل کیا جائے گا۔“

۹۔ امام ابن عتاب مالکی نے فرمایا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

الکتاب والسنة موجبان ان من قصد النبى صلى الله عليه وسلم

بأذى او نقص معرضا او مصرحاً وان قتل فقتله واجب فهذا الباب

كله مما عده العلماء سباً او تنقضا يجب قتل قاتله لم يختلف في

ذلك متقدمهم ولا متاخرهم الخ (شفا شریف ج ۲ ص ۲۱۱

الصارم المسلول لابن تیمیہ صفحہ ۵۲۷ آخری جملے)

”قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا کا ارادہ کرے اور آپ کی تنقیص کرے اشارۃً یا صراحتاً اگرچہ وہ تو جین تھوڑی سی کیوں نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اس باب میں جن جن چیزوں کو علماء کرام نے سب اور تنقیص میں شمار کیا بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے۔“

۱۰۔ وقد حکى ابو بكر الفارسي من اصحاب الشافعي اجماع المسلمين على ان حد من سب النبي صلى الله عليه وسلم القتل كما ان حد من سب غيره الجلد. وهذا الاجماع الذي حكاها هذا محمود على اجماع الصدر الاول من الصحابة والتابعين او انه اراد اجماعهم على ان سب النبي صلى الله عليه وسلم يجب قتله اذا كان مسلماً..... وكذلك حکى عن غير واحد الاجماع على قتله وتكفيره. (الصارم المسلول لابن تيميه ص ۳)

”یعنی بے شک اصحاب شافعی سے امام ابو بکر فارسی نے اس بات پر اجماع مسلمین کی حکایت کی ہے کہ سب نبی کی حد قتل ہے جیسا کہ غیر نبی کے سب کی حد کوڑے لگانا ہے۔ یہ جس اجماع کی حکایت نقل کر رہے ہیں یہ اجماع صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کے اجماع پر محمول ہے یا انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ سب نبی اگر مسلمان ہو تو اس کے قتل کے وجود پر اجماع ہے اور اسی طرح بہت سے آئمہ و علماء نے گستاخ نبی کے قتل و تکفیر پر اجماع نقل کیا ہے۔“

۱۱۔ وقال الامام اسحق بن راهويه احد الانمة الاعلام اجمع المسلمون على ان من سب الله او سب رسوله صلى الله عليه وسلم او دفع شيئا مما انزل الله عز وجل انه كافر بذلك وان كان مقرأً بكل ما انزل الله ۵۱ (الصارم المسلول صفحہ ۳-۴)

”یعنی امام اسحاق بن راہویہ (جو ائمہ اعلام سے ہیں) نے فرمایا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا اس کے رسول کو سب کیا یا اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے سے کسی چیز کو دفع کیا یا انبیاء سے کسی نبی کو قتل کیا وہ کافر ہے اگرچہ وہ تمام اللہ کے نازل کئے ہوئے کا اقرار ہی ہو۔“

ان الساب ان كان مسلما فانه يكفر ويقتل بغير خلاف وهو
مذهب الائمة الاربعة وغيرهم۔

”یعنی بے شک اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکنے والا مسلمان کہلاتا ہو وہ اس سب کی
وجہ سے کافر ہو جائے گا اور بلا خلاف اس کو قتل کیا جائے گا۔ یہی ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ،
امام مالک، امام شافعی، امام احمد) وغیرہم کا مذہب ہے (الصارم المسلول صفحہ ۴)

۱۳۔ واما اجماع الصحابة فلان ذلك نقل عنهم في قضايا
متعددة ينتشر مثلها ويستفيض ولم ينكرها احد منهم فصار
اجماعا۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۰)

”یعنی اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کا ثبوت یہ ہے کہ ان سے یہ بہت سے فیصلوں میں منقول ہے اور ایسی
بات منتشر اور مشہور ہو جاتی ہے۔ لہذا ان صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پہ انکار نہ کیا۔ لہذا یہ اجماع ہو
گیا۔“

یہاں تک تو اس مسئلہ پر اجماع کی عبارات تھیں۔ اگرچہ ان کے ضمن میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی
سب آگئے۔ پھر وضاحت سے ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کا مذہب بھی نقل ہو چکا لیکن مزید وضاحت کے لئے صرف ائمہ و علماء احناف کی نقول سے اس
مسئلہ پر اور روشنی ڈالتا ہوں۔

۱۴۔ قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجیر قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متولد
۱۱۳ھ متوفی ۱۸۲ھ ارشاد فرماتے ہیں:-

ايما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله عليه وسلم او كذبه او
عابه او تنقصه فقد كفر بالله و بانته منه زوجته۔

”جس مسلمان نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکایا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو
عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس
کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔“

(کتاب الخراج۔ صفحہ ۱۸۲ القاضی ابی یوسف فصل فی الجہم فی الرد عن الاسلام۔ رد المحتار جلد ۳ صفحہ
۳۱۹۔ تمہید الایمان لسیدنا اعلیٰ حضرت، حسام الحرمین صفحہ ۲۷)

۱۵/۲ محرر مذہب، صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی متولد ۱۳۲ھ، ۱۳۵ھ متوفی ۱۸۹ھ صاحب ”مبسوط“

و ذکر فی الاصل (المبسوط) ان شتم النبی کفر

”نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینا کفر ہے۔“ (شرح شفالقاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

۱۶/۳۔ امام کبیر، مجتہد بے نظیر، فخر الدین ابوالمغازو ابوالحسن حسن بن منصور المعروف قاضی خاں حنفی متوفی ۵۵۲ھ نے فرمایا:۔

(اذا) عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی کان کافرا

و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی شعیر فقد کفر وعن

ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من

شعراته الکریمۃ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر ولو

قال جن النبی ذکر فی نواذر الصلوٰۃ انه کفر

”اگر کسی نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اسی طرح

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو بطریق تصغیر شعیر کہا تو کافر ہو گیا۔ امام ابو حفص

کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا وہ بے شک

کافر ہے نواذر الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پتھون طاری

ہوا بے شک وہ کافر ہو گیا۔“

(فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ صفحہ ۸۸۲ طبع نولکشور۔ شرح شفالقاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ نقلت عن۔)

۱۷/۴۔ چھٹی صدی کے امام مجتہد برہان الدین محمود بن صدر السعیدی حنفی صاحب ”محیط“ کا فتویٰ

وفی المحيط من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او اهانہ

او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من او صاف ذاته

سواء کان الشاتم من امته او غیرها و سواء کان من اهل الكتاب

او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاہانۃ او العیب

صادرا عنہ عمدًا او سهوًا او غفلةً او جدلاً او هزلاً فقد کفر

خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدًا لا عند اللہ ولا عند

الناس و حکمہ فی الشریعۃ المطہرۃ عند المتأخرین المجتہدین

اجماعاً وعند اكثر المتقدمين القتل قطعاً ولا يدهن السلطان و
نابہ فی حکم قتلہ.

”یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی توہین (بے ادبی) کی یا آپ کو امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف ذات میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہل کتاب (یہود، نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطور سہو یا بطور غفلت یا کھری کلام میں یا مذاقہ انداز میں (بہر صورت) تحقیق وہ ابدی، دائمی کافر ہو گیا، اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہوگی اور نہ عند الناس مقبول ہوگی۔ شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر حنفیہ کے نزدیک اس کا حکم یقیناً اس کو قتل کرنا ہے۔ بادشاہ اور اس کا نائب اس کے حکم قتل میں دخل اندازی نہ کرے۔“

خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۵۴۸۔ سیف النبی علی سب النبی مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۳۔

۱۸/۵۔ قال فی درر الاحکام اذ سبه او واحدا من الانبياء صلوة اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مسلم فانه يقتل حدا ولا توبۃ له اصلا سواء بعد القدرة علیہ والشهادة او جاء تابا من قبل نفسه كالزندق لانه حد واجب فلا يسقط بالتوبۃ ولا يتصور فيه خلاف لاحد لانه حد تعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبۃ كسائر حقوق الآدميين وكحد القذف لا يزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانه معنى ينفرد به المرتد وهذا مذهب ابی بكر الصديق والامام الاعظم والثوری واهل الكوفة (سیف النبی علی سب النبی صفحہ ۴)

”یعنی درر الاحکام میں فرمایا جب (کوئی) مسلمان آں حضرت کو سب کئے یا انبیاء میں سے کسی ایک کو تو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور بالکل اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ عام اس سے کہ اس کی توبہ اس پہ گواہی مل جانے کے بعد ہو یا وہ خود بخود توبہ کرتا ہو حاضر ہو وہ زندیق کی طرح ہے۔ قتل سے معافی اس لئے نہیں ملے گی کہ وہ قتل حد ہے واجب، تو وہ حد توبہ سے

ساقط نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا خلاف متصور ہی نہیں۔ اس لئے کہ قتل حد ہے۔ اس سے حق العبد متعلق ہے تو دیگر حقوق عباد کی طرح یہ بھی توبہ سے ساقط نہ ہوگا، جس طرح حد قذف توبہ سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد (مرتد ہونے) کے کیونکہ وہ ایک ایسا معنی و مفہوم ہے جس سے مرتد منفرد ہوتا ہے۔ یہی حضرت ابوبکر اور امام اعظم اور ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“

۱۹/۶۔ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر

ومن شک فی عذابه وکفرہ کفر۔

”تمام مسلمانوں کا اس پہ اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔“

(شفا شریف، بزازیہ۔ درر وغرر، فتاویٰ خیر یہ وغیر ہا۔ تمہید الایمان شریف صفحہ ۲۸ مع حسام الحرمین شریف شیخ الاسلام مجدد الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۰/۷۔ والکافر (۱) بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا لاتقبل

توبتہ مطلقا (ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانه حق اللہ تعالیٰ والاول

حق عبد لا یزال بالتوبۃ) ومن شک فی عذابه وکفرہ کفر۔

”یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہرگز ہرگز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس کا حق ہے وہ توبہ سے زائل نہ ہوگا) اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

(مجمع الانہر، در مختار، علی ہاشم رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ واللفظ ل، درر، بزازیہ، تمہید الایمان۔ صفحہ ۲۸)

۲۱/۸۔ فی الدرر نقلا عن البرازیۃ وقال ابن سحنون المالکی

اجمع المسلمون علی ان شاتمہ کافر و حکمہ القتل ومن شک

فی عذابه وکفرہ کفر۔

”درر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون مالکی نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پہ اجماع

۱۔ ”توبہ الایمان“ میں ہے: وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب سی۔ ہاشم رد المحتار جلد ۳

ہے کہ حضور کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔“ (رد المحتار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۱۷) و ہذا ایضاً۔
۲۲/۹۔ و کذا لو ابغضہ بالقلب۔

”اسی طرح وہ بھی کافر و مرتد ہے جو آنحضرت سے قلبی بغض رکھے۔“

(فتح القدر (۱) جلد ۳ صفحہ ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، در مختار علی ہاشم رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ و اللفظ من)

۲۳/۱۰۔ وفي فتاوی المصنف (امے صاحب تنویر الابصار) (الفیجی)

و یجب الحاق الاستہزاء و الاستخفاف بہ لتعلق حقہ ایضاً۔

”یعنی اور واجب ہے غصے اور استخفاف آنحضرت کو اس سابقہ حکم سے لاحق کرنا کیونکہ اس

میں حضور کا حق متعلق ہے۔ (در مختار علی ہاشم رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷)

۲۴/۱۱۔ و اذا کفر بسبہ لا توبة له علی ما ذکر البزازی۔ (فتاویٰ

مصنف تنویر الابصار، در مختار علی ہاشم رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

”جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب کی وجہ سے کافر ہوا تو اس کی توبہ نامنظور ہے جیسا کہ

بزازی نے ذکر کیا ہے۔“

۲۵/۱۲۔ من نقص مقام الرسالة بقوله بان سبه بفعله بان بغضه

بقلبه قتل۔

(فتاویٰ مصنف تنویر الابصار، در مختار علی ہاشم رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

”جس نے مقام رسالت کی تنقیص کی اپنے قول سے بایں طور کہ آنحضرت کو سب بکایا

اپنے فعل سے اس طرح کہ ان کو دل سے مبغوض جانا تو وہ بطور حد قتل کیا جائے گا۔“

۲۶/۱۳۔ وقد صرح فی التنف و معین الحکام و شرح الطحاوی

و حاوی الزاہدی و غیرہما بان حکمہ کالمرتد و لفظ التنف

من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد و حکمہ حکم

المرتد و یفعل بہ ما یفعل بالمرتد۔ در مختار علی ہاشم رد المحتار جلد

۱۔ لفظاً۔ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلبه کان مرتداً فالسبب بطریق اولی ثم یقتل
حدا عندنا فلا یصل توبتہ فی اسقاط القتل قالوا هذا منہب اهل الکوفة و مالک و نقل عن ابی بکر
الصلیق رضی اللہ عنہ الخ و مر عن نقل المظہری ۱۲ منہ

۳ صفحہ ۱۳۱۹) وھكذا نقل الخیر الرملى رد جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

”یعنی بیف اور معین الحکام اور شرح الطحاوی وحاوی الزہدی وغیرہا میں اس کی تصریح ہے کہ سب نبی کا حکم مرتد ہی کی طرح ہے۔ بیف میں ہے کہ جس نے رسول کو سب بکا پیشک وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتد کے حکم کی طرح ہے اور اس کے ساتھ وہ کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔“

حنفیوں کی کتابوں سے ذمی (اسلامی مملکت میں پناہ گزین کافر) شاتم النبى علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم۔

۲۷/۱۳۔ ویؤدب الذمی وبعاقب علی سبہ دین الاسلام او القران

او لنبی صلی اللہ علیہ وسلم... قال العینی واختیار فی السب

ان یقتل ۵۱ و تبعه ابن الھمام قلت وبہ افتی شیخنا الخیر

الرملى۔ و نقل المقدسی ما قاله العینی ثم قال وهو مما یمیل الیہ

کل مسلم۔ ردالمحتار..... وبہ افتی المفتی ابو سعود مفتی الروم

بل افتی بہ اکثر الحنفیة..... والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن بشتمه

علیہ الصلوٰۃ والسلام صرح بہ فی سیر الذخیرۃ حیث قال

واستدل محمد لیبان قتل المرآة اذا اعلنت بشم الرسول بما

روی ان عمر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی

الرسول فقتلھا لیلاً مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلك انتهى

فلیحفظ در۔ ذکرہ (الامام محمد) فی السیر الکبیر فیدل علی

جواز قتل الذمی المنہی عن قتله بقعدة النعمة اذا اعلن بالشم

ایضاً واستدل لذلك فی شرح السیر الکبیر بعدة احادیث منها

الخ (در مختار و رد المحتار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۵)

”یعنی ذمی اگر دین اسلام یا قرآن یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کہے تو اسے عقاب دیا

جائے گا زرد کو سب کیا جائے گا۔ امام عینی نے فرمایا بصورت سب میرے نزدیک مختار یہ ہے

کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے۔ امام ابن ہمام نے بھی ان کا اتباع کیا۔ صاحب در مختار فرماتے

۱۔ قال اس الھمام وبالحملة فقد ضم الی تحقق الايمان الثبات امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقاً

کترک السجود لصو و قتل سی او الاستخفاف بہ او بالمصحف او الکعبة و کذا مخالفة ما اجمع علیہ.

شرح فہمہ اکبر۔ صفحہ ۱۶۶۔ ۱۲۔ صہ

ہیں کہ ہمارے شیخ ربلی نے بھی یہی فتویٰ دیا (کہ وہ قتل ہو) مقدسی نے امام عینی کا قول نقل کر کے فرمایا کہ یہ (حکم قتل) ایسی بات ہے کہ ہر مسلمان اسی کی طرف میلان کرے گا۔ مفتی ابوسعود، مفتی روم بلکہ اکثر حنفیوں نے اسی پر فتویٰ دیا۔ اور ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ اس (ذمی) کو قتل کیا جائے جب کہ وہ علی الاعلان آنحضرت کو سب و شتم کرتا ہو۔ سیر الذخیرہ میں بھی اس کی تصریح کی ہے۔ اس طرح کہ فرمایا امام محمد نے اس عورت کے قتل کے بیان میں جو علی الاعلان حضور کو گالی دے اس روایت سے استدلال کیا کہ عمر بن عدی نے جب عصماء سے حضور کی ایذا کو سنا تو اسے رات کو قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اس کی تعریف کی۔ اس کو امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر فرمایا۔ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ذمی (جس کو بوجہ عہد ذمہ کے قتل سے امان مل چکی) جب علی الاعلان پانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب و شتم کرے اس کا قتل کرنا جائز ہے اور شرح سیر کبیر میں اس کے قتل کے جواز پر بہت سی حدیثوں سے استدلال کیا۔“

۲۸/۱۵۔ فلو اعلن (الذمی) بشتمه عليه الصلوة والسلام او اعتاده قتل ولو امرأة به يفتى اليوم.

(در منقہی۔ رد المحتار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۴)

”یعنی پس اگر ذمی علی الاعلان حضور کو گالی دے یا اس گالی دینے کو عادت بنائے تو اس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو آج کل اسی پر فتویٰ ہے۔“

۲۹/۱۶۔ امام محقق ابن الہمام نے ارقام فرمایا:-

والذی عندی ان سبہ صلی اللہ علیہ وسلم او نسب ما لا ینبغی
الی اللہ تعالیٰ ان کان مما لا یعتقدونہ کنسبۃ الولد الی اللہ تعالیٰ
وتقدس عن ذلک اذا اظہرہ یقتل بہ ینتقض عہدہ،

(فتح القدر جلد ۳ صفحہ ۳۸۱۔ تفسیر مظہری، جلد ۳ صفحہ ۱۹۱)

”یعنی میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور کو سب یا غیر مناسب چیز کو اللہ کی طرف منسوب کیا۔ اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف دلہ کی نسبت۔ جب ایسی چیزوں کو ظاہر کرے گا تو وہ اس وجہ سے قتل کیا جائے گا اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔“

۳۰/۱۷۔ وفي الفتاوى من مذهب ابى حنيفة ان من سب النبى صلى الله عليه وسلم يقتل ولا يقبل توبته سواء كان مؤمنا او كافرا و بهذا يظهر انه ينتقض عهده ويؤيده ماروى ابو يوسف عن حفص بن عبد الله بن عمر ان رجلا قال له سمعت راهبا سب النبى صلى الله عليه وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعظم العهود على هذا۔

”یعنی مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب یا کو قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہے کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا کہ وہ حضور کو گالی دیتا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا، ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد و امان نہ عطا کی۔ وہ سب سکتے رہیں۔“ (تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۳۸۱)

گستاخ نبی یہ فتویٰ کفر عام ہے۔ کسے باشد، زید، عمر، خالد، بکر، محمود، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دارالعلوم، کثرت طلباء والا، کثرت مریدین والا جس سے بھی نبی کی بے ادبی، گستاخی و تنقیص تقریراً یا تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے۔ مرتد ہے۔ دائرہ ایمان سے خارج ہے، واجب القتل ہے بعض لوگ اس شرعی فتویٰ کو اپنے گستاخ و بے ادب مولویوں سے نالتے ہیں یا تو یہی عبارات کو سینہ زوری سے توہینی نہیں سمجھتے۔ یا صریح توہینی عبارتوں میں تاویل میں کرتے ہیں۔ لہذا آئمہ عظام کی بطور نمونہ چند عبارتیں پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلے گا کہ گذشتہ مسلمان اس فتویٰ میں تفریق نہ کرتے تھے بلکہ جن عالموں، فقیہوں سے ایسے کلمات ایسی کہو اس ظاہر ہوتی فوراً شرعی حکم نافذ کرتے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کن کن باتوں تک یہ فتویٰ تکفیر نافذ ہوا۔ آج کل ہر منہ پھٹ کہو اسی شان نبوت میں دن رات کلمات کفریہ بک دیتا ہے۔

ذکر رد کے فضل کانے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اور آئمہ کی عبارات توہینی و تنقیصی کلمات کا نمونہ

۳۱/۱۸۔ قال الامام احمد كل من شتم النبي عليه الصلوة والسلام او تنقصه مسلما كان او كافرا فعليه القتل (1) و ارى ان يقتل ولا يستتاب. (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

”امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی، مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ مقبول نہ ہو۔“

۳۲/۱۹۔ قال ابن القاسم عن مالك، من سب النبي صلى الله عليه وسلم قتل و لم يستتب قال ابن القاسم او شتمه او عابه او تنقصه فانه يقتل كالزندق وقد فرض الله توقيره.

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

”ابن القاسم امام مالک سے راوی کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور کو سب یا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ ابن قاسم نے فرمایا۔ حضور کو گالی دی یا عیب لگایا یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔“

۳۳/۲۰۔ وكذلك قال مالك في رواية المدينيين عنه من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم او شتمه او عابه او تنقصه قتل مسلما كان او كافرا ولا يستتاب.

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

”یعنی اسی طرح فرمایا امام مالک نے بروایت مدینین کہ جس نے حضور کو سب کیا یا آپ کو گالی دی عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی وہ قتل کیا جائے گا۔ مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ نامنظور ہے۔“

۳۳/۲۱۔ وروى ابن وهب عن مالك من قال ان ردا (2) النبي

1. اجراء هذا الحكم على الولاة لا على العوام نعم من سمع باذنيه من فم المتنقص تنقيصا في حقه عليه الصلوة والسلام فلم يصبر وقتله يكون ماجورا عند الله ورسوله ۲ اقبضى عنى عه
2. وروى ذوالنبي صلى الله عليه وسلم . ۱۲ منه

صلی اللہ علیہ وسلم وروی۔ بردہ، وسخ و ارادہ علیہ قتل (۱)۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”ابن وہب نے امام مالک سے روایت کی کہ فرمایا جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر (یہی حکم ہے حضور کے برکیزے اور ہر عضو کا) میلی ہے اور اس سے حضور کے عیب کا ارادہ کیا وہ قتل کیا جائے گا۔“ علامہ خفاجی حنفی نے فرمایا کہ اگر عیب کا ارادہ نہ ہو تب بھی۔

۳۵/۲۲۔ لاینیغی ذکر مثله وروایتہ عند العوام ولہذا افقی بعض

علماء العصر فیمن قال انه كان یدهن حتی كان ثیابہ ثیاب

زیات، مع انه مروی فی الشامل۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۴۱)

”اس جیسی چیزوں کا ذکر کرنا اور عوام کے سامنے ان کا روایت کرنا درست نہیں، اس لئے بعض علماء زمانہ نے اس شخص کے حق میں فتویٰ (کفر، قتل) دیا کہ جس نے کہا کہ حضور اتنا تیل لگاتے تھے کہ ان کے کپڑے تیل کے کپڑوں کی طرح ہوتے باوجود اس کے کہ یہ حضور کے شامل میں مروی ہے۔“

۳۶/۲۳۔ وكذلك ابو حنیفہ واصحابہ فیمن تنقصہ اے نسب

لہ صلی اللہ علیہ وسلم نقصا دون السب۔ ن۔ بشنی ینقصہ۔ ق۔ او

بری منہ (ای تبراً منہ بان قطع مودتہ ومجتہ علیہ الصلوٰۃ

والسلام) او کذبہ انه مرتد وکذلك قال اصحاب الشافعی کل

من تعرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما فیہ استہانۃ فہو

کالسب الصریح فان الاستہانۃ بالنبی کفر۔ (الصارم المسلول

صفحہ ۵۲۷ وفی الشفا شرحیہ حکم الطمرانی الخ۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔ نسیم

الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۳۷۔ وروی الطمرانی مثلہ عن ابی حنیفہ واصحاب الخ

رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸۔)

”اور اسی طرح فرمایا امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب نے اس شخص کے بارہ میں جس نے

حضور کی تنقیص کی کسی قسم کا نقص آپ کی طرف منسوب کیا یا (آپ کی مودت اور محبت

سے) بری ہوا یا آپ کے کسی قول کی تکذیب کی کہ بے شک وہ مرتد ہے۔ اور اسی طرح

اصحابِ شافعی نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس نے تعریضاً (اشارۃ) ایسی بات کی کہ جس میں حضور کی توہین ہے تو وہ سب صریح کی طرح ہے کیونکہ نبی کی توہین کفر ہے۔“

۳۷/۲۳۔ وفي المبسوط عن عثمان بن كنانة من شتم النبي صلى الله عليه وسلم من المسلمين قتل او صلب حيا ولم يستب والامام مخير في صلبه حيا او قتله. (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۸)

”مبسوط میں عثمان بن کنانہ سے مروی ہے کہ جس نے مسلمانوں سے حضور کو گالی دی وہ قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی دیا جائے گا اور اس کی توبہ ناسموع ہوگی اور امام کو اس کی سولی دینے اور قتل کرنے میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔“

۳۸/۲۵۔ وفي كتاب محمد اخبرنا اصحاب مالک انه قال من سب النبي صلى الله عليه وسلم او غيره من النبيين من مسلم او كافر قتل ولم يستب. (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۸)

”امام محمد کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب امام مالک نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضور کو یا کسی نبی کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر ہو وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔“

۳۹/۲۶۔ وقال اصبح (المالکی الامام المعروف نسيم) يقتل على كل حال اسر ذلك او اظهره ولا يستاب لان توبته لا تعرف. (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”یعنی امام اصبح مالکی نے فرمایا (وہ گستاخ نبی) بہر حال قتل کیا جائے گا چاہے اس گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے۔ اس سے توبہ نہ طلب کی جائے کیونکہ اس کی توبہ غیر معتبر ہے۔“

۴۰/۲۷۔ وقال عبد الله بن عبد الحکم (الفقيه المصري نقه (نسيم) من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم او كافر قتل ولم يستب۔

”حضرت عبد اللہ فقیر مصری نے فرمایا کہ جس نے حضور کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔“ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۴۱/۲۸۔ من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم او كافر قتل ولم يستب. (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

”امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وہ بات کی کہ جس میں نقص ہے بغیر طلب توبہ کے قتل کرتا ہے۔
اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے معتدترین ابن تیمیہ کی گواہی

۳۲/۲۹۔ وقد اتفقت نصوص العلماء من جميع الطوائف على ان

التنقص له كفر مبيح الدم۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷)

”ہرگز وہ کے علماء کی نصوص اس پہ متفق ہیں کہ حضور کی تنقیص کفر ہے اور اس کے خون بہانے کو حلال کرنے والی ہے۔“

۳۳/۳۰۔ ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم من مسلم او

كافر فانه يجب قتله۔ (الصارم المسلول صفحہ ۳)

”مسلمان یا کافر جس نے بھی حضور کو سب یا تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔“

۳۳/۳۱۔ ان جرم الطاعن على الرسول صلى الله عليه وسلم

الساب له اعظم من جرم المرتد۔ (الصارم المسلول صفحہ ۱۱۷)

”حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ طعن کرنے والے اور آپ کو سب کرنے والے کا جرم مرتد کے جرم سے بہت بڑا ہے۔“

۳۵/۳۲۔ قال الزركشي كالسبكي انه لا يجوز ان يقال له عليه

الصلوة والسلام فقير او (1) مسكين وهو اغنى الناس بالله

(نیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۳۶)

”امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ حضور ﷺ کو فقیر یا مسکین کہا

جائے حالانکہ آپ بہت بڑے غنی ہیں۔“

۳۶/۳۳۔ روى ان ابا يوسف ذكر انه عليه الصلوة والسلام كان

يخب الدباء فقال رجل انا ما احبها فحكمت بارتداده۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۶ اور ہذا)

”امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ حضور کدو کو پسند فرماتے تھے۔ تو ایک

1. قال العارف العاقل العلامة عبدالعزيز الفراءوي. مسئلة من الاحاديث ما يخفى عن بعض الناس

ومنها ما كان على النبي صلى الله عليه وسلم من الفقر الاختياري والعيش والحسن وما اصابه من اذى

الكفار سيما يوم احد ۵۱. كوثر النبي صفحہ ۵۸۔ ۱۲ صہ

مرد نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس پر امام ابو یوسف نے یہ حکم دیا کہ وہ مرد ہو گیا۔

۳۷/۳۴۔ واحتج ابراہیم بن حسین بن خالد الفقیہ فی مثل هذا

(ای تقصہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ق) بقتل خالد بن ولید رضی

اللہ عنہ مالک بن نویرۃ لقولہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبکم۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۸)

”حضرت ابراہیم فقیہ نے (گستاخ نبی کے کفر و قتل پر) اس بات سے استدلال کیا کہ

حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو محض اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو تمہارے صاحب کہا۔“

۳۸/۳۵۔ وافقی ابو الحسن قابسی (شیخ الحدیث الزاهد العابد

صاحب التصانیف الجلیلة فی الفقہ والاصول عظیم النظر

۵۳۰۳ نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۳۲) فیمن قال فی النبی صلی اللہ

علیہ وسلم الحمال یتیم ابی طالب بالقتل (لما فیہ من

الاستخفاف والتحقیر)

(نسیم جلد ۴ صفحہ ۳۳۲۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

شیخ الحدیث امام زاہد عابد عظیم النظر امام ابو الحسن قابسی نے اس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جس

نے حضور کو حمال (بوجھ اٹھانے والا) کیونکہ حضور بازار سے خود سامان اٹھالتے تھے) ابو طالب کا یتیم کہا

کیونکہ اس میں استخفاف و تحقیر ہے۔“

۳۹/۳۶۔ وافقی ابو محمد بن ابی زید بقتل رجل سمع قوما

یتذاکرون صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ مر بہم رجل قبیح

الوجه واللحیة فقال لهم تریدون تعرفون صفته ہی فی صفة هذا

المار فی خلقته ولحیته قال ولا تقبل توبته وقد کذب لعنہ اللہ

ولیس ینخرج من قلب سلیم الایمان۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”امام ابو محمد بن ابی زید نے اس مرد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جو اس قوم کی باتیں سننے لگا

جو حضور کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا ان پہ گذرنا تو وہ

مردان سے کہنے لگا کیا تم حضور کی صفت کی معرفت کا ارادہ رکھتے ہو۔ (انہوں نے کہا ہاں تو

اس مرد نے کہا) کہ حضور کی صفت (صورت) خلقت اور داڑھی اس گزرنے والے کی صفت میں ہے۔ نیز اسی امام نے فرمایا اس کی تو بہ مقبول نہیں۔ اس لعنتی نے حضور کی سیرت کو گزرنے والے کی صورت کی طرح بتا کر جھوٹ بکا اور ایسی بات سالم الامیمان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔“

۵۰/۳۸۔ من قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اسود یقتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

”جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیاہ تھے وہ قتل کیا جائے گا۔“

۵۱/۳۹۔ ایک ظالم عشر و صول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا بے شک میرے ظلم کی شکایت حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے اور انہوں نے بھی سوال کیا۔

اس پر امام ابو عبد اللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔“ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۵۲/۳۸۔ فقہاء اندلس نے ابن حاتم فقیہ مولوی طلیعی کے قتل کرنے اور اسے سولی دینے کا حکم دیا۔ اس لیے کہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور کو تمیم کہا اور حیدر کا سر کہا اور گمان کیا کہ ان زہدہ لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

”حضور کا زہد اختیار ہی نہیں تھا بلکہ اضطرابی تھا اور اگر طیبات پر قدرت رکھتے کھاتے۔“

اس سے اس ملعون کا ارادہ زہد حضور میں طعن کرنا تھا اور نہ حضور کو قدرت و طاقت تو تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ کرتے اور چاہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں تو ہو جاتے۔

ھكذا قال القادری و الخفافی الحنفیین۔ (نیم ج ۳ صفحہ ۳۴۵)

۵۳/۴۰۔ ابراہیم فزاری ماہر علوم کثیرہ کو بھی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے فقہا قیردان نے شرعی حکم کی وجہ سے سولی پہ لٹکوا یا اس کے پینٹ کو چھری سے چاک کر لیا پھر اس کی نعش کو جلادیا۔

مؤرخوں نے بیان کیا کہ لکڑی گھومی اور اس کا رخ قبلہ سے پھیر دیا۔ یہ سب کے لئے نشانی تھی تو سب نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فوراً کتا اس کے خون کو چاٹنے لگا۔ یحییٰ بن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹے گا۔ (شفا شریف، جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۵۴/۴۱۔ جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکست دیئے گئے تو بہ کرائی جائے اگر تو بہ کرے

تو خیر و نہ وہ قتل کیا جائے گا۔“ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۵۵/۳۲۔ وكذلك اقول حكم من غمضه او غيره برعاية الغنم او السهو او النسيان او السحر او ما اصابه من جرح او هزيمة لبعض جيوشه او اذى من عدوه او شدة من زمه او بالميل الى نساته فحكم هذا كله لمن قصد به نقصه القتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

”اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا پر یا شدتِ زمن کی وجہ سے یا ازواجِ مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔“

۵۶/۳۳۔ من شتم ملئاً او ابغضه فانه بصير كافرا كما في الانبياء ومن ذكر الانبياء او ملکا بالحقارة فانه بصير كافراً۔

(تمہید ابو شکور سالمی صفحہ ۱۱۲)

”جس نے کسی فرشتہ کو گالی دی یا اس سے بغض رکھا، بے شک وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ انبیاء کرام کے حق میں اس طرح کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ جس نے انبیاء یا فرشتہ کا ذکر حقارت سے کیا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ صاف و صریح گستاخانہ کلمات میں تاویل، ہیرا پھیری نامقبول ہے۔

۵۷/۳۳۔ ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل۔

صاف و صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۱۰۵۲، اکفار المسلمین للکشمیری صفحہ ۷۲۔ بحوالہ الحق السین صفحہ ۱۶ السیدی و شنی شیخ الحدیث رازی وقت حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دام فیض۔

۵۸/۳۵۔ هو مردود عند قواعد الشريعة۔

(شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۳۳)

”یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف و صریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔“ ۵۹/۳۶۔ لا يلتفت لمثله ويعد هذياناً. (تسم ارياض للفتاوى الحنفية)

جلد ۳۔ صفحہ ۳۳۳)

”یعنی صاف (توتینی) لفظ میں تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور اس تاویل کو کیوں شمار کیا جاتا ہے۔“

۶۰/۳۷۔ و التاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔

”ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔“ (خیالی صفحہ ۱۳۸ مع حاشیہ القس

الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ و عبد الکریم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ

۶۱/۳۸۔ وھکذا قال شیخ الصوفیۃ الشیخ الاکبر محی الدین

ابن العربی المتوفی ۵۲۸ھ، (الفتوحات المکیہ جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

۶۲/۳۹۔ ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔

(اتحاف جلد ۲ صفحہ ۱۳ لوزیر یمنی)

”قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔“

۶۳/۵۰۔ التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل ویکفر المتاول

فیہا۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۵۷ للکشمیری وھو منھم)

”ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اور ان میں تاویل کرنے والا کافر ہو جائے گا۔“

۶۳/۵۱۔ التاویل الفاسد کالکفر۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۶۱)

”فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔“

۶۵/۵۲۔ المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر

للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۷۳)

”یعنی حکم کفر کا دار مدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت و ارادہ درکار ہے اور نہ قرآن حال کا

اعتبار۔“

۶۶/۵۳۔ وقد ذکر العلماء ان التهور فی عرض الانبیاء وان لم

یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۷)

”علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا

ارادہ نہ ہو۔“

۶۷/۵۳۔ قال انار رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ

من پیغام می برم یکفر۔ (فصول عمادیہ)

”جس نے کہا میں رسول اللہ ہوں یا ناری میں کہا میں پیغمبر ہوں اور اس سے ارادہ یہ کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں وہ کافر ہے۔“

(فتاویٰ خلاصہ۔ جامع الفصولین۔ فتاویٰ ہندیہ) واللفظ للاول 'تمہید الایمان شریف لسیڈ نا اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۷

۶۸/۵۵۔ امام احمد بن سلیمان سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا ہے فعل اللہ برسول اللہ کذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ سے ایسے ایسے کیا۔ برا کلام ذکر کیا تو اس کو ڈانٹا گیا کہ کیا کہتا ہے، پھر اس نے پہلے سے بھی سخت کلام کیا اور کہا میں نے رسول اللہ سے مراد پچھو لیا تھا کیونکہ وہ لغوی معنی سے ”اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔“ ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ علامہ امام احمد نے فرمایا تو اس کو اسی پر قائم رہ میں اس کو قتل کرنے اور اس کے ثواب میں تیرا شریک ہوں۔ حبیب بن رتیج نے فرمایا یہ اس لئے کہ صریح لفظ میں ہیرا پھیری نہیں سنی جاتی بلکہ ظاہر پر حکم لگے گا۔“

اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب

اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً جماعاً کافر و مرتد ہے، ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فيما فيه انكار ما علم مجينه بالضرورة او المجمع عليه كاستحلال المحرمات ۱۵. ولا يخفى ان المراد بقول علماننا لا يجوز تكفير اهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القبلة فان الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبريل عليه الصلوة والسلام غلط في الوحي فان الله تعالى ارسله الى على رضى الله تعالى عنه و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الى القبلة ليس بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله صلى الله عليه وسلم من صلى صلواتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك مسلم ۱۵

”یعنی موقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے مگر جب ضروریات دین یا اجمالی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جانا اور کھنی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں

سے اس کی سب عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پڑھنا پڑھنا سب برباد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریح صاف تو تینی اور بے ادبی کی عبارتوں میں ہیرا پھیری نہیں ہو سکتی تاویل نہیں ہو سکتی اور نہ وہ تاویل سنی جائے گی جو گستاخ بارگاہ نبوت والوہیت جہنم رسید ہو چکے ہیں، وہ تو جہنم میں پہنچ چکے۔ جو اس زمانہ کے برائے نام مسلمان منہ پھٹ، بے باک، نڈر، گستاخ و بے ادب ہیں۔ وہ اس بے ادبی کا انجام سوچیں اور نبی کی گستاخی سے باز آئیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم، طفیل نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اور میرے متعلقین کو یکے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وائل بیئہ وسلم کی ساری امت کو اپنی اور اپنے حبیب پاک کی بے ادبی سے بچائے، ادب اور تعظیم کی توفیق عطا فرمادے اور ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب کی محبت سے مالا مال فرمادے اور ہمارا خاتمہ ایمان (۱) پر ہو۔

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیک

۱۔ ویبھی التعوذ بهذا الدعاء صباحا ومساءً وقال الشامی لم ار فی الحدیث ذکر صباحا ومساءً بل فیہ ذکر ثلاثاً فانہ سبب المعصۃ من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم "اللہم انی اعوذ بک من ان اشرك بک شیئا وانا اھلم واستغفرک لعا لا اعلم انک انت علام الغیوب"۔ (درختار) وقال الشامی رواہ الحکیم الترمذی فی الزواجر ورواہ نحوہ احمد والطبرانی۔ (رد المحتار ج ۳ صفحہ ۳۱۶۔ ۱۲۴)

باب چہارم

رحمۃ للعالمین۔ نذیر للعالمین۔ شفیع المذنبین، سید المرسلین، محبوب خدا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت کے لزوم اور فوائد کا بیان۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہر مسلمان پر ضروری ہے، لازمی ہے، فرض ہے بلکہ حضور کی محبت اصل ایمان ہے، روح و جان ایمان و اسلام ہے، یہ ہے تو ایمان ہے ورنہ ایمان ہی نہیں۔
علامہ امام قسطلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا۔

اعلم ان المحبة (اللام عوض عن المضاف الیه امه محبة المصطفیٰ علیہ التحیة والسلام والتنا۔ زرقانی) کما قال صاحب المدارج (امه مدارج السالکین اسم لشرح ابن القیم علی کتاب منازل السائرین لشیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن علی الانصاری المتوفی ۵۳۸۱ زرقانی) هی المنزلة (الرتبة العلیة) التي يتنافس فيها المتنافسون والیہا یشخص العاملون والی علمہا شمر السابقون وعلیہا تفانی المحبون وبروح نسیمہا تروح العابدون فہی قوت القلوب وغذاء الارواح وقرۃ العیون وھی الحیة التي من حرمہا فہو جملة الاموات والنور الذی من فقدہ ففي بحار الظلمات والشفاء الذی من عدمہ حلت بقلبه جميع الاسقام واللذة التي من لم یظفر بہا فعیثہ كلہ هموم وآلام وھی روح الايمان والاعمال والمقامات والاحوال التي متى حلت (تلك الاربعة زرقانی) منها فہی كالجسد الذی لا روح فیہا تحمل اثقال السائرین الی بلد لم یكونوا الا بشق الانفس بالعبہ وتوصلہم الی منازل لم یكونوا بدونہا ابدًا واصلیہا وتوزمہ من مقاعد الصائق الی مقامات لم یكونوا لولا ہی داخلیہا (وفیہ تلمیح لمعنی ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق والتقوی بالایمان لا تكون الامع محبة الرسول۔ زرقانی) وھی مطایبا القوم التي سرامہم فی ظہورہا دانما الی

الحبيب وطريق هم الاقروم الذى يلفهم الى منازلهم الاولى (التى كانوا بها فى صلب آدم وهى الجنة) من قريب (بدون عذاب قبل دخولها للمحبة) تالله لقد ذهب اهلها (المحبة) بشرف الدنيا والآخره اذ لهم من معية محبوبهم (المشار لها بقوله انت مع من

احببت) او فر نصيب. الخ

”یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں سبقت سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عالمین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفیٰ کے عالی مرتبہ کو حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی حب نبویؐ کی تسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک و طعام ہے اور روجوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے اور یہ وہ شفا ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اسکے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غم اور دردوں والا ہوا اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ) مقامات (علیٰ) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس بشر کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب سرکار مدینہ بلکہ محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکتے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ و مقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملکہ مقدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ واصلین حضرت الوصیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے اور یہ حب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مواصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدان قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچا دے گا اللہ کی قسم حسین و عشاقان سید عالم داریزہ کا شرف لے گئے اس لئے کہ ان کو حب حبیب خدا

کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگرچہ بظاہر دور ہیں بیاطن ہر وقت پیش حضور ہیں) (المواہب اللدیہ مقصد سابع فصل اول۔ زرقاتی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۸۰، ۲۸۱)
 اللّٰهُمَّ ارزُقْنَا حَبَّ حَبِيبِكَ بِحَرَمَةِ حَبِيبِكَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ اور جز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا
 لم يخلق الرحمن آدم والذى من نسله الالعب محمد
 نبی کی محبت بڑی چیز ہے خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے
 شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے
 کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو مستی ہے
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:-

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
 اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَتَّخِذُونَ كَسَادَهَا وَفَسَادَهَا وَتَرَصُّوْنَهَا أَلْهَبٌ إِلَيْكُمْ
 مِنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجَهَائِدِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ وَاللَّهُ لَا
 يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٠﴾ (توبہ)

”اے نبی! تم فرما دو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری
 بیویاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے
 اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی راہ میں
 کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ
 تعالیٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول
 سے زیادہ محبوب ہو وہ ہار گاہ الہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الہی
 کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

۱۔ قال القاضي عياض بعد نقل هذه الآية "الكلبي بهذا حفاً ونسبها ودلالة وحجة على الزم محبة
 ووجوب فرضها او عظم حطها (ای قدر ما فاندتها. نسيم) واستحفظه لها صلى الله عليه وسلم اذ فرغ تعالى
 من كان ماله واهله وولده احب اليه من الله ورسوله و اوعدهم بقوله تعالى فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ لَمْ
 يَسْأَلْهُمُ بِتَمَامِ الْآيَةِ وَاَعْلَمَهُمُ الْهَمَّ مِنْ ضَلِّ وَلَمْ يَهْدِهِ اللَّهُ". (شلاشریب جلد ۲ صفحہ ۱۵ باب ۲ رقم ۲) ۱۲۲

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-
والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من
والدہ وولدہ۔

”قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان جس کے یہ قدرت میں ہے تم میں سے کوئی اس وقت
تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ
ہوں۔“

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۰ وایضاً رواہ احمد فی مسندہ والنسائی الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ عن الزیادات و
ابویعلیٰ فی مسندہ وابدوداؤد ایضاً کنز العمال طبع جدید جلد ۱ صفحہ ۳۲، ۳۱۔ حدیث ۷۱)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا:-

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس
اجمعین۔

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد اور
سب آدمیوں سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔“ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۰ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف
جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ دوفی روایت مسلم بقدم ولد علی والدہ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹ ورواہ احمد فی مسندہ و الشیخان
والنسائی وابن ماجہ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، کنز العمال طبع جدید دکن صفحہ ۳۱، حدیث
۷۰، جلد ۱، الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۵۱۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ دوفی روایت مسلم عن انس)۔

لا یؤمن عبد و فی حدیث عبد الوارث الرجل حتی اکون احب
الیہ من اہلہ و ما لہ والناس اجمعین۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (کوئی عبد، کوئی مرد مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے
اس کے اہل (گھر والوں) سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔“

(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹)

اس حدیث نے بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز کسی کو رکھے
ہرگز مسلمان نہیں۔ ثابت ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی تمام جہان سے زیادہ
محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہے۔

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ثلث من کن فیہ وجد حلاوة الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب
الیہ مما سواہما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان ینکرہ ان
یعود فی الکفر کما ینکرہ ان ینکف فی النار۔

”تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی کو پایا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے اسے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ کسی مرد سے محض اللہ ہی کے لئے محبت رکھے اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند جاتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷-۸، و جلد ۲ صفحہ ۸۹۲ متفق علیہ۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ والیضارواہ احمد فی مسندہ والترندی والتسانی وابن ماجہ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔ وسویہ والطبرانی فی الکبیر۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ حدیث ۷۷)

۳۔ ابورزین العقیلی (اسد لقیط، صحابی مشہور، تقریب جلد ۲ صفحہ ۱۳۸) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایمان کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

ان تشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده
و رسوله وان یکون اللہ ورسوله احب الیک مما سواہما وان
تحترق بالنار احب الیک من ان تشرک باللہ وان تحب ذا
نسب لا تحبہ الا للہ فاذا کنت کذلک فقد دخل حب الایمان
فی قلبک کما دخل حب الماء للظمان فی الیوم القانظ۔

(رواہ الامام احمد فی مسندہ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۰)

”یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحده لا شریک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ میں جلنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر) و شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جب تو اس طرح ہو تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہوگی جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔“

۵۔ فاطمہ بنت سبہ سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

واللّٰه لا يكون احدكم مؤمنا حتى اكون احب اليه من ولده و والده. ” اللّٰه کی قسم تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔“ (رواہ الحاکمی فی مستدرک۔ کنز العمال جلد ۱۔ صفحہ ۳۴ طبع جدید۔ حدیث ۹۱)

۶۔ عبد اللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه.

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ کنز العمال طبع جدید جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ حدیث ۹۲)

”تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ

ہوں۔“

۷۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه واهلي احب اليه

من اهله وعترتي احب اليه من عترته و ذريتي احب اليه من

ذريته.

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ حدیث ۹۳)

”تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ

ہوں اور جب تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہو اور جب تک میری اولاد

اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور جب تک میری نسل اسے اپنی نسل سے زیادہ پیاری

نہ ہو۔“

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

و سلم نے فرمایا:-

لن يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه. (شفا شریف جلد ۲

صفحہ ۱۵ رواہ البخاری شرح الشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۶)

”تم میں سے ہرگز کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ محبوب

(پیارا) نہ ہوں۔“

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا:-

زر غبا تزدد حبا (1) ”چند دن کے بعد زیارت کر محبت بڑھا۔“

رواہ الامام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسانید امام اعظم طبع دکن جلد ۱ صفحہ ۹۷ و جلد ۴ صفحہ ۳۲۹ و رواہ الہزار و الطبرانی فی الاوسط واللیبقتی فی شعب الایمان عن۔ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ (۱۳۳)

۱۰۔ رواہ الہزار و الیبتی فی شعب الایمان عن ابی ذر رضی اللہ عنہ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

۱۱۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی مستدرک عن حبیب بن مسلمہ التمری الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ (۱۳۳)

۱۲۔ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر و الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

۱۳۔ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

۱۳۔ رواہ الخطیب فی التاریخ عن عاکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ ازادیا و محبت کا حکم فرمایا ہے اور اس کی ترکیب بھی خود بیان فرمائی ہے۔“

۱۵۔ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ حضور نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ عرض کی میں نے تو اس کے لئے نہ زیادہ نمازیں تیار کی ہیں اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ۔ ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من

احببت۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۱-۱۰۵۹ اشفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ صحیح مسلم جلد ۲)

”ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضور نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ

ہوگا۔“

۱۶۔ حضرت صفوان ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے۔ عرض کی یا رسول اللہ اپنا ہاتھ دیں، میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں۔ صفوان نے کہا کہ حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔

انی احبک (قال) المرء مع من احب۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ رواہ

الترمذی والنسائی شرح اشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

۱۔ معنی حدیث از زبان مولانا محمد نواز الدین دہلوی پشتی نقلی مرشد قبلہ عالم برہما اللہ تعالیٰ یعنی زیارت کن درحالتے کہ غائب ہستی۔ (نور الطالبین صفحہ ۲)

”میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا محبت محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محبان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا کے ساتھ ہوں گے۔
۱۷۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

✓ من احبني كان معي في الجنة. (رواه الترمذی مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰ باب الاعتصام بالكتاب والسنة۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷ ارواہ الاصفہانی فی ترمذیہ واخرجا للقاضي عياض۔ شرح شفا للقاري والخطابي جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

”جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

۱۸۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

✓ ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبيکم وحب اهل بیت وقرآۃ القرآن۔

”اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔“

۱۔ اپنے نبی کی محبت۔ ۲۔ اہل بیت نبی کی محبت۔ ۳۔ تلاوت قرآن۔

(رواہ ابو نصر البشیر ازبی فی فوائدہ، والدیلی فی مسند الفردوس و ابن الجار جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۳)

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

المرء مع من احب۔

(رواہ البخاری فی صحیح کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ جلد ۲ صفحہ ۹۱۱)

”محبت محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضور کی بارگاہ میں آیا، پس عرض کی، یا رسول اللہ آپ اس شخص کے حق میں کس طرح فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم کو محبوب جانا لیکن (عمل وفضیلت میں) ان سے مثل رکھنا حضور نے فرمایا:-

المرء مع من احب۔ (صحیح بخاری جلد ۲۔ صفحہ ۹۱۱)

”محبت محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

احب الصالحین ولست منهم لعل اللہ یرزقنی صلاحا

گرچہ میں ناپاک ستم دل پکا کاں بستہ ام

۲۰۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو ایک قوم کو محبوب رکھتا ہے اور اعمال میں ان سے ملا ہو انہیں۔ آپ نے فرمایا:-
المرء مع من احب۔

”ہر مرد اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

(صحیح بخاری جلد ۲۔ صفحہ ۹۱۱) و فی الجامع الصغیر (جلد ۲ صفحہ ۱۸۵) المرء مع من احب رواہ احمد
والشیخان وابو داؤد و الترمذی۔ والتسائی عن انس و فی المحسنین عن ابن مسعود، شرح شفا القاری
جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ وروی هذا اللفظ (یعنی قوله صلى الله عليه وسلم المرء مع من
احب۔ (نسیم) عن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم۔

۲۱/۲۲۔ عبد اللہ بن مسعود و ابو موسیٰ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عن ابی ذر
بمعناہ (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۔ و شرح الخفاجی و القاری جلد ۳ صفحہ ۳۳۸)
۲۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ بید حسن و حسین فقال
من احبنی و احب ہذین و ابا ہما و امہما کان معی فی درجتی یوم
القیمة۔

”حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین کا ہاتھ پکڑ کر
فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دو اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت ہے وہ
قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔“

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ طبع قدیم مصر رواہ الترمذی شرح شفا القاری و الخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۳۹۔
رواہ احمد و الترمذی عن علی۔ کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۹ و الطبرانی عن صفحہ ۵۰۳۔
۲۴/۲۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے کہ

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
لانت احب الی من اہلی و مالی و انی لا ذکرک فما اصبر حتی
اجنی فانظر الیک و انی ذکرک موتی و موتک ففرفت انک
اذا دخلت الجنة رفعت مع النبین وان دخلتہا لا اراک فانزل

اللَّهُ تَعَالَى وَصَنُّ يُطِيعُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ
النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَافِقًا.
فدعا به فقواها عليه. (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷۔ رواہ الطبرانی
وابن مردويه۔ شرح الشفا للقاری والخطابی جلد ۳ صفحہ ۳۳۹۔)

”یعنی بے شک ایک مرد (۱) نبی ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے میرے
اہل اور مال سے زیادہ پیارے ہیں، بے شک میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے نہیں رہا
جاتا۔ تو آ کے آپ کی زیارت کرتا ہوں، اور میں (جب) اپنی موت اور آپ کی پردہ پوشی کو
یاد کرتا ہوں، پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں
گے، اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو آپ کو نہ دیکھوں گا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل فرمائی کہ ”جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ
کا انعام ہے وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی ہی
اچھی ہے“ حضور نے اس کو بلا یا اور یہ آیت (تسلی کے لئے) پڑھ کر سنائی۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی جلد ۵، صفحہ ۲۷۱ میں ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال ہو گیا تو اس عاشق نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اسے
اندھا کر دے تاکہ وہ دنیا میں حضور کے سوا اور تو کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہو گیا۔

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

بہت کہ جز مرزلف تو بہر سرے دگرے نہ شد بدرت کہ جز در کوئے تو بہر دگر گدرے نہ شد
بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد
بیار بہ گلزار شدم رہ گذری بر گل نظر گلندم از بے خبری دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا
رخسار من ایں جاست تو در گل گمری

۲۶۔ وفي حديث آخر كان رجل عند النبي صلى الله عليه وسلم

ينظر اليه لا يطرف فقال ما بالك قال بابي انت وامى اتمتع من

النظر اليك فاذا كان يوم القيامة رفعتك الله بتفضيله فانزل الله

الآية۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۷۷۱)

۱۔ امام بخاری نے اپنی تفسیر میں فرمایا وہ حضور کا غلام تھا اور بعض نے کہا وہ عبد اللہ بن زید تھا۔ شرح شفا للخطابی والقاری
جلد ۳ صفحہ ۳۳۹۔ ۱۲۔

”یعنی ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی مرد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آپ کو تکلیف باندھ کے دیکھ رہا تھا پلک جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہا میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا (تو اس وقت دیدار سے محروم ہوں گا) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مَمَّ الْاَزْيُنُ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ والی آیت اتاری۔“

۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:-

من اشد امتی لی حبا فاس یكونون بعدی یود احدہم لو رآنی
باہلہ ومالہ۔

(ومثله عن ابی ذر۔ اخرجہ القاضی عیاض فی الشفا جلد ۲، صفحہ ۱۷)

”میری پردہ پوشی کے بعد میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہوں گے ان میں ہر ایک یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل و عیال فدا و قربان کر کے مجھے دیکھ لیتا۔“

۲۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷)

۲۹۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خدا کی تمام مخلوق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ پیارا کوئی نہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷-۱۸)

۳۰۔ خالد بن معدان کی لڑکی حضرت عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما كان يأوى الى فراش الا وهو يذكر من شوقه الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم والى اصحابه من المهاجرين والانصار
بسميهم ويقول هم اصلى وفصلى واليهم يحن قلبي طال شوقى
اليهم فعجل رب قبضى اليك (۱) حتى يغلبه النوم۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

اسلامه وذلك ان اسلام ابى طالب كان اقر لعينك. (شفا شريف
جلد ۲ صفحہ ۱۸) رواہ ابن عساکر فی تاریخہ۔ و احمد وابن اسحاق و ابو حاتم شرح الشفا

(تیسری مرتبہ) دے سکتے۔ ورنہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ: ۲۵۸) وغیرہ ذلک مطہ کا ترجمہ بھی میں
ہوگا کہ "انہ قوم ظالمین کو ہدایت نہیں دے سکتا"۔ کیونکہ حضور کے حق میں لا تھدی ہے تو اللہ تعالیٰ سے حق میں لا تھدی سے
در اصل بات یہ ہے کہ رضا اور شہیت میں فرق ہے یعنی پسندیدگی اور ارادہ میں فرق ہے۔ جہایت دینا شہیت پر موقوف ہے نہ کہ
حسب در رضا پر جس طرح حضور کو ابوطالب کا ایمان و اسلام پسند تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں کا اسلام پسند ہے نہ کہ کھو
کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا يَزِيْزِيْهِ لِيَبَاوِيَ الْكُفْرَ (زمر: ۷) یعنی وجہ ہے کہ یوں فرمایا: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ وَلٰكِنَّ اِنَّهٗ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ لِيَعْنِي اللّٰهُ تَعَالٰی نے اپنی ہدایت کا ثبوت و شہیت سے بیان فرمایا اور لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ سے اس طرح
نفرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ وَلٰكِنَّ اِنَّهٗ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اور یوں بھی نہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ وَلٰكِنَّ اِنَّهٗ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ بحسب حضور کی شہیت چونکہ شہیت ایزدی کے تابع ہے۔ لہذا جہاں وہ ہدایت نہیں چاہتا وہاں حضور کی ہدایت نہیں
چاہتے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں سے اسلام پسند ہے اور حضور کو بھی ان کا اسلام پسند ہے لیکن جہایت کا ملنا
پسند نہ کی پر نہیں بلکہ وہ شہیت پر ہوتا ہے اور یہ ہوئیں سکتا کہ حضور کسی کی ہدایت چاہیں اور حضور کا چاہا پورا نہ ہو اور وہ ہدایت یافتہ نہ
ہوا۔ لفظوہ تعالیٰ وَالَّذِيْ جَاء بِالنَّبِيّٰتِ (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وَصَدَّقِيْ بِمَا وَاَدَّبْتِ هُنَّ الْمُسْتَقْبِرٰتُ
لَهُمْ مَا يَشَاءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِنَّ۔ و لفظوہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا "ما اری ربک الا یسارع فی
ہواک"۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ۔ وقال الامام السبکی فی شفاء السقام صفحہ ۷۸ تحت آیت اِنَّكَ لَا
تَهْدِيْ و لیس علیک خلق ہدایہ ۵۱ (تطلق لفظ الہدایۃ) علی خلق الایھداء وهو التوفیق وذلك
مختص باللہ ولذا قال اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ (زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۷۷) آیت کی یہ تو
ضیح علماء کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق ہے اور عرفاً و عظام کچھ اور سی ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ میں نے آقا سے نعت صدر
راشت سلطان المدبرین امام الواصلین فرخ بحر مشاہدہ حضرت سیدی خواجہ غلام نبین دام رضا علی اللہ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ
فیضیہ شاہ جمالیہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد کرم جمع الحرمین جامع الطریقین قلب وقت غمّت زمانہ تحقق پاک۔ عاشق
رسول مارفت قبول حضرت قبلہ سیدنا مولانا فیض محمد شاہ جمالی تدرس سرۃ العالی مجھے فلاں (جس کا نام تقریباً فیضی کو بھول گیا) ختمی
کتاب پڑھا ہے۔ تھے۔ اس میں ہدایت کا مسئلہ چلا آپ نے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَخْبَيْتَ وَلٰكِنَّ اِنَّهٗ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ کا
مطلب عرفاً کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ہدایت کو اپنی ہدایت بنا رہا ہے یعنی اسے محبوب
جس کو آپ ہدایت دیتے ہیں آپ نہیں دیتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے آپ کا ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کی ہدایت دینا ہے فرمایا یہ
آیت و حاتمہ حقیقت اذ تَرَفِیْتِ و لٰكِنَّ اِنَّهٗ تَرَفٰی کی طرح ہے۔ وہاں رہی سید عالم کو پئی رہی کہا گیا۔ یہاں ان کی ہدایت کو اپنی
ہدایت۔ خلاصہ یہ کہ حضور ایسے فانی اللہ کے مقام میں ہیں کہ دونوں کی رہی و ہدایت میں یک جہتی و اتحاد ہے۔ وہاں حاتمہ حقیقت
یہاں لا تھدی ہے وہاں اذ تَرَفِیْتِ یہاں من اجبت وہاں و لٰكِنَّ اِنَّهٗ تَرَفٰی اور یہاں و لٰكِنَّ اِنَّهٗ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ مُتَمَدِّد ہدایت
محدود ہی جو اب ہمارے جلد ۳ صفحہ ۲۲۔ لنبیہمی قدس سرہ النورانی فاحفظہ فہنہ (۱) قال القاری فی المرفقات
جلد ۵ صفحہ ۱۳۳ مرات فضائل سید المرسلین فصل اول نحوہ انظر وعبارتہ فی الملحقہ (جدید لیکن یہ خیال
رہے۔ علماء و ظاہر و باطن کے دونوں جواہر کی غلط مطن نہ ہو۔ خصوصاً لفظ اجبت پر۔ کیونکہ یہ قانون ہے لا مناقشہ فی
الاصطلاح اور بعض علماء اہل سنت ابوطالب کے معاملہ کو سمجھتے ہوئے توقف کرتے ہیں۔ کما قال الشیخ المحقق
فی مدارج النبوت ۱۲ کہہ محمد مطور احمد فیضی بقلمہ۔ (تیسرا گلے صفحہ پر)

”قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ ابوطالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی یہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اور یہ اس لئے کہ ابوطالب کے اسلام لانے میں آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔“

علامہ فتاویٰ رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح مکہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ وہ ناجینا ہو چکے تھے) حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضرت ابو بکر سے حضور نے فرمایا اس شیخ کو اپنے گھر رہنے دیتے میں خود وہاں آجاتا حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ (والد صاحب) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئیں تو حضور نے ان کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا پھر ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مسلمان ہو جا تو وہ مسلمان ہو گئے جب حضور نے ابو بکر کے والد کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا، اس پر حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ اگر ابوطالب اسلام لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے زیادہ خوشی تھی۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۲۔ اس سے حضرت ابو بکر کے دل میں محبوب خدا کی کمال محبت ثابت ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا۔ یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروا نہ داری شمع رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ میں بعد انبیاء مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا وعلیہم اجمعین وسلم تمام جہان پر تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و

ضمیر

(بیتہ صغیر گزشتہ)

(انک لانتہدی)

(۱) قال القاری فی المرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۴ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الاوّل ملخصاً ومعہم کلام الطیبی۔

قد یسب الہدایۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم نظراً الی کونہ من اسباب الہدایۃ ومنہ قولہ سبحانہ ، وَانْک لَنْتَہِدِیْ ”۔ وتنفی عنہ احرى نظراً الی ان حقیقۃ الہدایۃ راجعۃ الی اللہ تعالیٰ ومنہ قولہ سبحانہ وَانْک لَنْتَہِدِیْ ”منہ اَحْبَبْتُ فیکون من قبیل قولہ تعالیٰ وَمَا نَرْغَبُ اِذْ نَرْغَبُ اِی مَارِیْتِ خَلْقًا و حقیقۃ اذ مریت کسباً وصورۃ و لکن اللہ زمی حیث جعلک قادراً علی الرمی وفا علائہ الخ والاظہر ان نفی الہدایۃ عنہ انما هو بالنسبۃ الی من لم یرد اللہ ہدایۃ و الباتھا لہ فیمن ارادہ لہدا فلا مسافۃ فہو صلی اللہ علیہ وسلم مظهر ہدایۃ الخ ایضاً فی المرقاۃ رجحہ القاری آخرہ۔ واجیب بانہ (انک لانتہدی الآیۃ) کقولہ تعالیٰ وَمَا رِیْتِ اذ مریت الخ (براس شرح شرح عمائد صفحہ ۳۰۶) وھکذا قال المحمد الربلوی فی حیات الموات

اکرم واکمل و اعظم کر دیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم و صلوة کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی و لکن بخشی و قرفی صدرہ بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راح و متمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا لو وزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرحیح (۱) ایمان ابی بکر (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۰) اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے (۲)۔

۳۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس سے کہا (جب کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) آپ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے والد خطاب اسلام میں داخل ہوں کیوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸) رواہ البیہقی و لمیز ارعن ابن عمر رضی اللہ عنہما (شرح شفا للمختار والقراری جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۴۔ انصار کی عورت کا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ اس (خبر کے سننے) پر اس نے کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا ہے (اس جملہ سے مراد اس کی یہ تھی کہ حضور صحت، عافیت اور سلامتی سے ہیں یا نہیں۔ لیکن بطور ادب اس نے یہ نہ پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ بلکہ کہا حضور نے کیا کیا۔ جب کسی کام کا کرنا ثابت ہو جائے گا تو زندگی دنیاوی اور صحت خود بخود معلوم ہو جائے گی کیونکہ فضل کو حیات لازم ہے نسیم) یا حضور کے ساتھ کیا ہوا۔ (فضل۔ قاری) صحابہ نے جواب دیا حضور بجز اللہ خیریت سے ہیں جیسا کہ تو پسند کرتی ہے۔ عورت نے کہا مجھے دکھاؤ تاکہ میں آپ کی زیارت کروں۔ جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی، عرض کرنے لگی۔

کل مصیبة بعدک جلیل

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸ رواہ ابن اخیق امام المغازی والبیہقی۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

”جب آپ صحیح و سالم ہیں تو (باپ بھائی شوہر وغیرہ کے قتل کی) ہر مصیبت نرم ہے شاق نہیں۔“

گھول گھٹاں میں یار دے تاں توں بال بیچے اس کس دے میاں جی

1. قال العزالی قدس سرہ العالی فی احیاء علوم الدین (جلد ۱ صفحہ ۳۶) ”ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ الذی لو وزن بایمان العالمین لرحیح“ کما شہد له بہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم (وفی ہامش الاحیاء حدیث ”لو وزن ایمان ابی بکر بایمان العالمین لرحیح“ ابن عدی من حدیث ابن عمر باسناد ضعیف (بقول البیہقی والضعیف مقبول فی المناقب والفضائل عند المحدثین) ورواہ البیہقی فی الشعب موقوفاً علی عمر باسناد صحیح حتی کان یصلہم ابوبکر بالسر الذی وقر فی صدرہ ۵۱ البیہقی عملاً۔

۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہاری محبت کس طرح تھی فرمایا اللہ کی قسم حضور ہمیں ہمارے مالوں اور ہماری اولاد اور ہمارے پاؤں اور ہماری ماؤں اور سخت پیار سے کی نسبت ٹھنڈے (۱) پانی سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۳۶۔ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کو (ایام خلافت میں) لوگوں کی دیکھ بھال و حفاظت کے لئے گشت کر رہے تھے تو ایک گھر میں چراغ روشن دیکھا کہ ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ الطیبون الاخیار، قد کنت

قواما بکا بالاسحار، یالیت شعری والمنایا اطوار، هل تجمعنی

وحیبی الدار۔

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ نیکیوں کا درود ہوتی برگزیدہ ان پہ درود بھیجیں۔ آپ رات کو قیام فرمانے والے اور سحر کو بہت رونے والے تھے۔ کاش مجھے علم ہوتا جب کہ مقصودوں میں مختلف واقعات حائل ہو جاتے ہیں۔ کیا مجھے اور میرے محبوب کو کوئی دار جمع کرے گی، یعنی کون سے گھر وصل وصال ہوگا۔“

حیب سے اس کی مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو وہاں بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ رواہ ابن المبارک فی الازہد۔ شفا جلد ۲ صفحہ ۱۸۔ ۱۹، نیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

لگی تا نگ پتل دی سا نگ جذاں بہنا چوڑا جزی ماگھ تذاں
اللہ تمھیں وصل دا سا نگ کذاں سہرے ساڑے گہٹنے لاتھے میں

(خواجہ فرید)

۳۷۔ جب حضرت بلال کے وصال کا وقت آیا۔ ان کی بیوی نے یہ ندا کی ”واحرزناہ ابائے نعم، حضرت بلال نے اسی جاگنی کے عالم میں فرمایا۔

واطرہا غدا الاقی الاحبہ محمدا وصحبہ (فی الشفا بدل صحبہ

وحزبہ) زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۸ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۔

۱۔ ملاحظی قاری نے فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ نفع دینے والے ہیں۔ کیونکہ حضور روح ارواح ہیں۔ پانی میں تو جسم کی حیات کا ہوا ہے جب کہ نبی میں روح کی حیات ہے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو ارواح سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔ ۱۲۔

”واہ خوشی! کل محبوبوں سے ملوں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کا دیدار کروں گا۔“

الموت جسر یوصل الحبيب الی الحبيب۔

۳۸۔ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف کی زیارت کراؤ تو حضرت عائشہ نے اس کے لئے مزار شریف کھولا تو وہ

عورت دیکھ کے روئی یہاں تک کہ روتے روتے وہاں فوت ہو گئی۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

سررد قدم یار فدا شد چہ بجا شد اس بار گراں بودا شد چہ بجا شد

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں

سازیم فدائے سگ دربان محمد (ﷺ)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

۳۹۔ جب اہل مکہ نے زید بن وہبہ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے نکالا تو ابو سفیان نے ان سے کہا ہے

زید تجھے خدا کی قسم یہ بتا کہ کیا تجھے یہ بات پسند تھی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے

ہاں تیری جگہ (یعنی قتل کے لئے) ہوتے اور ان کی گردن ماری جاتی اور تو اپنے گھر میں (صحیح

وسالم) رہ جاتا۔ حضرت زید نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور اس وقت

جہاں ہیں وہاں ہوں اور انہیں کاٹنا لگے اور میں اپنے گھر بیٹھا ہوں۔ اس پر ابو سفیان نے کہا۔

ما رايت من الناس احدا يحب احداً كحب اصحاب محمد

محمد (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

”میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی کے ساتھ اتنا محبت والا نہ دیکھا جتنا کہ اصحاب محمد کو محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔“

۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ان سے کہا گیا۔

اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح (۱) یا محمد (۲)

فانتشرت (۳)۔ شفا شریف ج ۲ ص ۱۹ رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ

1۔ ای فنادی ما علی صونہ۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲۔

2۔ قال القاری۔ ”کانہ رعی اللہ عنہ قصد بہ اطہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ شرح الشفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲۔

3۔ وهذا یقتضی صحۃ ما حربوہ۔ نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲۔

شرح شفاء اللخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۵۵۔ مناعل الصفا للسیوطی ص ۶۳
بحوالہ الطیب البیان ردّ تقویۃ الایمان ص ۳۲ (ابن السنی ص ۵۹۔ کتاب
الاذکار للنووی ص ۱۳۵ حصن مطبوعہ مصر ص ۳۰ حصن مطبوعہ نور محمد
مع ترجمہ اردو ص ۷۵، تختہ الذاکرین للشوکانی و ہونیم ص ۲۳۹) نیز شوکانی
نے کہا ہے۔ قال فی النہایہ ومنہ حدیث ابن عمر انہا خدرت
رجلہ فقیل لہ ما لرجلک فقال اجتمع عصبہا قبل اذکر احب
الناس الیک فقال یا محمد فیسطہا انتہی قال النووی فی
الاذکار باب ما یقول اذا خدرت رجلہ روینا فی کتاب ابن السنی
عن الہیثم ابن العنش قال "کنا عند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما فخدرت رجلہ فقال رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکانما نشط من عقال" اہ تختہ
الذاکرین للشوکانی۔ صفحہ ۲۳۹۔

امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں:-

حدثنا ابو نعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحق عن عبدالرحمن
بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب
الناس الیک فقال یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الادب
المفرد للامام البخاری۔ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مصر۔

”یعنی جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو یاد کر (ان کا ذکر کر) یہ تکلیف دور ہو جائے
گی۔ تو وہ خوب چپچپے یعنی اونچی آواز سے یہ ندا کی۔“ یا محمد اہ “تو ان کا پاؤں اچھا ہو
گیا۔

۳۱۔ نیز اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

وقدروی انہ وقع مثله لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکرہ
النووی فی اذکارہ وروی ایضا عن غیرہما (۱۔ ابن عمر و ابن
عباس) نسیم الریاض واللخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ حصن مطبوعہ نور محمد۔
شوکانی غیر مقلد اس اثر کے تحت لکھتا ہے۔ ”ہذا لائراخرجہ ابن السنی

موقوفاً علی ابن عباس وعلی ابن عمر رضی اللہ عنہما (عنہم)
 کما قال المصنف رحمہ اللہ۔ "تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مصر۔

ان دو حدیثوں، اثروں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور دکھ درد و الم، مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کے ساتھ ندا پکارتا اور آپ سے استغاثہ، استعانت، مدد طلب کرنا نہ شرک ہے نہ کفر نہ گمراہی بلکہ جائز ہے، مستحسن ہے۔ خیر القرون کے مقدس افراد کا طریقہ ہے۔ صحابی کی سنت ہے۔ حدیث سے ثابت (1) ہے۔

1۔ (ان حدیثوں پر گھمرونی کا حوالہ اور فیضی کا دفاع)

فریق مخالف کے محرر محرف عیار مؤول مولوی سرفراز گھمرونی نے حدیث نمبر ۳۰ حضرت ابن عمروؓ پر دو حصے کئے ہیں یعنی دو جواب دیئے ہیں۔ قولہ

جواب اول۔ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور پھر ہے بھی ضعیف اور اس کی کوئی سند بھی جرح سے خالی نہیں۔ پھر کہا کہ اس کی ایک سند میں اوشبہ ہے اور دوسرے دو میں محمد بن احمد ہے وہ ضعیف ہے۔ تیسری سند میں زبیر بن معاذ ہے من ابی اہلق ہے۔ زبیر کی وہ حدیث جو ابواہلق کے طریق سے ہوئی وہ ضعیف ہے اور خود ابواہلق بھی مخطا تھے۔ اسی قول گھمرونی نے توجیہ صفحہ ۱۳۹، ۱۵۰۔

اقول وباللہ التوفیق عمل صحابی کے وزن گرانے کے لئے یہ حیرت انگیز عیاری و چالاکी ملاحظہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔ یہ حدیث حدیث مرفوع سے کہی تو کیا حدیث موقوف کو رد کریں۔ عمل صحابی شرک کا نہ عمل ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ) نہ بلکہ عمل صحابی کی تقلید ہدایت ہے حدیث قدسی و وحی ربانی ہے کہ "فمن اخذ بشیء مما ہم علیہ من اختلافہم فهو عدی علی ہدی" وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالجود ماہم اقتدیتم اہدیتم رواہ زبیر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳ صفحہ ۵۵۳۔ منار پھر نور انوار میں ہے تقلید الصحابی واجب "نور الانوار" صفحہ ۲۱۶ خود گھمرونی صاحب کی زبانی قول و فعل و عمل صحابی کی شان ملاحظہ ہو۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ حضرات ہر ایک اپنے مقام پر آفتاب ہدایت کا درخشاں ستارہ اور ستارہ عالم کا روشن قرہ ہے۔ (راہ دست صفحہ ۷۷) نیز گھمرونی صاحب نے لکھا ہے "غرضیکہ صحابہ کرام امت کے لئے حق و باطل، خیر و شر، سنت و بدعت اور ثواب و عقاب وغیرہ امور کے پرکھنے کی کسوٹی اور معیار حق ہیں۔ جو کام انہوں نے کیا وہ حق اور سنت اور باعث نجات ہے اور ان کام کو باطل و فعل و غیرہ امور کے لئے ذریعہ فلاح اور وہی ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس کی خلاف ورزی تباہی اور بربادی پر منتج ہوگی اور بس۔ مشہور غیر متفقہ عالم سوانح حافظ محمد عبداللہ روپڑی تحریر فرماتے ہیں "اقوال صحابہ کے ساتھ استدلال کرنا خصوصاً اسلام میں داخل ہے (ضمیمہ رسالت اہل حدیث صفحہ ۳) نیز وہ لکھتے ہیں کہ "اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کے اقوال میں اولیٰ توفیق یعنی رسول کی حدیث ہونے کا احتمال قوی ہے اور اگر ہمیں فہم کا وہ عمل ہو تو بھی رسول اللہ ﷺ کی روش کی طرف زیا، و زو، ایک ہیں اے (ایضاً صفحہ ۹) اور راہ دست صفحہ ۷۷، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲

مسلمانو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنا بہت ہی اہم ہے۔ کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بقیہ صفحہ ۶۳۷) کرنا اور جواز و احسان پر استدلال کو باطل کرنا اور مزید برآں مابینت من پر شرک و مکرہی کا فتویٰ دینا خلاف تحقیق و خلاف انصاف ہے کہ فلاں حدیث منقوہ ہے مرفوع نہیں یا فلاں حدیث مرفوع حسن الخیر ہے حسن لذتہ نہیں۔ یا صحیح الثیرہ ہے صحیح لذتہ نہیں یا شرط مسلم پر صحیح نہیں بلکہ اور اماموں نے اس کی صحیح کی ہے یا شرط مسلم پر صحیح ہے شرط بخاری پر نہیں یا شرط بخاری پر صحیح ہے شرط شعبین پر صحیح نہیں۔ یا شرط شعبین پر صحیح ہے صحیح مسلم کی نہیں یا صحیح مسلم کی ہے صحیح بخاری کی نہیں یا صحیح بخاری کی ہے متفق علیہ نہیں یا متفق علیہ خبر واحد ہے حدیث مشہورہ نہیں یا حدیث مشہورہ ہے حدیث متواتر نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ ”پھر ہے بھی ضعیف“ یہ بھی فن حدیث اور کتب حدیث اور فن اسناد الرجال سے ناواقف کی دلیل ہے۔ (۱) امام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن جریر نے اس عمل کو ابن ابی اسنی کے حوالہ سے اپنی حسن حصین میں درج کیا ہے مگر اور خود حسن حصین کے خطبہ میں فرماتے ہیں:-
واخرجه من الاحادیث الصحیحة ”اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے تیار کیا ہے۔“ (حسن حصین بیع ترجمہ اردو مطبوعہ نور محمد۔ صفحہ ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن مرجم ہے۔ (۲) باقی رہا یہ کہ اس حدیث کے فلاں فلاں روای ضعیف ہیں تو گذارش یہ ہے کہ اس حدیث کی ایک سند الادب المفرد امام بخاری سے ذکر ہو چکی وہ کچھ متال کر دیا شاید اس میں ابوشعبہ یا محمد بن مصعب یا زبیر بن صہبہ بن عیینہ یا ابی اسحق نخل آئے۔ باقی رہا ابوالخلیفہ قرظی (یہ راوی بروایت بخاری الادب المفرد میں ہے) تو اولاً ابوالخلیفہ کی تصنیف ہو صرف تقریباً جلد ۲ صفحہ ۳۹۰) میں گیارہ ابوالخلیفہ مذکور ہیں۔ پھر بصورت تصنیف و ثبوت جرح جرح مصرع ہو تو کارآمد ورنہ جرح مجہم خفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب تفسیر مدارک و کنز الدقائق مناہج میں رقم طراز ہیں: والظعن المجهوم من ائمة الحديث لا يجرح الراوى عندنا۔ نورالانوار صفحہ ۱۹۲ باقی رہی ابن اسنی کی سند تو وہ یہ ہے: محمد بن خالد البردعي حدثنا حاجب بن سليم حدثنا محمد بن مصعب حدثنا اسرائيل عن ابي اسحق عن الهيثم بن حنش الخ (تخذه الذاكرين صفحہ ۲۳۹) اس سند میں بھی ابوشعبہ اور زبیر بن صہبہ کو تلاش کرتے رہو شاید مل جائے باقی رہا محمد بن مصعب تو اولاً تصنیف ہو۔ ثانیاً بر تقدیر ثبوت جرح۔ جرح مصرع ہو جو گمگمادی صاحب نے ذکر کی ہے۔ وہ جرح مجہم ہے نہ کہ مصرع۔ لہذا وہ خفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے جیسا کہ گذار۔ (۳) پھر بروایت جرح معتبر و مشہور مصرع صحیح امام جریری سے مکر ہوگی اور بوقت تضاد جرح و تقدیر مذہب امام سنائی یہ ہے کہ تقدیر کو ترجیح ہے مذہب السنائی“
ان لا يترك حديث الرجل حتى يجمع الجميع على تركه ولعله كان يقدم التعديل على الجرح او لان الاصل في المسلم العدالة وجرح البعض يسقط بتعديل البعض للعارض (کوثر الثمینی صفحہ ۱۰۳) بر تقدیر ثبوت ضعف حدیث ابن مرجم چونکہ اس کے کئی طرق ہیں۔ دو سندیں تو ابھی مذکور ہوئیں اور فریق مخالف کے مخبر مخبر جرح مصرع و مشہور بھی اس حدیث کی ثمن سندوں کے خود متصرف ہیں۔ (گلدستہ توحید صفحہ ۱۳۹) لہذا یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حسن ہوگی۔ تعدد الطرق یبلغ الحديث الضعیف الى حد الحسن (مرکات آ فضل الثانی بابعا لا يجوز من العمل في الصلوٰۃ از افادات اعلیٰ حضرت والفضیل فی الہاد الکافی لہ) حصول ثبوت کے لئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں۔ صرف دو بھی مل کر ثبوت پا جاتے ہیں۔ تیسرے میں فرمایا: ضعیف لضعف عمر و بن واقد لکنه يقوى بوروده من طریقین (الہاد الکافی صفحہ ۳۷) اس کی تو دو چھوڑ تین سندیں ہیں۔

۵۔ حدیث ابن عمر بر تعالیٰ اہل علم ہے چنانچہ علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر نے با محمد اہ پکارا تو فوراً ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

وهذا يقتضى صحة ماجروه وهذا مما تعاهده اهل المدينة

(تیسرے میں فرمایا: ضعیف لضعف عمر و بن واقد لکنه يقوى بوروده من طریقین) (بقیہ صفحہ ۶۳۷)

اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں تو محبوب خدا سے ضرور محبت ہو۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) "اور یہ ان کی تجربہ شدہ بات کی محبت کی متقاضی ہے اور اس (بوقت دفع در حضور کو نہ آنا اور آپ سے استفاہ) یہ اہل مدینہ کا عمل ہے۔"

شوکانی صاحب نے بھی اس حدیث کے تحت یہی لکھا کہ اس پر عمل کرو۔ فیسبی ذکرہ عند ذلک (تختہ الزائرین صفحہ ۲۳۹) اور اہل علم کے عمل کے لینے سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحیح الحدیث قول اہل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعمد علی مثله (مرقات لعلی القاری باب الصلوۃ حدیث من جمع بین الصلوۃ من غیر عذر الخ) لہذا یہ حدیث بالفرض و الحال اگر ضعیف تھی تو تعاد اہل مدینہ سے قوت پائی اور تعاد اہل مدینہ اس کی محبت کی دلیل ہے۔

۶۔ اور اگر بالفرض و الحال اس حدیث کا ضعیف ہونا معتبر تھا اور معتبر ہے تو کیا ہوا باب فضائل میں پھر بھی معتبر ہے اور اس میں یا محمد اہ کی نداء کے عمل کی یہ فیضیت ہے کہ درود الم دور ہو جاتا ہے۔ امام ابو ذر یا نووی از یمن پھر امام ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات (تحت حدیث من حفظ علی امی اربعین حدیث الخ) اور زر زین شرح حسن حصین میں فرماتے ہیں: قد اتفق الحفاظ و لفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال و لفظ الحرز جواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق (الہاد الکاف صفحہ ۴۱۰۰)

قولہ۔ لہذا باب عقائد میں ان کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ (گلدستہ صفحہ ۱۵۰) اقول لہذا حدیث ابن عمر بر تقدیر ثبوت و اعتبار ضعیف باب فضائل نداء سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور معتبر و حجت ہے ہاں ان روایتوں کے ہوتے ہوئے نداء سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر شکر کا ثبوت کیسے لگ سکتا ہے۔

قولہ۔ جواب دوم۔ یہ حدیث موقوف اور ضعیف ہونے کے ساتھ فریق مخالف کو چند ان منہ بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں اذکر کا لفظ ہے "ادع" کانہیں اور حرف نداء قریب و بعید دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ (شرح لئہ عالم صفحہ ۳ صوفیہ) اور اشتیاقا سے کسی کا ذکر کرنا جب کہ اس کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب اور تصرف فی الامور تکبیر ہے اور اکثر صوفی اور بزرگان دین سے اس معنی میں یاروسل اللہ مروی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خان صاحب کی طرح یہ شیعی حسیضین کر دے کہ میں توحہ کے لئے پکارتا ہوں تو البتہ ناجائز ہو۔ خان صاحب فرماتے ہیں

بیٹھے اٹھے ہر دے واسطے یاروسل اللہ کہا پھر تجھ کو کیا (حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۵۰)

اقول۔ ہمارا استدلال لفظ اذکر سے نہیں۔ یہ تو کہنے والے نے حضرت ابن عمر کو کہا۔ بلکہ ہمارا استدلال تو اس سے ہے کہ فصاح (ای فتاویٰ باعلیٰ صوتہ۔ علی قاری کہا محمد اہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اونچی آواز سے یہ ندا کی۔ یا محمد اہ یعنی یا محمد اہ پکارنا کہ صرف ذکر کیا۔ صاحب۔ نادہ یا محمد اہ کے الفاظ پر فرور ہو۔ کیا یہ صرف ذکر ہے یا نداء پکار ہے ملاحظہ قاری نے فرمایا کہ صحابی ابن عمر نے استفاہ کے ضمن میں اظہار محبت کا قصد کیا ہے۔ شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ کما مر عبارتہ) استفاہ اور استغیث ہی ہے۔ لہذا یہ صرف ذکر نہیں بلکہ مدد طلب کی جاری ہے۔ قولہ حرف نداء اقول یعنی یا حرف نداء قریب و بعید دونوں کے لئے ہے۔ یہ بعض نداء کا مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یا حرف نداء بعید کے لئے ہے۔

ہیں بدانی ہمزہ را مستعمل از بہر قریب

از برائے دور یا ہم چوں آیا دیگر ہیا

شرح لئہ عالم عبدالرسول، مجموعہ نحو میر صفحہ ۷۸۔

اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ یا واسطی نداء کے لئے ہے نداء قریب کے لئے ہے اور نداء بعد کے لئے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ صحابہ انبیاء سابقین کے ذکر میں رطب

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بہر اقرب ای و ہمزہ بہر اوسط است یا

بعد ازاں از بہر البعد داں بیا را یا ایا

شرح مائے عامل مولانا جامی۔ مجموعہ نحو میر صفحہ ۹۰

خیر یہ تو گھمرو دی صاحب کی یکطرفہ ذمہ داری کے مقابل ہم نے خوبیوں کے دوسرے اقوال ذکر کر دیئے۔ یا کہ بقول گھمرو دی صاحب قریب و بعید دونوں کے لئے ہی مانو تو پھر ہمیں کیا ضرر ہے اگر نداءے سیدنا و امین سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والے یا کونادائی قریب پر حمل کر دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منادی ابن عمر کے قریب ہونا بجم غمیری ہوگا۔ تو اس میں یہ فائدہ کہ یہ عمل ابن عمر حضور کے انکار نہ فرمانے سے ملت تقریری میں شامل ہوگا اور اگر جم غمیری وہاں نہ ہو (صاح و غیرہ الفاظ سے بھی اشارہ یہی مستفاد کہ جم غمیری سے آپ وہاں نہ تھے) تو علم و روحانیت و حقیقت محمدیہ کے اعتبار سے قریب ثابت ہو جائے گا۔ فہو المقصود فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و قریب للحدادی اور اگر اس حدیث والے یا کونادائی بعید کے لئے مانو تو پھر یہ مسئلہ ثابت کہ صحابی نے بوقت مشکل دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدد کے لئے پکارا قولہ اشتیاقا یا سے کسی کا ذکر کرنا (اقول) خود تو لکھا (یا حرف نداء۔ اب یہاں یہ نہ لکھا کہ یا سے کسی کو نداء کرنا بلکہ عیاری و چالاکا کرتے ہوئے یہ لکھا یا سے کسی کا ذکر کرنا، ہ و حرف نداء یہ نہ ہا بلکہ حرف ذکر ہے بحان اللہ حضرت ابن عمر نے تو صرف شوق و محبت کے طور پر ذکر کیا بلکہ استیفاء کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات صرف اشتیاقا یا سے ندا کی جاتی ہے لیکن ہر نداء محبوبان خدا کو اشتیاق پر محمول کرنا اور استیفاء و استعانت کے طور سے ندا کرنے پر شرک و مگر ای عدم جواز کا فتویٰ دینا پکارنے والے حضرات کی عبادت انصاف میں حریف ہے۔ بطور نمونہ چند عبادت ملاحظہ ہوں:

شیخ سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی یوں رطب اللسان ہیں۔ وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو لکھتا خیر وین سے باہر ہے۔۔۔ ان بستان المحمد ثین مزہم اردو صفحہ ۲۰۶۔ ۱۳۱) نے فرمایا:

انا لعربدی جامع لشتانہ اذا ما سطا جود الزمان ہنکبہ وان کنت فی ضیق و کرب
و وحشة فنادی بیا زروق آت بسرعه

(بستان المحمد ثین صفحہ ۲۰۶) لثاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

”میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ تکبت و ادبار اس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یازروق کہہ کر پکار میں فوراً آ سو جو دہوں گا۔“

جن کے ظالموں کے پکارنے سے تنگی، بے چینی، وحشت دور ہوانے آقا کو پکارنے میں کسی کو مشکلات حل ہوں۔ کیا سیدی امام زروق نے شرک کا نہ فصل کی تعلیم دی ہے۔ کیا وہ گھمرو دی صاحب جتنا بھی علم نہ رکھتے تھے کہ نصوص قرآنیہ تو مافوق الاسباب وصال یافتہ دور والے بزرگ حتیٰ کہ خود سرکار مدینہ کی پکار کی نفی کر رہی ہیں اور یہ اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پھر توجہ ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر کہ ان کے شرک اشعار بظاہر رد و نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ انہ ان کی ایک مدح کرتے ہیں کہ ان کے مرتبہ کمال کو لکھتا خیر وین سے باہر ہے کاش یہ بزرگان گھمرو دی صاحب کا کھد نہ پڑھ لیتے تو اتنا شرک میں جلتا نہ ہوتے۔ یہ سب نظام درہم برہم اس لئے ہوا۔ ”ندعون، بعدعون و غیرہ الفاظ قرآنیہ کو مفسرین کے بیان کردہ معانی بعدعون، بعدلون سے امراض کے مطلق پکار پر لکھا۔ پھر جب مطلق پکار شرک ہونے لگی تو آپ کو بچانے کے لئے کبھی زندہ کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا اور کبھی قریب والے کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا۔ پھر استعانت والی پکار کو علیحدہ کیا تو اپنے خانہ زاد قوا عین و استیفاء کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بدعتی تقسیم کھالی کہ ایک ہے مافوق الاسباب اور ایک ہے تحت الاسباب۔ جناب والا یہ تقسیم کھالی آیت و حدیث صحیحہ حواتر میں وارد ہے کیونکہ یہ تقسیم باب عقائد میں وارد ہے۔ کیا اس تقسیم پر قطعی الثبوت و قطعی (بقیہ صفحہ گزشتہ) (بقیہ صفحہ گزشتہ)

اللسان تھے تو حضور تشریف لائے اور فرمایا:-

الا وانا حبيب الله ولا فخر- الحديث طويل انتهى بقدر المطلوب
رواه الترمذی والداری مشکوة باب فضائل سيد المرسلین
عليه الصلوة والسلام فصل ۲ صفحہ ۵۱۳۔

”خبردار (ہو) میں اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہوں اور یہ فخر نہیں فرماتا (بلکہ تحدیثِ نعمت ہے)۔“
علامہ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کے تحت رقم طراز ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اللہ لائے دلیل پیش ہو سکتی ہے۔ هل من مبارز۔ پھر انبیاء و اولیاء من دون اللہ میں شامل ہونے لگے۔ دعویٰ خاص ہو گیا دلیل عام رہی۔ گرتو قرآن بدیں نسط خوانی۔ بہری رونق مسلمانی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شرک اکبر مستنسخ لذاتہ جو توحید واجب لذاتہ کی نقیض ہے اور بہر صورت وہ بہر حال شرک و محال لذاتہ ہوتا ہے اس کے بعض افراد امکان بلکہ وقوع میں آنے لگے۔ شرک تو عقیدہ بزمان و عقیدہ بزمان و عقیدہ بافراذ نہ تھا۔ اب یہ ندائے مجہولان خدا ایسا شرک نکلا جو بعض صورتوں و بعض حالتوں میں شرک نہ رہا مردہ کو پکارا تو شرک ہے زندہ کو پکارا تو شرک نہیں۔ دور والے کو پکارا تو شرک، نزدیک والے کو پکارا تو شرک نہیں۔ پھر بھی انبیاء و اولیاء کا پکارنا شرک ہے اور یہ تقسیم بھی برقرار۔

گر ہمیں کتب و ہمیں ملا کارمظناں تمام خواہ شدہ

پھریوں بھی کہہ دو کہ غیر اللہ تعالیٰ کو عبادت کا سجدہ کرنا جائز، دور والے کو شرک۔ زندہ کو جائز، مردے کو شرک۔

فی اللعجب۔

۲۔ کلیات امداد یہ مطبوعہ یو بند جہاد اکبر مع نالہ ادغریب کے بعد والی مناجات میں صفحہ ۲۴ پر ہے:

اسے رسول کبریٰ فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

حتیٰ مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اسے میرے مشکل کشا فریاد ہے

۳۔ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم ہے کس کا کوئی حامی کار

جو توی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بے گاکون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(تصانف قاسمی صفحہ ۸)

کیوں صاحب ”مدد کر اے کرم احمدی“ یہ بھی شوقیہ ذکر رہی ہے امداد تو نہیں مانگی جا رہی۔

حدیث ابن عباس کے حعلق مگھودی صاحب نے کہا ”قولہ“ اس کی سند میں غیاث بن ابراہیم متروک ہے۔

(حصہ ملخصاً)

(اقول) حصن حصین والے نے اس سے استنباط و استناد کیا ہے اور اس نے خود ہی اس کے مقدمہ میں کہا کہ میں نے حصن حصین کو صحیح احادیث سے تیار کیا ہے کامر لہذا یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز اس کے بقیہ جواب وہی ہو سکتے ہیں جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں یہ بطور اختصار ہے۔ بحث محمدی طور پر آگئی اور نہ میں اس کے درپے نہ تھا نہ اس موضوع پر قلم چلا رہا ہے انشاء اللہ العالیٰ اس موضوع پر اور اسلامی دشمنی دلیلیں لکھنے کا ارادہ ہے تفصیل اس میں دیکھنا۔ ۱۴ منہ

وانا حبيب الله اى محبه ومحبوه بقوله ولا فخر قال الطيبى قرر
اولا ما ذكر من فضائلهم بقوله وهو كذلك ثم نبه على انه
الفضلهم واكملهم وجامع لما كان مغزقا فيهم فى الحبيب خليل
ومكلم ومشرف ۱۵ واعلم ان الفرق بين الخليل والحبيب ان
الخليل من الخلطة اى الحاجة فابراهيم عليه السلام كان افتقاره
الى الله تعالى فمن هذا الوجه اتخذه خليلاً والحبيب فعيل بمعنى
الفاعل والمفعول فهو صلى الله عليه وسلم محب ومحبوب و
الخليل محب لحاجته الى من يحبه والحبيب محب لا لغرض
وحاصله ان الخليل فى منزلة المرید السالك الطالب والحبيب
فى منزلة المراد المجذوب المطلوب **اَنَّهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِمْ مَنْ يَّشَاءُ وَ
يَهْدِيْ اِلَيْهِمْ مَنْ يَّشَاءُ** ولذا قيل الخليل يكون فعله برضاء الله
تعالى والحبيب يكون فعل الله برضاءه قال تعالى **فَلَوْلَيْتَكَ وَهَلَةً
تَرْضَاهَا، وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى**۔ وقيل الخليل مغفرته فى حد
الطمع كما قال ابراهيم **وَالَّذِيْ اٰطَمَكُمْ اَنْ يَّعْقِرُوْا** والحبيب مغفرته
فى مرتبة اليقين كما قال تعالى **لِيَعْفِرْ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَتْ مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا
تَّأَخَّرَ** والخليل قال **وَلَا تُخْزِيْ يَوْمَ يُبْعَثُونَ** والحبيب قال تعالى فى
حقه **يَوْمَ لَا يُخْزِيْ اللهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ** والخليل قال **وَاجْعَلْ لِّيْ
لِسَانَ صِدْقٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ** وقال للحبيب **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** والخليل
قال **وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ التَّوْبَةِ** والحبيب قال له **اِنَّا اَعْظَمْنٰكَ
الْكُوْنُورَ** والظاهر فى الاستدلال على ان مرتبة محبوبيته فى درجة
الكمال قول ذى الجلال والجمال **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحِبِّبْكُمْ اللهُ** ۱۵۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شريف جلد ۵۔ صفحہ ۶۹ و ۷۰

مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱۳۔

”یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ”میں اللہ کا حبيب ہوں“ اس کا مطلب یہ ہے
میں اللہ کا محب اور اس کا محبوب ہوں، امام طیبی نے فرمایا ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے وهو كذلك ”وہ ایسے ہی ہیں“ فرما کر انبیاء سابقین کے مذکورہ فضائل کی تصدیق فرمائی پھر (الا وانا حبیب اللہ فرما کر) اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ میں ان سے افضل واکمل ہوں اور ان کے متفرق کمالات کا جامع ہوں (حسن یوسف دم یعنی یہ بیضا داری آں چہ خواہاں ہمہ دارند تو تہا داری۔ فیضی)۔ کیونکہ جو حبیب ہوتا ہے وہ ظلیل اور کلیم اور شرف و مجد والا بھی ہوتا ہے اور یقین کر کہ بے شک ظلیل اور حبیب کے درمیان یہ فرق ہے کہ ظلیل خلۃ (بمعنی حاجت) سے بنا تو ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج تھی، اسی وجہ سے اللہ نے ان کو ظلیل بنایا اور حبیب فعیل کے وزن پر اسم فاعل و اسم مفعول کے معنی میں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبت بھی ہیں اور محبوب (خدا) بھی اور ظلیل اپنی حاجت (ضرورت) کی وجہ سے اپنے محبوب کا محبت ہوتا ہے اور حبیب بلاغرض و بلاطرح محبت کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ظلیل بمنزلہ مرید سالک اور طالب کے ہے۔ اور حبیب بمنزلہ مراد، مجذوب اور مطلوب کے ہے۔ اللہ اپنے قرب کے لئے جن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے (شورئی ۱۳) اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ ظلیل وہ ہے کہ جس کا کام رضاء خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور حبیب وہ ہے کہ اللہ کا کام اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے“۔ (بقرہ ۱۴۴) اور فرمایا ہے ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (محنی ۵)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظلیل کی مغفرت (انبیاء کرام کی مغفرت سے یہ مراد نہیں کہ ان کے گناہ ہوئے ہیں تو ان کی بخشش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ معصوم ہیں۔ اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے۔ یہاں غفران و مغفرت سے مراد (۱) غفائی اللہ (۲) یا ترک اولیٰ کی مغفرت (۳) یا امت کی مغفرت وغیرہ ہے) حدیث میں ہے جس طرح حضرت ابراہیم نے کہا اور وہ جس کی مجھے آس گئی ہے کہ میری خطائیں (ترک اولیٰ یا تائبہات سے ہے کما قال الامام النابلسی فی مثلہ) قیامت کے دن بخشے گا۔“ (شعراء: ۸۲) اور حبیب کی مغفرت مرتبہ یقین میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے انگوٹوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔“ (فتح ۲) اور ظلیل نے کہا اور ”مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔“ (شعراء: ۸) اور حبیب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو“ (تحريم ۸) اور

ظلیل نے عرض کی ”اور میری بچی ناموری رکھ پچھلوں میں“ (شعراء ۸۴) اور حبیب کے لئے فرمایا ہے۔ ”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ (انشرح ۴) ظلیل نے عرض کی اور مجھے ان میں کر جو چین کے بانگوں کے وارث ہیں۔“ (شعراء ۸۵) اور حبیب کے متعلق یوں فرمایا ہے۔ ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمایا ہے“ (کوثر: ۱)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت کا رتبہ کمال درجہ میں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول روشن دلیل ہے۔ ”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔“ (آل عمران: ۳۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج ۵ ص ۳۶۹، ہاشم مشکوٰۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۳

برکتہ رسول اللہ فی البند حضرت شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:-

الا وانا حبیب اللہ..... دانا و آگاہ باشد کہ من دوست دایمہ خدا ام و گفتہ اند کہ حبیب محبت کہ بمقام محبوبیت رسیدہ باشد و ظلیل محبت مطلق و اگر چہ انبیاء و رسل بلکہ مومنان نیز ہمہ محبت محبوب درگاہ الہی اند و لیکن سخن دریں جا اعلیٰ مرتبہ کمال است و اخص درجات آں و بعضی از عرفا و علماء را در فرق میان حبیب و ظلیل کلامی ست غریب کہ در شرح ذکر کردہ شدہ ست۔ اہ احسن المعات جلد ۳ صفحہ ۷۶-۷۷۔

یعنی حضور نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حبیب وہ محبت ہوتا ہے جو مقام محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور ظلیل محبت مطلق کو کہتے ہیں اگرچہ تمام انبیاء و رسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محبت و محبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبہ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء و علماء کا حبیب و ظلیل کے درمیان عجیب و غریب کلام ہے جو مشکوٰۃ شریف کی (عربی) شرح ”معانی“ میں مذکور ہوا۔ وہ کلام فقیر فیضی ابھی ملا علی قاری سے اور اولاً خود شیخ محقق کی مدارج سے نقل کر چکا ہے۔ فانظر نمۃ

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

بسی عطر محبوبی کبریا سے عباۓ محمد قبائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۲۵)

بطور اتمام حجت یہ بھی ملاحظہ ہو۔ علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب دہا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:-

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ
(گلزار معرفت لجامی صاحب مطبوعہ دیوبند صفحہ ۴)
نیز بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب کرتے ہوئے لکھا
ہے۔

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
(قصائد قاسمی صفحہ ۵)
خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا ہیں جس کے دل میں محبوب خدا کی محبت
نہیں وہ مومن نہیں۔

عشق محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں لاکھ کلمہ گو بھی ہو ایماں اسے حاصل نہیں
خدا کے (۱) ماننے والا مسلمان ہو نہیں سکتا بجز حب نبی وہ اہل ایماں ہو نہیں سکتا
مدعیان محبت محبوب خدا بہت ملیں گے لیکن محبت تو ایک قلبی کیفیت ہے وہ جو غیب ہے۔ جس کا
مشاہدہ ہر کس و ناکس تو نہیں کر سکتا کہ اس کے دل میں محبت ہے لہذا یہ مومن ہے اور اس کے دل میں
محبت نہیں صرف زبانی دعویٰ ہے لہذا یہ ایمان سے فارغ ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں
علامات حب لکھ دوں تاکہ ان کے ذریعے سچے اور جھوٹے محبت کی تمیز ہو سکے۔

علامات حب

۱۔ اتباع محبوب۔ قُلْ إِن لَّكُم مِّنْ حُبِّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّبْکُمُ اللّٰهُ

(آل عمران ۳۱)

”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں
دوست رکھے گا۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ من احببني فقد احببني و من احببني كان معي في
الجنة اخرجه القاضي عياض عن انس (شفا ج ۲ صفحہ ۲۰)

یعنی صرف خدا کو ماننے والا جیسا کہ اسمعیل نے تقویت الایمان میں کہا ہے۔ ”اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے۔“ بلکہ
کاتب الحروف ارشاد سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا بھی ایمان باہدوہ
ہے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لو فسد عبد القیس التدرن ما الايمان بالله وحده قالوا اللّٰه ورسوله اعلم
قال شهادة ان لا اله الا اللّٰه وان محمد رسول اللّٰه الحديث۔

صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ جلد ۲ صفحہ ۶۷۲ تصنیف علیہ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳-۱۲

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو میرا محبت ہو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

لو كان حبك صادقا لاطعته ان المحب لمن يحب بطبعه

ع ہے محبت کی نشانی تابعداری یا رکی

مپندار سحری کہ راہ صفا تو اس یافت جز در پے مصطفیٰ

اللهم وفقني طاعته بحرمته وبحرمة حبك له وجه لك

”لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ بجز اتباع دلیل حب نہیں۔“ (کیونکہ بسا اوقات اتباع بوجہ دھمکی کے یا بوجہ لالچ کے یا بوجہ حکمت دیگر کے منافقانہ طور پر بھی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی عاقل انکار نہ کرے گا جس طرح کہ زمانہ نبوی میں منافقین حضور کا اتباع کرتے تھے لیکن وہ حب مصطفیٰ سے فارغ تھے) وہی اتباع دلیل حب ہے جو حب سے ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ محبت اور تبع میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر محبت کامل ضرور تبع (۱) ہوگا اور یہ نہیں کہ ہر تبع محبت ہو بعض تبع محبت ہوں گے بعض نہ ہوں گے اس علامت و نشانی سے صادق و کاذب محبت میں تمیز نہیں ہو سکتی۔

۲۔ محبوب کے دوستوں اور تعلقداروں سے الفت و محبت (۲) اور محبوب کے دشمنوں سے دشمنی لہذا اصحاب، ازواج مطہرات، اہل بیت، آل رسول اور اولیاء کرام سے محبت ہو بلکہ محبوب کے مکان و زمان بلکہ سگ آستان سے بھی محبت ہو اور کافروں، مشرکوں، منافقوں، دہاپیوں، رافضیوں، بد مذہبوں سے نفرت ہو چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہا نفاق (وفی روایۃ ابن عساکر و بغضہما کفر) ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض نفاق (و کفر) ہے۔ (عد۔ ک عن انس) جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۶

۱۔ بعض دفعہ محبت سے بھی عملی کوتاہی ہو جاتی ہے اس کی دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ارشاد گرامی ہے جو محمد و نبی الخیر کے حق میں فرمایا جس پر بعض لوگ (حضرت عمر و راہیبی) لعن وطن کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”لا تلعنہ فانہ یحب اللہ ورسولہ“ اس پر لعنت نہ کرنا بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبت ہے۔“ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۳ و البیہقی شرح شفا للقراری و الخفافی جلد ۳ صفحہ ۶۰ و الرزقانی علی المواہب جلد ۶ ہاں ترک متابعت احیاء میں حب کی کمی ضرور ہے۔ ۱۴۔

۲۔ قال الامام الغزالی قدس سرہ العالی۔ ”حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود لانہ عین حب اللہ تعالیٰ و كذلك حب العلماء و الانقیاء لان محبوب المحبوب و رسول المحبوب محبوب و محب المحبوب محبوب الخ احیاء علوم الدین جلد ۳ صفحہ ۲۵۸ . ۱۲ الفیضی بقلہ

نیز حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اللهم انى احبهما فاحبهما۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۵۳۰ وشرح الخفافی والقاری جلد ۲ صفحہ ۳۶۳۔

اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ (ان کو ہر خیر دارین عطا فرما)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن کے حق میں فرمایا ہے:-

اللهم انى احبه فاحب من يحبه۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ وفی روایۃ

الترمذی اللهم انى احبهما فاحبهما واحب من يحبهما اه وقال

هذا حدیث حسن غریب۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۸۔

اے اللہ مجھے اس سے محبت ہے۔ تو اسے دوست رکھ جس کو حسن سے محبت ہو۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

من احبهما فقد احبني ومن احبني فقد احب الله ومن ابغضهما

فقد ابغضني و من ابغضني (۱) فقد ابغض الله.

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱-۲۲)

جس کو حسین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس کو حسین سے بغض ہے اس نے میرے سے بغض رکھا۔ اور جس نے میرے سے بغض رکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

ایک حدیث طویل میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔ رواہ احمد عن البراء

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے علی کو دوست رکھا اور اس سے دشمنی کر جس نے علی سے دشمنی کی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبهم

فبحی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن آذاهم فقد

آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فبوشک ان

۱. "حقیقہ فقد ابغض اللہ ای ومن ابغض اللہ فقد کفر باللہ"۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۶۳۔ ۱۲ منہ

یاخذہ۔ رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

”یعنی میرے صحابہ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، تمہیں اللہ کی قسم (ان کو خیر ہی سے ذکر کرنا لغات) میرے بعد ان کو اپنی قبیح کلام کا نشانہ نہ بنانا تو جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اسے عذاب میں گرفتار فرمادے۔“

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب میں نے محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیالہ سے کدو تلاش کرتے دیکھا اب اسی وقت سے ہمیشہ

احب الدبا کدو کو محبوب رکھتا ہوں۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲)

آکھاں میں کیا ہیں جگ دے وچ کیزھا کیزھا لگدے مٹھا

دلبر دے سارے ملک دا ہک ہک ذرا لگدے مٹھا

ع سکت را کاش جامی نام بودے

نسبت خود بہ سگ کوئے تو کردم بس منفعلم زان کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی است

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں سازیم فدائے سگ در بان محمد

تھہ در، در سے سگ، سگ سے ہے نسبت مجھ کو میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

توڑیں دھکڑے دھوڑے کھا نو دیاں تیڈے نام توں مفت وکا نو دیاں

تیڈے بان دیاں دی میں بان دی یاں تیڈے در دے کتیاں نال ادب

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفت ایں چہ سود گفت گا ہے گا ہے ایں سگ در کوئے لیلی رفتہ بود

۳۔ وصل، وصال، ملاقات، لقاء کا بہت شوق ہونا (شفا جلد ۲ صفحہ ۲۱) نہ یہ کہ دور دراز سے روضہ

شریف کی زیارت کا قصد کر کے جانا شرک ہے جس طرح اسمعیل نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

ومن علامتہ مع کثرت ذکرہ تعظیمہ لہ وتوقیرہ عند ذکرہ

واظهار الخشوع والانکسار مع سماع اسمہ۔

”اور علامات حب سے ہے کہ کثرت ذکر کے ساتھ ذکر کے وقت تعظیم و توقیر کرنا آپ کے

نام پاک کے وقت خشوع و انکساری کا ظاہر کرنا۔“

اذا لا يعذر احد في الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان
جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۳۔ وفيه عن ابي محمد لا يعذر بدعوى زلل
اللسان في مثل هذا شفاء جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۳۔ وهكذا في
ردالمحتار و فتاوى قاضى خان على هامش الهندية و هكذا في
النبراس شرح شرح العقائد عن عماديه جلد ۱، صفحہ ۵۷۰۔
۵۷۱۔ وروح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۱۔ مظہری جلد ۷۔ صفحہ ۳۱۵

۳۔ حضرت اہل حق نے فرمایا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت خشوع و خضوع کرتے اور
ان کے بال کھڑے ہو جاتے اور وہ روتے رہتے۔ (شفا جلد ۲۔ صفحہ ۲۱)
۵۔ اکثر اوقات محبوب کا ذکر کرنا۔ ان کے ذکر میں رطب اللسان رہنا۔ اگر بعض اوقات زبان ادھر ادھر
مصروف ہو۔ دل تو ہمیشہ دربان آستان ہو۔

فوادى عند محبوبى مقيم ينجيه وعندكم لسانى
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من احب شينا اكثر من ذكره (فوعن عائشة)

کنز العمال جلد ۱۔ صفحہ ۳۸۱۔ جامع صغیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۰۔ جس کو کسی کی محبت ہو۔ وہ محبت اکثر
اس محبوب کا ہی ذکر کرے گا۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے
دم نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد خدائے محمد
گفت مشق نام لیلے می کنم
خاطر خود را تسلی میدہم

۶۔ محبت کی آنکھوں کا محبوب کے حسن و جمال میں مستغرق ہونا اور اوروں سے اندھا ہو جانا اور محبت کے
کانوں کا محبوب کے ذکر اور مدح اور اس کے کلمات کے علاوہ ہر کلام سے بہرا ہو جانا۔

فاذا سمعت فغنگ قولاً طیباً و اذا نظرت فما اری الاک

(قصیدہ نعمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر طرح ہر وجہ سے ہقیقہ بے عیب ہیں۔ محبت کے اصول سے ایک یہ
بات ہے کہ جہاں محبت ہو جاتی ہے۔ عیب دار محبوب کے عیب دیکھنے سے محبت کی آنکھ اندھی ہو جاتی
ہے اور اس کے عیب سننے سے محبت کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

حبک للشنی یعنی ویصم جامع مسانید امام اعظم، جلد ۱، صفحہ ۷۸ طبع
دکن ورواہ احمد فی مسندہ۔ والنخاری فی التاریخ وایوداؤد عن ابی الدرداء والنخاری
فی اعتلال القلوب عن ابی برزہ ابن عساکر عن عبداللہ بن انیس (حدیث
حسن، جامع صغیر جلد ۱، صفحہ ۱۳۶) مشکوٰۃ شریف باب المغاخرۃ صفحہ ۴۱۸۔

”یعنی تجھے کسی چیز کی محبت ہو جائے تو وہ حب تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی۔“

لہذا جن لوگوں کی آنکھیں بے عیب محبوب خدا کے فرضی موبوی حب تلاش کرتی ہیں یا جن کی
زبان اس پیارے کے موبوی عیب بیان کرتی ہے یا جن کے کان محبوب خدا کا گلہ سنتے ہیں وہ حب نبی
سے فارغ ہیں۔ لہذا وہ ایمان سے بھی فارغ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اللهم آتنا حبک وحب حبیک۔ اللهم ارزقنا حبک وحب
حبیک۔ اللهم نور قلوبنا بحبک وحب حبیک صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اولاً ارادہ تو یہ تھا کہ ایک دو آیات اور پانچ چھ عبارات تعظیم و تعریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی لکھ کر رسالہ مقام رسول، ختم کر دوں گا۔ لیکن ذوق و شوق نے کشاں کشاں یہ کیا کہ اب یہاں تک
پہنچے اور اس کے چار باب ہو گئے۔ اب اس کتاب مستطاب کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ

قصر ہائے یار دار و بس مقام صد قیامت گذرد وین تا تمام
نہ حسنش عاصیے دارد نہ سعدی را سخن پایاں بمرود تشنہ مستقی و دریا بچنناں باقی
دفتر تمام گشت پیاپیاں رسید عمر ما بچنناں در اول وصف تو ماندہ ایم
آخر میں اپنی اس تالیف کو دست بستہ و زانو شکستہ ہو کے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول آفتد ز ہے عز و شرف شاہاں چہ عجب گر بخاوند گدرا
اور عرض کرتا ہوں اے آقا و مولیٰ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک و اصحابک وسلم فی کل
حین وآن بعدد معلوماۃ۔

خدا ارقیامت کے دن اس فقیر حقیر پر فقیر کو اپنی شفاعت خاصہ اور قرب خاص سے نوازنا۔ آپ سے نہ

عرض کروں تو اور کس سے عرض کروں۔ واللہ آپ کے سوا میرا کون ہے۔

میری تقدیر بری ہے تو بھلی کر دے دفتر محو اثبات پہ ہے قبضہ تیرا
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١١﴾ وَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢﴾

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

سگان بارگاہ نبوت کا پابوس

فقیر ابو المحسن منظور احمد فیضی سنی حنفی غفر اللہ لہ

دلوالدیہ و احسن الیہما والیہ

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ فیضیہ رضویہ رجسٹرڈ

سعید آباد نورانی مسجد احمد پور شرقیہ۔ ضلع بہاول پور

9 شوال 1385 ہجری

کہہ لے گی ان کے ثنا خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
 (اٹلی حضرت)

ماخذ کتاب ”مقام رسول ﷺ“

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	فن	زبان
1	قرآن شریف	کلام اللہ تعالیٰ	مرکز جمیع علوم و فنون	عربی
2	کنز الایمان فی ترجمہ القرآن	ترجمہ از شیخ الاسلام و المسلمین مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان متولد 1272ھ متوفی 1340ھ		اردو
3	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی متوفی 1367ھ	تفسیر	اردو
4	تویر المقیاس من تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی متوفی 68ھ مؤلف محمد بن یعقوب صاحب قاموس متوفی 817/816ھ مجدد الدین فیروز آبادی	تفسیر	عربی
5	الدر المسحور فی التفسیر بالمأثور	خاتم الخفاہ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	تفسیر	عربی
6	المفردات فی غریب القرآن علامہ حسین بن محمد امام راغب اصفہانی متوفی فی اللغة والادب والتفسیر 502ھ علوم القرآن المعروف		تفسیر	عربی
7	مفتاح الغیب مشہور تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی متوفی 606ھ	تفسیر	عربی
8	انوار المتزیل و اسرار التاویل مشہور تفسیر بیضاوی	ناصر الدین قاضی ابوسعید عبداللہ بن عربیضاوی متوفی 686/692ھ قبل 791ھ	تفسیر	عربی
9	مدارک المتزیل و حقائق التاویل مشہور تفسیر مدارک	امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی صاحب کنز الدقائق و المنار متوفی 710-701ھ	تفسیر	عربی

- 10 لباب التاویل فی معانی امام محی السنّت علاء الدین علی بن عمر بغدادی تفسیر عربی
الترزیل مشہور تفسیر خازن خازن، متونی 741ء
- 11 تفسیر ابن کثیر اتما للبحث اعلیل بن کثیر شاگرد و جمع ابن تیمیہ تفسیر عربی
علیہم لا علی متونی 774ء
- 12 تفسیر جلالین جلال الدین محلی متونی 864ء تفسیر عربی
جلال الدین سیوطی متونی 911ء تفسیر عربی
- 13 حواشی جلالین
- 14 الاکلیل فی استنباط التریل امام جلال الدین سیوطی متونی 911ء
- 15 ارشاد العقل السليم الی المزایا امام علامہ ابوسعود محمد بن محمد سلطینی حنفی
الکتاب الکریم مشہور تفسیر ابی متولدہ 892ء 1492ء
سعود متونی 981/982ء 1574ء
- 16 تفسیر روح البیان علامہ شیخ اعلیل حنفی آندی حنفی متونی 1137/
1117ء
- 17 الفتوحات الالہیہ بتوضیح علامہ سلیمان بن عمر الشہیر بالجمل متونی 1204/
تفسیر الجلالین للدقائک 1196ء
الحنفیہ مشہور تفسیر جمل
- 18 حاشیہ الصاوی علی الجلالین امام عارف باللہ الشیخ احمد صاوی متونی 1241ء
مشہور تفسیر صاوی جواہر النکار، جلد 3، صفحہ 19
- 19 تفسیر مظہری "اتما للبحث قاضی ثناء اللہ پانی حنفی متونی 1225ء
- 20 تفسیر عزیز شہ عبدالعزیز محدث دہلوی متونی 1239ء فارسی
- 21 تفسیر حقانی اتما للبحث علیہم مولوی عبدالحق حقانی متونی اردو
لاعلینا
- 22 تفسیر عثمانی == مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی متونی 1369ء
- 23 جامع مسانید امام اعظم امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ متولدہ 80ء حدیث عربی
متونی 150ء شریف

24	مسند امام اعظم	امام ابوحنیفہ کوئی بروایت حسکی	حدیث شریف عربی
25	مؤطا امام مالک	امام مالک متونی 179	= =
26	مؤطا امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی متولد 189	= =
27	الجامع المسند الصحیح	امام محمد بخاری متولد 194	= =
	صحیح بخاری شریف	متونی 256	= =
28	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متونی 261	= =
29	سنن ابی داؤد شریف	امام ابوداؤد متولد 202	= =
		متونی 275	= =
30	جامع و سنن الترمذی	امام ابویسٰی ترمذی متونی 275	= =
		متونی 279	= =
31	سنن القسانی الجتبی، الجتبی	امام احمد بن شعیب نسائی متونی 303	= =
32	سنن ابن ماجہ	امام محمد ابن ماجہ متونی 273	= =
		متونی 275	= =
33	موارد العلماء ابی زوائد	امام ابو حاتم محمد بن حبان متونی 354	متنب
	ابن حبان	زوائد۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متولد	= =
		735	= =
		متونی 807	= =
34	شرح صحافی الآثار مشہور امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلمہ الہمی متونی		= =
	طحاوی شریف	321	= =
35	شماک ترمذی شریف	امام ابویسٰی ترمذی۔ متونی 275	= =
		متونی 279	= =
36	دلائل البیوۃ	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اسمہانی متولد 336	= =
		متونی 430	= =
37	کتاب الخراج	امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم خلی حدیث شریف	= =
		متونی 182	دند
38	کتاب الخفاء مشہور شفاء امام قاضی ابو الفضل عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ متولد حدیث شریف		= =
	شریف	496	= =
		متونی 544	دیرت
39	شرح شفا شریف	علامہ علی قاری خلی متونی 1014	= =
40	نیم المریاض شرح شفاء علامہ شہاب الدین احمد خفاجی خلی (1) متونی حدیث شریف		= =
	قاضی عیاض	1069	دیرت

1۔ فتاویٰ عبدالحی، ج 1، صفحہ 12 حدائق حنیفہ، صفحہ 12، 415، 12، مؤلفو اندیہ مع اہل علمیات، صفحہ 242

- 41 مشکوٰۃ شریف، مشکوٰۃ امام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب حدیث شریف عربی
المصاحیح بغدادی۔ متوفی 740ھ
- 42 مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ علامہ قاری حنفی متوفی 1014ھ شرح حدیث =
المصاحیح
- 43 اشعۃ الممعات شرح مشکوٰۃ شیخ الاسلام والاسلمین سید المحققین سند الحمد ثین
الشیخ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی الحنفی متولد = قاری
958ھ متوفی 1052ھ
- 44 مقدمہ مشکوٰۃ "ازلعات" = = = اصول حدیث عربی
- 45 جمع الوسائل شرح شامل حضرت علی قاری محدث حنفی متوفی 1014ھ شرح حدیث =
- 46 شرح شامل امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1013ھ = =
- 47 المواب اللدنیہ شیخ الاسلام علامہ ابراہیم بھجوری (باجوری) = =
متولد 1198ھ متوفی 1276ھ
- 48 الجامع الصغیر فی احادیث خاتم الخلفاء امام جلال الدین سیوطی متوفی حدیث شریف =
البشیر والندیر 911ھ
- 49 کنوز الحقائق فی حدیث خیر امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1031ھ = =
الخلایق
- 50 فیض التقدر شرح الجامع فیض حدیث = = = شرح حدیث =
الصغیر
- 51 السراج المنیر شرح الجامع شیخ علی بن احمد بن محمد عزیز متوفی 1040ھ = =
الصغیر
- 52 حاشیہ العمی علی الجامع الصغیر شیخ الاسلام محمد بن سالم الحنفی متوفی 1081ھ = =
- 53 الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی ہدیۃ المسیوطی المرحوم المرتب علامہ الشیخ العارف حدیث شریف =
الجامع الصغیر بہانی متولد 1665ھ متوفی 1350ھ
- 54 مجموع الاربعین، اربعین یوسف بن اسماعیل بہانی متوفی 1350ھ = =
- 55 النصاب الکبیری امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ حدیث اہلبیت =
- 56 کنز العمال شریف امام علی متقی ہندی حنفی متوفی 975ھ حدیث شریف =

- 57 المواهب اللدنیہ
بارخ الحمدیہ
امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الخلیل
اقتطانی الشافعی متوفی ۹۲۳ھ
عربی ہیرت و حدیث
- 58 زرقانی شرح مواہب
شیخ الامام العلامة محمد بن عبدالباق الزرقانی
المصری المالکی متوفی ۱۱۲۲ھ
عربی ہیرت و حدیث
- 59 شرح صحیح مسلم للہودوی
امام محی السنۃ ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین النودوی
الشافعی، متوفی ۶۷۶ھ
عربی ہیرت و حدیث
- 60 عمدۃ القاری شرح صحیح شیخ الاسلام حافظہ امام بدر الدین محمود بن احمد
البخاری
العینی المصنی متوفی ۸۵۵ھ
عربی =
- 61 ہدی الساری مقدمہ فتح شیخ الاسلام حافظہ ابو الفضل احمد بن علی (ابن حجر
الباری
اقتطانی) متوفی ۸۵۲ھ
= =
- 62 فتح الباری شرح صحیح البخاری
= = =
- 63 تقریب الجندیب
تقریب الجندیب
= =
- 64 تعقیبات سیوطی علی امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
موضوعات ابن جوزی
=
- 65 عجائبناغہ
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی متوفی
۱۲۳۹ھ
فارسی اصول
- 66 کوثر النبی
شاہ عبدالعزیز صاحب پیرا روی محدث صاحب
نیراں ۱۲۳۹ھ
عربی =
- 67 مدارج النبوت شریف
شیخ الاسلام والمسلمین المحققین و سند الحدیثین
الشاہ الشیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی متولد
۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ
فارسی ہیرت
- 68 مطالع المسرات کجلاً دلائل
الخبیرات
شیخ الامام الاوحد محمد المہدی بن احمد الفاسی (۱)
من اعلی القرن الی اوی عشر
عربی ہیرت
- 69 جواہر البحار شریف
یوسف بن اسماعیل بھہانی متوفی ۱۳۵۰ھ
قاضی القضاۃ ہیرت الامام العلامة العارف محمد
نفاک
=

- 70 الجوهر العظم فی زیارت الامام العلامۃ الحجۃ الخاندق احمد بن محمد بیگی کمی
القمر الشریف البیوی الشافعی متوفی ۹۷۳/۹۷۵/۹۷۳ھ
- = =
- 71 فتاویٰ حدیثیہ = فتاویٰ =
- 72 کشف الغمہ امام عارف الشیخ عبدالوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ
- = =
- 73 کتاب المیزان = =
- 74 البیوقیت والجوہر = =
- 75 سعادت الدارین فی امام قاضی القضاۃ محمد یوسف بن السخیل نبہانی رودشرف
اصلوۃ علی سید الکوئین متوفی ۱۳۵۰ھ
- 76 وسائل الوصول الی شاکل الرسول = =
- 77 قصیدہ بردہ شریف امام محمد بن سعید بصری متولد ۶۰۸ھ متوفی ۶۹۳ھ
(۲)۶۹۵، ۶۹۳ھ
- 78 الباجوری علی البردۃ شیخ الاسلام علامہ ابراہیم باجوری متولد ۱۱۹۸ھ
متوفی ۱۲۷۶ھ
- 79 شرح البردہ شیخ خالد بن عبداللہ ازہری = =
- 80 شفاء السقام فی زیارۃ خیر الشیخ الامام الفقیہ الحدیث علی بن عبدالکافی تفسیر
الامام الدین السبکی الشافعی متوفی ۷۳۶ھ = =
- 81 شرح سفر سعادت متن مجدد الدین فیروز آبادی صاحب قاسوس
متوفی ۸۱۶-۸۱۷ھ شرح شیخ محمد عبدالحق محدث ۷۳۶ھ قاری
دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
- 82 فتح القدر امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن امام البصیری = =
متوفی ۸۶۱ھ
- 83 طحاوی علی المراتی علامہ الشیخ سید احمد طحاوی متوفی بعد ۱۲۳۳ھ = =

- 84 غنیۃ المستملی "طبی کبیری" امام محقق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم طبری نقد عربی
متونی ۹۵۶ھ
- 85 فتاویٰ عزیز و مقدمہ فتاویٰ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متونی ۱۲۳۹ھ نقد فارسی
عزیزی
- 86 درمختار و رد المحتار فقہیہ محدث محمد بن علی خلیجی الحنفی متونی = عربی
۱۰۸۸ھ السید الامام الحنفی محمد امین ابن عابدین
متونی ۱۲۵۲ھ
- 87 فتاویٰ عبدالحی مولوی عبدالحی تلمبندی متونی ۱۳۰۳ھ = فارسی
- 88 شرح فقہ اکبر متن امام اعظم متونی ۱۵۰ھ شرح علامہ علی عقائد عربی
القاری حنفی متونی ۱۰۱۳ھ
- 89 عقیدہ طحاوی امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متونی ۳۲۱ھ عقائد عربی
- 90 مسامرہ شرح مسامیرہ متن امام ابن ہمام الحنفی متونی ۸۶۱ھ شرح محمد عقائد عربی
بن محمد ابن شریف قدسی متونی ۹۰۶ھ
- 91 بحیث الامان شیخ الحدیث شیخ محمد عبدالحق الحدیث الدہلوی عقائد فارسی
الحنفی متونی ۱۰۵۲ھ
- 92 تمجید شریف ابی بکھور السالمی ابو بکھور سالمی حنفی مسامرہ ۳۲۱ھ مجمع بخش لاہوری رحمۃ
اللہ علیہ محکم ۳۶۰ھ اور ۳۷۰ھ کے درمیان
- 93 قصیدہ بدایہ الامالی اشعخ سراج المسلمت والدین ابو الحسن علی بن عثمان عقائد عربی
الدوسی الحنفی اوشی فرغانی متونی ھ
- 94 شرح عقائد نسفی متن ابو الفضل محمد بن محمد بن محمد البرہان الحنفی
النبشی ۶۸۷ھ متونی ۵۲۷ھ شرح علامہ سعد
- الدین مسعود بن عمر تھتارانی حنفی متونی ۷۹۲ھ و ۷۷۰ھ عقائد عربی
ہو غیر صاحب المدارک (اے الماتن) (فوائد
بیہ)
- 95 نیراس الفواص فی کل علم و فن العظام العارف خواجہ عقائد عربی
عبدالعزیز صاحب پہاروی حنفی متونی ۱۲۳۹ھ

- 96 مرام الکلام فی عقائد الاسلام ایضاً عقائد اردو
- 97 تمہید الامان آیات القرآن شیخ الاسلام دلسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب خفی متوفی ۱۳۳۰ھ
- 98 حسام الحرمین ایضاً عقائد عربی
- 99 احیاء علوم الدین جہد الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی الشافعی تصوف و عربی متوفی ۵۰۵ھ اخلاق
- 100 شرح فتوح الغیب متن غوث الثقلین السید الشیخ عبدالقادر بیلانی اکتسلی متوفی ۵۶۱ھ شرح شیخ الحدیث حضرت تصوف و عربی و الشیخ محمد عبدالحق الحدیث الحق دہلوی۔ متوفی اخلاق قاری ۱۰۵۲ھ
- 101 محات الأنس عارف باللہ مولانا عبدالرحمن صاحب جای قدس تاریخ قاری سرہ السامی الخلی متوفی ۸۹۸ھ
- 102 اخبار الاخیار شیخ الحدیث سید الثقلین شیخ محمد عبدالحق محدث تاریخ قاری دہلوی خفی متوفی ۱۰۵۲ھ
- 103 الرسائل والکتاب ایضاً تصوف قاری
- 104 مکتوبات مرزا مظہر جان شیخ شمس الدین علوی المعروف بہ مرزا مظہر تصوف قاری چانچان خفی م ۱۱۹۵ھ
- 105 صحائف السلوک شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی تصوف قاری چشتی خفی متوفی ۷۵۸ھ
- 106 تذکرۃ الاولیاء شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۷۷ھ تاریخ قاری
- 107 سبع سنابل شریف حضرت علام عارف باللہ میر سید عبدالواحد تصوف قاری بگرامی خفی متوفی ۱۰۱۷ھ
- 108 شواہد بندوبت عارف باللہ مولانا عبدالرحمن جای خفی سیرت قاری متوفی ۸۹۸ھ
- 109 مکتوبات امام ربانی مجدد شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خفی تصوف قاری متوفی ۱۰۲۳ھ

- 110 انفارس رحیمہ العارف اکمل الفاضل مولانا شیخ الشاہ عبدالرحیم تصوف فارسی صاحب محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۱۳۱ھ
- 111 شمائل الاقنیاء شیخ العارف رکن الدین بن عماد الدین دبیر تصوف فارسی کاشانی غلڈ آبادی۔ متوفی بعد از ۷۳۲ھ
- 112 مشنوی شریف عارف مولانا روم محمد بن محمد حسینی بختی جلال الدین تصوف فارسی روی متوفی ۶۷۲ھ
- 113 محملہ خواجہ گل محمد صاحب مولانا العارف شیخ خواجہ گل محمد صاحب احمد تصوف فارسی پوری متوفی ۱۲۳۳ھ
- 114 تذکرۃ الموقی والقبور مولانا قاضی شاہ اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ تصوف فارسی
- 115 در الثمین فی مبشرات السید شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ خوابی عربی الاحادیث
- 116 کتاب الابرار اقوال حضرت غوث عبدالعزیز دباغ متوفی تصوف عربی ۱۱۳۰ھ مؤلف شیخ الحافظ احمد بن مبارک
- 117 فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ تصوف عربی
- 118 شرح قصیدہ ہمزیہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مدح عربی و فارسی
- 119 قصیدہ الطیب النعم شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مدح عربی و فارسی
- 120 سیرت رسول عربی مولانا نور بخش توکلی ۱۳۶۷ھ سیرت اردو
- 121 السور الرومی فی المولد النبوی مہملی قاری حنفی محدث مکی متوفی ۱۰۱۳ھ سیرت عربی
- 122 موضوعات کبیرہ ایضاً حدیث عربی
- 123 الموضوع احادیث الموضوع ایضاً حدیث عربی
- 124 الیادی للفتاویٰ امام سیوطی ۹۱۱ھ برفن عربی
- 125 تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۲۳۹ھ عقائد اردو
- 126 بستان الحدیث ایضاً تاریخ اردو
- 127 الرسالۃ لمسطرف علامہ محمد بن جعفر کتابی متوفی ۱۳۳۵ھ تاریخ عربی

- 128 حیوة النجوان علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دیمری متوفی علم الجمہ ان عربی
۸۰۸ھ
- 129 تحفۃ الاحرار عارف مولانا عبدالرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ تصوف قاری
- 130 زیلجا ایضاً تصوف قاری
- 131 توارخ حبیب اللہ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوردی متوفی سیرت اردو
بعد ۱۲۷۶ھ
- 132 منیر العین - الہاد والکاف سیدنا اہلی حضرت مولانا امجد و احمد رضا خان اصول اردو
صاحب متوفی ۱۳۳۰ھ حدیث
- 133 حدائق بخشش ایضاً لغت - اردو
- 134 احکام شریعت ایضاً فقہ اردو
- 135 صلوٰۃ الصفائی نورالمصطفیٰ ایضاً عقائد اردو
- 136 الامن والعلنی ایضاً عقائد اردو
- 137 الاستمداد ایضاً مدح اردو
- 138 مفتی رالصباح محمد بن ابی بکر عبدالقادر المرآزی متوفی بعد ۶۶۰ھ لغت عربی
- 139 صراح من الصباح ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد المدعو بحمال القرشی لغت عربی و
قاری
- 140 غیاث مولانا محمد غیاث الدین بن جلال الدین لغت عربی و
قاری
- 141 منجد لوہس مطوف متولد ۱۸۶۷ھ متوفی ۱۹۳۶ھ لغت عربی
فردیان توسل
- 142 مصباح اللغات عبدالحفیظ بلیادی لغت اردو
- 143 فیروز اللغات مولوی فیروز الدین لغت اردو
- 144 حیات شیخ خلیق احمد نظامی تاریخ اردو
- 145 حدائق حنفیہ فقیر محمد جملی متوفی بعد ۱۳۰۲ھ تاریخ اردو

دوسروں کی زبان

زبان	فن	نام مصنف یا مؤلف	نام کتاب	نمبر شمار
عربی	عقائد	ابن تیمیہ ستونی ۷۷۳ھ	الصارم السلول	146
عربی	سیرت	ابن قیم شاگرد توحیح ابن تیمیہ ستونی ۷۷۱ھ	زاد المعاد	147
عربی	سیرت	ابن کثیر شاگرد توحیح ابن تیمیہ ستونی ۷۷۳ھ	مولد رسول	148
عربی	شرح احادیث	قاضی شوکانی مولد ۱۱۷۲ھ ستونی ۱۲۵۰ھ	مولد رسول مثل الاوطار	149
فارسی	=	میاں صدیق حسن بھوپالی ستونی ۱۳۰۷ھ	مسک الختام	150
اردو	=	محمد قاسم بانوٹوی ستونی ۱۲۹۷ھ	آب حیات	151
اردو	=	محمد قاسم بانوٹوی	تحدیر اللباس	152
اردو		اشرف علی تھانوی ستونی ۱۳۶۲ھ	ترجمہ قرآن مجید	153
اردو	فقہ	ایضاً	بہشتی گوہر ضمیمہ بہشتی زیور	154
اردو	سیرت	ایضاً	نشر لطیب	155
اردو	فتاویٰ	رشید احمد گنگوہی ستونی ۱۳۲۳ھ	فتاویٰ رشیدیہ	156
اردو	فتاویٰ	ظہیر احمد ایٹھوی ستونی ۱۳۳۶ھ	برایین قاطعہ	157
عربی	شرح	محمد انور کشمیری ستونی ۱۳۵۲ھ	فیض الباری	158
	حدیث			
اردو	فتویٰ	مفتی دیوبند	قلمی فتویٰ از دیوبند	159
اردو	تاریخ	عبدالمجید چشتی	فوائد جامعہ	160
عربی	تفسیر	ابو حفص محمد بن جریر طبری ستونی ۱۳۱۰ھ	جامع البیان فی تفسیر القرآن	161
			معروف تفسیر ابن جریر	
عربی	تفسیر	نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قتیبی شاپوری ستونی ۷۷۳ھ	تفسیر غرائب القرآن و غرائب الفرقان	162
عربی	تفسیر	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی ستونی ۶۷۱ھ	المباح الاحکام القرآن مشہور	163
			تفسیر قرطبی	
عربی	تفسیر	عمود آلوسی بغدادی حنفی ستونی ۱۲۷۰ھ	تفسیر روح المعانی	164
فارسی	تفسیر	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ستونی ۱۱۷۲ھ	تفسیر فتح الرحمن	165
عربی	تفسیر	محمد بن علی بن محمد شوکانی وہابیت ستونی ۱۲۵۰ھ	تفسیر فتح القدیر	166
اردو	تفسیر	مولانا مسعودی وہابیت	تفسیر القرآن	167

- 168 احکام القرآن امام ابو بکر احمد بن علی رازی بصاص النہجی متونی تفسیر عربی ۳۷۰
- 169 کتاب الوجیز فی تفسیر لامام واحدی متونی ۳۶۸ ھ تفسیر عربی
- 170 تفسیر روح لبید شیخ محمد نودی جادی تفسیر عربی
- 171 معالم التنزیل امام بغوی تفسیر عربی
- 172 مسند امام احمد امام احمد متونی ۲۳۱ ھ حدیث عربی
- 173 مستدرک امام حاکم متونی ۳۰۵ ھ حدیث عربی
- 174 سنن کبریٰ امام بیہقی متونی ۳۵۸ ھ حدیث عربی
- 175 المعجم الصغیر امام طبرانی متونی ۳۶۰ ھ حدیث عربی
- 176 مجمع الزوائد مجمع الفوائد حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی متولد ۷۷۳ ھ متونی ۱۰۹۳ ھ حدیث عربی
- 177 جمع الفوائد من جامع محمد بن محمد بن سلیمان فارسی مغربی متولد ۱۰۳۹ ھ حدیث عربی
- 178 المعجم الکبیر امام طبرانی متونی ۳۶۰ ھ حدیث عربی
- 179 المطالب العالیہ بزوائد للحافظ ابن حجر احمد بن علی العسقلانی متولد ۷۷۳ ھ متونی ۸۵۲ ھ حدیث عربی
- 180 بدائع المنن فی جمع و ترتیب اصل امام شافعی متونی ۲۰۳ ھ مؤلف احمد بن عبد الرحمن بن محمد ابن الشیمیر بالسامعی متولد ۲۰۳ ھ متونی ۲۰۳ ھ حدیث عربی
- 181 عقود الجواهر المنیہ فی ادلۃ امام محمد رضی زبیدی متونی تہذیب الامام ابی حنیفہ ما وافق فیہ الامام علیہ السلام واحدہم حدیث عربی
- 182 نوادر الاصول حکیم ترمذی متونی ۲۵۵، ۳۲۰، ۳۱۸، ۳۲۰ ھ بدیۃ العارفین صفحہ ۱۵ اور سالہ مسطر ذہ صفحہ ۱۸۹ حدیث عربی
- 183 صحیح ابن خزیمہ امام الامام ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متونی ۳۱۱ ھ حدیث عربی
- 184 صحیح ابن حبان امام ابن حبان متونی ۳۰۷ ھ حدیث عربی

185	مثنوی	امام ابن جبار و متوفی ۳۰۷ھ	حدیث عربی
186	تیسرا القاسمی فی تخریج المثنوی	سید عبداللہ ہاشمی مدنی	حدیث عربی
187	کتاب التوحید و اثبات	امام ابن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	حدیث عربی
	صفات الرب		
188	سنن دار قطنی	امام دار قطنی متولد ۳۰۶ھ متوفی ۳۸۵ھ	حدیث عربی
189	مختب کنز العمال	امام علی تقی ہندی متولد ۸۸۸ھ متوفی ۹۷۵ھ	حدیث عربی
190	مسند ابی بکر	امام ابوبکر احمد بن علی متولد ۲۰۲ھ متوفی ۲۹۲ھ	حدیث عربی
191	الاذکار المحمّدیہ من کلام سیدالانوار	امام نووی متوفی ۶۷۶ھ	حدیث عربی
192	لغات	شیخ محمد عبدالرحمن محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	شرح حدیث عربی
193	ارشاد الساری	امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	= عربی
194	تکلیف الاحوزی	محمد عبدالرحمن مبارکفوری دہلوی	= عربی
195	انسان البصیر فی سیرت الامین	امام نورالدین علی متوفی ۱۲۳۳ھ	سیرت عربی
	والماہون معروف سیرت علیہ		
196	تفسیرات احمدیہ	ملا احمد جیون متوفی ۱۷۱۷ء	تفسیر عربی
197	المعراج اندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ	امام عبدالغنی النابلسی الحنفی متوفی ۱۱۳۳ھ	سیرت عربی
198	المبسوط	امام محمد امام شافعی متوفی	فقہ عربی
199	المغنی	لابن قدامتہ	حدیث و فقہ عربی

- نوٹ:- 1۔ ان کے علاوہ باقی کتب کے اسماء جن سے اخذ کیا گیا ہے وہ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوں گے۔
- 2۔ جلدت اور سخت تبلیغی و تدریسی مصروفیت کی وجہ سے ترتیب حسب نشاء نہ ہو سکی اور نظر ثانی بھی نہ ہو سکی۔
- 3۔ اہل علم حضرات سے ملتس ہوں کہ میری غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل عبارات سے محفوظ ہوں۔

ع "والعذر عند کرام الناس مقبول"

فیضی غفرلہ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

بالطمبر

بالطمبر

ضروری یادداشت
مضامین

صفحات

نمبر
شمار

بالطمبر

بالطمبر

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

ضروری یادداشت
مضامین

صفحات

نمبر
شمار

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیر سی کاظم

تفسیر نور الیوم
محکم کائنات مکتبہ امویہ خانقاہ قادریہ

تفسیر خزان لؤلؤ
سدا افاضل رتد محمد بن ابراہیم ابراہیمی قرظیہ

ضیاء القرآن جلد
مفسر ضیاء الانت حضرت پیر
عزیز کرم شاہ الازہری نوکلہ قرظیہ

تفسیر منظر ہستی جلد
مدان بانہ حضرت قاسم شاہ
پالوئی مدرسہ اعلیٰ

تفسیر الحیات جلد
ابوالحسن سید محمد احمد قادری قرظیہ

تفسیر اہل بیت
علامہ ابوالحسن علیہ

تفسیر ذر منثور

علامہ جمال الدین سیوطی جلد

تفسیر ابن کثیر جلد

علامہ ابو الفداء عبد الدین ابن کثیر قرظیہ

تفسیر احکام القرآن

مولانا جمال الدین سیوطی

تفسیر سورۃ الاحقاف

پروفیسر سید ابراہیم

یاتھا الذی یومئنا

مفتی سعادت علی قادری

17.444